حیاتِ طیبہ
شہزادی اُمِ کلثوم بنتِ علیؑ
علامہ ڈاکٹر سید ضمیر اختر نقوی
Presented by Ziaraat.Com

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ہیں

مومنین بھی اس سے استفادہ حاصل کر سکتے ہیں.
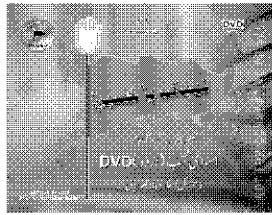
منجانب.

سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پاکستان

www.Ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina

Presented by Ziaraat.Com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دوسری ثانیِ زہراؑ ہیں بہ اوصافِ تمام
اُمِّ کلثومؑ پہ واجب ہے دُرود اور سلام
(نجم آفندی)

حیاتِ طیّبہ

شہزادی اُمِّ کلثوم بنتِ علیؑ

......تالیف

علّامہ ڈاکٹر سیّد ضمیر اختر نقوی

www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina

Presented by Ziaraat.Com

جملہ حقوق بحقِ ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب : حیاتِ طیبہ شہزادی اُمِّ کلثوم بنتِ علی سلام اللہ علیہا

تالیف : علامہ ڈاکٹر سید ضمیر اختر نقوی

اشاعت : اوّل (۱۴۳۱ھ بمطابق ۲۰۱۰ء)

کمپوزنگ : ریحان احمد

تعداد : ایک ہزار

قیمت : ۲۰۰ روپے

ناشر : مرکزِ علوم اسلامیہ

I-4 نعمان ٹیرس، فیز-III، گلشنِ اقبال، بلاک-11

کراچی۔ فون: 02134612868

0300-2778856

www.ziaraat.com Sadeeqa-e-Sakina

کتاب ملنے کا پتہ

مرکزِ علومِ اسلامیہ

I-4 نعمان ٹیرس، فیز-III، گلشنِ اقبال، بلاک-11

کراچی۔ فون 02134612868

website: www.allamazameerakhtar.com

Presented by Ziaraat.Com

حضرت اُمِّ کلثومؑ پر امام حسینؑ کا سلام

فَقَامَ عَلٰی بَابِ الْفُسْطَاطِ
وَنَادٰی یَا اُخْتِیْ زَیْنَبُ وَیَا
اُخْتِیْ اُمِّ کُلْثُومِ وَیَا سَکِینَةُ
وَیَا رَبَابُ عَلَیْکُنَ مِنِّی السَّلَامُ
خَلِیْفَتِیْ عَلَیْکُمُ اللّٰہُ

ترجمہ: پس دروازۂ خیمہ پر کھڑے ہو کے حسینؑ نے آواز دی اے بہن میری زینبؑ و اُمِّ کلثومؑ اور اے سکینہؑ اور اے ربابؑ تم سب کو سلامِ آخری میرا پہنچے کہ اب میں رخصت ہوتا ہوں اور تم کو خدا کے سپرد کرتا ہوں۔

Presented by Ziaraat.Com

موسیٰؑ کلیم اللہ کی بہن کلثومؑ

وَقَالَتْ لِاُخْتِهٖ قُصِّيْهِ فَبَصُرَتْ بِهٖ عَنْ جُنُبٍ وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۙ

ترجمہ

فرعون اور فرعون والوں کو یہ معلوم ہی نہ تھا اور نہ شعور تھا کہ موسیٰ کے ساتھ موسیٰ کی بہن بھی آ رہی ہے۔ (سورۂ قصص ۔ ۲۸ ... آیت ۱۱)

Presented by Ziaraat.Com

حسینؑ کی بہنیں فاتحِ شام

زینبؑ و اُمّ کلثومؑ

یزید اور یزید والوں کو یہ خبر ہی نہ تھی
اور نہ شعور تھا کہ حسینؑ کی بہنیں
زینبؑ و اُمِّ کلثومؑ حسینؑ کے ساتھ
آرہی ہیں۔

www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina
Presented by Ziaraat.Com

زیارت حضرت اُمِّ کلثوم سلام اللہ علیہا

"فَقَامَ عَلٰی بَابِ الْفُسطَاطِ وَنَادیٰ یَا اُخْتِیْ زَیْنَبُ وَ یَا اُخْتِیْ اُمِّ کُلْثُومِ وَ یَا سکِینَۃُ وَ یَا رَبَابُ عَلَیْکُنَّ مِنِّی السَّلَامُ خَلِیْفَتِیْ عَلَیْکُمُ اللّٰہُ"

اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ یَا بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ یَا بِنْتَ نَبِیِّ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ یَا بِنْتَ مُحَمَّدِ الْمُصطَفیٰ اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ یَا بِنْتَ وَلِیِّ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ یَابِنْتَ عَلِی الْمُرتَضیٰ سَیِّدِا لَاَوْصِیَاءِ والصِّدِیقِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ یَا بِنْتَ فَاطِمَۃَ الزَّھْرَاءِ سَیِّدَۃِ نِسَاءِ الْعٰلَمِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ یَا اُخْتَ الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ سَیِّدِیْ شَبَابِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ اَجْمَعِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ اَیَّتُھَا السَّیِدۃُ الزَّکِیَّۃُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ اَیَّتُھَا الدَّاعِیَۃُ الْخَفِیَّۃُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیَّتُھَا التَّقِیَّۃُ النَّقِیَّۃُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ اَیَّتُھَا الرَّاضِیَۃُ الْمَرضِیَّۃُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ اَیَّتُھَا الْعَالِمَۃ الغَیرُ الْمعَلَّمَۃِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ اَیَّتُھَا الْفَھِیْمَۃُ الْغَیرُ الْمُفَھِّمَۃِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ اَیَّتُھَا الْمظلُوْمَۃُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ اَیَّتُھَا الْمھمُوْمَۃُ اَلسَّلَام عَلَیْکِ اَیَّتُھَا الْمغمُوْمَۃُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ اَیَّتُھَا الصِّدِیقَۃُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ اَیَّتُھَا الْمَکْرُوْبَۃُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ اَیَّتُھَا الْمَاسُورَۃُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ اَیَّتُھَا الصَّاحِبَۃُ الْمصیبَۃِ الْعُظمیٰ اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ یَااُمِّ کلثوم وَرَحْمَۃَ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

Presented by Ziaraat.Com

﴿ترجمہ﴾

زیارت حضرت اُمِّ کلثوم سلام اللہ علیہا

”پس دروازۂ خیمہ پر کھڑے ہو کے حسینؑ نے آواز دی اے بہن میری زینبؑ و اُمِّ کلثومؑ اور اے سکینہؑ اور اے ربابؑ تم سب کو سلامِ آخری میرا پہنچے کہ اب میں رخصت ہوتا ہوں اور تم کو خدا کے سپرد کرتا ہوں“۔

سلام ہو آپ پر اے دخترِ رسولِ خدا، سلام ہو آپ پر اے اللہ کے نبیؐ کی بیٹی، سلام ہو آپ پر اے محمدِ مصطفٰےؐ کی بیٹی، سلام ہو آپ پر اے اللہ کے ولی کی بیٹی، سلام ہو آپ پر اے دخترِ علی مرتضیٰؑ کی کہ جو وصیوں کے اور صدیقوں کے پیشوا ہیں، سلام ہو آپ پر اے فاطمہ زہراؑ کی بیٹی کہ جو سردار ہیں تمام جہانوں کی عورتوں کی، سلام ہو آپ پر اے ہمشیرہ حسنؑ و حسینؑ کی سردار ہیں تمام جوانانِ اہلِ جنّت کے، سلام ہو آپ پر اے سیّدہ پاک و پاکیزہ، سلام ہو آپ پر اے در پردہ حق کی دعوت دینے والی، سلام ہو آپ پر اے اللہ سے ڈرنے والی پاک و پاکیزہ، سلام ہو آپ پر اے وہ بی بی جو اللہ سے راضی ہے اور اللہ ان سے راضی ہے، سلام ہو آپ پر اے وہ بی بی جو عالمہ ہے بغیر کسی کے تعلیم دیئے ہوئے، سلام ہو آپ پر اے وہ بی بی جو فہیمہ (سمجھنے والی) ہیں بغیر کسی کے سمجھائے، سلام ہو آپ پر اے وہ بی بی کہ جس پر ظلم کیا گیا، سلام ہو آپ پر اے رنجیدہ بی بی، سلام ہو آپ پر اے غمگین بی بی، سلام ہو آپ پر اے سچ بولنے والی، سلام ہو آپ پر اے وہ بی بی جس نے مشقت برداشت کی، سلام ہو آپ پر اے وہ بی بی جو قیدی بنی رہی، سلام ہو آپ پر اے وہ بی بی جس نے عظیم مصائب برداشت کیے، سلام ہو آپ پر اے اُمِّ کلثومؑ اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔

Presented by Ziaraat.Com

شہزادی اُمِّ کلثومؑ کا فرمان

علیؑ کے نام لینے والوں سے میری یہ خواہش ہے کہ جہاں تک ہو سکے ایسے سوال نہ کریں جس کے بعد اعتقاد بگڑنے کی نوبت آجائے۔ ہمارے کنبہ بھر کی یہی خواہش ہے کہ ہمارے چاہنے والے بہترین عقیدہ رکھیں اور خدا کے آگے سرخرو ہو جائیں۔ اللہ تم سب کی مدد کرے اور ایمان کامل کرے شاہِ کربلا کے صدقے سے۔ میرے مظلومؑ بھائی کے رونے والو! اگر تم جان جاؤ کہ تم اپنے رب کو کتنے عزیز ہو تو تمہارا فخر غرور کی حد تک پہنچ جائے۔ حسینؑ پر ایک آنسو نکالنا کیا ثواب رکھتا ہے۔ صرف ایک آنسو اور تم تو ہزاروں آنسو بہا دیتے ہو، جس طرح حسینؑ کی بہنیں بہاتی ہیں، جس طرح حسینؑ کی ماں بہاتی ہے۔ جب تک ہم کو اپنا کام پورا کرنا تھا ہم نے اپنے آنسو روکے رکھنے کی کوشش کی اور کامیاب ہوئے لیکن جس وقت سے ہمارا کام پورا ہو گیا ہم نے ان کو روکنے کی کوشش نہیں کی اور وہ بھی اتنا بہتے ہیں کہ اگر یکجا کئے جائیں تو سمندر بن جائیں۔

خواہرانِ حسینؑ کے آنسو اب رُکنا جانتے ہی نہیں۔ اس فرزندِ حسینؑ کے آنسو جو زندگی بھر رویا بابا کے لئے۔ بھلا اب کوئی کیا روک سکتا ہے۔ میرا غریب بچہ کہتا ہے اگر اس کو کوئی روکے رونے سے اماں یہ آنسو میرے قلب کی آگ بجھاتے ہیں۔ اگر میں ایک پل روکنا چاہوں تو میرے سینے میں وہ آگ روشن ہو جاتی ہے جس سے تمام جسم سجادؑ جلنے لگتا ہے۔ آہ آہ۔

(بحوالہ کتاب "حرفِ غیب")

Presented by Ziaraat.Com

معصوم کی بیٹی معصومہ

اُمِّ کلثومؑ

اے صلِّ علیٰ رُتبۂ اُمِّ کلثومؑ
اسرارِ خدا بشر کو ہوں کیا معلوم

معصوموں کی فہرست میں شامل بھی نہیں
اور اس پہ یہ عالم ہے کہ بالکل معصوم

نجم آفندی

Presented by Ziaraat.Com

علی محسن مونؔ:

قصیدہ درمدح

جنابِ اُمِّ کلثومؑ

نورِ عصمت کی ہی تنویر ہیں اُم کلثومؑ گوہرِ معدنِ تطہیر ہیں اُمِّ کلثومؑ

اپنی نانی کی ہیں تصویر تو زینبؑ لیکن اپنی دادی کی تو تصویر ہیں اُمِّ کلثومؑ

ناصرِ سیّدِ والا ہیں جنابِ زینبؑ ناصرِ زینبؑ دلگیر ہیں اُمِّ کلثومؑ

خود تلاوت جسے کرتی ہے لسانِ عصمت دستِ خالق کی وہ تحریر ہیں اُمِّ کلثومؑ

بانیٔ ماتمِ شبیرؑ ہیں خواہر اِن کی ناشرِ ماتمِ شبیرؑ ہیں اُمِّ کلثومؑ

ان کی چادر کا بھی ہے دینِ خدا پر احساں اس لئے دین کی توقیر ہیں اُمِّ کلثومؑ

اب بھی دیتی ہے ہر اک آیۂ کوثر یہ صدا شہؑ کی طرح مری تفسیر ہیں اُمِّ کلثومؑ

کیسے لکھا ہے مورخ نے انہیں بے اولاد خواہرِ مالکِ تقدیر ہیں اُمِّ کلثومؑ

جیسے گویا تھیں کبھی بنتِ اسد کعبے میں اب اسی لہجے کی تقریر ہیں اُمِّ کلثومؑ

شعر تو کہتی ہیں یہ بھی ابوطالبؑ کی طرح نوحے میں نعت کی تاثیر ہیں اُمِّ کلثومؑ

ان کا بھائی ہے ابوالفضل تو یہ کیوں نہ کہوں خود فضائل کی بھی توقیر ہیں اُمِّ کلثومؑ

ہر دعا کہتی ہے اے مونؔ جنابِ حق میں

اے خدا ضامنِ تاثیر ہیں اُمِّ کلثومؑ

Presented by Ziaraat.Com

فہرست

Presented by Ziaraat.Com

Presented by Ziaraat.Com

Presented by Ziaraat.Com

Presented by Ziaraat.Com

Presented by Ziaraat.Com

Presented by Ziaraat.Com

Presented by Ziaraat.Com

Presented by Ziaraat.Com

Presented by Ziaraat.Com

Presented by Ziaraat.Com

Presented by Ziaraat.Com

زیارتِ ناحیّہ

حضرت امام زمانہ علیہ السّلام

نیزہ پر سرِ اقدس کو اُٹھایا گیا اور اہلِ حرم کو غلاموں کی طرح قید کر لیا گیا اور آہنی زنجیروں میں جکڑ کر اونٹوں پر بٹھا لیا گیا۔ دن کے دوپہر کی گرمیاں ان کے چہروں کو جُھلسا رہی تھی اور وہ غریب بیابانوں اور جنگلوں میں پھرائے جا رہے تھے۔ ہاتھ ان کے گردنوں سے بندھے ہوئے تھے اور بازاروں میں ان کو پھرایا جا رہا تھا۔

وائے ہو ان نافرمانوں اور فاسقوں پر جنہوں نے آپ کو قتل کر کے اسلام کو تباہ کر دیا۔ نمازوں کو روزوں کو معطل کر دیا۔ شریعت کے چلن کو اور احکام کو توڑ دیا، ایمان کی عمارت کو ڈھا دیا اور قرآن کی آیتوں کو جلا دیا اور بغاوت و سرکشی میں دھنستے چلے گئے۔ آپ کے قتل سے رسولؐ اللہ مظلوم قرار پا گئے۔ مظلوم بھی ایسے کہ اپنے بچّے کے خون کا بدلہ نہ لے سکے۔ آپ کے قتل سے کتابِ خدا پر لاوارثی چھا گئی۔ آپ کے ستائے جانے سے اصل میں حق ستایا گیا۔ آپ کے نہ ہونے سے اللہ اکبر اور لا اِلٰہ اِلا اللہ ان آوازوں میں کوئی روح نہ رہی، حرام و حلال کا امتیاز قرآن اور قرآن کے معانی کا تعین سب ضائع ہو گیا۔ آپ کے بعد شریعت میں کُھلی ہوئی تبدیلیاں فاسد عقیدے سے حدودِ شریعت کا تعطل نفسانی خواہشوں کا زور گمراہیاں، فتنے اور غلط چیزوں کا ظہور رہا۔

Presented by Ziaraat.Com

علاّمہ ڈاکٹر سیّد ضمیر اختر نقوی:

کڑوا، کڑوا، سچ

حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا، حضرت امام حسن علیہ السلام، حضرت امام حسین علیہ السلام پر میری کتابیں مومنین و مومنات کے زیرِ مطالعہ آئیں، پھر حضرت زینبِ کبریٰ سلام اللہ علیہا پر میری دو کتابیں شائع ہوئیں جو نہایت پسند کی گئیں اور ہاتھوں ہاتھ ہدیہ ہو گئیں۔

اب پنجتنؑ پاک کے گھرانے میں حضرت اُمِّ کلثوم سلام اللہ علیہا پر میری کتاب آپ کے ہاتھ میں ہے۔ حضرت اُمّ البنینؑ کی سوانح حیات میں اس کتاب کا اعلان اب سے کئی برس پہلے ہو چکا ہے۔

کتاب کی تیاری میں تقریباً دو مہینے مزید تحقیق کرنے کے بعد اب منزلِ اشاعت کی نوبت آئی۔

جب کتاب لکھنے کا آغاز ہوا تھا ایک سو پچاس صفحات سے بات آگے نہیں بڑھ رہی تھی۔ ریسرچ شروع کرتے ہی کتاب کی ضخامت بڑھنے لگی اور مجھے اطمینان نصیب ہوا کہ کسی حد تک حق ادا ہوا ہے۔

محقق اور مصنّف کے لئے بڑے بڑے مسائل درپیش ہوتے ہیں۔ اس کا ذکر میں نے حضرت عباسؑ پر عشرہ پڑھتے ہوئے کیا ہے۔ حضرت اُمِّ کلثومؑ کی حیاتِ طیبہ کی تالیف و تصنیف میں چند مشکل مرحلے آئے جن میں چند کا ذکر ضروری سمجھتا ہوں۔

Presented by Ziaraat.Com

پہلی بات یہ کہ عربی، فارسی اور اردو میں حضرت اُمِّ کلثومؑ کی زندگی کے حالات پر کوئی کتاب نہیں لکھی گئی اس لئے کوئی نمونہ موجود نہیں تھا۔ ایک مختصر کتاب ڈاکٹر عطیہ بتول کی حضرت اُمِّ کلثومؑ کے مختصر حالات لاہور سے ۱۹۸۷ء میں شائع ہوئی تھی۔ اس کے علاوہ حضرت اُمِّ کلثومؑ سے متعلق ''افسانۂ عقد'' پر بے شمار کتابیں، عربی، فارسی، اردو میں لکھی گئی ہیں۔ لیکن یہ مناظرے کی کتابیں ہیں جو میرے کام نہیں آسکتی تھیں۔ اِن کتابوں میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ بحث مباحثہ ہے۔ مجھے سوانح حیات لکھنا تھی جو کہ کسی نے نہیں لکھی۔

میں نے ''افسانۂ عقد'' کی بحث کو کسی حد تک نظر انداز کر دیا ہے اس لئے کہ اس کا کوئی فائدہ نہیں جب یہ طے ہے کہ وہ ایک دوسری اُمِّ کلثوم تھی جس کی ولدیت ابی بکر ہے یعنی اُم کلثوم بنتِ ابی بکر کا عقد غیر سیّد شخصیت سے ہوا۔ اس لئے یہ وضاحت میں نے کردی ہے۔ اگر یہ بحث میں اپنی کتاب میں لاتا تو حیاتِ طیبہ کے گوشے تشنہ رہ جاتے۔

شہزادی اُمِّ کلثومؑ سیدانی بی بی تھیں اور اُن کی شادی سیّد گھرانے میں حضرت عونؑ بن جعفر طیارؑ سے ہوئی۔

کتاب پڑھنے کے بعد آپ کو خود احساس ہوگا کہ شیعہ وسُنّی مورخین نے بی بی کے لئے یہ کیوں لکھا کہ وہ بیوہ تھیں۔ یہ مورخین نے اس عظیم ہستی پر ظلم کیا۔ دوسرا ظلم یہ کیا کہ انھیں لاولد لکھا (معاذ اللہ) جس کی مدح میں کوثر کی آیات موجود ہوں اُسے لاولد لکھنا کتنی بڑی بے ادبی ہے۔ شہزادی اُمِّ کلثومؑ کی اولاد اور نسل مصر میں اب تک موجود ہے تفصیلات میں نے لکھ دی ہیں۔ کتابی حوالوں کی فہرست کتاب کے آخر میں ملاحظہ فرمایئے۔

Presented by Ziaraat.Com

جو مورخین موضوع کو سنبھال نہیں پائے اُنھوں نے تو یہاں تک لکھ دیا کہ حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہؑ کی ایک ہی بیٹی تھیں، اُنھیں کا نام زینبؑ بھی ہے اور کنیت اُمِّ کلثومؑ ہے۔ آپ خود سوچیئے جہاں ذاتِ گرامی کے وجود سے ہی انکار کر دیا گیا ہو، پھر پانچ سو صفحوں کی کتاب مستند حوالوں کے ساتھ تحریر کر دی جائے کیا یہ اہلِ بیتؑ کا معجزہ نہیں ہے۔ میں معجزے کا قائل ہوں۔ میں اچھے عقیدے کا حامی بھی ہوں اور داعی بھی ہوں۔

میں نے تحریر و تقریر میں مستند روایات کو ہمیشہ زندہ رکھا۔ میری تقریر کے خاص مقاصد مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ میری ہر تقریر توحید سے متعلق ہوتی ہے، شرط یہ ہے کہ تقریر کو غور سے سنا جائے۔

۲۔ میری ہر تقریر میں علم کی برتری کی بات ہوتی ہے۔

۳۔ میری ہر تقریر میں آلِ محمدؐ کے وقار کو بلند رکھا جاتا ہے۔

۴۔ میری ہر تقریر پاک و پاکیزہ، طاہر و اطہر بیان پر مبنی ہوتی ہے۔

۵۔ میری ہر تقریر میں علمی، ادبی، تہذیبی عناصر ہوتے ہیں۔

۶۔ میری ہر تقریر میں ایک ایسی احتیاط ہوتی ہے جہاں اخلاق سے گری ہوئی کوئی بات کبھی منبر پر نہیں آتی۔

۷۔ میری ہر تقریر تائید پنجتنؑ پاک، تائید چہاردہ معصومینؑ، تائید شہدائے کربلاؑ ہوتی ہے اس لئے کوئی غلط بات کبھی منبر پر میں نے بیان نہیں کی اور اس پر مجھے ناز ہے۔

۸۔ خدا کا شکر ہے کہ پوری دنیا میں جہاں جہاں آلِ محمدؐ کے چاہنے والے موجود ہیں میری آڈیو، ویڈیو، سی ڈیز پہنچ چکی ہیں۔

۹۔ میری تقریر کے ترجمے دنیا کی ہر زبان میں ہو چکے ہیں، اس لئے مجھے اردو داں طبقے کی طرح عربی، فارسی اور انگریزی و دوسری زبانوں کے لوگ بھی سنتے ہیں،

Presented by Ziaraat.Com

اور سر دُھنتے ہیں۔ اور ہر جگہ یہ آواز بلند ہے کہ ایسی خطابت کبھی سُنی ہی نہیں گئی یہ میرے مولا علیؑ اور میری شہزادی فاطمہ زہراؑ کا کرم ہے۔

۱۰۔ ہاں افسوس اس بات کا ہے کہ میرے ہم عصر کچھ لوگ میرا ساتھ نہ دے سکے اور حسد میں جل مرے۔

۱۱۔ ذرا سوچیئے پاک و ہند کے خطیبوں نے اپنے مجمعے کو یہ تک نہ بتایا کہ ''زیاد اور ابنِ زیادؑ'' کون لوگ تھے۔ زیارتِ امام حسینؑ میں آلِ زیاد و آلِ ابنِ زیاد پر لعنت کی گئی ہے، زیارت چھپی ہوئی موجود ہے۔

ہمارے خطیبوں نے اپنے مجمعے کو یہ بھی نہیں بتایا کہ سُمیّہ کون تھی اور مرجانہ کون تھی۔ (ہائے افسوس)، میرا مجمع جو مجھے پچاس برس سے سُن رہا ہے وہ ان رموز سے واقف ہے۔ یہ دن بھی دیکھنا پڑا اور یہ بھی سننا پڑا کہ زیاد تو رسولؐ اللہ کا صحابی تھا۔ (اے معاذ اللہ)

خدا لعنت کرے زیاد پر ہر معصوم نے ہر امام نے اس پر لعنت کی ہے۔ کراچی کے بعض شیعہ اس کا احترام کرنا چاہتے ہیں۔ ابنِ زیاد جو واقعہ کربلا کا یزید کے بعد سب سے بڑا مجرم ہے اس کے لئے کچھ شیعہ ایک لفظ نہیں سُننا چاہتے۔

(حیرت! حیرت! حیرت! حیرت)

حضرت امام حسینؑ کا صبحِ عاشور کا خطبہ عربی متن اور ترجمہ ملاحظہ ہو:۔

''کیا تم نے یزید اور بنی اُمیہ کی معاونت میں آلِ پیغمبرؐ کی اعانت سے ہاتھ کھینچ لیا ہے؟ ہاں، خدا کی قسم! یہ مکاری وعیاری تمہارا ماضی ہے۔ تمہارا تار و پود مکر و فریب ہے۔ تم اس شجر کے پلید ترین پھل ہو جس کی نشو و نما آپ مکر سے ہوئی ہے۔ تم باغیان کے لئے لقمۂ گلوگیر تھے۔ اب غاصب دشمن کے لئے خوشگوار لقمہ بن گئے ہو اور اس کے حلق میں فرحت بخش بن کر اُتر رہے ہو''۔ امام حسینؑ پھر فرماتے ہیں:۔

Presented by Ziaraat.Com

اَلّاوان الدعی بن الدعی قدر کرنی بین اثنتین بین السلة والذلة وھیھات منا الذلة یابی اللّٰہ ذلك لنا ورسول والمؤمنون وحجور طابت وطھرت وانوف حمیة ونفوس آبیة من ان نوثر طاعة اللئام علی مصارع الکرام"۔

بنی اُمیہ کے منہ بولے بیٹے ابنِ زیاد نے جس کا باپ زیاد بھی بنی اُمیہ کا ساختہ بیٹا اور ایک ناپاک وپلید انسان تھا۔ مجھے اس دوراہے پر کھڑا کر دیا ہے جہاں سے عزت کی موت یا ذلت کی زندگی کی طرف راستے جاتے ہیں۔

افسوس صد افسوس کہ میں ذلت وخواری کو اپنے لئے منتخب کروں۔ خدا تعالیٰ میری ذلت پر راضی ہے نہ اس کا رسولؐ، مومنینِ جری اور میری تربیت کرنے والی باعصمت ہستیاں، دلیر وغیور، بلند نظر، عالی طبع اور روشن ضمیر انسان اس پر راضی نہیں ہو سکتے کہ عزت وغیرت پر قربان ہونے کی بجائے پست وذلیل لوگوں کی اطاعت قبول کی جائے"۔

(بحوالہ صحیفۂ کربلا)

دربارِ پسرِ مرجانہ ابنِ زیاد:

علامہ محمد حسن صلاح الدین (ایران) لکھتے ہیں:۔

خاندانِ رسالتؐ کو قیدی بنا کر کوفہ لایا گیا۔ ابنِ زیاد نے ان کی حاضری کا حکم دیا۔ اس حکم کی تعمیل کرتے ہوئے خاندانِ رسالتؐ کو قیدی کی حیثیت سے پسرِ مرجانہ کے دربار میں کھڑا کر دیا گیا۔

لیکن جناب زینبؑ نے اس کے سامنے ایک مصیبت زدہ عورت کی مانند انکساری و عاجزی کے عالم میں حاضر ہونے کو اپنی شان اور وقت کے تقاضے کے منافی سمجھا۔ ابنِ زیاد بحیثیت حاکم متکبر پہلے ہی تھا۔ مگر واقعہ کربلا کے بعد اس کے تکبّر، خود بینی وغرور میں

www.ziaraat.com Sabeel-e-Sakina

Presented by Ziaraat.Com

مزید اضافہ ہو گیا تھا۔ لہٰذا جنابِ زینب سلام اللہ علیہا ''التکبر مع التکبر'' یعنی متکبر کے سامنے تکبر کرنا ہی بڑی عبادت ہے'' کے مصداق بڑی شان وشوکت اور غرور و بزرگی کے ساتھ دربار میں حاضر ہوئیں۔ کنیزوں (باقی قیدی عورتوں) نے آپ کے گرد حلقہ بنا رکھا تھا۔ حاکم کی اجازت کے بغیر نہایت عظمت و جلال کے ساتھ آپ دربار میں تشریف فرما ہوئیں۔ (بطلۂ کربلا)

ابنِ زیاد کو یہ حالت گوارا نہ ہوئی۔ اس نے جنابِ زینبؑ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا:

وہ عورت کون ہے؟ مگر آپ نے جواب نہیں دیا۔ اسی طرح اس نے تین مرتبہ پوچھا مگر اسے جواب نہیں ملا۔ یعنی ابنِ زیاد کو حقیر اور ذلیل اور جواب و گفتگو کے نا قابل سمجھتے ہوئے اسے جواب نہیں دیا۔ آخر ایک کنیز نے کہہ دیا کہ زینب بنتِ فاطمہؑ ہیں۔

یہ سُن کر ابنِ زیاد جو ایک طرف سے وہمی فتح وظفر کے نشہ میں چور تھا اور دوسری طرف اسے اپنی تحقیر و تذلیل کا احساس شدت سے ہو رہا تھا، نے آپ سے مخاطب ہو کر کفر آمیز اور بغض و کینہ سے لبریز چند جملے اپنی ناپاک زبان سے ادا کیے۔ جنابِ زینبؑ یہ جملے، جو براہِ راست اسلامی اصولوں کی نفی پر مشتمل تھے سن کر خاموش نہیں رہ سکتی تھیں، چونکہ اسلام کے بنیادی اصولوں کا دفاع انقلابِ حسینؑ کا روح رواں تھا۔ اس کے علاوہ اس متکبر اور باغی حاکم کو نہ بھولنے والے درس کی تلقین بہت ضروری تھی۔ لہٰذا خاموشی کے بعد اب بولنے کا موقع تھا۔ لیکن جب آپ نے بولنا شروع کیا تو گویا آپ آگ کے شعلے برسا رہی تھیں۔ علیؑ کی بیٹی علیؑ کی فصاحت و بلاغت کی یاد دلاتے ہوئے اس انداز سے اس پر ٹوٹ پڑی جس طرح حضرت علیؑ بذاتِ خود ذوالفقار چلاتے

Presented by Ziaraat.Com

ہوئے دشمنانِ خدا پر ٹوٹ پڑتے تھے۔ آپ نے فرمایا:

''حمد ہے اس خدا کے لئے جس نے ہمیں عزت دی محمد مصطفیٰ کے ساتھ اور ہمیں پاک و پاکیزہ قرار دیا اس طرح جو حق ہے پاکیزہ قرار دینے کا۔ رسوا وہ ہوتا ہے جو فاسق و فاجر ہو اور وہ ہمارا غیر ہے (یعنی تو خود ہے)''

ابنِ زیاد نے جنابِ زینبؑ سے کہا:-

''دیکھا تم نے! اللہ نے تمہارے بھائی اور دیگر عزیزوں کے ساتھ کیا کیا؟''

جنابِ زینبؑ نے نہایت سکون اور اطمینانِ قلب کے ساتھ فرمایا:-

میں نے تو اچھا ہی اچھا دیکھا ہے۔ وہ خاصانِ خدا تھے جن کے لئے درجۂ شہادت تقدیر میں دیا گیا تھا اور وہ اپنے پیروں پر چل کر قربان گاہ میں گئے وہ دن بھی دُور نہیں جب اللہ کے حضور تیرا اور ان کا سامنا ہوگا اور تو دیکھے گا کہ وہاں کامیابی کس کی ہوگی۔ اے پسرِ مرجانہ! تیری ماں کو تیری مصیبت پر رونا پڑے''۔

(المقرم، حیاۃ الامام الحسینؑ...ج ۳، اعلام الوریٰ)

ابنِ زیاد نے میدانی جنگ ختم ہونے کے بعد اب اہلِ بیتؑ کے ساتھ نفسیاتی جنگ کا آغاز کیا اور اپنے خیالِ خام کے مطابق اہلِ حرم کی تذلیل وتوہین کے سارے حربے استعمال کیے مگر وہ کارگر ثابت نہیں ہوئے۔

جنابِ زینبؑ نے موقع سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے ابنِ زیاد پر جو کہ جاہلیت کے نمائندے کی حیثیت سے آپ کے سامنے تھا جوابی حملہ کیا اور اس کی مٹی پلید کر دی۔ ثانیٔ

Presented by Ziaraat.Com

زہراؑ کے گذشتہ چند جملے اتنے وزنی اور کارگر اور اس کے نفسیاتی ماحول میں اس حد تک دھما کہ خیز ثابت ہوئے کہ ہزاروں کلو دھما کہ خیز مادے سے زیادہ ان کے اثرات مرتب ہوئے۔ بنتِ حیدرؑ کی ضربت اتنی تباہ کن ثابت ہوئی کہ ہزاروں تلواریں بھی ایسی کاری ضرب لگانے سے قاصر رہتیں۔

یہ فقرہ "اے مرجانہ کے بیٹے"! اس کے ماضی کے تمام حالات اور اس کی نسبی پستی وخواری کے تمام واقعات پر مشتمل تھا۔ اگر اس میں غیرت و مردانگی کی ذرہ بھر رمق ہوتی تو اس کے زندہ رہنے سے اس کا مرنا بہت مناسب تھا۔ مگر وہ اپنے اسلاف، فرعون و نمرود، شداد، مشرکین قریش اور اپنے باپ زیاد وغیرہ کی سیرت پر عمل پیرا ہوا۔ یعنی انسانی تاریخ میں ظالموں، جابروں اور سرکشوں کا ایک مشترکہ عمل چلا آرہا ہے اور جب وہ اپنے حریف کے دلائل و معجزات سے شکست کھاتے ہیں تو ان کو قتل و جلا وطنی کی سزا دیتے ہیں۔ چنانچہ سابق الذکر افراد کی تاریخ اس مدعٰی پر گواہ ہے۔

مرجانہ کے بیٹے نے حضرت زینبؑ کی منطق، جوابی حملوں اور واضح چیلنج کے سامنے جب اپنی ذلت آمیز شکست محسوس کی تو عربی قبائل کی تمام عادات و رسوم کو بالائے طاق رکھ کر ایک چوب کے ذریعہ بنتِ زہراؑ کی بے ادبی کرنے کا ارادہ کیا مگر عمرو بن حریث کی فوری مداخلت سے اس فعل سے باز آیا۔

(شہیدِ اسلام تالیف محمد حسن صلاح الدین۔ جامعہ اہلِ بیتؑ، اسلام آباد، ۱۹۹۰ء)

ابنِ زیاد ایک ایسی نجس ہستی تھا جس پر یزید جیسے نجس نے بھی لعنت کی ہے، شیعہ خطیب اپنے مجمعوں کو یہ کیوں نہیں بتاتے، مولانا ابو علی شاہ لکھتے ہیں:-

تاریخ کامل جلد ۴..... ص ۸۷ پر علامہ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ جب شہیدِ کربلا امام حسینؑ کا سرِ مبارک یزید (ملعون) کے پاس پہنچا تو یزید کے دل میں ابنِ زیاد کی قدر و

Presented by Ziaraat.Com

منزلت بڑھ گئی یزید اس پر بڑا خوش ہوا لیکن تھوڑی دیر بعد جب یہ اطلاعیں ملنے لگیں کہ لوگ اس (قتلِ حسینؑ) کی وجہ سے یزید کے خلاف بغض رکھنے لگے ہیں اور یزید پر لعنتیں بھیجنے لگے ہیں اور سب وشتم کر رہے ہیں تو اسے امام حسینؑ کے قتل پر ندامت ہوئی''۔

بالآخر یزید ملعون نے ابنِ زیاد اکیلے کے سر قتلِ حسینؑ کا الزام لگا کر ابنِ زیاد پر لعنت کی۔

تاریخ ابنِ کثیر (البدایہ والنہایہ) اردو...ص ۱۱۶۳ پر لکھا ہے۔''شروع شروع میں وہ آپ (حسینؑ) کے قتل سے خوش ہوا....الخ، پھر وہ (یزید ملعون) کہنے لگا ابن مرجانہ پر اللہ کی لعنت ہو....الخ، اس (ابنِ زیاد) نے آپ (حسینؑ) کے قتل سے مجھے مسلمانوں کا مبغوض بنا دیا ہے''۔

رسولؐ اللہ کی بیٹیوں کو دربارِ ابنِ زیاد اور دربارِ یزید میں بے پردہ لایا گیا، یہ دنیا کا سب سے بڑا جرم تھا اس کے علاوہ

ربیع الاوّل ۶۴ھ میں یزید کے سالار حصین بن نمیر ملعون نے حکم یزید سے کعبہ مقدسہ کے بالمقابل منجنیقیں نصب کیں اور بیت اللہ شریف پر پتھر برسانے شروع کر دیے اور آگ والا مادہ پھینکا یہاں تک کہ کعبہ شریف جل گیا اور منہدم ہو گیا۔

قال لما احترق البیت زمن یزید بن معویۃ حین غزاۃ اھل الشام (صحیح مسلم جلد اوّل....حدیث ۱۵۲۴ اندوی)

عطا نے بیان کیا یزید بن معاویہ کے زمانے میں جب شامیوں نے ابنِ زبیر سے جنگ کی تو کعبہ جل گیا (اور برباد ہو گیا)

یزید زیادہ دن زندہ نہ رہ سکا اللہ نے اُسے سزا دی:

یزید ملعون کی حکومت تین سال ساڑھے سات ماہ رہی اور پھر وہ جہنم رسید ہو گیا۔

Presented by Ziaraat.Com

یزید نے اس قلیل عرصے میں اسلام کی تباہی میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی، اس کے کالے کرتوت مندرجہ ذیل ہیں:-

۱۔ امام حسینؑ سیّد شباب اہل الجنت اور ان کے جاں نثار اصحاب و اعزا کو بھوکا پیاسا رکھ کر یزید ملعون نے قتل کرا دیا اور بیواؤں، یتیموں کو اسیر کیا، خاندانِ رسولؐ کو برباد کرنے کے علاوہ رسولؐ زادیوں کو بے پردہ ننگے سر اسیر و تشہیر کیا اور قید کیا۔

۲۔ واقعہ حرّہ پر دس ہزار اصحابِ رسولؐ اور ان کے فرزندوں کو قتل کیا مدینہ کو برباد کیا، مدینہ میں اپنی فوج سے زنا کا بازار گرم کرایا اور احکامِ قرآن و شریعت کو برباد کیا، مسجدِ نبوی کی گھوڑے بندھوا کر تحقیر کی اور کئی روز اس میں نماز نہ ہو سکی۔

۳۔ کعبہ پر سنگباری و آتش باری کی اور کعبہ کو جلا دیا و منہدم کیا۔

پھر یزید کا انجام یہ ہوا کہ:

فعاقبه الله بنقيض قصده و حال بينه و بين ما يشتهيه و قصمه الله قاصم الجبابرة و اخذه اخذ عزيز المقتدر

(البدایہ والنہایہ....جلد ۸...ص ۲۲۲)

لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کے ارادے کے برعکس اس کو سخت سزا دی اور جو یزید نے حکومت کو مستحکم کرنے کے لئے چاہا تھا اس کو پورا نہ ہونے دیا اور جابروں و فرعونوں کی کمر توڑنے والے خدا نے یزید ملعون کی کمر کو توڑ دیا اور اسے پکڑا جس طرح عزت و قدرت والا پکڑتا ہے۔

اسیروں کو جب درباروں میں لایا گیا تو پتہ چلا کہ امام حسینؑ عورتوں اور بچوں کو ساتھ کیوں لائے تھے، امام حسینؑ کی حکمت میں رازِ الٰہی تھا۔

ابنِ زیاد ملعون کے دربارِ کوفہ میں آلِ محمدؐ کے اسیر پیش ہوئے ابنِ زیاد ملعون نے

Presented by Ziaraat.Com

آلِ رسولؐ کے لُٹے ہوئے اسیروں کو دیکھ کر خوشی کا اظہار کیا تو امام زین العابدینؑ نے فرمایا۔

''او ملعون تو ہمیں دیکھ کر خوش ہو رہا ہے کل قیامت میں رسولؐ اللہ کے سامنے ہم بھی موجود ہوں گے اور تو بھی اور تجھے اپنے کرتوتوں کی جوابدہی کرنا ہوگی اور تجھ سے کوئی جواب نہ بن پائے گا''۔

ابنِ زیاد ملعون نے سنی اَن سنی کر دی۔ (جیسے اس نے کچھ نہیں سنا) اور مقتل ابی مخنف میں لکھا ہے کہ اس نے پوچھا، تم میں سے اُمِّ کلثومؑ کون سی ہیں؟ اُمِّ کلثومؑ نے کچھ جواب نہ دیا تو ابنِ زیاد ملعون نے کہا تمہیں اپنے نانا کا واسطہ ہے (قسم ہے) مجھ سے کلام کرو۔ اُمِّ کلثوم سلام اللہ علیہا نے کہا تیرا کیا مقصد ہے بات کرنے کا ابنِ زیاد بولا تم سب جھوٹے ہو تمہارا نانا (رسولؐ اللہ) بھی جھوٹا تھا تم رسوا ہوئے اور اللہ نے تمہیں میرے قبضے میں دے دیا۔

فقالت یا عدو اللّٰہ یا ابن الدّعی انّما یفتضع الفاسق و یکذب الفاجر و انت واللّٰہ احق بالکذب والفجور فابشر بالنّار فضحك ابن زیاد و قال ان صرف الی النّار فقد شفیت صدری منکم

فقالت یا بن الدّعی لقد روّیت الارض من دم اھل البیت فقال یا بذۃ الشجاع لولا انّك امرۃ لضربت عنقك (مقتل ابی مخنف صفحہ ۱۰۴)

اُمِّ کلثوم سلام اللہ علیہا نے کہا اے خدا کے دشمن اے حرام زادے کے بیٹے تو رسوا و فاسق ہے جو جھوٹا و فاجر ہے۔ پس تجھے جھوٹ و فجور کی وجہ سے جہنم کی بشارت ہے ابنِ زیاد ملعون ہنسا اور بولا اگر میں جہنم میں جاؤں گا تو کیا ہوا میں نے اپنا دل تمہیں ستا کے ٹھنڈا کر لیا۔

Presented by Ziaraat.Com

اُمِّ کلثومؑ سلام اللہ علیہا نے فرمایا اے حرام زادے کے بیٹے تو نے اہلِ بیتؑ کے خون سے زمین کو سیراب کیا ہے ابنِ زیاد بولا اے علیؑ کی بیٹی اگر تو عورت نہ ہوتی تو میں تیری گردن مار دیتا۔

اُمِّ کلثومؑ بنتِ علی کی جرأت اور امام حسینؑ کی حکمتِ عظمیٰ:

دشمن کے بھرے ہوئے دربار میں اتنی جرأت سے ابنِ زیاد کو حرام زادے کی اولاد کہہ کر تاریخ کا ایک ورق کھول کر ابنِ زیاد کو فاسق و فاجر و جہنمی بتا کر اور جھوٹا ثابت کرنا کوئی کھیل نہیں ایک مظلوم اور قیدی معصومہ بی بی میں اتنی جرأت ایسے کٹھن وقت میں دشمن کے دربار میں ہرگز نہیں ہوسکتی۔کیا کائنات میں اس کی مثال پیش کی جاسکتی ہے، کیا یہ امام حسینؑ کی حکمتِ عظمیٰ نہیں کہ انھوں نے اپنی ایسی عظیم بہنوں کو اپنے ساتھ رکھا اور مدینے میں نہ چھوڑا جو اُن کے بعد باطل حاکم کے دربار میں حق کو حق اور باطل کو باطل ثابت کردیں اور ذکرِ حسینؑ کو درباروں، بازاروں میں ایسا زندۂ جاوید کریں کہ قیامت تک مٹائے نہ مٹ سکے۔پھر حضرت اُمِّ کلثومؑ سلام اللہ علیہا نے یہ اشعار پڑھے:-

قتلتم اخی صبراً فویل لامکم ستجزون ناراً حرّھا یتوقد	تم نے میرے بھائی حسینؑ کو قتل کردیا جو بڑے صابر تھے تمہاری ماں پر (جلنے والی پر) لعنت (اور جہنم کی وادی ویل) ہے پس عنقریب (قیامت میں) تم ہمیشہ کی بھڑکتی آگ میں ڈالے جاؤ گے۔
قتلتم اخی ثم استجتم حریمہ وانھبتم الاموال واللّٰہ یشھد	تم نے میرے بھائی حسینؑ کو قتل کیا اس کے حرم کی بے حرمتی کی اور اس کا مال اسباب لوٹ لیا جس پر اللہ گواہ ہے

Presented by Ziaraat.Com

سفکتم دماءٍ حرّم اللّٰہ سفکھا	تم نے اس (حسینؑ) کا خون بہایا ہے جس
و حرّمھا القرآن ثم محمدٌ	کا خون بہانا اللہ نے حرام کیا ہے اور قرآن و محمدؐ نے بھی حرام کیا ہے۔ تم نے عورتوں کو
وابرزتم النسوان بالذّل حسراً	بے پردہ کر کے ذلیل کر کے باہر نکالا ہے اور
و بالقتل للاطفال والذّبح تقصد	تم نے بچوں کو قتل کرنے و ذبح کرنے کا جرم کیا (جو شریعت میں جائز نہیں)۔
عزیز علی جدّی عزیز علیٰ ابی	یہ بہت گراں ہے میرے نانا (رسولؐ پر) اور
عتریز علی اُمّی و من لے یسعد	میرے باپ (علیؑ) قسیم النار والجنۃ) پر اور ہم پر جس کا کوئی سہارا (مادی) نہیں ہے۔
فیالھف نفسی للشھید بغربۃ	پس صد افسوس ہے مسافرت میں شہید
ویا حسرتا للاسیر بقیّد	ہونے والے (حسینؑ) کی شہادت پر اور بڑی حسرت ناک مصیبت ہے اس قیدی (امام زینؑ العابدین) پر جو بیڑیاں پہنے ہوئے ہے۔
ویا ویح والویل بوالدی	اور مجھ پر اور میرے والدین پر یہ کیسی
کما راسہ فوق السنّان یشیّد	آفت آئی ہے جب کہ اس (حسینؑ) کا سر نوکِ نیزہ پر بلند کیا گیا ہے۔

اسیروں کا حال ہمارے ذاکرین مجلس میں نہیں پڑھتے۔ خصوصاً اردو داں طبقہ بالکل ذکر نہیں کرتا۔ اگر پڑھ رہے ہوتے تو ''جامعہ سبطین کراچی''، کا واقعہ ابنِ زیاد کو بہانہ بنا کر رونما نہ ہوتا۔

ہاں میں خراج پیش کرتا ہوں سرائیکی اور پنجابی ذاکروں کو جو واقعیٔ دربارِ ابنِ زیاد

Presented by Ziaraat.Com

اور دربارِ یزید کے حالات پڑھتے ہیں۔ اس لئے صوبہ پنجاب کے شیعوں میں شعور موجود ہے اور وہ مجالس اور ذاکرین کا ادب کرنا جانتے ہیں۔

کاش! کراچی کے شیعہ میری کتابیں پڑھیں تو اُن میں شعور آجائے اور جہالت ختم ہو۔ آپ نے دیکھا ہوگا زیادہ جہلا ایک فلمی ہیرو کی بات کرتے ہیں۔ کبھی آپ نے اُن سے علمی گفتگو سُنی ہو تو مجھے ضرور بتایئے گا؟ (افسوس)

www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina

Presented by Ziaraat.Com

(۱)......ملکوتی انسان جو اصلاحِ قوم کرتے ہیں:

عرشیانِ خاک نشین آسمانی انسان، ملکوتی آدمی سب کے سب الٰہی کرشموں کا پتہ دیتے ہیں اور معصومینؑ کی زندگی کے بارے میں بھی بتاتے ہیں اور جہاں انسانی زندگی کا اختتام ہو جاتا ہے وہاں کا مطالعہ کرتے ہیں اگر اجتماعی شکل میں حقیقی انسان طلبِ دنیا کرتا ہے تو اُس کی مدد ہوتی ہے جتنی بھی توانائی صرف کرتا ہے علم میں اضافہ ہوتا جاتا ہے اور بات کی آخری تہہ تک پہنچ جاتا ہے یہ اُس کی سعادت اور نیک بختی ہے اور اگر راستہ گم ہو جائے تو حقیقی انسانیت سے انکار کرنے لگے تو اُسے جانور مانا جائے گا جیسے جانوروں کے ساتھ رہنے لگا ہے اور اپنی زندگی کو خیرات اور مجبوری کی زندگی کے سپرد کر دیا، گویا شکنجے میں کس دیا گیا ہے، تکلیف کی وجہ سے غمگین ہے اور جہاں تک شرائط کی اجازت ہے وہاں تک منحرف اور راہِ گم کردہ لوگوں کی رہنمائی ہوتی ہے اور وہ اجتماع کی راہنمائی کرتے ہیں اور جب کبھی راہ خطرناک ہو جاتی ہے اور انسانی فنا کا وقت قریب آ جاتا ہے تب راہنمائی ہوتی ہے۔ پھر جب انسان ہمت کر کے مشکل کام کرنے کے لئے قدم آگے بڑھاتا ہے تو اپنی حد سے گزر جاتا ہے۔ نجات مل جاتی ہے حد یہ ہے کہ ایسی منزل میں ایک ایسا بھی وقت آتا ہے جب انسان بھلائی میں اپنا خون بہا دیتا ہے۔

آسمانی انسان جو خلعتِ الٰہی کو خطرناک موقعوں پر اور فتنہ انگیزیوں میں پڑ کر انسانیت کو بچالیتا ہے اور زندگی میں سکھ اور آرام بھر دیتا ہے۔ پیغمبران جو اللہ تعالیٰ کے سفیر ہوتے ہیں اُنہوں نے ہمیشہ ہمیشہ انسانیت کی راہنمائی کی ہے اور جہاں انسانیت کا چراغ بجھ رہا تھا اُسے روشن کیا ہے اور انسانی زندگیوں کو خطرناک طوفانوں سے بچایا ہے حالانکہ اُس زمانے کے ظالم بادشاہ انسانیت کو طرح طرح سے اذیت

Presented by Ziaraat.Com

دیتے تھے۔ اُن کے ظلم سے انسانوں کو نجات بخشی ہے۔

آپ حضرت ابراہیمؑ پیغمبر کا زمانہ ہی لے لیں۔ جب کہ انسانیت کے راستے سے بادشاہت راہِ انسانیت سے ہٹ گئی تھی اور ظلم کا رواج عام ہو چکا تھا اور ایک خدائے واحد کے بجائے سینکڑوں بت بنا ڈالے تھے کوئی چاندی کا تھا کوئی سونے کا اور کوئی اور کسی دھات کا۔ بتوں کی پرستش عام ہوگئی تھی پتھروں کے مجسمے، لکڑی کے مجسمے، بنا کر پوجا کی جاتی تھی ایسی بدترین حکومتوں میں نبی بھیجے گئے اور اُنہوں نے انسان کی گرتی ہوئی ساکھ کو بچایا گویا کافر جس روشن شمع کو خموش کرنا چاہتے تھے اُسے روشن کیا اور اشرف المخلوقات انسان کو فضیلت بخشی۔ جیسی عزت انسان کو خدا نے بخشی تھی ویسی ہی عزت بخشی اور جیسے آسمان پر چاند ستارے چمکتے ہیں اسی طرح سے اپنے بندوں کو چمکایا کیونکہ اُس زمانے کا انسان بے شمار مصیبتوں میں گھرا ہوا تھا ظلم ناقابل برداشت ہو چکا تھا۔ اُن نیک اللہ کے بندوں نے رو رو کر التجا کی۔ تب قدرت کو ان مظلوموں پر رحم آیا اور اللہ تعالیٰ نے ظالموں کے ہاتھ سے ان کو نجات دی اور دنیا میں ظلمت اور کفر کی سرپرستی میں ایسا تاریک زمانہ بھی آیا ہے جب کہ انسان ظالم تھا خود غرض، عیاش مطلب پرست، جھوٹا، فریبی تھا اُسے اچھائی کے کاموں سے کوئی غرض نہیں تھی صرف اور صرف اپنا مفاد حاصل کرنا تھا اور بتوں کی پرستش عروج پر تھی۔ بہن بیٹی کی عزت محفوظ نہ تھی شرم وحیا کا نام ونشان نہ تھا صرف درندگی تھی اور خطرناک گناہانِ کبیرہ کے داغ اپنی پیشانی پر لگاتے تھے اور انسانیت کو جلا کر راکھ بنا ڈالا تھا۔ بیٹیوں، عورتوں کی کوئی زندگی نہ تھی بلکہ بیٹی کو تو پیدا ہوتے ہی زندہ درگور کر دیا جاتا تھا۔ انسانیت کا نام لینے والوں کو قتل کر دیا جاتا تھا۔ گویا انسان اچھی باتوں سے ناواقف تھا۔ اُس وقتِ خطرناک میں اللہ کے نیک بندوں اور نبیوں نے اپنی جانوں کا

Presented by Ziaraat.Com

نذرانہ پیش کیا انسان کو شیطان بننا پسند تھا اور ہر کام بے ہودگی کے انجام دیتا تھا اور غرور کرتا تھا۔ گویا انسان نما حیوان تھا کبھی کبھی تو انسان خود خدا کے مقابل آجاتا تھا اور اپنی عبادت کروانے لگتا تھا اور خوش ہوتا تھا ہوتے ہوتے حضرت ابراہیمؑ کا زمانہ آ گیا جبکہ بتوں کی پرستش کی جاتی تھی تو حضرت ابراہیمؑ نے اپنے زمانے کے لوگوں سے کہا کہ جو بات اللہ نے تمہارے لئے نہیں کہی ہے اُسے بلا وجہ اپنے اُوپر مسلط کیوں کئے ہوئے ہو؟ اور ان بتوں کو اللہ کا شریک کیوں بناتے ہو۔

وَكَيْفَ أَخَافُ مَآ أَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُونَ أَنَّكُمْ أَشْرَكْتُم بِاللَّهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِۦ عَلَيْكُمْ سُلْطَٰنًا (الانعام:۸۱)

پھر ایک ایسا نیک وقت بھی آیا کہ انسانیت کے چراغ کو اس طوفان سے بچایا اور جتنا بھی ممکن ہو سکا ظلم کے پنجے سے انسانیت کو چھڑایا اور جتنی بھی انسانیت کی راہنمائی ہو سکتی تھی ہو گئی اور اس کوشش میں اپنی پوری جان لگا دی۔ بلکہ اپنی جان کو داؤ پر لگا دیا۔ انسانی ماحول کو بدل کر رکھ دیا اور گمراہ انسانوں کی زندگی جگمگا دی۔ کیونکہ انسانیت اپنے صراطِ مستقیم سے دُور ہو چکی تھی۔ اُسکو واپس سیدھے راستے پر لگا دیا۔

اور دریائے نیل میں بہہ جانے والا بچہ (موسیٰ کلیم اللہ) فرعون کے زمانے میں اپنی ماں کا دودھ پیتا رہا اور حالات پر نظر رکھے رہا کہ مستقبل میں ان باتوں کا بدلہ لیا جائے گا۔ یہ بھی ایسا خطرناک وقت تھا جبکہ انسانیت ختم ہو چکی تھی ظلم و بربریت کا دور دورہ تھا انسانی خون خشک ہو چکا تھا مظلوم بہت تکلیف میں تھا گویا ہمیشہ کے لئے انسانیت، ظلم و بربریت کے ہاتھوں یرغمال ہو چکی تھی۔ اس بارے میں تاریخ بھی خاموش تھی۔

اب لوگ یہ سوچ رہے تھے کہ مظلوموں کو ظالم کے ہاتھ سے نجات دلانے والا کوئی

Presented by Ziaraat.Com

بھی نہیں ہے اور یہ کوتاہ نظر سوچ رہے تھے کہ انسان ہمیشہ ہمیشہ کے لئے فرعون کے چنگل میں پھنس چکا ہے اُسے بچانے والا اب کوئی بھی نہیں ہے۔ ہوتے ہوتے حضرت موسیٰ کی رسالت کا زمانہ آگیا اور اُنہوں نے اُس خطرناک دور میں لوگوں کے نظریات کے خلاف جو اپنی زندگی قعرِ مذلت میں عیش و عشرت میں گزار رہا تھا اُسے تبدیل کر دیا اور بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے انسانیت کی خدمت کے لئے تمہارے پاس بھیجا ہے اور فرعون کو برسرِ عام سمجھایا اور جب نہیں مانا تو تذلیل کر دیا گیا اور فرعون نے تمام ذلیل کام جو کر رکھے تھے۔ لوگوں سے اپنے لئے سجدہ کراتا تھا، عزت لوٹتا تھا شراب پینا عام تھا اقرباء پروری عام تھی۔ خداوند عالم نے چاہا کہ اُس کا نبی موسیٰ فرعون کے گھر میں ہی پرورش پائے اور فرعون کے خلاف علم توحید بلند کرے اور پوری انسانیت کو فرعون کے ظالم پنجوں سے چھڑائے اس قسم کے تکلیف دہ واقعات دیکھ کر انسانیت کو تکلیف ہوتی تھی عوام الناس بہت زیادہ تکلیف میں تھے۔

اور یہ دور ایسا اندھیرا دور تھا کہ اگر انسانیت کے آرام کے طور طریقے استعمال کئے جاتے تھے تو قبول نہیں کیا جاتا تھا بلکہ اچھی سوجھ بوجھ رکھنے والے کو سخت سزا دی جاتی تھی اور عوام الناس اس قدر تکلیف میں تھے کہ آسمان کی طرف منہ کر کے اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرتے تھے۔ کہتے تھے کہ معبود یہ تیری جملہ مخلوق گروہ در گروہ قبیلہ در قبیلہ ہو کر جہنم میں جا رہی ہے؟؟ اے خالق یہ کیسا زمانہ ہے کہ ظالم اور ستم گر انسان جو لوگوں کا خون پی رہا ہے اُسے بادشاہ بنا دیا گیا ہے، یہ نالائق انسان تو انسانیت کو ٹھوکریں مار رہا ہے۔ اے جہان آفرید (خدا) یہ تیری مخلوق بے گناہ ہے یہ دوشیزہ عورتیں معصوم بچے کونسا گناہ کر چکے ہیں جس کی وجہ سے یہ ظالم حکمران کے پنجے میں گرفتار ہیں کس قدر بے عزتی کی جا رہی ہے اور انسانیت سوز مظالم کئے جا رہے

Presented by Ziaraat.Com

ہیں۔ اب عوام الناس کی تکلیفیں اتنی زیادہ ہو گئی ہیں کہ کبھی کبھی ان بے گناہ لوگوں کے دل میں یہ خیال آتا ہے کہ کونسا دن ہوگا جب ہم ان مظالم سے نجات حاصل کر سکیں گے، کبھی کبھی ان تکلیفوں کی وجہ سے دنیا سے دل اُٹھ گیا ہے بے دلی پیدا ہو گئی ہے۔ اب ہوتے ہوتے حضرت محمدؐ مصطفیٰ کا زمانہ آ جاتا ہے جب کہ انسانی زندگی بہت تکلیف میں تھی۔ انسان انسان نہیں رہا تھا جنگلوں میں رہنا قافلوں کو لوٹنا لوگوں کو قتل کرنا رات دن کا پیشہ تھا اور جب ایک لمحے کو وقت ملتا تھا تو اپنا سر آسمان کی طرف بلند کرتا تھا اور اللہ تعالیٰ سے سوال پوچھا کرتا تھا؟

''اے معبود یہ گمراہ بشریت کس راستے پر جا رہی ہے اور اے معبود کونسا دن آئے گا جب انسان اس درندگی سے نکلے گا، آہ اے میرے خدا! کب وہ دن آئے گا۔ جب یہ لوگ مورتی پوجا چھوڑیں گے اور اللہ تعالیٰ کے توحید کے راستے کو اختیار کریں گے۔''

انسانیت پریشان تھی جس کو محمدؐ مصطفیٰ نے ظالموں کے ہاتھوں سے نجات دلائی اور اب یہ فکر بھی پیدا ہوئی کہ ان محمدی قوانین کا حاکم کون بنے گا تاکہ ان کی حفاظت کی جا سکے۔ اس عہدۂ نبوت کی خلافت کے لئے کسی پاک و پاکیزہ ہستی کی ضرورت ہے جو بہت اچھے طریقے پر نبیؐ کے منصوبے کو پایۂ تکمیل تک پہنچا سکے اور اس عہدۂ خلافت کے لئے نجس، کافر، مشرک انسان کی ضرورت نہیں جو ضابطۂ اخلاق کو فراموش کرتا ہو۔ غرض پاک و پاکیزہ ہستی کی ضرورت ہے تاکہ انسانیت کو بلند مقام پر پہنچا سکے۔ تاکہ روز جزا خدا سے سرخرو ہونے کا موقع ملے اور حقیقی اسلام سے انسانیت فیضیاب ہو سکے۔ اب ایسا کون آدمی ہے اس کی تلاش ہے اور پھر اُس کے بعد اُس کا جانشین بھی بہتر ہونا چاہئے جو اسلام کو سربلندی دے سکے۔ آخر ایسی ہستی کون سی ہے۔ آیا!

Presented by Ziaraat.Com

ایسا نیک و پاک و پاکیزہ انسان، پاک ارحام اور پاک صلب میں رہا ہوگا جو حقیقی اسلام کا ذمے دار ہوگا۔ اس سے انسانوں کو ہدایت حاصل ہوگی۔

ایسے نبیؐ کامل کا جانشین کون سا انسان کامل ہے۔ اب ایسے عہدے کے لئے امام و معصوم کی ہی ضرورت ہے۔ امام اور معصوم کے علاوہ ایسا اور کوئی آدمی اس عہدے کے لئے مقرر نہیں ہوسکتا ہے۔ مگر جو ملکوتی انسان ہوگا معصوم ہوگا جسے خدا نے مقرر کیا ہوگا وہی اس نیک کام یعنی خلافتِ رسولؐ کو انجام دے سکتا ہے اور خدا اور رسولؐ کا حکم بھی ایسا ہی ہے اور یہی وجہ تھی کہ حضرت علیؑ کو اس کام کے لئے چُنا گیا تھا۔

اگر ہم انسانی زندگی کے ورق اُلٹ کر دیکھیں تو پتہ چلے گا کہ اُمت کی کس بہترین طریقے سے رہنمائی کی ہے اور اس بات کے گواہ جنگل اور پہاڑ ہیں کہ کس قدر ظلم کرنے والے گزرے ہیں جیسے مدینہ، انطاکیہ، یروشلم، مصر وغیرہ کی کہانیاں ایک داستان بنی ہوئی ہیں۔

حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالبؑ نے رسولؐ خدا کے انتقال کے بعد ان کو دفن کیا۔ تمام خدمات انجام دیں لیکن دنیا پرست لوگ حکومت سازی میں ہی لگے رہے یہاں تک کہ حقوقِ علیؑ و فاطمہؑ کو غصب کرلیا گیا۔ حق کی باتوں سے جان بوجھ کر غفلت برتی اور عوام الناس باطل کے ساتھ ہوگئی حق کو دبا دیا گیا لیکن بحکم رسولؐ حضرت علیؑ نے مصلحتاً خاموشی اختیار کر لی۔ حق چھین لیا گیا لیکن تلوار نہیں اُٹھائی، حالانکہ حق کو باطل سے دبا دیا گیا کہ حضرت علیؑ کو دلی تکلیف ہوتی تھی اور کبھی کہتے تھے کہ اے معبود یہ باطل پرست انسان جو معمولی معمولی باتیں بھی دین کی نہیں جانتے ہیں رسولؐ کے خلیفہ زبردستی بن بیٹھے ہیں۔ یہ کیا ہوگیا اور ان خلافت نما لوگوں کے دین دار لوگوں سے لڑائی جھگڑا کر کے حق والوں کو خون میں نہلا دیا ہے اور پھر بھی مسندِ خلافت پر خلیفہ

Presented by Ziaraat.Com

بنے بیٹھے ہیں ان لوگوں نے اہلِ بیتؑ اور عوام الناس سب کا حق مار لیا ہے اور اسلام اسلام کا ہی نعرہ بلند کر رہے ہیں ان لوگوں کی کوئی وقعت نہیں ہے۔

۲۵ سال تک مسلمانوں کے حقوق کو اُنہوں نے پائمال کیا ہے حضرت علیؑ کے احتجاج پر بھی دھرنا نہیں دے رہے ہیں حضرت علیؑ نے لوگوں کو ایک ایک بات سمجھائی مگر لوگوں نے حضرت علیؑ کا ساتھ نہیں دیا۔ یہاں تک کہ ایک رات کو شقی ترین و ظالم کے ہاتھوں شہادت پائی۔

وہ دن بھلایا نہیں جا سکتا ہے جس دن رسولؐ خدا نے فرمایا تھا کہ:

''میں تم لوگوں میں دو گراں قدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں ایک قرآن شریف اور دوسرے میری عترت، اہلِ بیتؑ اور مجھے خداوند قدوس نے اطلاع دی ہے کہ یہ دونوں چیزیں ساتھ ساتھ رہیں گی ایک دوسرے سے الگ نہیں ہوں گی جب تک کہ حوض کوثر پر نہ پہنچ جاؤں۔''

اب حضورؐ کا فرمان کہاں اور اُمت کی لرزیدہ ظلم کی داستان کہاں۔ ابھی رسولؐ کی رحلت کو تھوڑا عرصہ ہی گزرا تھا کہ مدینے کی فضا خراب ہونے لگی اور اُمت کا اتحاد پارہ پارہ ہو گیا اور خدائے پاک کے علاوہ کسی کو بھی معلوم نہیں تھا کہ یہ انقلاب کس طرح ختم ہو گا۔

ایمان فروش دنیاوی بھیڑیئے دنیا داری اور جو خلافت کے حصول میں لگ گئے اُنہوں نے رسولؐ کا لحاظ ختم کر دیا۔ وحی کو نفلی بات کہا جانے لگا، اور آلِ رسولؐ کو جو خلافت کے صحیح حقدار تھے اُن پر بے انتہا ظلم ڈھائے گئے۔ بی بی فاطمہؑ پر مصیبتوں کا پہاڑ ڈال دیا گیا تو بی بی مسجدِ رسولؐ میں آ گئیں اور آلِ ہاشم کے ساتھ پردے سے

Presented by Ziaraat.Com

مسلمانوں کے سامنے خطاب فرمانے لگیں اور ایک زوردار خطبہ مدینے کے لوگوں کو سمجھانے کے لئے دیا گیا لیکن دل دہلانے والے مظالم آلِ رسولؐ پر عام کر دیئے گئے۔ اُس خطبے میں سیدہؑ نے فرمایا کہ:

"اے گروہِ جوانان! اے قوم کے بازو اور اسلام کے مددگارو! اے انصار جواب دو کہ خلافت ہمارا حق ہے تم لوگ ہماری طرف سے کیوں غفلت برت رہے ہو کہ ہمارا حق بھی چھین لیا گیا ہے اور ہم پر ظلم و ستم بھی عام کر دیا گیا ہے یہ تم کیسی سستی اور لاپرواہی سے کام لے رہے ہو کہ باطل کا ساتھ دے رہے ہو اب تمہارا یہ فرض بنتا ہے کہ ہمارا حق ہم کو دلاؤ دل و جان سے کوشش تو کرو، اصل کام سے غفلت برت رہے ہو، حق کو چھپا رہے ہو، کیوں تم ہمارے حق کو واپس دلانے کی کوشش نہیں کر رہے ہو، آیا تم ہمارے دشمنوں سے ہمارے حق کے لئے جنگ نہیں کرو گے خلافت تو ہمارا (علیؑ کا) حق تھا جو اُمت نے چھین لیا ہے کیا تم کافر ہو گئے ہو اور اللہ تعالیٰ تو تم سے سب سے بے نیاز ہے میں نے جو جو باتیں تم سے کہی ہیں اگر تم حق پسند ہوتے تو ہمارے دشمنوں سے دست و گریبان ہو جاتے لوگوں نے عہد و پیمان توڑ دیا ہے ہمارے دلوں میں زبردست غم و غصہ ہے ہاں ہاں خدا کی بیدار آنکھیں ہر ایک بات دیکھ رہی ہیں جو جو کام تم انجام دے رہے ہو۔"

یہ بلند مرتبہ خاتون جو جھوٹے خلیفہ کے بن جانے سے تکلیف میں مبتلا ہو گئیں غم کی وجہ سے نڈھال ہو کر بسترِ بیماری پر چلی گئیں۔ ایک روز بی بی کی مزاج پرسی کے لئے

Presented by Ziaraat.Com

چند مستورات آئیں ۔ بات چیت ہوئی آپ کا مقصد تھا کہ رسالت کا خلیفہ حقدار ہونا چاہئے لیکن کسی نے بی بیؑ کی بات پر زور نہیں دیا بلکہ گھر کے جلانے کے لئے دروازے پر لکڑیاں چن دی گئیں اور وہ قیامت خیز منظر دیکھا گیا جس کو سن کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور پھر کہا گیا کہ حیرت ہے کہ رسولؐ کی خلافت کہاں سے کہاں پہنچ گئی حد ہے کہ جس گھر میں وحی آتی تھی فرشتوں کا آنا جانا تھا اُس مکان کی عظمتوں اور عزتوں کو ختم کر دیا گیا۔ جو لوگ دین کے وارث تھے اُن کو چھوڑ دیا گیا۔ خلافت چھین لی گئی اور تم لوگ کیا اپنے منہ سے میاں مٹھو بن رہے ہو تم سزاوارِ خلافت نہیں ہو اور یہ کام جو تم کر بیٹھے ہو تو خوش ہونے والی بات نہیں ہے بس سمجھ لو کہ دین میں رخنہ پڑ چکا ہے گویا فتنہ پیدا کر دیا گیا ہے جس سے تلوار چلے گی اور کافی خون خرابہ ہوگا اور یاد رکھو کہ تمہاری یہ حرکت نا قابلِ برداشت ہے جس کا انجام بہت خراب ہوگا اور صرف حسرت و یاس کے اور کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ پھر آخر میں پچھتاؤ گے تو کچھ فائدہ نہیں پاؤ گے اللہ تعالیٰ کی کنیزِ خاص (رازدارِ قدرت) نے یہ جوش ولولے کا خطبہ ارشاد فرمایا اور دل میں جتنا بھی غبار تھا باہر کر دیا اس جعلی خلیفہ کی پوری پوری قلعی کھول دی اور باطل کو ظاہر کر دیا جس سے حقوقِ انسانی کی حفاظت کی ہے اور حق و باطل کا فیصلہ فرما دیا ہے اور دینی ، جانی ، مالی نقصان سے آگاہ کر دیا ہے جس سے انسانیت کو تقویت ملے گی۔

کیا کہنے شہزادیؑ کی تقریر کے کس قدر بلند پایۂ خطبہ ہے اس کے بارے میں اُستاد عقاد مصری بیان کرتے ہیں کہ شہزادیؑ نے کس قدر فصیح و بلیغ گفتگو کی ہے۔ اس سے تمام امورات پر روشنی پڑتی ہے خواہ سیاسی اُمور ہوں یا مالی، اقتصادی یا جمہوری اجتماعی اُمور ہوں۔

Presented by Ziaraat.Com

یہ بلند پایہ خاتون جو ملکوتی صفات کی مالکہ اور معصومہ ہیں خلافت چھن جانے پر کبیدہ خاطر ہوگئیں کیونکہ علی بن ابی طالبؑ کا حقِ خلافت چھین لیا گیا تھا پھر اسی پر اکتفاء نہیں کی گئی بلکہ مکان پر یلغار کی گئی، رسالت کو صحیح معنوں میں آپ نے پایۂ تکمیل تک پہنچایا آج کے روز اُن کے خطاب کا ترجمہ مختلف لوگوں نے اپنے اپنے طور طریقے سے کرلیا جس سے بیس سے زائد علوم الٰہی اجتماعی حقوق فلسفہ احکام وشرائع کا اشارہ ملتا ہے۔

اور اتنے مصائب ڈھائے گئے تھے کہ شہزادی نے فرمایا تھا:

صُبَّتْ عَلَیَّ مَصَائِبٌ لَوْ اَنَّهَا

صُبَّتْ عَلَی الْاَیَّامِ صِرنَ لَیَالِیَا

اے بابا آپ کی موت کے بعد مجھ پر اتنے زبردست مصائب ورنج پڑے کہ اگر یہ رنج وغم روشن دنوں پر پڑتے تو کالی سیاہ رات بن جاتے اور جو لوگ جادۂ حق سے ہٹ گئے تھے اُن کو سمجھانے اور ڈرانے کے لئے اُونچ نیچ کی باتیں سمجھادی تھیں۔

﴿۲﴾......رہبر صلح حسنؑ مجتبیٰ:

حضرت امام حسنؑ نے اپنے والد علیؑ بن ابی طالبؑ کی وفات کے بعد دین کو خود سنبھالا حکومت سنبھالی، اُس وقت کا سب سے بڑا اہل بیتؑ کا دشمن معاویہ جو برسوں ملکِ شام میں حکومت کر رہا تھا اور اُس نے طاقت کے زور پر چاہا کہ امام حسنؑ سے جنگ لڑے۔ کیونکہ علیؑ کو سازش کے تحت (معاویہ) قتل کر چکا تھا اور اُن کی زندگی میں اتنی لڑائیاں لڑی تھیں کہ حضرت علیؑ کو پریشان کر ڈالا تھا۔ اُن کی زندگی تکلیفوں اور پریشانیوں سے بھردی تھی۔ گویا معاویہ جان بوجھ کران کی عظمتوں کوختم کرتا تھا۔

حکومتِ معاویہ ملکِ شام میں قائم تھی جو حضرت علیؑ اور امام حسنؑ کے لئے

Presented by Ziaraat.Com

زبردست مصیبت تھی اگر معاویہ مخالفتِ اسلام نہ کرتا تو امام حسنؑ کی امامت دنیا بھر میں تسلیم ہو جاتی یہی بڑی وجہ تھی کہ امام حسنؑ نے معاویہ کو دعوت دی کہ بیعت کرے امام حسنؑ کا خط معاویہ کو ملا کہ تم امامت کی بیعت کر لو۔ اگر تم بیعت کر لیتے ہو تو کفر و گمراہی وضلالت سے بچ سکتے ہو۔ میں خلیفہ اسلام بن چکا ہوں نبیؐ کے بعد علیؑ کا اور پھر میرا حق ہے اگر تم میری بیعت نہیں کرو گے تو میں مسلمانوں کو لے کر تم پر حملہ کر دوں گا۔ یہاں تک جنگ ہوگی کہ فیصلہ خداوند عالم فرمائے اور وہی رب بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔

جیسے ہی امام حسنؑ کا خط معاویہ کے ہاتھ پہنچا تو معاویہ نے اُسے خوب غور سے پڑھا اور اُس کا جواب سوچا کہ بے شرمی سے اس کا جواب دیا جائے اور پھر پوشیدہ طور پر کچھ لوگوں کو کوفہ بھیج کر امام حسنؑ کے خلاف پروپیگنڈہ کرایا گیا اور معاویہ نے اہل بیتؑ کی اس قدر توہین کی اور ملکِ شام میں غلط پروپیگنڈہ کرا دیا کہ (معاذ اللہ معاذ اللہ) علیؑ نماز ہی نہیں پڑھتے ہیں اور علیؑ دشمنِ اسلام ہیں اور میں اسلام کا جھنڈا بلند کر رہا ہوں وغیرہ وغیرہ اور پھر معاویہ نے کھل کر علیؑ کے خلاف بڑی شجاعت اور بے شرمی کے ساتھ غلط پروپیگنڈہ پھیلا دیا۔ یہاں تک کہ نماز میں منبروں پر سے علیؑ کو شب وشتم کا آغاز کر دیا گیا۔ ہر نماز کے بعد علیؑ کو برا کہا جانے لگا۔

مسعودی مورخِ اہلِ بیتؑ لکھتا ہے کہ علیؑ کے خلاف اتنا زبردست پروپیگنڈہ کیا گیا کہ بچہ بچہ علیؑ کو برا کہنے لگا ہر بچہ و بزرگ علیؑ کی مخالفت کرنے لگا۔

(ناسخ التواریخ حالات امام مجتبیٰؑ صفحہ ۸۲، مروج الذہب ج ۲ صفحہ ۲۷)

امام مجتبیٰؑ کے خلاف بھی پروپیگنڈا مہم جاری رہی۔ اس زمانے کے لوگ اتنے عقلمند تھے کہ (اللہ کے معصوم امام) حسنِ مجتبیٰؑ سے دشمنی کرنے لگے اور نوبت یہاں تک پہنچی

Presented by Ziaraat.Com

کہ امام حسنؑ اور معاویہ کے درمیان صلح ہو جائے اور یہ صلح تحریری طور پر ہونا چاہیے تاریخ میں بھی یہ بات لکھی جائے گی ملک شام اور گردونواح میں لمبے علاقے پر کافی زیادہ عرصے سے معاویہ کا قبضہ تھا اُس نے حضرت علیؑ اور اولادِ علیؑ کے خلاف غلط پروپیگنڈا شروع کر دیا۔ ایسے حالات میں امامِ حسنؑ کے لیئے مشکلات آ گئیں اور اُن کو گوشہ نشینی پر مجبور کر دیا۔ اگر چہ صلح ہو چکی تھی حکومت امام حسنؑ نے معاویہ کو دے دی تھی اور خود گوشہ نشین ہو گئے تھے پھر بھی اسی بات پر اکتفاءنہیں کی گئی اور صلح تھوڑے دنوں کے لیئے تھی پھر معاویہ نے اس صلح کو طاقت کے بل بوتے پر توڑ دیا ایسے ناگفتہ بہ حالات میں امام حسنؑ کو کہنا پڑا کہ:

''اے پالنے والے یہ کیسی دنیا ہے کہ عوام الناس نے ظالم و جابر حکمران معاویہ کو حکومت کے لیئے پسند کر لیا ہے اور لوگوں کو حق اور دین داری کا کوئی لحاظ نہیں ہے اور بلا وجہ معاویہ نے اپنے آپ کو امیر المومنین بنا لیا ہے اور کتنا ظلم ہے کہ عوام الناس نے ظالم و جاہل انسان کو رسولؐ خدا کا جانشین وخلیفہ بنالیا ہے اور تمام دنیا سے بہتر ذات حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ کو برا کہنا ذلیل کرنا شروع کر دیا ہے۔ پروردگارا نجات دے مومنین کو کہ وہ ظالم و جابر شخص کے ہاتھوں سے چھوٹ جائیں۔ ان کی آنکھیں کھل جائیں اور عادل حکومت بن جائے اور صلح وامن کے ساتھ لوگ رہ پائیں اور معاویہ کے برے اعمال کا پردہ اُٹھ جائے۔''

﴿۳﴾......غم انگیز داستان:

یہ حالات بدامنی، بد دیانتی، ظلم وسفا کی کے اتنے زیادہ ہو گئے تھے کہ بلا دہائے

Presented by Ziaraat.Com

اسلامی میں قتل و غارت گری کا بازار گرم ہو گیا تھا۔ اور پاک و پاکیزہ زندگی گزارنے والے صحابۂ رسولؐ اور نیک لوگوں کو قتل کیا جا رہا تھا اُن کی توہین کی جا رہی تھی اور تاریخ میں بدترین کارنامے درج ہیں متقی و پاکیزہ انسانوں کا خون جائز کر دیا گیا تھا لوگوں کی زندگیاں اجیرن بنا دی گئی تھیں جس سے بشریت متزلزل تھی۔ ایسی ظالم حکومت کو انسانوں کا قتل عام کر کے اپنی فتح کا ڈنکا بجوانا تھا جتنے بھی صحابی رسولؐ تھے علیؑ کے پیروکار تھے کوئی بھی اُن میں سے محفوظ نہیں تھا یہاں تک کہ جب خانۂ کعبہ کو آگ لگائی گئی اس میں گھوڑوں کو باندھا گیا چن چن کر صحابہ رسولؐ کو قتل بھی کیا گیا اور ذلیل بھی کیا گیا۔

﴿۴﴾...... حضرت ابوذرؑ صحابی:

حکومتِ وقت نے غلط کاموں کو رائج کر دیا تو دنیا کو صاف طور پر جاننے والے لوگوں سے یہ باتیں برداشت نہیں ہوسکیں کیونکہ معاویہ کی شاہی چالوں سے انسانیت منحرف ہو رہی تھی بربادی کی طرف دنیا جا رہی تھی صحابیتِ رسولؐ خدا خطرہ میں تھی حضرت ابوذرؓ جیسے بلند مرتبہ صحابی دین اسلام کو مٹتے ہوئے نہیں دیکھ سکتے تھے اُنہوں نے حکومتِ وقت کی مخالفت شروع کر دی۔ حکومت کا مقابلہ کرتے رہے۔ حکومت نے بھی سخت مخالفت شروع کر دی اور اُن کے خلاف کاروائی ہوئی ابوذرؓ نے دین سنت اور حقوقِ اسلام کے بارے میں عوام الناس کو آگاہی دی۔ حکومت نے ابوذرؓ کو اپنے شہری علاقے سے نکال دیا اور عالمِ بے کسی میں حضرت ابوذرؓ غفاری کی موت واقع ہوگئی۔

﴿۵﴾...... حضرت عمارِ یاسرؑ

جس وقت خلیفۂ ثانی کے بعد خلیفۂ ثالث بنایا گیا تو اُس کی روش بھی اسلام کے

Presented by Ziaraat.Com

خلاف تھی۔ اُس نے بے شمار مال اکٹھا کرنا شروع کر دیا جس کی کثرت سے غنی کہلایا گیا، خلیفہ ثانی کی خلافت ثانیہ میں بھی بے شمار خرابیاں تھیں لیکن جب خلافت ثالثہ کا زمانہ آیا تو دین میں خرابیاں بڑھتی ہی گئیں جس سے مسلمانوں کو ذلت ملنے لگی یہ خلافتِ راشدہ جو خود ساختہ خلافت تھی ان کو دنیاوی لذت اور عیش پرستیوں سے کام تھا خواہ پبلک پر کتنے ہی مظالم کرنے پڑیں۔ حقوق اللہ و حقوق العباد ختم ہو چکے تھے۔ اسلامی قانون توڑے جا رہے تھے اور دین کے اور خلافتِ رسولؐ کے نام پر برائیاں کی جا رہی تھیں روزانہ نت نئے قانون بنائے جاتے تھے ہر طرح سے لوگوں کا حق اور مال غصب کیا جاتا تھا، اس لئے صحابہ رسولؐ حضرت عمار یاسرؓ اور حضرت ابوذرؓ سے یہ باتیں برداشت نہیں ہو سکیں اور حکومتِ وقت کو برملا برا کہنے لگے کہ خلیفہ رسولؐ بھی جھوٹ موٹ کے بن گئے ہو اور احکامِ اسلام کی بنیاد جڑ سے کھود رہے ہو، ایسی غلط باتیں دیکھ کر مدینے کے لوگوں نے حاکم کے نام ایک شکائتی خط لکھا جس کو عمار یاسر نے پہنچایا حاکم جو کہ خلیفہ بنتے ہی غرور میں اونچا ہو گیا تھا اپنے حاشیہ برداری (ساتھیوں کو) اکٹھا کر کے ایک حکم بنایا کہ حکومت کی مخالفت کرنے والوں کو مارا پیٹا جائے بلکہ قتل کر دیا جائے۔ لہٰذا عمار یاسر کے بیٹے کو پکڑ کر مارا پیٹا گیا اور خود خلیفۂ وقت نے حضرت عمار یاسر کو گرفتار کر کے اتنا مارا کہ پیٹ پر لاتیں مار کر بے ہوش کر دیا گیا اور وہ بیمار ہو گئے۔

﴿۶﴾......انجامِ رسالت:

یہ وقت اسلام کے لئے اور اسلام کے حامیوں کے لئے اتنا خونین وقت تھا کہ صحابیانِ رسول و پیروانِ علیؑ کو چن چن کر قتل کیا جا رہا تھا۔ معاویہ نے بے شمار لوگوں کو قتل کرایا۔ اسی دوران میثم تمار جو حضرت علیؑ کے بہترین صحابیوں میں سے تھے دین

Presented by Ziaraat.Com

کے لئے سپر بنے ہوئے تھے یہ عہد رسولؐ میں بھی کسی عہدے کے لینے کے خواہشمند نہیں تھے نہ ان کو کوئی لالچ تھا بلکہ اپنا خون راہِ حق میں بہایا۔ اُنہوں نے درِ رسالت کی چوکیداری اور غلامی کو ہی اپنے لئے کافی جانا۔ ان کے چہرے کو دیکھ کر ہی اندازہ ہو جاتا تھا کہ یہ عابد و زاہد شب زندہ دار، متقی ہیں ان کی زندگی میں بے انتہا پریشانیاں آئیں حکومتِ وقت سے مقابلہ رہا جسمانی اذیتیں دی گئیں مگر ان کے پائے ثبات کو کوئی لغزش نہیں ہوئی۔ حکومت پر تنقید کرنا ان کا فرض تھا پہلے بہت اچھے طریقے سے سمجھایا کرتے تھے اور جب حکومت اچھا اثر نہیں لیتی تھی تو پھر تنقید کیا کرتے تھے حکومت ان سے بے زار تھی اس لئے اس صحابیٔ رسولؐ و علیؑ کے ہاتھ پیر کاٹے گئے خون میں نہلایا گیا درخت کی شاخ پر اُلٹا لٹکایا گیا مگر ہر حالت میں حضرت علیؑ کی تعریف اور دینِ اسلام کی تلقین کرتے رہے۔ آخر کار دار پر لٹکا دیا گیا آخرِ وقت تک اسلام کی حفاظت کی اور انسانی حقوق کا خیال رکھا اور حضرت میثم تمار کا یہ حال تھا کہ جب آپ کو حضرت علیؑ نے اطلاع دی تھی کہ تم محبتِ علیؑ میں اس درخت پر سولی دیئے جاؤ گے تو شوقِ شہادت میں اُس درخت میں پانی ڈال کر خوش ہوا کرتے تھے کہتے تھے کہ میں اس درخت پر لٹکایا جاؤں گا۔ علیؑ کی تعریف کرنے کی وجہ سے میری زبان ہاتھ اور پیر بھی کاٹے جائیں گے پھر خوش ہوتے تھے کہتے تھے کہ میں اس درخت کے لئے خلق کیا گیا ہوں اور یہ درخت پل بڑھ کر جوان ہوا ہے یہ میرے لئے ہی بڑا ہوا ہے۔ اُسی درخت پر حضرت میثم تمار کو لٹکایا گیا جب آپ کو درخت پر لٹکایا گیا تو بلند آواز سے فرما رہے تھے کہ اے لوگو میرے قتل ہونے سے پہلے پہلے میرے پاس آؤ اور علیؑ کی تعریف سن لو۔ یہی آخرت کا سہارا ہے یہ سنتے ہی مخلوقِ خدا آپ کے چاروں طرف جمع ہوگئی تب آپ نے فرمانا شروع کیا اور پوری خلقت غور سے سننے لگی۔ آپ

Presented by Ziaraat.Com

نے حضرت علیؑ کی تعریف کی اور بنی امیہ کی خرابیاں بیان کی۔ اسی مجمع میں ایک جاسوس بنی امیہ کا تھا جو فوراً دربار گیا اور میثم کے بارے میں پوری بات بتائی تب حکومتِ وقت نے حکم دیا کہ میثم کی زبان کاٹ لی جائے چنانچہ حکومت کا قاتل آیا اور کہنے لگا کہ میثم تم بولو کیا کہہ رہے ہو میں تمہاری زبان کاٹنے آیا ہوں، میثم نے جواب دیا کہ اے حرام کی اولاد، زن بدکارہ کے بیٹے میں نے مولا علیؑ کی تعریف کی ہے تو غلط بیانی تو نہیں کی ہے حق کی بات کہی ہے تو مجھے میرے مولا سے دور نہیں کرسکتا یہ میری زبان سچ بولتی ہے۔

اُس زمانے میں پھانسی دینے کی سزا اس طرح کی نہیں تھی جیسا کہ آج کل کا رواج ہے کہ گلے میں پھندا ڈال کر مار دیا جاتا ہے۔ بلکہ پرانے زمانے میں انسان کے ہاتھ رسی سے باندھ کر درخت پر اُلٹا لٹکا دیا جاتا تھا اور اُسے بھوکا پیاسا بھی رکھا جاتا تھا اسی طرح اُس کی موت واقع ہو جاتی تھی۔

اُس سنگدل ملعون قاتل نے جس کی آنکھوں سے خون ٹپک رہا تھا میثم کی زبان قطع کرڈالی یہ مردِ نیک و بزرگ کہ تقویٰ اور فضیلت میں بلند پایہ تھا اُس کو سولی دے کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اسلام کا چراغ بجھا دیا گیا۔

﴿۷﴾...ایمان کا برباد ہو جانا، حجر بن عدی کی شہادت:

یہ بھی حضرت علیؑ کے عاشق و صحابی تھے حکومتِ وقت نے نیک متقی پارسا بزرگوں کو قتل کیا۔ ان کو محبتِ علیؑ کی سزا دی گئی اور جیسا کہ ابوذرؓ کو (ربذہ) ویران جگہ بھیجا گیا تھا ان کو بھی دمشق کے ایک علاقے میں (بمقام مرج عذرا) کی طرف بھیج دیا گیا۔ اُنہوں نے بھی اپنا خون بہائے جانے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھی اور ان کا خون اُس زمین پر بہا کر زمین کو سرخ کر دیا گیا۔

مختصر یہ ہے کہ محبتِ علیؑ کرنے والوں کے خون سے اُس صحرا کو سرخ (لالہ فام) بنا

Presented by Ziaraat.Com

دیا گیا۔ آفتاب اُس خون آلود زمین پر چمکتا رہا اور بے گور و کفن لاشے پر مٹی اُڑ کر آتی تھی جس سے لاشہ تہہ خاک ہو گیا۔ اُس خطرناک اور خوفناک زمانے میں محبانِ علیؑ کو چن چن کر قتل کیا گیا۔ اور وہ اصحابِ علیؑ خاک پر آرام کرنے لگے۔ علیؑ کی بے شمار مخالفت کی گئی یہاں تک کہ حقوقِ مسلم، حقوقِ علیؑ، تمام کے تمام پائمال کر دیئے گئے عدل و انصاف ایمان کا کہیں بھی نام و نشان نہیں تھا چاروں طرف لوٹ کا بازار تھا لوگوں کو اطمینانِ زندگی حاصل نہیں تھا، لوگوں کو بے دھڑک قتل کیا جا رہا تھا۔

﴿۸﴾ ...علیؑ وارث ہیں آسمانی خزانوں کے:

علیؑ کی ذات ایک ایسی لاجواب ذات ہے کہ جتنی بھی آپ کی تعریف کی جائے کم ہے کیونکہ یہ ایسی ہستی ہے کہ تمام کائنات آپ کے سامنے بنائی گئی ہے جو فضیلت حضرت علیؑ کو ملی ہے وہ کسی کو بھی نہیں مل سکی۔ خانۂ کعبہ میں پیدا ہونا اور پھر حضرت محمدؐ کے ہاتھوں پرورش پانا کسی بھی انسان کی طاقت نہیں ہے جو آپ کے صفات وحسنات بیان کر سکے۔ روح اور زندگی پر کسی انسان کا قبضہ نہیں ہے یہ ذات، پاک حضرت علیؑ کی ہے جو موت و حیات پر قابض ہیں ایمان منطق، علم، شمشیر زنی، دانشمندی تقویٰ جان بازی، صبر، حقیقت و سیاست خشونت و مھر یہ، تمام صفات ایک ذات میں جمع نہیں ہو سکتی ہیں لیکن اس ذاتِ پاک میں ہمہ صفت موجود ہیں۔ اگر ہم چاہیں کہ صفاتِ محمدیؐ کو دیکھیں تو ذاتِ علیؑ کو دیکھ لیں کیونکہ علیؑ خانۂ کعبہ میں پیدا ہو کر خانۂ محمدؐ میں آئے پرورش پائی تب علیؑ علیؑ بنے۔ گویا ذاتِ علیؑ ایک ایسا زبردست قلعہ ہے خوبیوں کا کہ انسانی عقل اُن بلندیوں کو پا نہیں سکتی ہے چنانچہ حضرت خود فرماتے ہیں کہ فضیلتوں کی نہر ہے آغوشِ محمدؐ جس سے زندگیاں نشو و نما پاتی ہیں گویا مرغِ زندگی پلتے ہیں مگر کسی کی مجال نہیں ہے جو اس قلعے کے اُوپر پرواز کر سکے۔ کلمۂ علیؑ علیؑ کا نام لینا

Presented by Ziaraat.Com

تمام صفاتِ حسنہ کا بیان کرنا ہے اس ذاتِ علیؑ میں تمام صفاتِ حسنہ یکجا جمع ہیں جیسے پرہیز گاری، عدالت، جوانمردی، احساس، مسوٗلیت، انسان دوستی، حق شناسی، زہد، پارسائی، شجاعت بندگی گہرے فلسفے غرض ہر ہر صفت ذاتِ علیؑ میں موجود ہیں جن کو کسی انسان کی طاقت نہیں ہے جو بیان کر سکے۔ آپ تمام مصیبتوں، بیماریوں کے مسیحا ہیں۔ ایسی ذاتِ بابرکت صرف اور صرف علیؑ کی ہی ہے اور کوئی دوسری ذات ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ یہ ذات ہے جو کعبے میں ولادت کا شرف رکھتی ہے۔

اور جب حضرت محمد مصطفیٰؐ مبعوث برسالت ہوئے تو اُس وقت صرف ایک ذاتِ علیؑ ہی تھی جس نے لبیک کہی، دعوتِ روحانی اور ندائے آسمانی محمدؐ کو حضرت علیؑ نے ہی لبیک کہا تھا اور اسلام کی مدد کا وعدہ کیا تھا اور جب خطرناک وقت زندگی کا آیا (شبِ ہجرت) جس میں جان کا خطرہ تھا، وحشی درندے اور بے رحم لوگ رسولؐ اللہ کو قتل کرنا چاہتے تھے تو حضرت علیؑ نے ہی ایسے آڑے وقت میں رسولؐ کا ساتھ دیا تا کہ رسولؐ کی جان محفوظ رہے اور کتنی پیاری بات حضرت علیؑ نے حضرت محمد مصطفیٰؐ سے کی تھی کہ یا رسولؐ اللہ میں آپ کا غلام ہوں اور آپ کے ہر منصوبے کو کامیاب بنانے میں اپنی جان کی بازی لگا دوں گا۔ خواہ میری جان چلی جائے میں آپ پر قربان ہو جاؤں گا بستر آپ کے خون سے رنگین نہیں ہوگا بلکہ میرے خون سے بستر رنگین ہوگا۔ یہ اتنی پیاری بات تھی کہ قدرت کو پیار آ گیا۔ اللہ نے فرشتوں کے سامنے فخر کیا اور کہا کہ دیکھو کیسی محبت ہے حضرت علیؑ کو محمدؐ کی ذات سے کہ اپنی جان کی علیؑ کو کوئی پروا نہیں ہے اپنی جان راہِ خدا میں قربان کرنے کا ارادہ ہے اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت کرے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات تو اپنے بندوں پر بہت مہربان ہے مشرکین و کافرین کے لشکر کو زیر کرنا کافروں کا، پرچم گرانا یہ تو علیؑ کا ہی کام ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

حضرت علیؑ کے ہاتھ سے کوئی ظلم نہیں ہوا کیونکہ یہ ہاتھ تو ید اللہ تھے۔ البتہ کافروں کو چن چن کر قتل کیا گیا۔ آپ کی بہادری کا کیا ٹھکانا جنگ اُحد میں جب کافروں کو قتل کر رہے تھے تو آسمان سے صدا آئی۔

لا فتیٰ اِلّا علی لا سیف اِلّا ذوالفقار

یہ کتنی بڑی عظمت وفضیلت ہے کہ جب رسولؐ اللہ کے ساتھی بھاگ گئے تھے اور آنحضرت بہت زیادہ زخمی ہو گئے تھے تو حضرت علیؑ پروانہ وار آپ کے گرد حفاظت فرما رہے تھے اسی طرح جنگ خندق کے روز جنابِ رسولؐ خدا نے فرمایا تھا کہ جنگ خندق کے روز کی علیؑ کی ایک ضربت کائنات کی عبادت سے افضل ہے۔

ضربت علی یوم الخندق، افضل من عبادت الثقلین

قلبِ محمد میں علیؑ کی محبت بے شمار تھی علیؑ کی تربیت بھی رسولؐ نے ہی کی تھی علیؑ کو اپنا بھائی کہا تھا، یہ بھی کتنی بڑی فضیلت ہے علیؑ میرے لئے ہارون کی مثل ہے جیسے موسیٰؑ کے لئے ہارونؑ تھے۔ حق علیؑ کے ساتھ ہے اور علیؑ حق کے ساتھ ہے۔

الحق مع علی و علی مع الحق

حضرت علیؑ کی ذاتِ گرامی وہ بابرکت ذات ہے کہ رسولِؐ خدا نے اپنے آپ کو شہرِ علم کہا ہے اور علیؑ کو دروازہ کہا ہے کہ تم میرے بعد میرے وصی اور خلیفہ ہو، رسولؐ خدا نے بارہا کہا ہے کہ قرآن علیؑ کے ساتھ ہے اور علیؑ قرآن کے ساتھ ہے یہ دونوں ایک ساتھ رہیں گے کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوضِ کوثر پر وارد ہوں گے رسولؐ خدا نے منافق کی پہچان بتائی تھی کہ علیؑ کو دشمن رکھے گا اور مومن علیؑ کا دوست ہوگا رسولؐ خدا نے اپنے آپ کو علیؑ کو ایک ہی نور کا جز کہا ہے۔

انا و علیٌ من نور واحد

Presented by Ziaraat.Com

اور تاریخ میں بے شمار فضیلتیں علیؑ کی بیان کی ہیں اور یہاں تک کہا ہے کہ علیؑ کے فضائل بے شمار ہیں جن کو بیان نہیں کیا جا سکتا ہے۔

﴿۹﴾... عظمتِ ابوطالبؑ

تاریخ نے اور عوام نے ابوطالبؑ کے ساتھ انصاف نہیں کیا۔ اُن کو معاذ اللہ کافر لکھ دیا جنہوں نے دین اسلام لانے والے محمدؐ اور علیؑ کی پرورش کی۔ کتنا بڑا ظلم ہے کہ تاریخ بھی اندھی ہے اور عوام الناس بھی جاہل ہیں جو دین کے ستون کو کافر کہہ رہے ہیں حضرت ابوطالبؑ دین دار متقی اللہ کے پسندیدہ تھے جن کی ذاتِ والا صفات پر حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ کو ناز ہے حضرت ابوطالبؑ نے ہی رسولؐ خدا کو پالا ہے اور جان کی حفاظت میں اپنے بچوں کی جگہ محمدؐ کو حفاظت سے سُلاتے تھے کہ بلا سے میرا بچہ علیؑ یا اُس کا بھائی قتل ہو جائے مگر محمدؐ زندہ رہے۔ بڑے ہو کر آپ نے جاہلوں کو انسان بنایا۔ اخلاقِ حسنہ سکھائے کیونکہ اس سے پہلے تو لوگ کفر کی زندگی گزار رہے تھے۔ طاقتور ظالم لوگوں سے کوئی محفوظ نہ تھا، دین سے کوئی واقف نہ تھا چوری، شراب، جوا، عیش پرستی، حرام کاموں کا رواج تھا جسے انسان اچھا سمجھتا تھا۔ رسولؐ نے امانتیں رکھیں پھر واپس کیں تو امین کہلائے صادق کہلائے۔ انسانی بلندیاں حاصل کیں۔ جن کی جان کی اور دین کی حفاظت حضرت ابوطالبؑ اور ان کی اولاد نے لے لی اور اپنا خون ان پر نثار کر دیا اور دینِ اسلام کی خدمت کے لئے ہر ایک کام حضرت ابوطالبؑ نے اور اُن کی اولاد نے کیا، کیا کوئی دینِ اسلام کا حامی ایسا نہیں ہے جو ایسی شخصیت کو کفر کے نام سے الگ کر سکے کتنے افسوس کی بات ہے کہ عوام الناس نے اپنی جہالت کے سبب اتنی عظیم ہستی کو کفر اور شرک کی نسبت لگا رکھی ہے یہ کتنا بڑا گناہ ہے اور بے شرمی و بے دینی کی بات ہے یہ تو دنیا میں ذلیل ترین لوگ ہیں پھر حضرت

Presented by Ziaraat.Com

ابو طالبؑ کو برا کہہ کر اپنی اور بھی ذلت کراتے ہیں۔ ابو طالبؑ کو دنیا والے کتنا ہی برا آدمی کافر و مشرک کہیں اُن کی ذاتِ والا صفات پر کوئی اثر پڑنے والا نہیں ہے اُن کو تو اللہ تعالیٰ نے چنا ہے پھر اللہ تعالیٰ کا مقابلہ کون کر سکتا ہے۔

دنیاوی لوگ جو مثل افسانہ نگار کے ہیں ان کے خلاف قیاس آرائیاں کر کے جھوٹی کہانیاں گڑھتے ہیں پہلے غور کریں کہ ایسا کر کے وہ غضبِ خدا کو جوش میں لا رہے ہیں اور آئندہ آنے والی نسلوں کو گمراہ کرنا چاہتے ہیں کیونکہ نام نہاد مسلمانوں کی اکثریت جو ظالم اور جابر و جاہل ہیں جن کو خدا کا خوف نہیں ہے وہ یہ بحث کرتے رہتے ہیں یہ سب بے ہودہ بحث ہے کس قدر اسلام سے غافل اور بے حس ہیں یہ لوگ کہ اپنے آپ کو دانشمند اور مفکر روشن فکر کہتے ہیں اور قطعاً انصاف اور عقل سے کام نہیں لیتے ہیں۔ گویا یہ ایسی مہندی ہے جس کا کوئی رنگ نہیں ہے اور ایسے لوگ بے وقوفوں کی دنیا میں رہتے ہیں اور ان لوگوں نے یہودیوں کا پہناوا پہن رکھا ہے ان کا لباس یہودیوں جیسا ہے اور جنگ بدر و اُحد و خندق کی وجہ سے یہودی لوگ مسلمانوں کے بلکہ خالص شیعیان علیؑ کے دشمن ہو گئے ہیں اور یہ لوگ کبھی کبھی اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اسلام کے خلاف سازشیں کرتے رہتے ہیں، چنانچہ ایسی ہی گھناؤنی سازشوں کے نتیجے میں واقعہ سقیفہ بنی ساعدہ پیش آیا۔ یہ تمام لوگ خائن ظالم بدمعاش اور بدنام زمانہ تھے خائن تھے۔ تاریخ میں ان لوگوں کی بدنامی باقی رہ گئی البتہ یہ سب سے بڑا سانحہ ہے کہ کسی بھی شخص نے ان کی سازشوں کو ختم کرنے اور ان کے مار ڈالنے کی کوششیں نہیں کیں البتہ صرف لعنت ہی لعنت ان کے نام پر باقی رہ گئی ہے۔ بے وقوف جاہل کم عقل بدصفات، شکم پرست لوگوں نے اس درجہ حضرت علیؑ سے دشمنی کی کہ اُن کے باپ ابو طالبؑ کو کافر کہنے لگے جبکہ حضرت ابو طالبؑ نے ہی رسولؐ خدا کا

Presented by Ziaraat.Com

نکاح پڑھایا تھا اور رسولؐ خدا نے حضرت ابو طالبؑ کے جنازے کی نماز پڑھائی تھی اور جنازے کو غسل بھی دیا تھا اور مسلمانوں کے قبرستان میں ہی دفن کیا ہے اور حضورؐ نے جنازے پر گریہ کیا ہے اور اس غم کے سال کو ابو طالبؑ کی وفات کی وجہ سے ''عام الحزن'' غم کا سال قرار دیا ہے۔

اس تاریخ نے ید بیضا (معجزہ) دکھایا ہے کہ حضرت محمدؐ بت پرستی کے ماحول میں ہدایت کرنے آئے کچھ مورخین اسلام کی یہ کوشش ہے کہ حضرت ابو طالبؑ و حضرت عبدالمطلبؑ کو شرک و کفر سے بچائیں، کیونکہ یہ بھی انسانی خاصیت ہے کہ اعلیٰ خاندان کا اثر لوگوں پر ضرور پڑتا ہے کیونکہ حضرت عبدالمطلبؑ بہت بڑی عظمت والی شخصیت ہیں کعبے کے محافظ و کلید بردار ہیں اور حضرت محمدؐ رسول اللہ نے ان کے ہی گھر میں پرورش پائی ہے جنہوں نے بتوں کی پرستش ختم کرائی ہے۔

﴿۱۰﴾... حضرت اُمِّ کلثومؑ کے دادا حضرت ابو طالبؑ

چہرۂ چمک دار، آب و تاب والے حضرت ابو طالبؑ کہ یہ قبیلہ قریش سے ہیں کہ جو دنیا سے باایمان گئے ہیں یہ مسلمان تھے اسلام والے تھے اور ان کا دامن شرک و کفر سے پاک تھا اور اس بارے میں بہترین دلیل یہ ہے کہ آیۂ مبارکہ وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ شیخ سلیمان بلخی حنفی نے متن میں اس آیۂ شریفہ کے لکھا ہے کہ اس بارے میں اہل سنت کے علماء کہتے ہیں کہ رسولؐ اکرم نے فرمایا ہے اھبطی اللّٰہ الی الارض فی صلب آدم و جعلنی فی صلب نوح فی السفینہ و قذف فی صلب ابراھیم ثم لم یزل اللّٰہ۔

(۲) پیغمبرؐ کو صُلبِ آدمؑ سے پاک ارحام کے ذریعے نبیوں کے بعد نبیوں کو منتقل کیا گیا ہے۔ پھر باہر نکالا (ینابیع المودۃ) (۳) یعنی خداوند نے مجھ سے کہا کہ صلبِ آدمؑ

Presented by Ziaraat.Com

سے باہر آ جاؤ پھر حضرت نوحؑ کے صلب میں قرار دیا کشتی میں پھر صلبِ ابراہیمؑ میں لے جایا گیا اور لگا تار منتقل ہوتا رہا، اصلابِ کریمہ سے ارحامِ مطہرہ میں پھر مجھے ماں باپ کے ذریعے سے باہر نکالا گیا تو میں دنیاوی آلائش سے پاک پیدا ہوا ہوں۔

(ینابیع المودۃ، باب۲)

پھر سلیمان بلخی حنفی کبیر کتاب سے ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا ہے ماولدنی فی سفاح الجاهلیه شی وما ولدنی الانکاح کنکاح الاسلام۔ یعنی میں پیدا ہوا ہوں عقد و نکاح سے نہ کہ زمانۂ جاہلیت کے طور پر۔

(ینابیع المودۃ باب۲)

اور خود حضرت علیؑ ابن ابو طالبؑ فرماتے ہیں کہ پروردگار نے بڑے بڑے اولوالعزم نبیوں کو صلب طاہرہ میں رکھا اور کہا ہے کہ میں بھی اسی طرح منتقل ہوتا رہا ہوں اور جب بھی یہ نبیؐ حق کی دعوت دیتے تھے تو اُن کے بعد یکے دیگرے کو مقرر کر دیا جاتا تھا صدیاں ایسے ہی گزر گئیں یہاں تک کہ حضرت محمد مصطفیٰ کا زمانہ آن پہنچا تو اُن کو اُنہی ارحام مطہرہ سے باہر نکالا۔ رسولؐ اللہ کا خاندان بہترین خاندان ہے ان کا بہترین شجرہ ہے۔ ان کے عزیز قریب بھی بہترین انسان ہیں جو عظمت ہم نے جناب محمدؐ مصطفیٰ کو بخشی ایسی کسی کو بھی نہیں بخشی۔ اگر ہم ان کے شجرے کی خوبیاں بیان کریں تو ایک طویل کتاب بن جائے گی۔

(نہج البلاغہ میراث درخشاں امام علی بن ابی طالب.... ص۳۸۶... خطبہ۹۳)

علامہ مجاہد المینی لکھتے ہیں کہ حضرت امام زین العابدینؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ مسلمان عورت کافر کے گھر میں نہیں ہونی چاہئے حالانکہ حضرت فاطمہ بنت اسد مادر حضرت امیر المومنینؑ علی بن ابی طالبؑ وہ عورت ہیں کہ عورتوں میں آپ نے پہلے ہی اسلام قبول کر لیا تھا اور جب تک زندہ رہیں تو ابو طالبؑ کے ساتھ رہیں معلوم ہوا

Presented by Ziaraat.Com

کہ ابو طالبؑ مومن تھے۔ اس طرح تو بی بی فاطمہؑ بنتِ اسد کو چاہئے تھا کہ حضرت ابو طالبؑ سے طلاق لے کر جدا ہو جاتیں۔

مگر یہ بات بھی تو قابلِ غور ہے کہ جیسے ہی جنابِ رسولؐ خدا نے سنا کہ حضرت ابو طالبؑ کا انتقال ہو گیا ہے تو آپ رونے لگے۔ اس بارے میں اہلِ سنت کے راوی لکھتے ہیں کہ رسولؐ خدا نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ابو طالبؑ پر رحم کرے اور پھر آپ نے غسل و کفن دیا۔ اور جب ایک ہی سال میں حضرت خدیجہؑ اور حضرت ابو طالبؑ کا انتقال ہو گیا پچاس روز کے اندر اندر تو یہ سال عام الحزن قرار دیا۔ اگر ابو طالبؑ کافر و مشرک تھے تو آپ کبھی بھی یہ جملے نہ فرماتے۔

ابن ابی الحدید و لکھتا ہے کہ جنابِ ابو طالبؑ کی وفات ہوئی تو جنابِ جبریلؑ رسولؐ خدا کے پاس آئے اور پیغام دیا کہ اب تمہارا مددگار ابو طالبؑ وفات کر گیا ہے اور یہاں کے لوگ تمہاری جان کے دشمن ہیں اب یہ علاقہ تمہارے رہنے کے لئے سازگار نہیں ہے لہٰذا ہوشیار ہو جاؤ اب تم کو اس علاقے سے ہجرت کرنی ہوگی۔

یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ اگر ابو طالبؑ کافر ہوتے تو بادشاہِ حبشہ کو مسلمانوں کی سفارش کا خط نہیں لکھتے اور اگر ابو طالبؑ کافر تھے تو حضرت رسولؐ خدا عقیل سے فرماتے تھے کہ میں تم کو دو وجہ سے دوست رکھتا ہوں ایک اپنے لئے اور دوسرے ابو طالبؑ تم کو دوست رکھتے تھے۔

﴿۱۱﴾... حضرت اُمِّ کلثومؑ کی دادی فاطمہؑ بنت اسد:

حضرت فاطمہؑ جو (اسد) کی بیٹی تھیں اور حضرت علیؑ کی والدۂ گرامی تھیں کہ جن پر ہماری نسلیں ہماری بے شمار جانیں قربان ہوں۔ وہ بی بی حضرت اُمِّ کلثومؑ کی دادی صاحبہ تھیں۔ (اسد) عبدالمطلبؑ کے بھائیوں میں سے تھے جو جدِ اعلیٰ تھے حضرت محمدؐ

Presented by Ziaraat.Com

رسولؐ اللہ کے فاطمہ بنت اسد جو حضرت ابو طالبؑ کی زوجہ تھیں یہ بنی ہاشم کے قبیلے کی پہلی خاتون ہیں جن کا عقد حضرت ابو طالبؑ سے ہوا جو ہاشمی تھے۔

حضرت ابو طالبؑ نے اپنی زندگی بی بی فاطمہؑ بنت اسد جیسی پاک باز و بلند مرتبہ ہستی کے ساتھ بسر کی اور ان باعظمت بی بی کا تذکرہ تاریخ میں ثبت ہے اور اس چمن کے پھولوں میں طالبؑ، عقیلؑ، جعفرؑ اور علیؑ، بنی ہاشم کے پھولوں کی بہار تھے۔ ہر ایک بھائی دوسرے بھائی سے دس سال بعد پیدا ہوا ہے۔

فاطمہؑ بنتِ اسد نے رسولؐ خدا کی پرورش اپنی پاکیزہ گود میں کی ہے کیونکہ جب محمدؐ یتیم ہو گئے ماں باپ کا سایہ سر سے اُٹھ گیا تو ساری ذمے داری بی بی فاطمہؑ بنت اسد نے اُٹھالی اور بے شمار شفقت و محبت کے ساتھ پرورش کی۔ اگر لباس میلا ہو جاتا تھا تو اُسے بدلوانا نہلانا کھانا کھلانا، پیار کرنا، غرض سب کام بی بی فاطمہؑ بنتِ اسد نے انجام دیئے۔ اپنے بچوں سے بھی زیادہ پیار سے کھانا کھلاتی تھیں نہلانا دھلانا، ناز اُٹھانا، گود میں پالنا، غرض سب کام آپ نے کیئے اور جب بی بی صاحبہ کا انتقال ہوا تو رسولؐ خدا محمد مصطفیٰؐ خود قبر کے اندر جا کر تھوڑی دیر لیٹے پھر قبر کو اپنا تعویذ بنایا اور ہونٹوں ہی ہونٹوں میں کہہ رہے تھے کہ خدایا تو ان کو بلند مرتبہ دینا اور اپنا لباس عبا اُتار کر بی بی کا کفن بنایا خود نے تلقین پڑھائی اور قبر پر مٹی ڈالی۔

حاضرین لوگوں میں سے کسی نے حضورؐ سے پوچھا کہ یا رسولؐ اللہ بی بی فاطمہؑ بنتِ اسد کے بارے میں آپ نے وہ وہ کام انجام دیئے ہیں جو اور لوگوں کے لئے انجام نہیں دیئے ہیں۔ آپؐ نے جواب دیا کہ میں نے اپنا لباس اُن کا کفن اس لئے قرار دیا تا کہ اللہ تعالیٰ ان کو جنّت کا لباس پہنائے۔ قبر میں اندر جا کر اس لئے لیٹا تا کہ اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو بڑا کر دے اور اُن پر رحمت فرما دے اور میں یہ بھی اعلان کرتا ہوں

Presented by Ziaraat.Com

کہ میرے لئے حضرت ابوطالبؑ سرپرست اور مددگار تھے اُن کے بعد یہ بی بی میری ماں کی طرح مجھ سے محبت کرتی تھیں۔

﴿۱۲﴾...حضرت اُمِّ کلثومؑ کی والدہ گرامی حضرت فاطمہؑ:

حضرت اُمِّ کلثومؑ کی ماں بی بی فاطمہؑ بنت محمد رسولؐ خدا ہیں، ان کی بیٹیاں حضرت زینبؑ اور حضرت اُمِّ کلثومؑ ہیں اُس روز ظہورِ نور ہوا جس روز طلوع وغروب شمس کا وقت تقریباً ایک ہی تھا۔ اُس وقت کافی جہالت پھیلی ہوئی تھی جب جناب سیدہؑ کی آمد ہوئی تو جناب رسولؐ خدا نے ہاتھوں پر اُٹھایا اور دونوں بازوؤں کے بوسے لئے پھر رسولؐ خدا کا انتقال ہوگیا اور بی بی فاطمہؑ بھی بیمار ہوکر کچھ روز کے بعد انتقال فرما گئیں۔ اب بی بی زینبؑ اور حضرت اُمِّ کلثومؑ پر مصیبت کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ اس گھر میں موت کا سلسلہ آن پڑا۔ بی بی خدیجۃ الکبریٰ بی بی فاطمہؑ الزہرا جنابِ رسولؐ خدا پھر امام حسنؑ کی وفات، یہ اتنے صدمے ایک دم آن پڑے۔ باپ علیؑ کی محبت ماں کی محبت، بھائی کی محبت غرض یہ سب ختم ہوگئیں۔ (استیعاب جلد۴ صفحہ ۳۶۷)

بی بی فاطمۃ الزہراؑ کی شادی کتنے شاندار طریقے سے حضرت علیؑ سے ہوئی کہ نہ صرف مدینے میں رونق بڑھی بلکہ آسمانوں میں بھی عقدِ فاطمہؑ کی دھوم مچی تھی۔ پھر مصیبت کا وقت بھی بی بی فاطمہؑ کے لئے آگیا حالانکہ رسولؐ خدا نے فرما دیا تھا کہ فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے جس نے اسے اذیت دی تو سمجھو کہ اُس شخص نے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھے اذیت دی اُس نے خدا کو اذیت دی اور خدا کو اذیت دینے والا کافر ہے۔ رسولؐ خدا کی محبت فاطمہؑ کے ساتھ بہت بلندی پر پہنچی ہوئی تھی کہ حضورؐ کی تمام بیویاں مع حضرت عائشہ کے بی بی کی تعظیم کرتی تھیں اور عائشہ کے باپ ابوبکر رسولِؐ خدا کو بے اولاد کہہ کر تکلیف دیا کرتے تھے تو سورۂ کوثر اسی بارے میں آئی

Presented by Ziaraat.Com

ہے اور یہ بات تاریخ بشریت میں محفوظ ہو کر رہ گئی ہے۔

بی بی فاطمہ زہراؑ نے اپنی زندگی میں ہمیشہ تکلیف پائی غم پایا کیونکہ جب رسولؐ خدا کے ساتھ جنگیں ہوتی تھیں تو بی بی فاطمہؑ ہی اپنے والد گرامی رسولِؐ خدا کا خون آلود لباس و جسم دھوتی تھیں اور مرہم پٹی کرتی تھیں، حضرت علیؑ کے خون بھرے لباس کو بھی دھوتی تھیں گویا جنگ میں شریک ہوں۔ پھر روتی جاتی تھیں یہ بھی بڑی مصیبت تھی کی دنیا زمانہ بتوں کی پرستش کی وجہ سے بت شکنی کے سبب دشمن ہو گیا تھا، باپ کے انتقال کے بعد فاطمہ غم زدہ ہو گئی تھیں اور اتنے صدمے پڑے تھے کہ جن کو برداشت نہ کر کے انتقال فرما گئیں۔ چاروں طرف دشمنوں کی یلغار تھی اسی وجہ سے سقیفہ بنی ساعدہ کا منصوبہ تکمیل پایا۔ (صحیح بخاری جلد۲ صفحہ ۱۸۹، صحیح مسلم جلد۲ ص ۲۴۸)

سقیفے کی کاروائی نے اسلام کو شدید نقصان پہنچایا جس کے سبب واقعۂ کربلا ظہور پذیر ہوا۔ پھر اہلِ بیتؑ کی ملکیت باغِ فدک کو غصب کر لیا گیا اور یہ بدترین کارنامے جن کی وجہ سے اہلِ بیتؑ کو اُن کے حق سے محروم کیا گیا بڑھتے ہی چلے گئے۔ آخر کار جنابِ زینبؑ اور حضرت اُمِّ کلثومؑ نے دنیا بھر میں یزید پلید کو ذلیل کر کے رکھ دیا۔

﴿۱۳﴾ ... حضرت اُمِّ کلثومؑ کے نانا حضرت رسولِؐ خدا:

ایک وقت دنیا میں ایسا بھی آیا تھا جبکہ غارت گری کا بازار گرم تھا امن وچین کا نام کہیں بھی نہیں تھا۔ انسان درندہ بن چکا تھا اُس وقت دنیا کے مظلوم حسرت و یاس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے کے دیکھنے کے لئے ترستے تھے کہ کاش کوئی ایسی بہترین ذات آ کر ہم کو ان دنیاوی مصیبتوں سے نجات دلائے اور یہ زمانہ اتنا خطرناک بن چکا تھا کہ انسان فخریہ طور پر اپنی پوشیدہ لڑکیوں کو زندہ درگور کر دیتے تھے اور مائیں اُن بیٹیوں کی موت پر آنسو بہا بہا کر اپنی جان ہلاک کرتی تھیں اُس زمانے

Presented by Ziaraat.Com

کے لوگوں کا عام پیشہ تھا لوگوں کو لوٹنا، قافلے لوٹنا، کمزور لوگوں کو لوٹنا اور اُن سے مال اسباب اور عورتیں چھین لینا ایک عام بات تھی اور بتوں کو لکڑی یا پتھر سے انسان خود ہی تراشتا تھا اور اُس کے سامنے جھک جاتا تھا۔

اُس زمانے میں چور لوگوں کی عزت کی جاتی تھی، برے بدنام لوگ اپنا نام مشہور ہونے کی غرض سے برے کام کرتے تھے، ظالم لوگ اپنا لبادہ بدل کر عادی بن جاتے تھے۔

اُس جاہلیت کے بدترین دور میں انسانیت کو ختم کر دیا گیا تھا اور غارِ حرا میں آنحضورؐ نے پناہ لے رکھی تھی اور اپنے ماننے اور چاہنے والوں کو اپنے ساتھ لے رکھا تھا کتنی تکلیف میں یہ زندگی گزاری گئی بی بی زینبؑ اور بی بی اُمِّ کلثومؑ نے ہمیشہ اپنی زندگی باپ کی سپر بن کر گزاری ہے یہ صفت دونوں بہنوں کو خاندان سے ملی تھی اور ظالموں کے منہ سے نقاب اُتاری ہے جن لوگوں نے اسلام کو غارت کرنے کی کوشش کی اُن کو بی بی زینبؑ اور اُمِ کلثومؑ نے پوری دنیا میں بدنام کر ڈالا ہے۔ حق کو ظاہر کیا، باطل کو ختم کیا اور قوم وعوام الناس جن فرائض کو بھول چکے تھے اُن کو بیدار کیا۔

﴿۱۴﴾... حضرت اُمِّ کلثومؑ رسولِؐ خدا کے جنازے پر گریہ کناں تھیں:

جنابِ سرورِ کائنات کا جنازہ جو تین دن تک گھر میں پڑا رہا اور فاطمہ زہراؑ اپنی ننھی ننھی بچیوں جناب اُم زینبؑ اور جناب اُمِّ کلثومؑ کے ساتھ مل کر بال کھول کر بین کرتی رہیں حق تو یہ تھا کہ مسلمان زہراؑ کو پدر گرامی کا پرسہ دینے آ گئے مگر وہ لکڑیاں لے کر دروازے پر آئے اور ایسا پرسہ دیا کہ زینبؑ کی دُکھیاری ماں قبر تک پہلو پر ہاتھ رکھ کر روتی رہیں اور اپنے پدر گرامی سے جا ملیں۔

Presented by Ziaraat.Com

(۱۵)... حضرت اُمِ کلثومؑ کی نانی حضرت خدیجہؑ الکبریٰ

جب بھی تاریخ کو دیکھو پڑھو تو اُس سے انسانیت سوز مظالم کا پتہ چلتا ہے اور اچھے واقعات کم سے نظر آتے ہیں کبھی کبھی تو تاریخ کو پڑھ کر خطرناک واقعات کی وجہ سے ہاتھ پیر کانپنے لگتے ہیں ایسے وقت میں جنابِ خدیجہؑ نے اسلام قبول کیا اور خدمتِ دینِ اسلام میں اپنا تن من دھن سب کچھ داؤ پر لگا دیا، اُنہوں نے ہی اسلام کو مالداری بخشی۔ دینِ اسلام کو جلا بخشی۔ ان کی تربیت بہت بلند پایہ تھی جب ہی تو بی بی فاطمہؑ زہرا جیسی باعظمت ہستی کو پالا اور اُن کی شیر دل بیٹیاں، جنابِ زینبؑ اور جنابِ اُمِّ کلثومؑ بھی اسی درجے پر فائز تھیں بی بی خدیجہؑ الکبریٰ اپنے زمانے کی بہت بڑی شخصیت تھیں اقتصادی سیاسی اجتماعی زندگی کے زمانے میں بی بی کا تجارت کا کاروبار کافی بلند تھا پورے جزیرۃ العرب میں سب سے بڑی تجارت بی بی خدیجہؑ کی ہی تھی۔ خدیجہؑ کا کاروبار تجارت اتنا بڑا تھا کہ لوگ اُن سے حسد کرتے تھے اور جب محمدؐ مصطفیٰ نے بی بی خدیجہؑ کے مال و اسباب کی تجارت شروع کی۔ مال میں برکتیں بڑھ گئیں یتیم عبداللہ نے جو حضرت ابو طالبؑ کا بھتیجا تھا تجارتِ خدیجہؑ کو فروغ دیا کاروبار میں بی بی کا نام بلند تھا تو حُسنِ اخلاق میں محمد مصطفیٰ امین اور صادق کہلائے جاتے تھے۔

Presented by Ziaraat.Com

﴿۱۶﴾... حضرت اُمِّ کلثومؑ عالمِ نور سے عالمِ ظہور میں:

شہزادی اُمِّ کلثومؑ کا اسمِ مبارک میری نظروں کے سامنے ہے۔ عربی لغت میں ''کلثوم'' کے معنی ہیں ستارے جیسا درخشاں چہرہ، دوسرے معنی لکھے ہیں ''ریشمی پرچم'' دیکھنے میں یہ صرف سات حروف کا مجموعہ ہے۔ مگر سات حروف کا مجموعہ مجھے احساس دلا رہا ہے۔ کہ قدرت نے انہیں پیاتوں جنّت کی حکومت میں بھائیوں کے ساتھ وریثہ دار کیا تھا۔ اس لئے کہ دونوں بھائیوں کے متعلق بحکم خدا رسالت مآبؐ نے فرمایا تھا۔

الحسن والحسین سیدا شباب اھل الجنه۔

قدرت نے دکھایا کہ اگر تم میری راہ میں قربانی دو گے تو تاریخ اسلام میں تمہارا نام مثل درخشندہ ستارے کے ہوگا۔

آیئے تاریخ کے اوراق کی ورق گردانی کریں اور ڈھونڈیں کہ یہ نوری ہستی کب عالم وجود میں آئی۔ جونہی میں نے یہ سوچا قدرت نے میری راہنمائی کی اور میری نظر اس گھر پر اُٹھی جس گھر کی عزت بن کر یہ شہزادی آئی تھیں۔

محلۂ بنی ہاشم میں یہ پُرشکوہ گھر ہے جس کا بلند و بالا دروازہ ''انا مدینة العلم و علیٌ بابها'' کا مصداق ہے۔ اس کی چھت لوائے حمد کی یاد تازہ کر رہی ہے۔ کل شَيٍ احصیناہ فی امامٍ مُبین (سورۂ یٰسین آیت ۱۲) کی دیواریں جو چاہنے والوں کے لئے مضبوط سہارا ہیں۔ جس کے سہارے اُن کو اپنی عاقبت کو سنوارنا ہے۔ گھر کے اندر دیدۂ یعقوب کی چاندنی بچھی ہے۔ اس گھر کا فرش صراطِ مستقیم کی یاد کو تازہ کرتا ہے۔ اللہُ نُور السّماوات والارض (سورۂ نور آیت ۳۵) کا فانوس روشن ہے۔ ید بیضا کی قندیلیں ہیں دعائے آدم کی شمعیں جل رہی ہیں۔ چاہت کے چراغوں سے گھر میں

Presented by Ziaraat.Com

چراغاں ہے گھر دمِ عیسیٰؑ کے گلاب کی خوشبو سے مہک رہا ہے یہ گھر انّما یرید اللّٰہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا کی فضا سے معطر ہے۔ یہ گھر وہ ہے جہاں عفت وعصمت کی حکمرانی ہے اس گھر میں جتنے بھی افراد موجود ہیں کہ ان کے سروں پر جو تاج وحدت کے نگینے چمک رہے ہیں اُن کی چمک سے اسلام کی راہیں روشن اور منور نظر آرہی ہیں یہ گھر وہ گھر ہے۔ جہاں سردار ملائکہ جبرائیل جھولا جھلاتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ یہ گھر وہ گھر ہے جہاں رضوانِ جنّت درزی بن کر آتا ہے۔

یہ گھر وہ گھر ہے جہاں آسمان سے ستارہ بوسہ دینے کو اُترتا ہے یہ گھر وہ گھر ہے جہاں قرآن اُترا۔ جہاں بار ہا وحی کی آواز سنائی دی۔ جہاں رحمتِ الٰہی کی بارش ہوتی ہے۔ جہاں نعماتِ جنّت کا نزول ہوتا ہے۔ یہ گھر وہ گھر ہے جہاں سلمان فارسی اپنی داڑھی سے جھاڑو دیتا ہوا نظر آتا ہے یہ گھر وہ گھر ہے جہاں اللہ کے حبیب محمد مصطفٰےؐ دروازہ پر کھڑے السلام علیکم یا اھل البیتؑ کہتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

اقتباس....مرثیہ :- عنوان ''بیتِ معمور''.....از علامہ سیّد ضمیر اختر نقوی :-

کاشفِ سِرِ رسالت ہیں جنابِ زہراؑ　　مطلعِ مہرِ امامت ہیں جنابِ زہراؑ

محورِ نورِ طہارت ہیں جنابِ زہراؑ　　نقطۂ حدِّ عبادت ہیں جنابِ زہراؑ

سجدے ایسے کہ ملائک کو بھی رشک آتا ہے

سر جہاں جھکتا ہے کعبہ وہیں جھک جاتا ہے

باعثِ خلقتِ آفاق ہے زہراؑ کا پدر　　مالکِ مرضیَ اللہ ہے اِن کا شوہر

اور سردارِ جوانانِ جناں اِن کے پِسر　　بیٹیاں زینبؑ و کلثومؑ جو فخرِ مادر

وارثِ چادرِ تطہیر ہیں بعدِ زہراؑ

صاف زہراؑ کی جو تصویر ہیں بعدِ زہراؑ

Presented by Ziaraat.Com

تا ابد مطلعِ انوار ہے گھر زہراؑ کا دشتِ تکوین میں گلزار ہے گھر زہراؑ کا
ظلمتِ شب میں بھی ضوبار ہے گھر زہراؑ کا دہر خوابیدہ ہے بیدار ہے گھر زہراؑ کا

ہے پیمبرؐ کا سلام اس پہ سند عظمت کی
اس سے آگے بھی ہے ممکن کوئی حد عظمت کی

ایک بوسیدہ سا گھر پھر بھی دیارِ رحمت جس کی رفعت سے سرافراز وقارِ رحمت
چار دیواری ہے اِس کی کہ حصارِ رحمت اتنی مضبوط ہے چھت جس پہ ہے بارِ رحمت

خلق کو شانِ الٰہی نظر آئی اِس میں
اتنی وسعت ہے کہ تطہیر سمائی اس میں

کیا بھلا وصف کوئی ایسے مکاں کا لکھے خاک پر بھی ہوں مکیں عرش مکانی جس کے
ایسی کرسی کہ جہاں وقت کی گردش بھی رکے جس کی بنیاد سے اسلام کی تعمیر اُٹھے

قصرِ اسلام کا ہر رُکن ستوں ہے اس کا
فخرِ سُکانِ سماوات سکوں ہے اس کا

اَوج کا اَوج ہے رحمت کی ہے رحمت یہ مکاں شان کی شان ہے شوکت کی ہے شوکت یہ مکاں
راز کا راز ہے آیت کی ہے آیت یہ مکاں نور کا نور ہے عصمت کی ہے عصمت یہ مکاں

بیتِ معمور ہے قرآں میں مکانِ زہراؑ
فی بُیوتٍ سے خود آئینہ ہے شانِ زہراؑ

یہیں رہتے ہیں محمدؐ کے گھرانے والے ہیں جو کعبے کو جبینوں سے بسانے والے
صفحۂ دہر سے باطل کو مٹانے والے پورے قرآن کو سینوں میں سجانے والے

دین کا چاند نبیؐ چاند کا ہالا یہ ہیں
بزمِ توحید کی شمعوں کا اُجالا یہ ہیں

Presented by Ziaraat.Com

چمنِ دہر میں کلیوں کا تبسّم ہے یہ گھر ساز توحید کے نغموں کا تلاطُم ہے یہ گھر
نکہتِ غنچہ ہے بلبل کا ترنم ہے یہ گھر وحی و الہام کے ہونٹوں کا تکلُّم ہے یہ گھر

راہِ فردوس کا یہ نقطۂ آغاز بھی ہے
پرِ جبریلؑ کی جولاں گہہِ پرواز بھی ہے

بیتِ زہراؑ سے بڑھی دینِ خدا کی رونق دستِ زہراؑ سے بڑھی جودُ وسخا کی رونق
نطق زہراؑ سے بڑھی صدق وصفا کی رونق نورِ زہراؑ سے بڑھی ارض و سما کی رونق

نور زہراؑ جو زمانے سے نہاں ہو جائے
عرصہ تیرہ شبی سارا جہاں ہو جائے

جس سے دنیا کو ملی دولتِ ایمان وہ گھر جس سے سب کام ہوئے دین کے آسان وہ گھر
جس سے پایا ہے مسلمانوں نے قرآن وہ گھر جس سے حاصل ہوئی ہر نعمتِ رحمان وہ گھر

یوں ہے ضوبار یہ گھر دہر کے کاشانے میں
جیسے اک پھول ہو تنہا کسی ویرانے میں

ایک اک نقش کفِ پا سے بنی راہِ فلک اِن کی نعلین کو کہتے ہیں ملک شاہِ فلک
رُخِ روشن ہی سے روشن ہے رُخِ ماہِ فلک اور پیوندِ ردا ہیں حشم و جاہِ فلک

اِن کی توصیف میں ہر فکر ہے فکرِ ادنیٰ
ذکرِ توسینِ بھی ہو گر تو ہے ذکرِ ادنیٰ

بَیتِ زہراؑ ہی کا ہے بیتِ حرم دوسرا نام سجدہ کرتے ہیں اسی دَر پہ جن و اِنس تمام
آتے رہتے ہیں ملک روز سحر سے تا شام وہ بلندی ہے کہ کرتا ہے جسے عرش سلام

پَے بہ پَے خالقِ اکبر کے پیام آتے ہیں
روز جبریلؑ یہاں بہرِ سلام آتے ہیں

Presented by Ziaraat.Com

تابشِ برقِ سرِ طور سے ہے نُورِ مکاں　　شعلۂ جلوۂ مستور سے ہے نُورِ مکاں
سُرمۂ چشمِ طلب دُور سے ہے نُورِ مکاں　　اَوّلیں صاعقۂ نور سے ہے نُورِ مکاں

بہرِ سُکّانِ سماوات کہاں تھا کعبہ
نُورِ زہرؑا ہی سرِ عرش تھا پہلا کعبہ

خانۂ فاطمہؑ ہے ذکرِ الٰہی کے لئے　　قصرِ محفوظ ہے یہ زُہد پناہی کے لئے
کوئی گوشہ نہیں یاں دولتِ شاہی کے لئے　　یہ تو اک آئنہ ہے فقر نگاہی کے لئے

آبِ رحمت سے تر و تازہ ہے باغِ زہرؑا
گھر میں اللہ کے روشن ہیں چراغِ زہرؑا

لیفِ خرما کے جو پیوند سرِ چادر ہیں　　آیتیں لکھی ہوئی صفحۂ قرآں پر ہیں
چشمِ زہرؑا پہ ضیا بار جو یہ گوہر ہیں　　گردنِ پیکرِ تطہیر کا وہ زیور ہیں

چشمِ زہرؑا سے عبادت میں جو ٹپکے موتی
عرشِ معبود کا زیور ہیں وہ سچے موتی

ہوئی تطہیر کے ارکان سے تزئینِ مکاں　　سَربسَر جوہرِ ایمان سے تزئینِ مکاں
اک طرف سورۂ انسان سے تزئینِ مکاں　　اک طرف لُولُو و مَرجان سے تزئینِ مکاں

خیرہ ہوتی ہے نظر جلوہ گری سے اِس کی
ایسی تنویر بڑھی بارہ دری سے اِس کی

گھر میں زہرؑا کے رہی سیبِ جناں کی خوشبو　　جزوِ معراجِ رسولؐ دو جہاں کی خوشبو
سمٹ آئی ہے یہاں کون و مکاں کی خوشبو　　گلشنِ خلد نے پائی ہے یہاں کی خوشبو

سیبِ جنّت سے تھی تخلیقِ جنابِ زہرؑا
جب ہی ریحانۂ احمدؐ ہے خطابِ زہرؑا

Presented by Ziaraat.Com

ناز کعبے کو ہے جس پر یہ وہ کاشانہ ہے ایسا کاشانہ جہاں فقر بھی شاہانہ ہے
جو ہے یاں شمعِ صداقت کا وہ پروانہ ہے علم کے نور سے لبریز یہ اک پیمانہ ہے

درسِ قرآنِ مبیں پہلا سبق جن کا ہے
''یہ وہ بندے ہیں کہ اللہ پہ حق جن کا ہے''

(علامہ ڈاکٹر سیّد ضمیر اختر نقوی کی کتاب کلامِ ضمیر سے اقتباس.... صفحہ ۱۶ تا ۳۲)

یہ گھر امیر المومنین، امام المتقین، سید الوصیین، شفیع المذنبین، یعسوب الدین، قاتل المشرکین، سید الصادقین علی ابن ابی طالب کا گھر ہے۔

یہ گھر سیدۃ النساء العالمین، شہزادیؑ کونین، دخترِ وارثِ کائنات فاطمۃ الزہراؑ کا گھر ہے۔

اس گھر کا نام بیت علیؑ و فاطمہؑ ہے۔ رحمۃ اللعالمین کی رحمتوں کے سائے میں علیؑ و فاطمہؑ کا گھر جنّت کا نمونہ بنا ہوا ہے۔ رسولِ پاک نے اللہ کے حکم سے مرج البحرین کی لڑی میں یہ دونوں موتی وحدت کے دھاگے میں پرو کر کچھ اس طرح سے وابستہ کیے کہ ان کی وابستگی سے ایک گلشن آباد ہوا اس گھر میں چمنِ علیؑ و فاطمہؑ کھلا ہوا ہے۔ ہر طرف بہار ہی بہار چھائی ہے جس نے گلشن علیؑ و فاطمہؑ کو رنگا رنگ کے پھولوں سے زینت دی ہے۔ اس چمن میں بہار کا عالم ہے۔ جوانانِ جنّت کے پھول اپنی بہار دکھا رہے ہیں۔ زینبؑ و کلثومؑ دونوں شہزادیاں گلاب کے پھولوں کی طرح اپنی خوشبو دے رہی ہیں۔ علیؑ و فاطمہؑ کی چاہتوں کے آب سے یہ پھول مہک رہے ہیں۔ پس ان چاروں پھولوں نے اس باغ کے حسن کو دوبالا کر دیا ہے۔

ان پھولوں کی وجہ سے اس باغ میں ایسا بہار کا عالم ہے کہ دنیا میں اس کی مثال ڈھونڈے سے نہیں ملتی۔ آج گلشن علیؑ و فاطمہؑ کے اس چوتھے پھول کا ذکر کرنا ہے۔ اس پھول کے کھلنے کا تو خود محمد مصطفٰےؐ کو بھی انتظار تھا۔ اور رسولِ اکرمؐ اس خوشخبری کو سننے کے

Presented by Ziaraat.Com

لئے بے قرار تھے۔ یہ ۶ھ کی بات ہے سنا ہے انتظار کی گھڑیاں مشکل سے گذرتی ہیں آخر انتظار ختم ہوا۔ فاطمۃ الزہراؑ کا حجرہ بقعۂ نور بنا ہوا تھا۔ آج سیاہ دل بھی نور ایمان سے منور ہو رہے تھے۔ اس گھر سے نور کی کرنیں نکل رہی تھیں جو آسمان کی بلندیوں کو تو کیا عرشِ عُلا کے نور کو چھو رہی تھیں فرشتوں نے حیرت کا اظہار کیا اور جبرائیلؑ سے کہا تم تو اس گھر کے خادم ہو۔ ہمیں بتاؤ آج اس گھر میں کون سی خوشی آ رہی ہے؟ حوریں سلامی کے لئے آ رہی تھیں۔ فرشتے باادب باملاحظہ کہنے کے لئے کھڑے نظر آ رہے تھے۔ سورج اس معصومہ کی مبارک بادی کے لئے اپنے سر پر سنہری کرنوں کا تاج لے کر طلوع ہوا۔ اس دن سورج میں وہ تپش نہیں تھی جو جھلسا کر رکھ دے بلکہ وہ چاشنی تھی جو دلوں کو قرار دے رہی تھی۔ اس دن اس کی سنہری کرنیں محبوں کے لئے راحتِ جاں بنی ہوئی تھیں۔

آفتاب کی رو پہلی کرنیں اس شہزادی کے سامنے شرمائی ہوئی تھیں اور چاند تو پہلے ہی سے حیا کی چادر اوڑھے ہوئے تھا۔ کیونکہ عصمت کے اُفق پر تمام جھلملاتے ہوئے ستاروں کا سردار ستارہ وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ کی تفسیر کرتا ہوا روشن ہوا یا یوں کہوں کہ قدرت نے قمرِ امامت کو ایسا ضوفشاں ستارہ عطا کیا۔ جس نے سب کی آنکھوں کو چکاچوند کر دیا۔ اور یہ شہزادی فاطمہ زہراؑ کی تنویر بن کر، زینبؑ کی ہمشیر بن کر علیؑ کی توقیر بن کر رسولؐ اللہ کی تطہیر بن کر دین کی جاگیر بن کر اسلام کے تاج کی نگین بن کر حسنؑ و حسینؑ کی عظمت کی جبین بن کر تشریف لائیں۔

خانۂ سیدہ ملاءِ اعلیٰ کی قندیلوں سے جگمگا اُٹھا۔ آپ کے آتے ہی محرابِ عبادت چمک اُٹھی۔ زہد و تقویٰ کا چہرہ خوشی سے کھل اُٹھا۔ اُفقِ امامت کا چاند ظاہر ہوا۔ اس ہستی کے تشریف لاتے ہی حُجرہ خوشبو میں اس طرح سے بس گیا جیسے پھول خوشبو میں بسا ہو۔

Presented by Ziaraat.Com

مبارک سلامت کی آوازیں بلند ہوئیں اور سیدہؑ عالم نے عجب منظر دیکھا کہ عرش سے فرش تک ہر چیز فاطمہ زہراؑ کو مبارک دے رہی تھی۔

شفق کی سرخی نے کائنات میں چھا کر مبارک باد دی۔قوس وقزح کے رنگ نے نکھر کر مبارکباد دی۔طوبیٰ نے مہک کر مبارکباد دی، کوثر نے چھلک کر مبارکباد دی، آفتاب کی کرنوں نے افق سے چھن چھن کر مبارکباد دی، چاند نے ابر کی ردا ہٹا کر مبارکباد دی، آسمان نے جھک کر سلامی دی، حور و غلمان نے سلامتی کے نعروں سے مبارکباد دی، محبوں نے درود وسلام پڑھ پڑھ کر مبارکباد دی، بزرگ سے بزرگ تر بھی اس بی بی کے آگے جھکتے نظر آتے ہیں۔

شہزادی جنّت کے لباس سے آراستہ و پیراستہ تھیں۔آبِ کوثر سے غسل شدہ تھیں۔ بہشتی خوشبوؤں سے معطر تھیں۔چہرہ نورِ ایماں کی چمک سے دمک رہا تھا۔صورت ایسی کہ چہرہ پر نگاہ نہیں ٹھہرتی تھی۔

اس نور سے نہ صرف خانۂ سیدہ ہی منور تھا بلکہ مدینے کے در و دیوار بھی روشن ہو گئے تھے۔سیدہ کا لقب زہرا اس لئے تھا کہ دن میں تین مرتبہ یہ نور اتنا ظاہر ہوتا کہ مدینے کے در و دیوار روشن ہو جاتے مگر شہزادی اُمِ کلثومؑ کے یومِ ولادت پر جو نور ظاہر ہوا تھا وہ اگرچہ نقرئی تھا مگر اس کی چمک نرالی تھی۔مدینے والوں نے سمجھ لیا کہ آج کوئی خوشی اس خاندان کو ملی ہے۔یہ اصولِ زندگی کہ جب کسی کو کوئی خوشی ہو تو کچھ نہ کچھ لے کر جاتے ہیں سیدۂ عالم کے گھر میں جب یہ بچی عالمِ نور سے عالمِ ظہور میں آئی تو دلھن کی طرح سجی سجائی حوروں نے بہشتی خوشبوؤں سے نذرانۂ عقیدت پیش کیا۔حوروں کی عقیدت کی خوشبو اس قدر تیز تھی کہ مومنوں کی روحوں کی غذا بن گئی۔حضور ختمی مرتبتؐ کو خبر ملی کہ خداوند عالم نے نواسی عطا کی ہے۔تو اہلِ بیت محمدؐ پر سلام بھیجتے ہوئے خوشی خوشی خانۂ

Presented by Ziaraat.Com

سیدہؑ میں داخل ہوئے۔ اب ذرا علیؑ مرتضیٰ کی حالت دیکھئے شرم وحیا سے چہرہ گلاب کی طرح سرخ ہے۔ حضور کے پیچھے پیچھے آیت والشمس وضحٰھا والقمر اذا تلٰھا کی تفسیر کرتے ہوئے۔ آہستہ آہستہ قدم بڑھاتے ہوئے فاطمہ زہراؑ کے حجرے میں داخل ہوئے رسولؐ اللہ کا چہرہ مبارک گلاب کی طرح سرخ ہورہا تھا۔ آہستہ سے پیار سے پکارا لختِ جگر فاطمہ مبارک ہو خدا نے تمہیں دوسری مجاہدۂ اسلام عطا کی ہے۔ فاطمہ زہراؑ بھی مسکرا اُٹھیں ایسی مسکراہٹ تھی کہ کائنات مسکرا اُٹھی۔ لبوں نے بوسے دیئے کہا محمد مصطفٰےؐ یہ آپ ہی کی دعاؤں کا اثر ہے رسولؐ اللہ بھی فاطمہ زہراؑ کی ادا پر مسکرائے۔ کہ آج بابا جان کا لفظ چھوڑ کر محمد مصطفٰےؐ کہہ کر پکارا ہے۔ فرمایا فاطمہ بچی کو ہماری آغوش میں دو۔ یہ محمد مصطفٰےؐ کی زینت ہے یہ میری آن ہے۔ یہ میری شان ہے یہ ایمان کی معراج ہے۔ یہ اسلام کی لاج ہے یہ زینبؑ کی دلدار ہے۔ یہ حسینؑ کی غمخوار ہے۔ حسنؑ کے علم کی خزینہ دار ہے۔ سکینہؑ کا قرار ہے۔ عباسؑ کی لاج ہے حضور نے چاندسی بیٹی کو لیا۔

جیسے قرآن کی آیات اُتر آئی تھیں
یہ بھی آغوش پیمبرؐ میں نظر آئی تھیں

فرمایا اے چمنِ علیؑ وفاطمہؑ کی کلی تیری خوشبو سے میرا دماغ معطر ہوگیا ہے۔ پیشانی کو منور دیکھ کر فرمایا اے میرے حق کے نورِ خدا تیری پیشانی کے نور کو سلامت رکھے تو زینبؑ کا دستِ راست بن کر۔ زین العابدینؑ کی عظمتوں کا مینار بن کر۔ حسنؑ وحسینؑ کی دلدار بن کر۔ بچوں کی غمخوار بن کر۔ بزم قدس سے اس جہان کو زینت بخشنے آئی ہو۔

اور جب ہاتھوں اور سر پر نظر پڑی تو آنکھوں میں آنسو آگئے۔ کربلا کا واقعہ آنکھوں میں گھوم گیا۔ حضور ختمی مرتبتؐ کو آبدیدہ دیکھ کر علیؑ وفاطمہؑ کی آنکھوں میں بھی آنسوؤں کی نمی آگئی۔ خوشی وغم کے ملے جلے جذبات کے جھرنے پھوٹ رہے تھے۔ اگر لبوں پر

Presented by Ziaraat.Com

مسکراہٹ تھی تو آنکھیں پُرنم تھیں۔ پھر آنسو ضبط کر کے فرماتے ہیں ساقیٔ کوثر اپنے ہاتھ بڑھاؤ کہ ایک عظیم القدر گوہر نایاب اللہ کے حکم سے تیری آغوش میں ڈال رہا ہوں۔ علیؑ نے آگے بڑھ کر اس بچی کو لیا اور جھک کر اس مجاہدۂ اسلام کی پیشانی کو بوسہ دیا اور مسکرا کے فرمایا لوح و کرسی کے مالک کی نواسی ساقیٔ کوثر کی بیٹی۔ گناہگاروں کی شفاعت کرنے والی اور مجاہدۂ اسلام آج میری آغوش میں ہے۔ پھر حضورؐ سے عرض کی یارسول اللہ آپ اس کا کوئی نام تجویز فرمائیں۔ حضور نے بچی کی طرف نظر کی اور فرمایا:

صبح حکمت کی کرن ، روشنیٔ مہر علوم　　پیکرِ صدق و صفا ، مظہرِ نورِ معصوم

جس کے نقشِ کفِ پامیں ہے تب و تابِ نجوم　　دیتا ہوں آج اسے نام میں اُم کلثومؑ

یہ ہے اخلاص کی تصویر ، ہے یہ مثلِ زینبؑ

یہ ہے ہمشیرۂ شبیرؑ ہے یہ مثلِ زینبؑ

اہلِ مدینہ برابر مبارکبادی کو آرہے تھے اور حضور کی خوشی کی انتہا نہ تھی۔ میرا اسلام ہو حضور کے اس دامن پر جو اس خوشی کے موقع پر مبارک باد وصول کرنے کے لئے پھیلا ہوا تھا۔

میرا اسلام ہو بی بی کے یومِ ولادت پر کہ یہ دن اپنی قسمت پر جتنا بھی ناز کرے کم ہے کہ اس دن میں وہ چراغِ ہدایت روشن ہوا جس میں محمد مصطفےٰؐ علیؑ مرتضیٰؑ اور فاطمہ زہراؑ کے نور کی ضیا تھی۔

یہ دن نورِ ایمان کی جلو میں شمعِ ہدایت کو روشن کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ میرا اسلام ہو ان کے روزِ ولادت پر کہ اس دن کو سورج نے اپنی کرنیں نچھاور کر کے دیکھا۔

میرا اسلام ہو اس صدف پر جس سے ایسا گوہر آبدار برآمد ہوا۔ جس کی چمک نے ان ہستیوں کی عظمت میں چار چاند لگادیئے۔

Presented by Ziaraat.Com

میرا اسلام ہو ان کی شبِ ولادت پر جس شب کو چاند نے شرما شرما کے دیکھا۔

۷ ہجری کا سال اپنی قسمت پر جتنا بھی فخر کرے اتنا ہی کم ہے کیونکہ یہی وہ سال ہے جس نے اپنی آغوش میں ایسے درخشندہ ستارے کو اُجاگر کیا جس نے نہ صرف اسلام کی راہوں کو روشن کیا بلکہ بھٹکے ہوئے کو بھی سیدھی راہ دکھائی۔ ۷ کا عدد وہ عدد ہے جس میں غالب علیٰ کل غالب کی دختر دنیا میں تشریف لائیں جس گھر میں پیدا ہوئیں وہ گھر معدنِ رسالت کہلاتا ہے۔

حضرت اُمِّ کلثومؑ ۷ ہجری میں دنیا میں تشریف لائیں، آپ کے نام میں ۷ حروف ہیں اور آپ کے نام کے عدد بھی ۷ ہیں۔ اسے معجزہ ہی کہا جا سکتا ہے۔

۱۔ الف.................. ۱

۲۔ م.................. ۴۰

۳۔ ک.................. ۲۰

۴۔ ل.................. ۳۰

۵۔ ث.................. ۵۰۰

۶۔ و.................. ۶

۷۔ م.................. ۴۰

۶۳۷

۶۳۷ کا مجموعی عدد ۱۶ ہے اور ۱۶ کا مجموعی عدد ۷ ہے۔

۷ ہجری وہ مبارک سال ہے جب ''جنگِ خیبر'' فتح ہوئی۔ اس فتح کو قرآن نے ''فتح مبین'' کہا ہے۔ اِسی سال حضرت اُمِّ کلثومؑ کی ولادت ہوئی۔ سورۂ یٰسین میں لفظِ ''مبین'' ۷ بار آیا ہے، سورۂ یٰسین میں لفظ مبین پر سات مرتبہ آیات ختم ہوتی ہیں۔

۷ کا عدد وہ مبارک عدد ہے کہ :-

Presented by Ziaraat.Com

۱۔ سورۂ الحمد میں ۷ آیات ہیں ۲۔ اللہ نے سات آسمان بنائے ۳۔ زمین کو ۷ طبقات میں قائم کیا ۴۔ سورج کے گرد ۷ بڑے سیارے گردش کررہے ہیں

۵۔ دُبِّ اکبر میں ۷ ستارے ہیں۔ قطب شمالی کے قریب ستاروں کے جھرمٹ کو دُبّ کہتے ہیں، اسی کو ''بنات النعش'' بھی کہتے ہیں۔ اسی کو ''عِقد ثریّا'' اور ثریّا بھی کہتے ہیں۔ یہ سات ہیں ۶۔ ہماری دنیا میں ۷ سمندر اور ۷ براعظم ہیں ۷۔ ایک لاکھ ۲۴ ہزار پیغمبر آئے۔ اس کا مجموعہ ۷ ہے۔ (۱۲۴=۷)،......۸۔ زیاراتِ معصومینؑ کُل ۷ مقامات ہیں۔ خانۂ کعبہ، مدینہ، نجف، کربلا، کاظمین، خراسان و سامرہ، ۹۔ اصحابِ کہف ۷ ہیں، ۱۰۔ روشنی کے ۷ رنگ ہیں، ۱۱۔ ایک ایٹم کے سات مدار ہیں اور ہر حلقے کے سات مدار چے ہوتے ہیں، ۱۲۔ چہاردہ معصومینؑ میں ۷ نام ہیں۔ (محمدؐ، علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ، حسینؑ، جعفرؑ، موسیٰؑ)، ۱۳۔ ہفتے میں سات دن ہیں، ۱۴۔ بطنِ مادر میں بچہ سات ماہ میں مکمل ہوجاتا ہے، ۱۵۔ بچہ سات سال میں باشعور ہوجاتا ہے، ۱۶۔ دنیا میں سات عجائبات ہیں۔ (۱) تاج محل، (۲) دیوارِ چین، (۳) اہرامِ مصر، (۴) ابوالہول، (۵) پیسا کا مینار، (۶) الورا اجنتا کے غار، (۷) بابل کے باغات

۱۷۔ جنگ بدر میں ۳۱۳ سپاہی تھے۔ ان کا مجموعہ ۷ ہے۔ امامِ زمانہ کے ساتھی بھی ۳۱۳ ہیں، اِس کا مجموعہ بھی ۷ ہے، ۱۸۔ خانۂ کعبہ کے سات طواف کیے جاتے ہیں۔

۱۹۔ ''عباسؑ'' کے عدد بھی ۷ ہیں، ۲۰۔ ثبوتِ شرافت کے لیے سات پشتوں کا تجزیہ ضروری ہے، اسی لیے حضورؐ نے کہا کہ میرے اجداد میں سات نام ہر مسلمان کو یاد ہونا چاہیئے ہیں، ۲۱۔ قدیم عربی ادب میں سات قصیدے مشہور ہیں جن کو سبعہ مُعلّقہ کہا جاتا ہے، پنج تنِ پاکؑ کے اعداد کا حاصل بھی سات کا عدد ہے۔

محمدؐ کے ۹۲، علیؑ کے ۱۱۰، فاطمہؑ کے ۱۳۵، حسنؑ کے ۱۱۸، حسینؑ کے ۱۲۸ کل اعداد کے

Presented by Ziaraat.Com

۵۸۳ بنتے ہیں اور اس کا حاصل ۱۶ ہے، چھ اور ایک سات ہوئے۔

﴿۱۷﴾... حضرت اُمِّ کلثومؑ کا سالِ ولادت:

مولانا سید علی حیدر ''عقدِ حضرت اُمِّ کلثومؑ'' میں لکھتے ہیں:-

علامہ ابن سعد، علامہ ابن عبدالبر، علامہ ابن اثیر، علامہ ابن حجر، علامہ ابن قتیبہ وغیرہ نے حضرت اُمِّ کلثومؑ کے حالات تو لکھے مگر کسی نے سالِ ولادت نہیں تحریر کیا۔ لیکن یہ معلوم ہے کہ آپ حضرت زینبؑ سے چھوٹی تھیں اور جنابِ زینبؑ حضرت امام حسینؑ سے چھوٹی تھیں اور امام حسینؑ ۴ھ میں پیدا ہوئے تو جناب زینبؑ ۵ھ میں اور جناب اُمِّ کلثوم ۶ھ میں غالباً پیدا ہوئی ہونگی۔ کیونکہ جب امام حسنؑ سے امام حسینؑ صرف دس ماہ آٹھ دن چھوٹے تھے تو کوئی وجہ نہیں کہ جناب زینبؑ امام حسینؑ سے ایک سال سے زیادہ اور جناب اُمِّ کلثوم بھی امام حسینؑ سے دو سال سے زیادہ چھوٹی رہی ہوں اور ۱۱ھ میں جناب سیدہؑ نے وفات پائی۔ اس طرح ماں کے انتقال کے وقت جناب اُمِّ کلثوم ۵ سال کی ثابت ہوتی ہیں۔ صاحب شرح مواقف اور صاحب سیرۃ حلبیہ نے جناب اُمِّ کلثوم دختر حضرت امیر المومنینؑ کو فدک کے گواہوں میں شمار کیا ہے جس کا مقدمہ ۱۱ھ میں (جناب سیدہؑ کی زندگی ہی میں) خلافت کے دربار میں لایا گیا تھا اور شمس الدین محمد جزری نے حدیث من کنت مولاہ کو جناب سیدہؑ کی زبانی انھیں جناب اُمِّ کلثومؑ دختر جناب سیدہؑ کے سلسلے میں بیان کیا ہے اور چونکہ پانچ سال سے کم عمر کا بچہ یا بچی گواہی دینے اور حدیث روایت کرنے کے قابل نہیں سمجھی جاتی اس سبب سے ماننا پڑے گا کہ حضرت اُمِّ کلثوم ۱۱ھ میں پانچ سال کی ضرور تھیں۔

(عقدِ حضرت اُمِّ کلثومؑ.... مولانا سید علی حیدر)

علامہ سید محمد جعفر الزمان نقوی نے حضرت اُمِّ کلثومؑ کا سن ولادت ۷ ہجری لکھا ہے

Presented by Ziaraat.Com

جو مستند ترین ہے۔ (مجالس المنتظرین)

۵ ہجری یکم شعبان کو حضرت زینبِ کبریٰ سلام اللہ علیہا کی ولادت ہے اور ایک سال آٹھ مہینے کے بعد ۱۸ ربیع الاوّل ۷ ہجری میں حضرت اُمِ کلثوم سلام اللہ علیہا کی ولادت ہے۔ ۲۴ صفر ۸۰ ہجری میں حضرت اُمِّ کلثومؑ کی وفات ہے، مومنین مرد و خواتین کو چاہیئے ۱۸ ربیع الاوّل کو حضرتِ اُمِّ کلثومؑ کے لئے محافلِ منقبت منعقد کیا کریں اور ۲۴ صفر کو شہزادیٔ اُمِّ کلثومؑ کی وفات کی مجالس منعقد کیا کریں۔

لکھنؤ میں اقبال منزل وزیر گنج سے چھوٹی رانی آف محمود آباد کا مشہور جلوسِ تعزیہ ۲۴ صفر کو اُٹھا کرتا تھا، یہی تاریخ حضرت اُمِّ کلثومؑ کے وفات کی ہے، صرف مومنات شہزادی اُمِّ کلثومؑ کا تابوت بھی برآمد کرسکتی ہیں۔

﴿۱۸﴾... حضرت اُمِّ کلثومؑ کا گہوارۂ تربیت:

آپ کی سب سے پہلی آغوش آغوشِ رسالت تھی۔ سونے کے لئے سینۂ امامت تھا، آرام کرنے کے لئے آغوشِ عصمت وطہارت تھی، کھیلنے کے لئے جوانانِ جنّت کے سردار حسنؑ وحسینؑ جیسے بھائی تھے۔

راہنمائی کے لئے ثانیِ زہراؑ حضرت زینبؑ جیسی بڑی بہن تھیں۔ تین اماموں کا ساتھ تھا۔ سر پر رسول اللہ کا سایۂ عاطفت تھا۔

پھول کی طرح خیابانِ نبوت میں رہیں　　مثلِ خوشبو گلستانِ امامت میں رہیں
روشنی بن کے سراپردۂ عصمت میں رہیں　　جیسے رہنا تھا اسی طرح حقیقت میں رہیں

زندگی بیت گئی حق کی نگہبانی میں
روحِ اسلام ہے اس پیکرِ قرآنی میں

حضرت اُمِّ کلثومؑ سردارِ انبیاء محمد مصطفیٰؐ حبیبِ خدا کی نواسی، فاتحِ خیبر وصیِ رسولؐ

Presented by Ziaraat.Com

اللہ کی نورِ نظر، سیدۃ النساء العالمین کی لختِ جگر، ملیکۃ العرب خدیجۃ الکبریٰ کی نواسی، نگہبان رسالت فانوسِ شمعِ نبوت سردارِ قریش جناب ابوطالب کی پوتی جعفر طیار کی بہو، حضرت عونؑ بن جعفرؑ کی زوجہ، جوانانِ جنّت کے سردار کی بہن، خواہرِ ثانیِ زہراؑ ہیں۔

یہ وہ بی بی ہیں جنہوں نے امت کے ایمان کو بچایا، اللہ کے فرمان کو بچایا، اسلام کے نشان کو بچایا، محمد مصطفیٰؐ کی شان کو بچایا۔

یہ وہ بی بی ہیں جنہوں نے اپنے خُطبوں سے چہرۂ اسلام پر پڑی ہوئی کفر کی نقاب کو ہمیشہ کے لئے اُلٹ دیا۔

شہزادی نے اپنا پردہ دین پر قربان کر کے ڈوبتی ہوئی کشتی اسلام کو اپنی چادر کا بادبان عطا کیا۔

شہزادی نے اپنی بہن زینبؑ کے ساتھ مل کر یزیدیت کو فنا کیا۔

آپ نے شام کے بازاروں میں کربلا کے خاروں میں اور یزید کے درباروں میں خطبے دے دے کر قربانیٔ حسینؑ کو زندۂ جاوید کر دیا۔ آپ کے خطبوں نے تہلکہ مچا دیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ حسینؑ کا نام زندہ ہے۔

آپ نے بتایا کہ عورت کمزور نہیں، عورت وہ عظیم طاقت ہے کہ اگر یزیدیت سے بھی ٹکرا جائے تو اس کو بھی پاش پاش کر دیتی ہے۔ حضرت اُمِّ کلثومؑ نہ نبی ہیں، نہ امام، نہ پیغمبر، نہ رسول، لیکن نہ امامت سے دُور نہ نبوت سے دُور بلکہ اس طرح قریب جیسے آنکھ کی سیاہی سفیدی کے قریب ہوتی ہے۔

کلثومؑ نبی کا ناز امامت کی آبرو — جس کے شرف کی دھوم ہے عالم میں چار سُو
شرم و حیا کی جمیل شرافت کی آب و جو — جبرائیل جس کا نام نہ لیتا ہو بے وضو
اسلام بچ گیا یہ اسی کا کمال تھا

Presented by Ziaraat.Com

ورنہ خدا کے دیں کا تعارف محال تھا

مہکا گئی جو اپنے چمن کی کلی کلی　　جس نے حسینیت کو سجایا گلی گلی

کانٹوں بھرے سفر میں جہاں تک چلی　　لیکن سکھا گئی ہے جہاں کو علیؑ علیؑ

جو لُٹ کے بھی وجودِ خدا کی دلیل تھی

اپنی صداقتوں کی جو تنہا وکیل تھی

حضرت اُمِّ کلثومؑ اگر آسمانِ رسالت کا درخشندہ ستارہ ہیں تو دریائے عصمت کا انمول موتی ہیں۔

حضرت اُمِّ کلثوم ایسا کلاوہ ہیں جس میں عصمت وطہارت کا ہر آبدار موتی ضوفشاں تھا۔

حضرت اُمِّ کلثومؑ ایسا گلدستہ ہیں جس میں صبر و رضا کے شرف کا ہر پھول مہک رہا ہے۔

حضرت اُمِّ کلثومؑ ایسی شمع ہیں جس میں امامت و رسالت کے کلام کی روشنی لو دے رہی ہے۔

یہ وہ بی بی ہیں جنہیں خُلق اپنے نانا محمد مصطفیٰؐ سے ملا، وقار نانی خدیجۃ الکبریٰؑ سے ملا، فصاحت و بلاغت اپنے بابا علی مرتضیٰؑ سے پائی، عصمت وحیا ماں فاطمۃ الزہراؑ سے ملی، حلم و بردباری حسنِ مجتبیٰؑ سے ملی،

صبر اور شجاعت اپنے بھائی حسین علیہ السلام سے ملی۔ گویا یہ شہزادی پنجتن کی صفات کا مرقع تھیں۔

اگر بچے پر ماحول کا اثر ہوتا ہے تو حضرت اُمِّ کلثومؑ نے ایسے ماحول میں پرورش پائی جو انما یرید اللہ..... کی فضا سے معطر تھا۔

اگر بچے پر صحبت کا اثر ہوتا ہے تو ایسی ہستیوں کے درمیان پلیں ہیں جن میں کوئی سردار انبیاء تھے تو کوئی ساقیٔ کوثر تھے تو کوئی مالکۂ عصمت وطہارت تھیں تو کوئی جوانانِ

Presented by Ziaraat.Com

جنّت کے سردار تھے، پنجتن پاک کے انوار کے جلو میں پروان چڑھنے والی بی بی کی شان کیا ہوگی جس گھر کے دربان ولی، قطب، قلندر اور ابدال بن جائیں۔ اس گھر کے اندر پرورش پا کر بڑی ہونے والی بچی کا کیا کمال ہوگا اور اس کے علم و فضل کی کیا شان ہوگی۔

شہزادی اُمِّ کلثوم صلوٰۃ اللہ علیہا کا مدینے والا گھر یا عصمت کا گھر ہے۔ جس میں اس بی بی کا بچپن گذرا جوانی آئی۔ اصولِ زندگی ہے یا فطرت ہے جو بچہ چھوٹا ہو سب سے پیارا لگتا ہے۔ جب یہ شہزادی جنہیں رحمۃ اللعالمین جیسی ہستی کی شفقتیں ملیں۔ امام اوّل علی ابن ابی طالب کی عظمتیں ملیں۔ فاطمہ زہراؑ کی طرف سے صداقت کی بلندیاں پائیں جوانانِ جنّت کے سردار بھائیوں کے سایۂ عاطفت میں محبتیں اور پیار جب اس ہستی کو ملا ہوگا تو قدرت نے بھی انعامات سے نوازا ہوگا۔ جہاں جبرئیل جیسا فرشتہ حسینؑ کا جھولا جھلانے آتا تھا۔ چونکہ علی مرتضیٰ استاد تھے جبرئیل کے اس لئے جبرئیل اولادِ علیؑ کی خدمت کو اپنا فخر سمجھتا تھا۔ صرف حسنؑ و حسینؑ کا جھولا ہی نہیں جھلایا بلکہ جناب زینبؑ اور حضرت اُمِّ کلثومؑ کی گہوارہ جنبانی کے لئے بھی جبرائیل جیسا فرشتہ آتا تھا دونوں بھائیوں اور جنابِ زینبؑ کو حضرت اُمِّ کلثومؑ سے اس قدر پیار تھا کہ کبھی یہ گوہر، امامت کی گود میں ہے اور کبھی عفت و عصمت کی گود میں چمکتا نظر آتا ہے۔

اُمِّ کلثومؑ ہیں گلزارِ رسالت کی کلی — ان کی سیرت میں بھی ہے پرتوِ حُسنِ جلی
ان کو بھی پہنچا ہے ہر ورثۂ زہراؑ و علیؑ — تذکرہ اُن کا بھی لازم ہے بعنوانِ جلی

ان کا کردار ہے آئینۂ شانِ زینبؑ
نامکمل ہے بغیر ان کے بیانِ زینبؑ

بچپن زندگی کے دور کی وہ منزل ہے جو سب سے حسین تر ہوتی ہے اس ننھی شہزادی نے جس گھر میں ظہور فرمایا تھا وہاں ہر وقت اللہ کی تسبیح و تہلیل کی آوازیں بلند ہوا کرتی

Presented by Ziaraat.Com

تھیں جب کائنات میں بسنے والے رات کی تاریکیوں میں اپنے بستروں پر آرام کرتے نظر آتے ہیں ماہِ کامل کی طرح عبادت کے نور سے روشن نظر آتا۔ حوریں بھی افق کی رِدا ہٹا کر اس گھر کی عظمت کو سلام کیا کرتی تھیں جبرئیل آواز بلند کر کے کہتے اے خواب غفلت میں سونے والو ذرا اس گھر کی عظمت کو دیکھو جہاں سے ذکر بلند ہوتا ہے۔ جنابِ سیدہؑ چونکہ کنیزِ خاص تھیں اس لئے قدرت کو خاص ناز برداری مطلوب تھی۔ ایک دفعہ کاموں کی تھکن کی وجہ سے فاطمۃ الزہراؑ کو کچھ غنودگی سی آ گئی۔ اس وقت ایک ہاتھ میں تسبیح خدا لئے ہوئے تھیں اور دوسرے ہاتھ سے گہوارہ کی ڈوری تھامے ہوئے تھیں۔ جس میں حضرت اُمِّ کلثومؑ آرام فرما رہی تھیں جھولا جھلاتے ہوئے جب غنودگی آ گئی تو خداوندِ عالم نے حضرت جبرئیل کو حکم دیا جبرئیل میری شہزادی فخر النساء آرام کر رہی ہے۔ ایسا نہ ہو یہ بچی تڑپ کر اُٹھ جائے اور مجھے اس معصوم کا رونا بھی گوارا نہیں جلدی زمین پر پہنچو اور اُمِّ کلثوم کے جھولے کی ڈوری ہلاؤ۔ حضرت جبرئیل آئے اور اس خدمت کو سرانجام دینا شروع کیا۔ ڈوری کو ہلاتے ہوئے زبان پر درود و سلام تھا۔ جنابِ سیدہؑ کی آنکھ کھلیں کیا دیکھا کہ جھولے کی ڈوری کوئی ہلا رہا ہے۔ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم گھر میں تشریف لا چکے تھے۔ سیدہؑ عالم نے اس بات کا ذکر ان سے کیا۔ بابا جان! آج مجھے تسبیح کرتے ہوئے نیند آ گئی جب آنکھ کھلی تو میں نے دیکھا کلثومؑ کے جھولے کی ڈوری تھامے کوئی گہوارہ جنبانی کر رہے تھے حضور مسکرائے اور فرمایا فاطمہ جبرئیل کو بھول گئی ہو۔ جو علی مرتضیٰ کا شاگرد ہے یہ جبرئیل تھے جو اس خدمت کو سرانجام دے رہے تھے۔

تاریخ شاہد ہے کہ حضرت جبرئیل نے علی مرتضیٰؑ کی اولاد میں سے صرف حسین علیہ السلام کا جھولا ہی نہیں جھلایا بلکہ ہر بچے کی دفعہ اس خدمت کو سرانجام دیتے رہے اور یہ

Presented by Ziaraat.Com

تاریخ میں گہرا سبق ملتا ہے کہ حقِ استاد کو کس طرح سے ادا کیا جاتا ہے آج بھی حضرت جبرئیل علی مرتضیٰؑ کے آخری بیٹے کے حضور حاضر ہوکر خدمت سرانجام دیتے ہیں۔

افسوس ہے ایسے شاگردوں پر جو حقِ استاد کو بھول جاتے ہیں علم کی شمع جلاتے ضرور ہیں مگر حسد کے پانی سے اُسے بجھا دیتے ہیں۔

(حضرت اُمِّ کلثومؑ....از ڈاکٹر عطیہ بتول، لاہور)

﴿۱۹﴾...حضرت اُمِّ کلثومؑ کا بچپن:

اب حضرت اُمِّ کلثوم صلوٰۃ اللہ علیہا کے بچپن کے حالات اور چند معجزات پیش کئے جاتے ہیں۔

آپ نے غور کیا کن ہستیوں کے سائے میں اس ہستی کا بچپن گذر رہا تھا۔ ابھی آپ کی عمر دو برس کی ہوئی تھی مگر معرفت وعبادت کا یہ عالم جو عام بچوں میں نظر نہیں آتا لہٰذا جب سیدۂ طاہرہ محرابِ عبادت میں جناب زینبؑ کے ہمراہ نماز شب کے لئے اُٹھتیں یہ بچی باوجود کمسنی کے اپنی والدہ کے ساتھ نماز شب ادا کیا کرتی تھیں۔ سیدۃ النساء العالمین کو اس بچی پر بہت پیار آیا کرتا تھا۔ جب یہ ننھی سی بچی سر پر ننھا سا مقنعہ لئے ہوئے تسبیح پروردگار کرتی تھیں۔

ایک دفعہ یہ ننھی سی شہزادی عبادت میں مصروف تھیں۔ سیدہ کو عبادتِ الٰہی کرتے ہوئے اس بچی پر اس قدر پیار آیا کہ بچی کو سینے سے لگا لیا۔ شدتِ جذبات سے جب گود میں لے کر بوسے دے رہی تھیں۔ اچانک سر سے تھوڑا سا مقنعہ اُتر گیا۔ اس بچی نے تڑپ کر کہا مادرِ گرامی۔ اماں جان میرا سر عُریاں ہوگیا ہے۔ عُریاں سر کا نام آنا تھا۔ سیدۂ کو کربلا کا منظر یاد آ گیا۔ آنکھوں میں شہزادی کا کُھلا سر پھر گیا۔

تڑپ کر سر پر بوسہ دیا۔ سر کو ڈھانپا کہا لختِ جگر ایک وقت ایسا آئے گا کہ تمہارا سر

Presented by Ziaraat.Com

بے چادر ہو گا۔ کلثومؑ تمہیں اسلام کو رِدا دینی ہے۔ جب رِدا دینے کا وقت آجائے تو رِدا کو عزیز نہ کرنا تصور میں دیکھئے ماں کا کلام سن کر بچی نے ماں کو حیرت سے دیکھا۔ عرض کی اماں جان! کیا فرما رہی ہیں۔ جس کے اس قدر پیارے بھائی ہوں اس کا سر کیسے عُریاں ہو سکتا ہے۔ فاطمہ زہراؑ رو پڑیں لختِ جگر یہ تو وقت ہی بتائے گا۔

ایک دن سیدہؑ کے گھر میں فاقہ تھا۔ سیدۂ عالم نے مزدوری پر یہودی سے اُون منگوایا۔ کاتنا شروع کیا۔ جب یہ کام تیار ہو گیا تو یہ کام دے کر یہودی سے اُجرت حاصل کی۔ اُجرت حاصل کرنے کے بعد علیؑ تھوڑے سے جو لائے۔ سیدہؑ نے پیسنا شروع کیا آٹا تیار ہوا۔ روٹیاں پکائیں جب کھانے کو دسترخوان پر لائے ان پانچوں ہستیوں کے جلو میں یہ ننھی شہزادی حضرت اُم کلثوم بیٹھی روٹیاں اور پانی دیکھ کر خوش ہوئیں۔

تصور میں دیکھئے عالمِ بچپن ہے بڑے ناز سے کہتی ہیں اماں آج تو گھر میں ہرن کے گوشت کے پکنے کی خوشبو آ رہی ہے سیدۂ عالم نے فرمایا بیٹی نہیں میں نے تو صرف روٹیاں ہی پکائی ہیں۔ یہ سن کر حضرت کلثوم خاموش ہو گئیں لیکن اتنے میں دق الباب ہوا دروازہ کھولا تو کیا دیکھا ایک بزرگ ہاتھوں میں خوان لئے حاضر تھے۔ جو سبز رنگ کے رومال سے ڈھکا ہوا تھا۔ ان بزرگ نے فِضّہؑ سے کہا فِضّہؑ میرا اسلام محمدؐ و آلِ محمدؐ تک پہنچا دینا اور کہنا یہ خضر کے نذرانے کو قبول فرمالیں۔ فِضّہؑ خوان لے کر اندر داخل ہوئیں جونہی خوان کو دسترخوان پر رکھا فاطمہ زہراؑ نے رومال اُٹھایا تو کیا دیکھا اس کے اندر ہرن کا گوشت تھا۔ پوچھا فِضّہؑ یہ کون لائے ہیں فِضّہؑ نے عرض کی حضرت خضر اور وہ درود و سلام بھی دے گئے ہیں۔ قدرت کو اس گھر کے مکینوں کی خواہ وہ چھوٹے ہوں یا بڑے ناز برداری منظور تھی اس لئے یہ سب ناز اُٹھائے جاتے تھے سب نے مل کر وہ ہرن کا

www.ziaraat.com Sareer-e-Sarina
Presented by Ziaraat.Com

گوشت کھایا اور پھر سجدۂ شکر ادا کیا۔ کمسنی کے باوجود اس بی بی نے سجدۂ شکر ادا کیا۔ فاطمۃ الزہراؑ نے پیار سے اُٹھایا بیٹی اُمِّ کلثومؑ اپنے سر کو اُٹھاؤ۔ جونہی سر مبارک اُٹھایا تو آپ کی پیشانی مبارک پسینے سے تر تھی اور شکر خدا کرتے ہوئے جو آنسو جائے نماز پر پڑے تھے خدا نے انہیں گوہرِ آبدار بنا دیا تھا۔ جب فاطمۃ الزہراؑ کے رونے سے آنسو گوہرِ آبدار میں تبدیل ہو سکتے ہیں تو کیا یہ اولادِ فاطمۃ الزہراؑ نہ تھیں۔ قدرت نے ان میں تمام صفات عطا کی تھیں۔ اتنے چمکدار موتی تھے کہ فاطمۃ الزہراؑ نے علی مرتضیٰ سے ذکر کیا۔ علی علیہ السلام نے مسرت کا اظہار کیا اور رسولؐ اللہ نے سینے سے لگایا ان موتیوں کو فروخت کر کے اس کی رقم راہِ خدا میں تقسیم کر دی۔

جب یہ شہزادی ننھے ننھے قدم اُٹھا کر چلا کرتی تھیں۔ تو علی مرتضیٰ فرطِ محبت سے تڑپ کر بچی کو اُٹھا کر ننھے ننھے قدموں پر بوسے دیا کرتے تھے۔ فرماتے بابا ان قدموں پر قربان ہو جائے۔ جو کہ شام کے تاریک قید خانہ کے پتھروں سے زخمی ہوں گے۔

اس بچی کے نازک قدم بچپن کی منزل پر تھے ان دنوں چمنِ رسالت پر بہار کا عالم تھا۔ رسولِؐ خدا کا گھرانہ ہر قسم کی خوشیوں کا گہوارہ تھا۔ لیکن افسوس ان خوشیوں کا سلسلہ زیادہ دیر تک قائم نہ رہ سکا۔ ۱۱ھ اٹھائیس صفر کے روز نحوستوں کا ایسا طوفان اُٹھا۔ جس نے اہلِ بیتؑ رسولؐ کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ صرف پانچ برس کی عمر میں شہزادی اُمِّ کلثوم صلوٰۃ اللہ علیہا نانا کے سایۂ شفقت سے محروم ہوگئیں۔ اس سایہ سے محروم ہونے کے بعد بی بی کو پھر کبھی چین نہ ملا۔

یہ طوفانِ غم ابھی تھما نہیں تھا کہ ۱۱ھ ۳ر جمادی الثانی کے منحوس دن نے مخدومۂ عالیہ حضرت اُمِّ کلثومؑ کو ماں کی آغوشِ شفقت سے محروم کر دیا اور ساتھ ہی اُمتِ محمدی نے آنکھیں پھیر لیں۔

Presented by Ziaraat.Com

پھر وہ دور آیا کہ جس وقت پیمبرؐ نہ رہے جو مسلمانوں کے پہلے تھے وہ تیور نہ رہے

دین کے جتنے تھے اسباق وہ ازبر نہ رہے کلمہ گوئی تو رہی حامیٔ حیدر نہ رہے

جو پیمبرؐ نے دیا تھا وہ قرینہ چھوڑا

جس میں محفوظ تھی اُمت وہ سفینہ چھوڑا

خانۂ سیدہؑ میں آہ و بکا کا شور بلند ہوا۔ یوں تو سب بچوں کا گریہ سے بہت برا حال تھا لیکن حضرت کلثوم چونکہ سب میں کم سِن تھیں اور سب کی لاڈلی تھیں۔ لہٰذا سب سے زیادہ غیر حال آپ کا تھا۔ آپ کی حالت دیکھی نہ جاتی تھی۔ اماں اماں کی پکار تھی۔ چھوٹے چھوٹے ہاتھوں کو پھیلا کر ہاتھ اُٹھا کر فریاد کرتی تھیں۔ اماں ہمیں گود میں لے لیجئے۔ اماں جان ہم سے کیوں روٹھ گئیں۔ اماں جان ہم اتنی آوازیں دیتے ہیں آپ جواب کیوں نہیں دیتیں۔ یہ باتیں سب کو بہت رُلا رہی تھیں۔ حضرت زینب صلوٰۃ اللہ علیہا بہت سنبھالتیں مگر یہ معصوم شہزادی سنبھلتی نہ تھی۔ ایک دن بہت زیادہ بیقرار تھیں علی مرتضیٰ نے سر پر دستِ شفقت رکھا۔ مگر قرار نہ آیا۔ دونوں بھائیوں نے آسرا دیا مگر تڑپ کم نہ ہوئی۔ بس ایک ہی فریاد تھی۔ بابا جان مجھے اماں سے ملا دو۔ مجھے چین نہیں۔ اس بچی کے تڑپنے سے حضرت زینب سلام اللہ علیہا اور حسنین علیہما السلام بھی رو رہے تھے۔ علی مرتضیٰؑ بے قرار تھے۔ معصومیت کا یہ عالم تھا کہ ان کی تڑپن کو دیکھ کر آپ کی نظروں میں واقعۂ کربلا پھر گیا اور سکینہؑ کا تڑپنا یاد آ گیا۔ فرمایا: میری بچی! جانِ آرزو! جانِ تمنا! میری بیٹی! فاطمہ کے دل کا چین اُمِّ کلثومؑ! ادھر آؤ۔ آج ماں بہت یاد آ رہی ہے؟ کہا ہاں بابا ایک دفعہ اماں سے ملا دو۔ تصور میں دیکھئے معصوم سی بچی ہے سر پر اصابہ بندھا ہوا ہے۔ بال بکھرے ہوئے ہیں۔ رو کر کہتی ہیں بابا اماں مل جائیں گی نا! فرمایا ہاں کلثوم تمہاری اماں ہم سے جدا نہیں۔ لختِ جگر! علیؑ کی دو انگلیوں میں دیکھو یہ فرماتے

Presented by Ziaraat.Com

ہی اک پردہ اُٹھا۔ بچی نے نظریں اُٹھائیں دیکھا جنّت کا سماں ہے۔ حور و غلمان مخدومۂ عالم کے سامنے سر جھکائے کھڑے ہیں۔ فاطمۃ الزہرؑا لباسِ جنّت سے آراستہ ہیں۔ آنکھوں میں آنسو ہیں، بچی تڑپ کر کہتی ہے۔ بابا! اماں مجھے نظر آ گئیں۔ کہا جانِ پدر ذرا غور سے دیکھو کلثومؑ دیکھ تو سکتی ہو مگر ملنے کا حکم نہیں۔ حضرت کلثوم صلوٰۃ اللہ علیہا حسین علیہ السلام کی بہن تھیں وہ حسینؑ جنہوں نے راہب کو سات فرزند دیئے تھے۔ وہ حسینؑ جو تقدیروں کو رقم کر سکتے ہیں۔ عرض کرتی ہیں بابا میں بھی آپ کی بیٹی ہوں میں اماں سے ضرور ملوں گی۔ آپ نے فرمایا حکم خدا نہیں۔ عرض کی بابا جان! حکم خدا کا بجا لانا سر آنکھوں پر مگر میں اپنے اللہ پر ضرور ناز کروں گی۔ قدرت کو یہ ادا پسند آ گئی۔ حضرت اُم کلثوم نے آنکھوں کو نیم وا کیا، کیا دیکھا کہ آپ ماں کے پہلو میں ہیں اور سامنے جنّت کے میوے ہیں۔ ماں کے سینے سے لگ گئیں۔ لیکن جب آنکھ کھلی تو اپنے آپ کو گھر میں دیکھا۔ اس کے بعد ظلم و ستم کا سلسلہ جاری رہا۔

ہے مسلسل یہ غم و رنج و الم کا قصہ　　فرقِ حیدرؑ پہ کبھی ضرب و ستم کا قصہ
قلب شبرؑ پہ کبھی نشتر و سم کا قصہ　　سب کا مجموعہ ہے شبیرؑ کے غم کا قصہ

زخم پہ زخم دلِ زار پہ لگتے ہی رہے
آنکھ سے خون کے قطرات ٹپکتے ہی رہے

حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے حضرت اُم کلثوم کی پرورش علی مرتضیٰؑ کے ساتھ مل کر بہت پیار سے کی تھی۔ حضرت اُمِّ کلثومؑ پر نظر پڑتی تو سبحان اللہ کہتے اور فرماتے تو میری نخلِ تمنا کا ثمر ہے۔ بچپن جو کہ خوشیوں کا گہوارہ ہوتا ہے۔ بی بی اُمِّ کلثومؑ کے لئے یہ گہوارہ خوشیوں کا نہیں بلکہ غموں کا گہوارہ ثابت ہوا اور بچپن کا یہ وقت غموں کی آہ کی فضا میں گذرا۔

Presented by Ziaraat.Com

تربیتِ حضرت کلثومؑ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت زینبؑ کی قربانیوں کو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ حضرت زینبؑ نے اپنی بہن کی پرورش نہایت ناز و نعم سے کی اور اتنا پیار دیا کہ حضرت اُم کلثوم فرماتی ہیں کہ بہن کے پیار نے مجھے ماں کا پیار بھلا دیا۔

مجھے یہاں افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ کچھ علمائے دین یا مفسرین وغیرہ نے اس بات کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے کہ کلثوم نامی کوئی بھی علیؑ کی بیٹی نہ تھی بلکہ حضرت زینب سلام اللہ علیہا کو اُم کلثومؑ کہا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ درست نہیں۔ حضرت زینب صلوٰۃ اللہ علیہا جو کہ ماں کے دل کا چین تھیں۔ بچپن ہی میں اُن کے دل پر ماں کی شہادت کا چرکا لگا تھا۔ چونکہ آپ رہبرہ تھیں اور رہبر ہمیشہ زود حس ہوتے ہیں۔

ابھی آپ کے دل کی کلی کھلنے نہ پائی تھی کہ غم واندوہ کی آندھیوں سے کمھلا گئی۔ پر جب یہ ذمہ داری بچپن میں حضرت زینبؑ نے اُٹھائی تو چونکہ ماں کا پیار نہ پا سکی تھیں اس لئے جی بھر کر شہزادی اُمِّ کلثومؑ کو پیار دیا تا کہ چھوٹی بہن ماں کے لئے زیادہ بے تاب نہ ہو۔ ویسے بھی بڑی بہن ماں کی جگہ ہوتی ہے اور یہ دستور زمانہ ہی ہے۔

حضرت اُمِّ کلثوم سلام اللہ علیہا نے تین آئمہ کے زیرِ سایہ پرورش پائی۔ اس لئے تین آئمہ کی خوبیوں کا مرقع تھیں حضرت زینبؑ کے زیرِ سایہ یہ صادقہ بی بی پلیں اس لئے حضرت زینبؑ کی طرح عالمہ غیر معلّمہ تھیں۔

وقت ماہ و سال کی منزلیں طے کرتا ہوا گذرنے لگا، یہاں تک کہ اس بی بی نے بچپن سے جوانی میں قدم رکھا۔

میرا اسلام ہو خاندانِ رسالت پر جن کی طہارت کا خود خدا نے قرآن میں اعلان فرمایا۔

انما یرید اللّٰہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا

Presented by Ziaraat.Com

اس خاندان کی پروردہ مخدومۂ عالیہ نے جوانی کی قدر اس طرح سے کی کہ تمام ایام کو یادِ خدا میں بسر کیا اور بچپن سے لے کر لحد تک اس بی بی نے اپنے خاندانی ورثے کو حاصل کرنے کے لئے اپنے آپ کو وقف عبادت رکھا۔

صورت سے آشکار تھی سیرت رسولؐ کی میراث میں ملی تھی کرامت رسولؐ کی
باتیں رسولؐ کی تو فصاحت رسولؐ کی تطہیر فاطمہؑ کی طہارت رسولؐ کی
گر ثانیٔ زہرؑا انہیں کہہ دوں تو بجا ہے
یہ شرف انہیں فاطمہ زہرؑا سے ملا ہے

ابھی آغازِ شباب تھا کہ آپ کی شادی حضرت جعفر طیارؓ کے بیٹے حضرت عون سے ہوگئی حضرت زینبؑ کی شادی حضرت جعفر طیارؓ کے بڑے فرزند حضرت عبداللہ سے ہوگئی۔ یہ دونوں بہنیں ایک ہی گھر میں آئی تھیں۔

ایک عبداللہ کی تھی ایک عونؓ کی دلھن دونوں داماد یہ حیدر کے تھے پاکیزہ چلن
خانۂ جعفرِ طیارؓ تھا ان کا مسکن دید وا دید کو جاتے تھے حسینؑ اور حسنؑ
روز و شب ان کی عبادت میں بسر ہوتی تھی
مثل خاتونِ جناں اُن کی گذر ہوتی تھی

جناب اُمِّ کلثومؑ جوانی میں بالکل اپنی ماں فاطمہ زہرؑا کی تصویر تھیں۔ جناب زینبؑ کے قدم بقدم چلتے ہوئے اسی طرح گھر کے امور کو انجام دینا۔ آٹا پیسنا اور پھر یادِ خدا میں اپنے اوقات کو صرف کرنا اس بی بی کا شیوہ تھا۔ چونکہ اس خاندان کی سخاوت بہت مشہور و معروف ہے لہٰذا ہم دیکھتے ہیں کہ یہ صفت بھی حضرت اُمِّ کلثومؑ کو ورثے میں ملی تھی۔

ایک دن حضرت اُمِّ کلثومؑ چکی پیسنے میں مشغول تھیں کہ اتنے میں ایک سائل نے صدا بلند کی اے اہلِ بیتِ محمدؐ، غربت نے مجھے بہت تنگ کیا ہوا ہے۔ مجھے کچھ عطا کیجئے

www.ziaraat.com sabeel-e-sakina

Presented by Ziaraat.Com

حضرت اُم کلثومؑ ، نے گھر میں نظر کی۔سوائے فاقہ کے کچھ نظر نہ آیا۔ پریشان ہوگئیں نہ جانے اس سائل کی آواز میں کیا اثر تھا کہ یہ مخدومۂ عالیہ اس کی درد بھری آواز سے تڑپ اُٹھیں۔حضرت فِضہؓ سے مخاطب ہوکر فرمایا فِضہؓ! اس سائل کی آواز نے مجھے تڑپا دیا ہے اور واسطہ بھی اس نے اس دروازہ پر آکر اہلبیتؑ کا دیا ہے۔فِضہؓ میں کیا کروں۔ گھر میں کچھ ہے؟ فِضہؓ نے کہا بی بی اس وقت تو کچھ نظر نہیں آرہا۔آپ یہ سُن کر اُٹھیں، دو رکعت نماز ادا کی اور عرض کی خداوند عالم اس گھر کی وارثہ وہ ہیں جن پر میرے نانا رسولِ پاک سلام بھیجا کرتے تھے۔تو اس گھر کی لاج رکھ لے۔کیونکہ مجھے غیرت آتی ہے کہ جس گھر سے اماں کی زندگی سے آج تک کوئی سائل خالی نہیں گیا آج اس دروازہ سے اس سائل کو خالی کیسے پھیر دوں۔خداوندِ عالم تو میری لاج رکھ لے۔یہ کہتے کہتے آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے۔فِضہؓ نے تڑپ کر کہا بی بی ذرا جائے نماز کی طرف تو دیکھئے کیا دیکھا کہ وہ آنسو قیمتی موتی میں تبدیل ہو چکے تھے۔آپ نے وہ دونوں قیمتی موتی اُٹھائے اور سائل کو دے دیئے۔ان موتیوں کو دیکھ کر سائل ورطۂ حیرت میں ڈوبا ہوا تھا اور شکر پروردگار کر رہا تھا۔پھر ثنائے آلِ محمدؐ کرتا ہوا اس گھر سے رخصت ہوا یہ بی بی کی عطا تھی روایت میں ہے کہ سات پشتوں تک غربت اس کے گھر میں نہ آئی۔

جس جوہری نے ان موتیوں کو خریدا تھا اُس کا خزانہ بھی کبھی خالی نہ ہوا یہ تھا حضرت اُمِّ کلثوم کی سخاوت کا حال۔یہ وہ گھرانہ تھا کہ اس گھرانہ کی سخاوت پر دوست دشمن سب کو ناز تھا۔

حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے جب یہ واقعہ سنا بہن کو گلے سے لگا لیا۔آنکھیں خوشی کے آنسوؤں سے نم ہوگئیں سینے سے لگا کر فرمایا۔

کلثومؑ میری ماں جائی تو تطہیر کی آیت ہے۔دین کی عزت ہے، ایمان کی دولت

Presented by Ziaraat.Com

ہے، فرقان کی صورت ہے، اور میری ماں فاطمہ زہراؑ کی فضیلتوں کا چہرہ ہے۔ میری چھوٹی بہن آخر تو بھی تو اسی ماں کی بیٹی ہے جس بی بی کو سیدۃ النساء العالمین کہتے ہیں۔ مجھے یہ ورثہ جو ملا سو ملا بہن یہ ورثہ تمہارے لئے دو طرف سے ہے۔ ایک میری طرف سے دوسرا اماں کی طرف سے علاوہ بھائیوں اور بابا جان اور نانا رسولؐ کے۔ حضرت اُمِّ کلثوم نے کہا بہن ہماری ماں تو وہ تھیں جن کے دروازے سے آج تک کوئی سائل خالی نہیں گیا۔ میں نے ان کا واسطہ دے کر ان کے درس کو بلند کیا ہے۔ یہ سن کر حضرت زینبؑ نے بہن کی پیشانی چوم لی اور بوسے دیئے۔

بہن کا پیار علاوہ بھائیوں اور باپ کے پیار کے حضرت اُم کلثوم کے دل کا قرار تھا۔ اسی پیار کے سہارے حضرت اُمِّ کلثوم پروان چڑھیں۔ کیونکہ یہ دونوں بہنیں ماں کے لئے قرۃ العین تھیں جس طرح چہرے پر دو آنکھیں ہوں اگر ایک آنکھ نہ ہو تو چہرہ بے کار نظر آتا ہے۔ یہ چہرۂ اسلام کی دو آنکھیں ہیں۔ فصاحت و بلاغت کی فضا میں حضرت اُم کلثوم پروان چڑھیں۔ جہاں حضرت زینبؑ کا ذکر ہو وہاں حضرت اُم کلثوم کا ذکر نہ ہو تو وہ ذکر ادھورا رہ جاتا ہے۔

حضرت زینبؑ و کلثومؑ فاطمہ زہراؑ کی دو بیٹیاں جیسے ایک شاخ کے دو پھول۔ یا ایک دریا سے نکلی ہوئی دو نہریں۔ یا ایک نور کی دو کرنیں یا یوں کہوں کہ تاجِ عصمت کے چمکتے ہوئے دو ہیرے، یا گلستانِ فاطمہ زہراؑ کی دو بلبلیں یا منبرِ رسالت کے دو ہیرے۔ ایک کا نام حضرت زینب سلام اللہ علیہا اور دوسرے کا نام حضرت کلثوم سلام اللہ علیہا۔

حضرت زینبؑ و کلثومؑ فاطمہ زہراؑ کے دو بازوؤں کی طرح تھیں ایک بازو سے انسان کام مکمل نہیں کر سکتا یہی وجہ ہے کہ فاطمہ زہراؑ کی یہ دو قوتیں مل گئیں تو یزیدیت کو شکستِ فاش ہو گئی۔

Presented by Ziaraat.Com

حضرت زینبؑ اگر تصویرِ فاطمہ زہراؑ تھیں تو حضرت کلثومؑ تصویرِ زینبؑ۔

حضرت زینبؑ اگر ثانیٔ زہراؑ تھیں تو حضرت کلثومؑ ثانیٔ زینبؑ۔

حضرت زینبؑ اگر شریکۃ الحسینؑ تھیں تو حضرت کلثومؑ شریکۃ الزینبؑ۔

حضرت زینبؑ نے اگر حسینؑ کے مقصد کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا تو حضرت اُمِّ کلثومؑ نے حضرت زینبؑ کے مقصد کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔

یا یوں کہوں کہ حضرت زینبؑ اگر پھول ہیں تو حضرت اُمِّ کلثومؑ اس پھول کی خوشبو ہیں۔

حضرت زینبؑ اگر جسم تھیں تو حضرت کلثومؑ اس کی روح، حضرت زینبؑ اگر شمع تھیں تو حضرت کلثومؑ اس کی روشنی، حضرت زینبؑ اگر چراغ تھیں تو حضرت کلثومؑ اس کی لو۔

ہم شرف ہیں بخدا زینبؑ و اُمِ کلثومؑ ماں بھی معصومہ ہے اور باپ بھی ان کا معصوم
ان کو گھٹی میں پلائے گئے اجزائے علوم آنکھ کھلتے ہی نظر آئے فرشتے محکوم

پانچ معصوموں کی تصویر ہیں دونوں بہنیں
وارث آیۂ تطہیر ہیں دونوں بہنیں

یا یوں کہوں کہ حضرت زینبؑ کلثومؑ کی مثال ایسی تھی کہ:

چراغِ ہدایت دو تھے لَو ایک تھی، قالب دو تھے روح ایک تھی، ہادی دو تھے ہدایت ایک تھی، مسافر دو تھے، منزل ایک تھی، پھول دو تھے خوشبو ایک تھی۔

دونوں بہنوں کے مراتب بخدا اعلیٰ ہیں دونوں شہزادیاں نورِ نگہِ زہراؑ ہیں
دونوں ایثار کے میدان میں بھی یکتا ہیں دونوں زینبؑ ہیں وہ کبریٰ ہیں تو یہ صغریٰ ہیں

اپنے ہی رنگ میں ڈھالا تھا انہیں زہراؑ نے
چکیاں پیس کے پالا تھا انہیں زہراؑ نے

دونوں کی منزل ایک تھی دونوں کا مقصد ایک تھا۔ دونوں کا مشن ایک تھا۔ دونوں کی

Presented by Ziaraat.Com

راہ ایک تھی۔

ایک مظہرِ صفات تھیں اک جوہر صفات
اک مظہرِ حسنؑ تھیں تو اک مظہر حسینؑ

حضرت کلثومؑ نے سائے کی طرح اپنی بہن کا ساتھ دیا۔ نہیں سایہ بھی اندھیرے میں ساتھ چھوڑ دیتا ہے مگر حضرت کلثومؑ نے اس سے بڑھ کر حضرت زینبؑ کا ساتھ دیا موت نے جدا کر دیا تو کر دیا ورنہ دونوں بہنوں نے ایک دوسرے کا ساتھ نہیں چھوڑا۔

شامِ غریباں کو جب حضرت زینبؑ بچے تلاش کرتی ہیں تو جناب کلثوم لٹی ہوئی بی بیوں کا پہرہ دیتی ہیں سفرِ کوفہ وشام میں جب حضرت زینبؑ خطبے دیتے دیتے تھک جاتی ہیں تو حضرت کلثومؑ خطبے دیتی ہیں۔ وہی لہجہ علیؑ، وہی جرأت وشجاعت کی وہی بلند حوصلہ، وہی فصاحت وبلاغت، وہی ہیبت ودبدبہ، وہی بلندیٔ کلام، وہی تاثیر۔

پھر جب جناب زینبؑ کی پشت پر تازیانے پڑتے ہیں تو آپ اپنے آپ کو پیش کر دیتی ہیں۔ اے ظالم میری بہن کے حصے کے تازیانے میری پشت پر مار۔ حضرت سکینہؑ فرماتی ہیں میں نے اپنی پھوپھی کلثومؑ کی پشت کو دیکھا جو تازیانوں سے سیاہ ہو چکی تھی۔

اونٹوں سے بچے گر کر شہید ہوتے ہیں تو ایک بہن اگر لاشہ اُٹھا کر سنبھالتی ہے تو دوسری قبر کھود کر دفن کرتی ہے۔ عابد تو پابہ زنجیر ہے۔ لٹے ہوئے قافلے کو سنبھالنے والی یہ دونوں بہنیں تھیں۔ حضرت اُمِّ کلثومؑ اس سارے سفر میں حضرت زینبؑ کا دستِ راست رہیں۔ اس قدر ظلم وستم برداشت کیئے کہ تاریخ کبھی اُن کو بھلا نہیں سکتی۔

ایک دو دن کی نہیں نصف صدی کی روداد　　ہر برس ایک نیا ظلم، نرالی بے داد
صبر کی راہ میں وہ زینبِ صغریٰ کا جہاد　　ہر قدم عالمِ اسلام کی خشتِ بنیاد

Presented by Ziaraat.Com

ان کے جس نقشِ کفِ پا پہ نظر جاتی ہے
سجدہ کرنے وہیں تاریخ ٹھہر جاتی ہے

حضرت اُمِ کلثومؑ کی وہ ہی عظمتیں ہیں جو حضرت زینبؑ کی۔

دونوں بہنیں ہیں تفاصیل عمل میں یکساں — دونوں بہنوں نے بڑھایا ہے وقارِ نسواں
دونوں بہنیں ہیں نمائندۂ روحِ قرآں — دونوں کی گود میں پروان چڑھا ہے ایماں

دونوں کا ایک ہی انداز نظر آتا ہے
صبر و ایثار کا اعجاز نظر آتا ہے

میری نظروں میں ہے اسلام کی وہ صورت حال — جب کہ صدمات سے ہیں زینبؑ و کلثوم نڈھال
پیش آیا جو شریعت کے تحفظ کا سوال — کارنامے وہ کیے جن کی نہیں کوئی مثال

جب بھی اسلام پہ دشمن نے کوئی وار کیا
قوم کو زینبؑ و کلثومؑ نے بیدار کیا

علم و عرفاں بھی وہی رنگِ عبادت بھی وہی — امتحانات کے عالم میں قیادت بھی وہی
صبر کی شان وہی شکر کی عادت بھی وہی — تا ابد عالمِ نسواں کی سیادت بھی وہی

دونوں بہنوں کی ہر اک بات میں یک رنگی ہے
کیسی پاکیزۂ پُرنور ہم آہنگی ہے

مگر افسوس کیا ستم ظریفیٔ زمانہ ہے کہ ان دو بہنوں میں امت محمدیؐ نے فرق ڈالا۔ حضرت زینبؑ کے نوحے اور مرثیے پڑھے جاتے ہیں جب کہ حضرت کلثومؑ کے نہیں حضرت زینبؑ کا یومِ ولادت یومِ شہادت منایا جاتا ہے جب کہ حضرت کلثومؑ کا نہیں حضرت زینبؑ کے معجزات بیان کیے جاتے ہیں جب کہ حضرت کلثوم کے نہیں۔ علماء نے انہیں اپنی تحریروں میں بھلایا ذاکرین نے اپنے ذکر میں بھلایا شاعروں نے اپنی

Presented by Ziaraat.Com

شاعری میں بھلایا۔ (اثر ترابی مرحوم اور مسعود رضا خاکی مرحوم کو اللہ تعالیٰ دین و دنیا میں جزا عطا کرے جنہوں نے حضرت کلثومؑ کی شان میں ایسے نایاب موتی وحدت کے دھاگے میں پرو کر نبوت کی نذر کیے ہیں)۔ آخر کیوں انہیں اتنا فراموش کیا گیا ہے۔

مجھ کو حیرت ہے کہ اس دور کے اربابِ قلم　　تذکرہ حضرتِ زینبِ کبریٰ کا تو کرتے ہیں رقم
بھول جاتے ہیں کہ اک اور بھی ہے پیکرِ غم　　جس کا زینبؑ کی طرح دین ہے ممنونِ کرم

جس کو معصومۂ صغریٰ بھی کہا جاتا ہے
ثانیٔ زینبؑ کبریٰ بھی کہا جاتا ہے

(بحوالہ ''حضرت اُمِّ کلثومؑ'' از ڈاکٹر عطیہ بتول، لاہور)

﴿۲۰﴾ ...حضرت اُمِّ کلثومؑ کا شجرہ مبارک:

حضرت اُمِّ کلثومؑ بنتِ علیؑ ابن ابوطالبؑ، بن عبدالمطلبؑ بن ہاشم، بن عبدمناف، بن قصیٰ، بن کلاب، بن مرّہ بن کعب، بن لوئی، بن غالب، بن فہر، بن مالک بن نضر، بن کنانہ، بن خزیمہ، بن مدرکہ، بن الیاس، بن مضر، بن نزار، بن معد، بن عدنان، بن اسمٰعیل علیہ السلام، بن ابراہیم علیہ السلام۔

﴿۲۱﴾ ...خاندانی عظمت اور حضرت اُمِّ کلثومؑ کے اٹھارہ بھائی:

نانا۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، نانی، حضرت اُمّ المومنین خدیجۃ الکبریٰ۔ پدرِ گرامی، حضرت علی علیہ السلام، والدۂ گرامی، حضرت فاطمہ زہراؑ، برادران محترم۔ حضرت زینبؑ اور حضرت اُمِّ کلثومؑ کے اٹھارہ ۱۸ بھائی تھے۔ سگے بھائی صرف تین امام حسن اور حضرت امام حسینؑ اور حضرت محسنؑ تھے ورنہ دیگر ماؤں سے۔ حضرت محمد حنیفہ بن علی، حضرت عباس بن علی، حضرت حمزہ بن علی، حضرت ابراہیم بن علی، حضرت جعفر

Presented by Ziaraat.Com

بن علی، حضرت عبداللہ بن علی، حضرت عمران بن علی، حضرت عُمیر اطرف بن علی، محمد اوسط بن علی، عون بن علی، یحیٰ بن علی، عبیداللہ بن علی، محمد اصغر بن علی، احمد بن علی، زید بن علی، عباس اصغر بن علی، صرف دو بھائی امام حسنؑ اور امام حسینؑ حضرت زینب اور حضرت اُمِ کلثومؑ سے عمر میں بڑے تھے ورنہ دونوں بہنیں ۱۶ بھائیوں کی بزرگ بہن تھیں۔

﴿۲۲﴾... حضرت اُمِ کلثومؑ کی بہنیں:

حضرت اُمِ کلثومؑ کی کُل اٹھارہ ۱۸ بہنیں تھیں۔ حضرت زینبِ کُبریٰ، رقیہ، اُمِ ہانی، زینب صغرا، اُمِ کرام، جمانہ، اُمامہ، اُمِ الحسن، اُمِ کلثوم صغریٰ، فاطمہ، اُمِ سلمیٰ (امینہ)، میمونہ، خدیجہ، نفیسہ، رملہ، تقیہ، سکینہ، اُمِ جعفر۔

﴿۲۳﴾... حضرت اُمِ کلثومؑ کے عادات وخصائل:

حضرت اُمِ کلثوم سلام اللہ علیہا سیرت وکردار میں بالکل جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کا نمونہ تھیں۔ گھر کا ماحول اور تربیت دیکھ کر بآسانی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ مخدومہ علم، حلم، زہد، تقویٰ، عبادت، طہارت، ذکرِ الٰہی، اخلاق اور صفاتِ حسنہ میں اپنے گھر کے افراد میں کسی سے کم نہ تھیں۔

﴿۲۴﴾... حضرت اُمِ کلثومؑ کی عمر

حضرت اُمِ کلثوم کی ولادت متفقہ طور پر ۶ ھ میں ہوئی ۱۷ھ میں شادی کے وقت حضرت اُمِ کلثومؑ کی عمر تقریباً ۱۲ سال تھی (ملاحظہ ہو: ذخائرالعقبیٰ... صفحہ ۱۶۸، ۱۶۹)

وفات شہزادی فاطمہ زہراؑ کے وقت حضرت اُمِ کلثومؑ پانچ برس کی تھیں۔ حضرت علیؑ کی شہادت کے وقت آپ کا سن چونتیس (۳۴) برس تھا۔ امام حسنؑ کی شہادت کے

Presented by Ziaraat.Com

وقت آپ کا سن چوالیس (۴۴) برس تھا اور کربلا میں امام حسینؑ کا سن ستاون برس حضرت زینب کا سن پچپن (۵۵) برس اور حضرت اُمِّ کلثومؑ کا سن چوّن (۵۴) برس تھا۔

﴿۲۵﴾... پابندیٔ صوم وصلوٰۃ:

حضرت اُمِ کلثوم سلام اللہ علیہا اس گھرانہ سے تعلق رکھتی ہیں جہاں سے شریعتِ اسلامیہ جاری ہوئی، نانا بانی شریعت، ماں، باپ، بہن بھائی سب کے سب سختی کے ساتھ شریعت کے پابند تھے۔تو واضح ہے کہ اس معصوم گھرانے کے ہر فرد سے کبھی کوئی مستحب بھی ترک نہ ہوا ہوگا۔اور سہواً بھی کبھی کوئی مکروہ سرزد نہ ہوا ہوگا بلکہ نہیں ہوا۔

حضرت اُمِّ کلثومؑ کے والد بزرگوار وہ ہیں جنہوں نے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی گود میں آنکھ کھولی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کی گود میں آنکھ بند کی.....یعنی حضرت علی علیہ السلام کا زمانہ شیر خوارگی طفلی، بچپن اور شباب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زیرِ سایہ گذرا اور علیؑ و اولادِ علی علیہم السلام کی طہارت مطلقہ پر آیت تطہیر شاہد ہے۔

حضرت اُمِّ کلثومؑ اُس باپ کی لختِ جگر ہیں جنہوں نے سب سے پہلے آوازِ رسولؐ پر لبیک کہی اور دعوتِ ذوالعشیرہ میں باوجود کم سنی کے نصرتِ دینِ خدا اور حمایتِ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا عہد کرکے اَنْتَ وَصِیِّیْ وَ وَزِیْرِیْ (الامامۃ والسیاسۃ) کا تمغہ حضور اکرمؐ سے حاصل کیا

حضرت اُمِّ کلثومؑ اس والدِ بزرگوار کی صاحبزادی ہیں جو فرمایا کرتے تھے۔

لَوْ کُشِفَ الْغِطَاءُ لما ازْدَدْتُ یقیناً

اگر تمام حجابات سماوی ہٹا دیے جائیں تو بھی میرے یقین کامل میں ذرہ برابر اضافہ نہ ہوگا اس لئے کہ حضرت علی علیہ السلام یقین کی آخری منزل پر فائز ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

﴿۲۶﴾... ضابطۂ قرآن:

فیصلہ قرآن مجید ہے کہ .''اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ (النساء ۳۴)

مرد عورتوں پر حاکم ہیں.....اور

''لِلرِّجَالِ عَلَیْهِنَّ دَرَجَةٌ'' (البقرہ ۲۲۸)

مردوں کو عورتوں پر فضیلت حاصل ہے یعنی ہر صفت حمیدہ علم، حلم، زہد، تقویٰ، گفتار، کردار، صورت، سیرت، خاندان، عادات اور خصائل وغیرہ میں ضابطۂ قرآن کے پیش نظر ہر مرد کو عورت سے اولیٰ و اعلیٰ ہونا چاہئے۔ اگر کہیں عورت ان صفات میں اعلیٰ ہوئی تو وہ عقد خلافِ ضابطۂ قرآن اور خلافِ عقل ہے اس لئے کہ قرآنی رو سے مرد حاکم ہے اور عورت محکومہ ہے اور اگر افضل محکوم ہو جائے، مفضول حاکم ہو جائے تو حکماء و متکلمین کے نزدیک یہ خلافِ عدل اور مسلمہ طور پر باطل ہے۔

اسی لئے صواعق محرقہ صفحہ ۱۶۰ پر ہے کہ: ''بنی ہاشم کا کفو غیر بنی ہاشم نہیں ہو سکتا''۔

کیونکہ بنی ہاشم کا ہر فرد چاہے مرد ہو یا عورت غیر بنی ہاشم سے بہر حال افضل ہے اور افضل کا محکوم ہونا خلاف قرآن و عقل ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی وجہ سے جناب فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کا عقد حضرت علی علیہ السلام سے ہی کیا تھا۔

ازواجِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مسلمانوں پر چونکہ زوجہ رسولؐ ہونے کی وجہ سے فضیلت حاصل ہو چکی تھی تو اللہ تعالیٰ نے اسی اصول کے پیشِ نظر کہ جو مستورات آج نسبتِ رسولؐ کی وجہ سے افضل ہیں کل کسی مفضول کی محکوم نہ بنیں ان کو ''امہات المومنین'' قرار دے کر ہمیشہ کے لئے تمام مسلمانوں پر حرام کر دیا حالانکہ وہ مومنین کی حقیقی مائیں تو نہیں ہیں اس لئے کہ حقیقی ماں سے پردہ نہیں ہے اور ازواجِ رسولؐ پر تمام مومنین سے پردہ واجب ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

قارئین کرام لمحہ فکریہ ہے کہ: ازواج رسولؐ صرف ''نسبت'' کی وجہ سے تمام مسلمانوں پر ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئیں تو عترتِ رسولؐ سے تعلق رکھنے والی مخدراتِ عصمت جو خونِ رسولؐ اور جگرِ رسولؐ ہیں غیر بنی ہاشم اور غیر کفو کے لئے کیسے حلال ہوسکتی ہیں؟

کتاب زینب الکبریٰ صفحہ ۷۶، بحار الانوار ...ج ۴۲ صفحہ ۹۲ (از شمشیر مسموم) ابن حزازقمی سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فیصلہ فرما دیا تھا:

''بُناتُنا لبنْینا وَ بُنُونَا لِبنَاتِنَا''

ہماری بیٹیاں ہمارے بیٹوں کے لئے ہیں اور ہمارے بیٹے ہماری بیٹیوں کے لئے ہیں۔ تاکہ افضل خاندان کی مستورات کسی مفضول خاندان میں جاکر محکوم نہ بنیں۔

فروعِ کافی ....ج ۵... صفحہ ۳۴۵ طبع تہران پر مروی ہے کہ: ایک شخص حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس آیا اور رشتہ کی خواستگاری کی تو آپ نے فرمایا:

''اِنَّكَ لَكُفْوٌ فِيْ دمك وَحَسْبكَ فِيْ قَوْمِكَ وَلٰكِنَّ اللّٰهُ عَزّوجلّ صَاننا عن الصَّدَقَةَ وهي اَوْسَاخُ اَيْدِ النَّاس فنكوه ان نُشْرِكَ فيما فَضَّلَنَا اللّٰهُ بهٖ مَنْ لَّمَ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ مِثْلَ مَا جَعَلَ اللّٰهُ لَنَا''

یعنی تو اپنی قوم میں رشتہ کر ہم پر صدقہ حرام ہے۔ ہم اس فضیلت میں کسی کو شریک نہیں کرتے تو گویا امام علیہ السلام نے غیر کفو اور مفضول کو رشتہ دینے سے قطعی انکار کر دیا۔ اس لئے کہ خاندانِ تطہیر کا کوئی عمل ضابطۂ قرآن کے خلاف ہو ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ قرآن ان کے ساتھ ہے اور یہ قرآن کے ساتھ ہیں۔

اندلسی مؤرخ ابن عبدربہ نے ''العقد الفرید'' ج ۴ صفحہ ۱۸۴ پر اس واقعہ کو نقل کیا ہے کہ جب اشعث بن قیس نے زینب بنت علی علیہ السلام کا رشتہ طلب کیا تو آپؑ نے

Presented by Ziaraat.Com

غصہ میں فرمایا:

"اغرب بفیكَ الْكَثْكَثُ وَلَكَ اثلَبُ"

دُور ہو جا تیرے منہ میں خاک اور تیرے اوپر پتھر پڑیں۔ اگر پھر تو نے ایسا کیا تو میں تجھ سے بری طرح پیش آؤں گا۔

اور حق بھی یہی ہے کہ بنی ہاشم جیسے اشراف سے جب کوئی غیر کفو رشتہ طلب کرے تو اس کے منہ پر اسی طرح پڑنی چاہیئے

(از رسالہ شمشیر مسموم)، (قولِ جلی در حل عقد بنتِ علی.... مولانا محمد عباس)

حضرت علیؑ کی تمام بیٹیوں کے عقد خاندان میں ہوئے۔

۲۷ ... حضرت علی علیہ السلام کی صاحبزادیوں کے نام:

علامہ ڈاکٹر سید ضمیر اختر نقوی کی کتاب "اُم البنینؑ" سے اقتباس:-

۱۔ حضرت زینبِؑ کبریٰ بنتِ علیؑ

حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسینؑ کے بعد اولادِ علیؑ میں حضرت زینبؑ سب سے بلند رُتبہ ہیں۔ آپ معصوم ہیں آپ کی شادی حضرت عبداللہ بن جعفر طیار سے ہوئی جو کہ فرمانِ رسولؐ کے مطابق "سید" ہیں اور خمس کے حقدار ہیں اور اُن پر صدقہ حرام تھا۔ حضرت زینبؑ کے پانچ فرزند ہیں۔ علیؑ زینبی، عون، محمد، عبداللہ اور عباس اور ایک صاحبزادی کلثومؑ ہیں جن کی شادی حضرت اُمِ کلثومؑ بنتِ علیؑ کے بیٹے قاسمؑ بن عون محمد سے ہوئی۔

حضرت زینبؑ کی یکم شعبان ۵ ہجری میں ولادت اور ۲۷ ر جمادی الاوّل سنہ میں وفات ہوئی آپ کا روضہ دمشق (شام) میں ہے جہاں ہزاروں زائرین ہر وقت موجود

Presented by Ziaraat.Com

ہوتے ہیں۔

۲۔ حضرت اُمِّ کلثومؑ بنتِ علیؑ:

آپ کو زینبِ صغریٰ بھی کہتے ہیں۔ آپ کے نام صفیہ، فاطمہ اور رقیہ بھی ہیں۔ کنیت اُم القاسمؑ بھی ہے۔

آپ حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہؑ کی چوتھی اولاد ہیں۔ آپ کی شادی حضرت عون بن جعفر طیار سے ہوئی۔ ان کو ''عون محمد'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، اِن کی کنیت ''ابوالقاسم'' ہے۔

رسولؐ اللہ نے فرمایا:-

''عون بن جعفر خَلق اور خُلق میں مجھ سے شباہت رکھتا ہے''۔

حضرت عون بن جعفر کربلا میں شہید ہوئے (طبقات ابنِ سعد)

حضرت اُمِّ کلثومؑ کے چار فرزند۔ عبداللہ زاہد، قاسمؑ، ساور اور مسوَر (مِس وَر) تھے قاسمؑ کی شادی حضرت زینبؑ کی بیٹی سے ہوئی اور وہ کربلا میں شہید ہوئے۔

مورخین نے حضرت اُمِّ کلثومؑ کو بیوہ اور لاولد لکھ کر ظلم کیا ہے۔

جن کی شان میں سورۂ کوثر ہو وہ لاولد نہیں ہوسکتیں۔ حضرت اُمِّ کلثومؑ کی نسل عبداللہ بن مِسوَر بن عون بن جعفر طیارؑ سے چلی۔ قاسمؑ کی اولاد میں ایک صاحبزادی فاطمہ اُمِّ عبداللہ سے بھی نسل باقی ہے۔ اُمِّ عبداللہ کی بیٹی ربابہ تھیں

(حوالہ بلاغت النساء....تالیف احمد بن ابی طاہر طبع مصر)

۳۔ حضرت فاطمہ بنتِ علیؑ:

آپ کی کنیت ''اُمِّ ابیہا'' ہے:-

آپ کی شادی حضرت محمد بن ابوسعید بن عقیل سے ہوئی تھی۔ آپ کی والدہ محیاۃ

Presented by Ziaraat.Com

بنت امراؤ القیس تھیں۔ فاطمہ بنتِ علیؑ کا ایک بیٹا سعید بن محمد بن ابوسعید بن عقیل تھا جو امام حسینؑ کی شہادت کے بعد گھبرا کر خیمے سے نکلا اور لقیط بن ایاس نے اس کو ماں کے سامنے شہید کر دیا۔

فاطمہ بنتِ علیؑ حضرت امام جعفر صادقؑ کے دور تک حیات رہیں آپ نے حدیثوں کی روایت کی ہے۔ فاطمہ بنتِ علیؑ کی ایک صاجبزادی کا نام حمیدہ تھا۔

۴۔ حضرت زینبؑ صغریٰ بنتِ علیؑ:

آپ زوجہ ہیں حضرت محمد بن عقیل بن ابی طالب کی آپ کے فرزند عبداللہ کربلا میں شہید ہوئے۔ دوسرے فرزند عبدالرحمان تھے جو شبیہ رسولؐ تھے۔ اور صالحین میں شمار ہوتا تھا۔

۵۔ حضرت رقیہ (اُمِّ کلثومؑ صغریٰ)

آپ کی والدہ کا نام اُمِّ حبیب صہبا بنتِ ربیعہ تغلبیہ ہے۔

حضرت رقیہ بنتِ علیؑ زوجہ ہیں حضرت مسلم بن عقیل کی۔ یہ عمیر اطرف بن علیؑ کی سگی ہمشیرہ ہیں۔ ان کے دو بچے عبداللہ بن مسلم اور محمد بن مسلم کربلا میں شہید ہوئے اور ایک سات سال کی بچی عاتکہ تاراجِ خیام کے وقت فوجوں کے اژدھام میں پامال ہو کر شہید ہو گئیں۔ دو بیٹے ابراہیم اور محمد اصغر بمقام مسیّب شہید کئے گئے۔ ایک فرزند علی بن مسلم بھی تھے۔

۶۔ حضرت خدیجہ کبریٰ بنتِ علیؑ:

ان کی والدہ محیاۃ بنتِ امراؤ القیس تھیں۔ خدیجہ بنتِ علیؑ عبدالرحمان بن عقیل کی زوجہ تھیں۔ شوہر اور دو بچے سعید اور عقیل کربلا میں شہید ہوئے۔ سعید و عقیل یہ دونوں بچے تاراجیٔ خیام کے وقت دہشت سے گھبرا کر خیموں سے باہر آئے اور اشقیا کے

Presented by Ziaraat.Com

گھوڑوں سے پامال ہوکر شہید ہوگئے۔ شامِ غریباں میں دونوں کی لاشیں حضرت زینبؑ اور حضرت اُمِّ کلثومؑ نے اُٹھائیں۔

خدیجہ بنتِ علیؑ کے ایک صاحبزادے قاسمؒ بن عبدالرحمان نے مختار سے کوفے میں ملاقات کی تھی اور اپنے باپ کے قاتل عثمان بن خالد جُہنی اور بشیر بن حوط قابعنی کو خود قتل کیا۔ مختار نے قاسم بن عبدالرحمان اور اُن کے بھائی اور والدہ خدیجہ بنتِ علیؑ کو پانچ ہزار درہم اور قیمتی جوڑے دیئے۔ پھر یہ قافلہ مدینے واپس چلا گیا۔

۷۔ حضرت اُمِّ ہانی بنتِ علیؑ:

آپ کی والدہ محیاۃ بنتِ امراؤالقیس تھیں۔ آپ کی شادی عبداللہ اکبر بن عقیل سے ہوئی تھی یہ بھی کربلا میں شہید ہوگئے۔

آپ کا نام ''فاختہ'' ہے اُمِّ ہانی بنتِ علیؑ کو فقیہہ کے لقب سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ حضرت اُمِّ ہانی بنتِ علیؑ کے ایک فرزند محمد کربلا میں شہید ہوئے دیگر اولاد میں عبدالرحمان، مسلم فرزند اور ایک دختر اُمِّ کلثوم تھیں۔

شاہزادی اُمِّ ہانی دشمنوں کے خوف سے مملکتِ ''رے'' کی ایک مسجد میں پوشیدہ ہوئیں اور یوسف دوانقی نے ان کو ایک چشمے کے پاس شہید (قتل) کردیا۔

(تنزیہ الانساب، سوانح مسلم بن عقیل)

۸۔ حضرت اُمِّ سلمٰی بنتِ علیؑ:

آپ کو ''آمنہ''، ''امینہ'' اور ''اُمامہ'' بھی کہتے ہیں۔ آپ کی والدہ محیاۃ بنتِ امراؤالقیس تھیں۔ حضرت اُمِّ سلمٰی بنتِ علیؑ کی شادی صلت ابنِ عبداللہ بن نوفل بن حارث بن عبدالمطلب سے ہوئی تھی۔ صلت راویٔ احادیثِ پیغمبرؐ ہیں۔ آپ کی بیٹی کا نام تقیہ تھا۔

Presented by Ziaraat.Com

۹۔ حضرت میمونہ بنتِ علیؑ:

آپ کی والدہ محیاۃ بنتِ امراؤالقیس تھیں۔ میمونہ بنتِ علیؑ کی شادی عبداللہ اصغر ابن عقیل سے ہوئی تھی یہ بھی کربلا میں شہید ہوئے۔ میمونہ بنتِ علیؑ کے فرزند عقیل بن عبداللہ اصغر بن عقیل بن ابی طالب تھے۔

۱۰۔ حضرتِ نفیسہ بنتِ علیؑ (اُمِّ کلثومؑ اوسط)

آپ کی والدہ اُمِ سعید ہیں۔

آپ کی شادی حضرت کثیر بن عباس بن عبدالمطلب سے ہوئی تھی۔

۱۱۔ حضرت اُمّ الحسن بنتِ علیؑ:

آپ کا نام ''تمیمیہ'' ہے، آپ کی والدہ اُمِ سعید بنتِ عروہ بن مسعود بن معتب ثقفی ہیں۔

اُم الحسن بنتِ علیؑ کی شادی حضرت علیؑ کے بھانجے حضرت اُمِّ ہانی کے فرزند جعدہ بن ھُبیرہ بن ابی وھب بن عمیر بن عائذ بن عمران بن مخزوم قرشی سے ہوئی تھی۔ اُمّ الحسن بنتِ علیؑ کے شوہر جعدہ بن ھُبیرہ حضرت علیؑ کے عہدِ خلافت میں خراسان کے گورنر تھے اُمّ الحسن کے ایک صاحبزادے علیؑ بن جعدہ تھے۔ جو حضرت علیؑ کے نواسوں میں مشہور ہیں۔

۱۲۔ حضرت رملہ کبریٰ بنتِ علیؑ:

آپ کی والدہ اُمِ سعید بنت عروہ بن مسعود بن معتب ثقفی تھیں۔

رملہ کبریٰ بنتِ علیؑ کی شادی حضرت ابوالہیاج عبداللہ بن مغیرہ (ابی سفیان) بن حارث بن عبدالمطلب سے ہوئی تھی۔ حضرت رملہ بنتِ علیؑ کے ایک صاحبزادے محمدؑ کربلا میں شہید ہوگئے۔ تاریخ میں دو ابوسفیان ہیں ایک رسولؐ اللہ کے سگے چچازاد بھائی ہیں جو حارث بن عبدالمطلب کے بیٹے ہیں۔ دوسرا ابوسفیان معاویہ کا باپ ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

عبداللہ (ابوالہیّاج) کنیت ان کے جنگجو ہونے پر اور بہادری پر گواہ ہے، عربی میں ابوالہیّاج بہادر اور جنگجو کو کہتے ہیں۔ کربلا میں شہید ہوئے۔

اصابہ میں ابنِ حجر نے اور واقدی نے شہدائے کربلا میں شمار کیا ہے۔

''اعیان الشیعہ'' نے بھی انصارِ امام حسینؑ میں شمار کیا ہے۔

حضرت رسولؐ خدا اور حضرت علیؑ کے بھتیجے، حضرت علیؑ کے سگے بھانجے بھی ہیں اور داماد بھی۔ ابوطالبؑ کی بیٹی جُمانہ کے فرزند ہیں گویا ابوطالبؑ کے نواسے ہیں۔ امام حسینؑ کے سگے پھوپھی زاد بھائی بھی ہیں اور بہنوئی بھی ہیں۔

۱۳۔ حضرت اُم الکرام (رحمایہ بنتِ علیؑ):

آپ کا ایک نام ''قیسہ'' بھی ہے، آپ کی والدہ اُمّ سعید بنتِ عروہ تھیں۔

۱۴۔ حضرت اُمّ جعفر جُمانہ بنتِ علیؑ:

۱۵۔ حضرت سکینہؑ بنتِ علیؑ:

آپ کی کنیت ''اُمۃ اللہ'' ہے۔

۱۶۔ حضرت رقیہ صغریٰ بنتِ علیؑ:

۱۷۔ حضرت تقیہ بنتِ علیؑ:

آپ کی وفات بچپن میں ہی ہوگئی تھی۔

۱۸۔ حضرت رملہ صغریٰ بنتِ علیؑ:

آپ کی والدہ لیلیٰ بنتِ مسعود دارمیہ نہشلیہ تھیں۔

۱۹۔ حضرت خدیجہ صغریٰ بنتِ علیؑ:

آپ کی والدہ حضرت اُم البنینؑ ہیں۔ حضرت اُمّ البنینؑ کی زیارت میں خدیجہ کا

Presented by Ziaraat.Com

ذکر ہے۔ ۳ ربرس کی عمر میں بچپن میں انتقال ہوگیا۔ مسجد کوفہ کے سامنے آپ کا روضہ ہے۔

۲۰۔ حضرت اُدمیٰ بنتِ علیؑ:

آپ کا نام عاتکہ بھی ہے۔ والدہ کا نام ساعدیہ ہے۔

کتاب انوار الشہادت میں بروایت ابی مخنف لکھا ہے :-

جناب اُدمیٰ بنتِ علیؑ آنکھوں سے نابینا تھیں کربلا میں موجود تھیں جب حرم اہلِ بیتؑ تاراجیٔ خیام کے بعد مقتل کی طرف بڑھے تو یہ بھی ہمراہ تھیں۔

بروایتِ اُدمیٰ بنتِ علیؑ اُسی ہنگامہ گیرودار میں جب اعدا نے چاہا اُنھیں بھی لوٹیں وہ بی بی نہایت مضطر و پریشان ہو کے فریاد کرنے لگیں۔

وَا اَخَاہُ وَا حُسَیْنَاہُ یَا رَبِیعَ الْاَرَامِلِ وَالْاَیْتَامِ

ہائے بھائی حسینؑ ہائے بیوہ عورتوں کی خبر لینے والے اور یتیم بچوں کے پوچھنے والے

یَا خَلِیْفَۃَ الْمَاضِیْنَ وَیَا ثِمَالَ الْبَاقِیْنَ

اے یادگارِ اوّلین وافتخارِ آخرین اس وقت کہاں ہو کہ میری خبر نہیں لیتے پھر آواز دی

یَا قَومُ ھَلْ فِیْکُم مَنْ فِیْ جَسَدِہٖ شَعْرَۃٌ مِنَ الْاِسلَامِ

اے قومِ جفا کار تم اتنے آدمیوں میں کوئی مسلمان بھی ہے کسی نے جواب نہیں دیا۔

فَصَاحَتْ ثَانِیَۃً یَا قَوْمُ ھَلْ فِیْکُم رَجلٌ قَرْشِیٌ

دوبارہ آواز بلند سے پکاریں تم میں کوئی مرد قرشی بھی ہے یہ سن کر زجر بنِ قیس نے جواب دیا

مَا تُرِیْدِیْنَ ھَا اَنَا قَرَشِیٌ وَمَا حاجتُكِ

میں قرشی ہوں کیا چاہتی ہو تمہارا کیا مطلب ہے :-

قَالَتْ اُرِیْدُ مِنَ اللّٰہِ اَنْ تُوصِلَنِیْ اِلٰی جَسَدِ اَخِی الْحُسَیْنِ لِاَنِی عُمْیَا لَا

Presented by Ziaraat.Com

اَهْتَدِیْ اِلَی الطَّرِیْقِ

اُس مظلومہ نے فرمایا میں نابینا ہوں کچھ دکھائی نہیں دیتا چاہتی ہوں کہ خدا کے واسطے کوئی مجھے میرے بھائی حسینؑ کی لاش پر پہنچا دے زجر نے کہا میں تو تمہیں وہاں پہنچا دوں گا مگر تم جا کے کیا کرو گی فرمایا میرے بھائی مجھے نہایت عزیز رکھتے تھے اور بہت شفقت و محبت فرماتے تھے۔

وَکَانَ کُلَّ یَوْمَ یُشَمِّنِیْ وَیُقَبِّلُ مَابَیْنَ عَیْنَیَّ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ

اور یہ معمول تھا کہ ہر روز تین مرتبہ میری پیشانی پر بوسہ دیتے تھے

وَاِنِّیْ اُرِیْدُ اَنْ اَزُوْرَهُ وَاُقَبِّلَ مَنْحَرَهُ وَاُوَدِّعَهُ قَبْلَ قَبْلَ الرَّحِیْلِ وَقَبْلَ الْمَوْتِ

اس وقت میں کہ قریب ہے اعدا ہمیں قید کر کے کوفہ و شام کی طرف لے جائیں یا قتل کریں چاہتی ہوں قبل اس کے کہ کوچ ہو یا موت آئے اپنے بھائی کی زیارت کر لوں اور گلوے نازنین پر بوسے دے کے رخصت کرلوں زجر بن قیس نے ہاتھ اُس مخدومہ کا پکڑ لیا اور قتل گاہ میں ایک نشیب کی طرف لے جا کے کہا یہی تمہارے بھائی کی لاش ہے راوی کہتا ہے وہ بی بی خاک پر بیٹھ گئی اور لاش کی طرف ہاتھ بڑھا کے دیکھا تو کیا دیکھا کہ بدن پر سر بھی باقی نہیں ہے وہ گلا جس کے بوسہ کی ہوس تھی خنجر ظلم سے کٹا ہوا ہے بے اختیار دھاڑیں مار کر رونے لگیں اور چلا کے فریاد کرتی تھیں۔

وَا اَخَاهُ اَمَا تَنْظُرُ اِلَیَّ وَاِلٰی اَخَوَاتِكَ وَبَنَاتِكَ قَدْ سَلَبُوْهُنَّ الْاَعْدَاءُ

اے بھائی کیا ہو گیا کہ اس وقت میری اور بہنوں کی خبر نہیں لیتے اپنے یتیم بچوں کو بھی نہیں پوچھتے دشمنوں نے اس طرح لوٹ لیا ہے کہ کسی کے پاس ایک چادر یا رومال تک باقی نہیں ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

يَا اَخَاهُ وَمَنْ لِاُخْتِكَ الْعَمِيَا يَدُلُّ لَهَا اِلَى الطَّرِيْقِ وَكَيْفَ بِيْ بِرُكُوْبِ الْجَمَلِ وَاَنَا عُمِيَا

ہائے بھائی اب اس نابینا بہن کا کون ہے کہ ہاتھ پکڑ کر لے جائے گا سفر کی منزلوں میں بار بار کس طرح اونٹ پر چڑھوں گی اور اُتروں گی۔

يَا اَخَاهُ مَنْ قَصَّ رَاسَكَ الشَّرِيْفَ فَاَيْنَ رَاسُكَ حَتَّى اُشِمَّهُ

اے بھائی کس ظالم نے سر آپ کا بدن سے جدا کر لیا اور وہ فرق بریدہ کہاں ہے کہ زلفوں کی بو سونگھتی اور سوکھے ہونٹوں کے بوسہ لیتی

يَا اَخَاهُ مَا عَمِلْتُ اَنَّ الزَّمَانَ يُمِيتُكَ قَبْلِيْ لَيتَ الْمَوتَ اَعْدَمَنِيَ الْحَيٰوةَ

ہائے میں کیا جانتی تھی اس مسافرت میں قسمت آپ سے جدا کرے گی اور یہ بہن سخت جان رونے کو جیتی رہے گی کاش پہلے مجھے موت آتی کہ اس مصیبت میں مبتلا نہ ہوتی

فَصَاحَتْ بِاَعْلٰى صَوتِهَا وَاَلْقَتْ نَفْسَهَا عَلٰى جَسَدِ اَخِيهَا الْحُسَيْنِ

غرض اسی طرح چیخ مار مار کر بین کر رہی تھیں یہاں تک کہ بیقرار ہو کے اپنے تئیں لاش بے سر پر گرا دیا اور دیر تک لپٹی ہوئی رویا کیں روتے ہی روتے غش آ گیا راوی کہتا ہے جب خون امام حسینؑ کے جسدِ بے سر کا اُن کی چشمِ نابینا میں لگا اور وہ ہوش میں آئیں تو اپنے کو دیکھا کہ آنکھیں روشن ہیں اور بھائی کو اس حال سے دیکھا کہ خدا کسی بہن کو نہ دکھائے سراپا زخموں سے چُور جا بجا تیر پیوست ہیں نیزوں سے تلواروں سے تمام بدن ریزہ ریزہ ہے گردن پر سر بھی باقی نہیں ہے دیکھتے ہی بے اختیار دونوں ہاتھوں سے سر پیٹنے لگیں کبھی مدینہ کی طرف کبھی نجف کی جانب منھ کر کے فریاد کرنے لگیں

وَا مُحَمَّدَاهُ وَاعَلِيَّاهُ

یہ کہتی تھیں اور سر و سینہ پیٹ کے خاک اُڑاتی تھیں روتے روتے پھر غش کھا کے گر

Presented by Ziaraat.Com

پڑیں اور وہ صدمہ گذرا کہ اُسی عالمِ غشی میں طائر روح اُن کا پرواز کر گیا اور بھائی بہن کا لاشہ اُسی طرح ریگِ گرم پر پڑا رہا۔ اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ

(بحور الغمہ جلد ۳...صفحہ ۴۲۳ تا ۴۲۵)

یہ سب کی سب علیؑ کی بیٹیاں کربلا کے میدان میں اپنے بھائی حسینؑ کے ہمراہ تشریف لائیں تھیں۔ اِن سیدانیوں کی چادریں بھی لوٹی گئیں اور اِن کی نگاہوں کے سامنے ان کی اولاد کو قتل کیا گیا، حضرت علیؑ کی دو بیٹیوں کو بھی شہید کیا گیا۔

حضرت علیؑ کی بیٹیوں کی شادی حضرت علیؑ کے سگے بھائی حضرت عقیل اور جعفر طیار کے فرزندوں سے ہوئی۔ اور پھر حضرت علیؑ کے چچا زاد بھائی عبداللہ ابن عباس، عبیداللہ بن حارث بن عبدالمطلب، نوفل بن حارث بن عبدالمطلب کے بیٹوں سے ہوئی، ایک بیٹی کی شادی حضرت علیؑ کے بھانجے جعدہ ابن ھبیرہ سے ہوئی یہ حضرت علیؑ کی بہن اُمِّ ہانی کے فرزند ہیں۔

بحار الانوار میں تحریر ہے کہ رسولؐ اللہ نے اولادِ علیؑ اور جعفرؑ طیار کے فرزندوں کی طرف دیکھ کر فرمایا۔ ہماری بیٹیاں ہمارے بیٹوں کے لیے اور ہمارے بیٹے ہماری بیٹیوں کے لیے ہیں'' اس حدیث کی روشنی میں اولادِ فاطمہؑ وعلیؑ کا غیر سے نکاح ناجائز تصور ہوگا۔

حضرت اُمِّ کلثومؑ کی شادی خطاب کے بیٹے سے ایک من گھڑت قصہ ہے۔ خطاب کا شجرہ بہت خراب تھا جو تاریخوں میں درج ہے (سوانح حیات حضرت اُمّ البنینؑ...صفحہ ۵۶، ۵۷)

۲۸...حضرت اُمِّ کلثومؑ کی شادی:

حضرت فاطمۃ الزہراؑ کی وفات کے بعد حضرت اُمِ کلثومؑ کی تربیت کی ذمہ داری حضرت علیؑ پر تھی، یہی وجہ تھی فضیلت وجلالت، علم وعمل زہد و بلاغت جیسی صفات نے

Presented by Ziaraat.Com

شہزادی اُمِ کلثومؑ کی زندگی کو چار چاند لگا دیئے۔ جب آپ ہر قسم کی صفات سے آراستہ ہو چکیں تو حضرت علیؑ نے آپ کی شادی حضرت عون بن جعفر طیار سے کر دی۔ حضرت عون آپ کے شریکِ زندگی تھے ان کی والدہ اسماء بنت عمیس اور والد بزرگوار جعفر طیّار تھے آپ کے والدین مکّے سے ہجرت کر کے حبش چلے گئے تھے۔ وہاں آپ کی ولادت ہوئی۔ ۷ ھ میں جس روز قلعہ خیبر فتح ہوا آپ حبشہ سے واپس آئے اور اکتالیس سال کی عمر میں جب حضرت جعفر جنگ موتہ میں شہید ہوئے تو اس سانحے کو رسولؐ اللہ نے بڑا محسوس کیا۔ حضرت عون اور ان کے بھائیوں کے متعلق فرمایا انا ولیھم فی الدنیا والاٰخرۃ میں دنیا اور آخرت میں ان کا ولی ہوں۔

(کربلا کی شیر دل خاتون صفحہ ۴۱ ڈاکٹر عائشہ بنت الشاطی مصری)

حضرت جعفرؓ کی شہادت کے بعد حضرت علیؑ نے ان بچوں کی تربیت اپنے ذمہ لے لی۔ رسولؐ اللہ برابر ان بچوں کی خبر رکھتے اور ان سے محبت سے پیش آتے۔ جعفرؓ کے چمن کے پھول امامت کے سایۂ عاطفت میں پروان چڑھنے لگے۔

(کربلا کی شیر دل خاتون صفحہ ۴۳)

ثانیٔ زہراؑ اور عبداللہ بن جعفر، اُمِ کلثوم اور عون بن جعفر کا عقد رسولؐ اللہ کی مخصوص وصیت کی بناء پر ہوا۔ علامہ ابنِ شہر آشوب م ۵۸۸ ء نے مناقب جلد ۲/۱۴۳ میں کتاب احکام الشرعیہ کے حوالے سے خزار قمی سے نقل کیا تھا کہ سردارِ انبیاء نے اولادِ علیؑ و جعفرؓ کو دیکھا تو فرمایا ہمارے لڑکے ہماری لڑکیوں کے لئے اور ہماری لڑکیاں ہمارے لڑکوں کے لئے، اس سے عموماً خاندان کی لڑکیاں آپس میں منسوب ہوئیں۔

(کربلا کی شیر دل خاتون صفحہ ۴۸)

شہزادی اُمِ کلثومؑ اور ثانیٔ زہراؑ کی ازدواجی زندگی میں امیر المومنین کے پیش نظریہ

Presented by Ziaraat.Com

خیال تھا کہ بیٹیوں کی دینی ترقی کا تسلسل باقی رہے اس لئے حضرت علیؑ نے گھر میں یہ رشتے کیے حضرت زینبؑ اوران کے شوہر کے ساتھ حضرت عون اور شہزادی اُمِ کلثومؑ اپنے سسرال میں رہے۔ (کربلا کی شیردل خاتون صفحہ ۴۸۔۴۹)

﴿۲۹﴾... حضرت عون بن جعفر (حضرت اُمِّ کلثومؑ کے شوہر):

علاّمہ طالب جوہری اپنی کتاب ''حدیثِ کربلا'' میں لکھتے ہیں:-

ان کی والدہ کا نام اسماء بنتِ عمیس ہے۔ عمدۃ الطالب کے مطابق عون متولد حبشہ اور محمد اصغر اسماء بنت عمیس کے بطن سے تھے۔ جنگِ خیبر کے موقع پر جب حضرتِ جعفر طیار حبشہ سے پلٹے ہیں تو یہ بچے تھے اور جعفر کے ساتھ تھے۔ نصر بن مزاحم کے مطابق یہ امیر المومنین کی ساری جنگوں میں ان کے ساتھ تھے۔ (فرسان الہیجان...ج ۲، ص ۱۷)

پھر یہ لکھا ہے کہ عون کی کنیت ابوالقاسم تھی اور یہ ابھی خورد سال تھے کہ ان کے والد حضرت جعفر طیار غزوۂ موتہ میں شہید ہو گئے۔

عبداللہ بن جعفر کی روایت ہے کہ جب غزوۂ موتہ میں ہمارے والد کی شہادت کی خبر آئی تو رسولؐ اکرم ہمارے گھر تشریف لائے اور میری والدہ سے پوچھا کہ جعفر کے بیٹے کہاں ہیں؟ جب ہم آپ کی خدمت میں آئے تو آپ نے ہمیں اپنے پاس بٹھلایا اور فرمایا کہ محمد اپنے دادا ابوطالب سے اور عون اپنے باپ سے مشابہہ ہے۔ پھر حجام کو بلا کر ہمارے سر منڈوا دیئے۔ (ذخیرۃ الدارین۔ ص ۱۶۷۔ بحوالہ اصابہ ابن حجر عسقلانی)

رسولِ اکرمؐ کی وفات کے بعد اپنے چچا علیؑ کے ساتھ رہے اور جنگوں میں شریک ہوئے۔ عون کی شادی امیر المومنینؑ نے اپنی بیٹی اُمِّ کلثومؑ سے کی تھی۔ یہ اُمِّ کلثومؑ جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی دوسری صاحبزادی تھیں۔

عون بن جعفر امام حسینؑ کے ساتھ مکہ اور پھر مکہ سے کربلا آئے تھے۔ عاشور کے دن

Presented by Ziaraat.Com

عبداللہ بن مسلم کی شہادت کے بعد میدان میں گئے اور وہ رجز پڑھا جو عون بن عبداللہ سے منسوب ہے۔ تیس سواروں اور اٹھارہ پیادوں کو قتل کیا۔ زید بن ورقاء جہنی اور عروہ بن عبداللہ خثعمی نے انہیں شہید کیا۔ شہادت کے وقت آپ کی عمر ۵۶۔ ۵۷ برس تھی۔

(ذخیرۃ الدارین....ص۱۶۹)(حدیثِ کربلا....ص۴۰۴)

﴿۳۰﴾... عونؑ اور محمدؑ ایک ہی شخصیت کے دو نام:-

حضرت جعفر طیارؑ کے فرزند عبداللہ فرزندِ اکبر ہیں اور دوسرے فرزند کا نام عونؑ محمد ہے۔ مورخین نے اِن کو کبھی عونؑ اور کبھی محمدؑ لکھا ہے اور بعض مورخین نے دو الگ الگ شخصیات تصور کیا ہے جو نہایت غلط ہے یہ دونوں نام ایک ہی ہستی کے ہیں۔

حضرت عون محمد جعفر طیارؑ کے چھوٹے بیٹے ہیں جن کی شادی حضرت علیؑ کی چھوٹی بیٹی حضرت اُمِّ کلثومؑ سے ہوئی اور یہ کربلا میں موجود ہیں۔ اس لئے حضرت اُمِّ کلثومؑ کو بیوہ لکھنے والوں نے غلطیوں پر غلطیاں کی ہیں۔

حضرت عون محمد کی کنیت ''ابوالقاسم'' ہے اور حضرت اُمِّ کلثومؑ کا نام ''کلثومؑ'' ہے۔ کنیت ''اُم القاسم'' ہے۔ حضرت عون محمد اور حضرت اُمِّ کلثومؑ کے فرزند کا نام ''قاسمؑ'' ہے۔ قاسمؑ کی شادی حضرت زینبؑ کی بیٹی ''کلثومؑ'' سے ہوئی تھی۔ اِن کی نسل باقی رہی اور اولاد کا تذکرہ ملتا ہے۔

﴿۳۱﴾... حضرت زینبؑ و حضرت اُمِّ کلثومؑ اور قبرِ رسولؐ کی زیارت:

ایک دن سورج ڈھل رہا تھا کہ ایسے میں زینب نے کہا، کہ بابا بہت دن ہو گئے کہ ہم نے نانا کی قبر کی زیارت نہیں کی، دل چاہ رہا تھا کہ آج نانا کی قبر پر جائیں، علیؑ نے

Presented by Ziaraat.Com

بیٹیوں کے چہروں کو دیکھا، اور کہا کہ بیٹا زینب واُمِ کلثوم بابا وعدہ کرتا ہے کہ تمہیں قبرِ نبی پر لے کر چلے گا، لیکن ذرا دن ڈھلنے دو شام تو ہو جانے دو، سورج غروب ہو جائے، بچے ذرا غور سے سنیں، یہی شہزادی کے فضائل ہیں، یہی شہزادی کے مصائب ہیں، وقت بہت کم ملتا ہے، اس لئے مصائب پڑھ رہا ہوں، شام ہوگئی آفتاب کو غروب ہو جانے دو، مغربین کی نماز ختم کر کے شہزادیاں آئیں، اور کہا بابا شام ہوگئی، کہا تیار ہو جاؤ، کہا تیار رہیں، مولا علیؑ صحنِ خانہ میں آ کر کھڑے ہوئے، ایک بار فضہؓ کو آواز دی اور کہا فضہؓ میری بیٹیوں کی چادریں لاؤ، مقنعے لاؤ، چادریں لائی گئیں، علیؑ نے اپنے ہاتھ سے بیٹیوں کو چادریں اُڑھائیں، مقنعے پہنائے اور جب پہنا چکے، تو بیٹیوں کے گرد پھرے، بیٹیوں نے پوچھا کہ اب آپ کیا دیکھ رہے ہیں، کہا دیکھ رہا ہوں جسم کا کوئی حصہ کھلا ہوا تو نہیں ہے، جب علیؑ کو یقین ہو گیا کہ میں چادریں پہنا چکا، تو ایک بار محلّہ بنی ہاشم کے گلی کے صدر دروازے پر آ کر آواز دی اے بنی ہاشم کے جوانو تیار ہو جاؤ شہزادیاں تمہاری باہر آ رہی ہیں تاریخ لکھتی ہے، علیؑ کے اٹھارہ جوان بیٹے حیات تھے، بیٹوں کو آواز دی کہ اے حسنؑ و حسینؑ، محمد حنفیہ، عباسؑ، جعفر، عبداللہ، عمران سب تیار ہو جاؤ بہنیں باہر آ رہی ہیں، تاریخ لکھتی ہے کہ اٹھارہ تلواریں میان سے نکلیں، اٹھارہ بھائیوں نے بہنوں کو اپنے گھیرے میں لے لیا۔ زینب کا دل کتنا بڑھا ہوگا، اُمِّ کلثومؑ کا دل کتنا بڑا ہو گیا ہوگا۔ اٹھارہ جوان بھائی ساتھ ساتھ چل رہے ہیں اور آگے آگے دوسرا گھیرا بنی ہاشم کے جوانوں کا مسلم بھی آگئے عبداللہ ابنِ جعفر بھی ہیں، عونؑ دلاور بھی ہیں اور سب سے آگے فاتح خیبر ذوالفقار کو کاندھے پہ رکھے ہوئے آگے آگے چل رہے ہیں اور منادی یہ اعلان کر رہا ہے کہ اے مدینے والو زہراؑ کی بیٹیاں اپنے نانا کی قبر پر جا رہی ہیں کہ مؤرخ کہتا ہے کہ ابھی شام ہوئی تھی کہ دو کانداروں نے اپنی دوکانوں کے

Presented by Ziaraat.Com

چراغ روشن کیئے تھے جیسے ہی کانوں میں یہ آواز پڑی کہ سواری آ رہی ہے زینب واُمِ کلثوم کی تو لوگوں نے جلدی جلدی اپنی دو کانوں کو بند کرنا شروع کیا اور جو جلدی جلدی بند نہ کر سکے انہوں نے اپنے چراغوں کو بجھا دیا۔ تا کہ اندھیرا ہو جائے اور ہماری نظر سواریوں پر نہ پڑے اور جب علیؑ قبرِ نبیؐ کے قریب پہنچے تو روضے کی قندیل کی روشنی دھیمی کر دی اور حسنِ مجتبیٰؑ سے کہا بیٹا زائروں سے کہہ دو شہزادیاں آئی ہیں زائروں کو جیسے ہی اطلاع ملی اپنا سر جھکا کر دوسرے دروازے سے نکل گئے، مزارِ نبیؐ خالی ہو گیا، آگے بڑھیں شہزادیاں، قبرِ نبیؐ پر پہنچیں، اور جا کر نانا کی قبر سے لپٹیں، بس علیؑ بتانا یہ چاہتے تھے کہ مدینے والو زہراؑ کی بیٹیوں کے پردے کی شان یہ ہے۔

(علامہ ڈاکٹر سید ضمیر اختر نقوی...عشرۂ مجالس قاتلانِ حسینؑ کا انجام)

﴿۳۲﴾...اولاد جناب جعفر طیارؑ

مخدوم محمد جعفر الزمان نقوی مجالس المنتظرین علیٰ روضۃ المظلومین جلد دوم میں لکھتے ہیں:۔

میدان کربلا میں مبتلائے مصائب، شریک آلام اور شہید ہونے والی آلِ نبیؐ دراصل آلِ عمرانؑ ہی ہے کیونکہ کربلا کے سارے ہاشمی شہید دراصل جناب ابو طالبؑ کے تین فرزندانِ اقدس کی اولاد سے ہیں۔

☆ حضرت علی علیہ السلام کی اولادؑ

☆ جناب عقیلؑ کی اولادؑ

☆ جناب جعفر طیارؑ کی اولاد

یہاں ہم جناب جعفر طیارؑ کی اولاد کے بارے میں اجمالی طور پر ذکر کرنا چاہیں گے تا کہ ہمارا قاری کسی ابہام کا شکار نہ ہو اور جو غلط سلط روایاتی مواد ہماری کتب میں تجمیع کے دوران شامل ہوا ہے اس کی اسے پہچان بھی ہوتی جائے جناب جعفر طیارؑ کی شخصیت

Presented by Ziaraat.Com

محتاجِ تعارف نہیں ہے کیونکہ ان کے بارے میں سرورِ کونینؐ نے فرمایا تھا کہ جعفرؑ ہماری طینت طیبہ سے پیدا ہوئے ہیں ان کی اور ہماری طینت ایک ہے۔ ان کے تین فرزند تھے۔

(۱) جناب عبداللہ بن جناب جعفر طیارؑ

(۲) جناب عون بن جناب جعفر طیارؑ

ان کو صاحب عمدۃ المصائب نے شہدائے کربلا میں لکھا ہے۔

(۳) جناب محمد بن جناب جعفر طیارؑ۔

صاحب عمدۃ المطالب نے انہیں بھی شہدائے کربلا میں لکھا ہے اور جناب محمد کے ایک فرزند جناب قاسمؑ بھی شہدائے کربلا میں شامل ہیں۔

﴿۳۳﴾ ...جناب عبداللہ بن جناب جعفر طیارؑ:

حضرت جعفر طیار کے سب سے بڑے فرزند جناب عبداللہ بن جعفر طیارؑ تھے، یہ حبشہ میں پیدا ہوئے تھے اور انہیں حبشہ جانے والوں میں سے سب سے پہلے ظہور فرمانے کا اعزاز بھی حاصل ہے۔ (درجات الرفیعہ/۱۶۸)

جناب عبداللہ کے تین فرزندان علیہم الصلوٰۃ والسلام کربلا میں شہید مانے جاتے ہیں۔

☆ جناب عونؑ، جناب محمدؑ، جناب عبیداللہؑ۔

جناب عبیداللہؑ کا ذکر ابوالفرج اصفہانی نے مقاتل الطالبین میں کیا ہے اور یہ مؤرخ خاندان اہلِ بیت علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بدترین دشمنوں میں شامل شخص ہے اس کی کسی بھی روایت کو انتہائی احتیاط سے لینا چاہیئے کیونکہ یہ بنی امیہ کا بڑا وکیل اور تاریخ گری، تاریخ سازی اور دفور جزی کا اہم مہرہ تھا۔

ابنِ شہر آشوب نے تو جناب عبیداللہؑ کے بارے میں صرف یہی کچھ لکھا ہے کہ یہ میدان کربلا میں موجود تھے اور انہیں بشر بن خوط ملعون نے شہید کیا تھا۔

Presented by Ziaraat.Com

ابوالفرج اصفہانی نے ان کے بارے میں لکھا ہے کہ ان کی والدہ خوصہ بنت حفص قبیلہ بنی بکرابن وائل سے تعلق رکھتی تھیں۔

یہ روایت قطعاً درست نہیں ہے کیونکہ کسی معصومہ کبریٰ کے زوجیت میں شامل رہتے ہوئے دوسرا عقد کرنا بحکم شارع کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حرام ہے۔

جیسا کہ حضرت علیؑ کے بارے میں ہے کہ انہیں جب دوسرے عقد کا مشورہ دیا گیا تھا تو انہوں نے فرمایا تھا کہ ہمارے لئے اس وقت دوسرا عقد حرام ہے، اس پر بہت لے دے ہوئی تھی اور پھر سرورکونینؐ نے فرمایا تھا کہ فاطمہ زہراؑ کی موجودگی میں اِن پر دوسرا عقد حرام ہے۔

اس بات کو مخالفین نے خوب حاشیہ آرائی کے ساتھ لکھا ہے اور کہا ہے کہ حضرت علی دوسرا عقد کرنے ہی والے تھے اور حضور اکرمؐ کو علم ہوا تو وہ حضرت علیؑ سے ناراض ہوئے اور فرمایا کہ آپ نے ہمیں اور ہماری دختر کو نعوذ باللہ اذیت دی ہے اور اس کے بعد مخالفین نے یہ حدیث کوٹ کی ہے۔

☆ من آذاها فقد آذاني ومن آذادني فقد آذ الله

ہمارے مسلمات میں سے ہے کہ کسی معصومہ کبریٰ صلوٰۃ اللہ علیہا کی موجودگی میں دوسرا عقد شرعاً حرام ہے اور جناب عبداللہ کے بارے میں اس طرح کہنا قطعاً افتراء و کذب ہے۔

اس لئے عبیداللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نام کے کسی شہزادے کے وجود کو تسلیم کرنا درست نہیں ہے اور نہ ہی وہ جناب عبداللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرزند ہوسکتے ہیں۔

﴿۳۴﴾...اہم وضاحت (اسماء بنتِ عمیس خثعمی نام کی چار عورتیں ہیں)

ہمارے متقدمین علمائے کرام اور روضہ نگاروں نے تجمیع روایات کے دوران کچھ

Presented by Ziaraat.Com

روایات مخالفین سے بھی لی تھیں اور انہیں لینا بھی چاہیئے تھا کیونکہ اسی کا نام تجمیع ہوتا ہے اور اس میں یہ روایت بھی ملی کہ جناب عبداللہؓ کی والدہ ماجدہ پہلے جناب جعفر طیار کے حرم میں تھیں اور ان کی رحلت کے بعد نعوذ باللہ خلیفہ اوّل کے عقد میں آئیں اور محمد بن ابوبکر پیدا ہوئے اور پھر خلیفہ اول کی موت کے بعد وہ حضرت علیؑ کے عقد میں آئیں۔

جب ہم اپنے کتب مآخذ کو چھانتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ اس دور میں ''اسماء'' نام کی بہت سی عورتیں تھیں لیکن بنی خثعم میں اسماء بنت عمیس نام کی چار خواتین تھیں۔

(۱) اسماء بنت عمیس بن نعمان بن کعب بن مالک بن قحافہ خثعمی....

(سیرتِ ابن ہشام ۱/۱۶۷)

(۲) اسماء بنت عمیس بن عمرو بن خثعم .....بنی خثعم کا سردار تھا....

(تاریخ یعقوبی ۲/۷۹)

(۳) اسماء بنت عمیس بن معد بن حارث بن تیم بن کعب خثعمی

(تنبیہ والاشراف ۱/ ۲۲۸)

(۴) اسماء بنت عمیس بن عامر بن ربیعہ بن نسر بن مالک خثعمی

(سیرت ابن عمیر ۳/ ۲۴۵)

اب ہمارے سامنے چار مختلف خواتین ہیں ان میں سے اول الذکر خاتون جناب جعفر طیارؓ کے حرم کی زینت تھیں اور یہ جناب عبداللہؓ جناب محمد اور جناب عونؑ کی والدہ ماجدہ تھیں، جب جناب جعفر طیارؓ جنگ موتہ میں شہید ہوئے تو ان کے بعد ان کی کفالت حضرت علیؑ فرمایا کرتے تھے یہ ان کے گھر اطہر میں رہائش پذیر رہیں اور انہوں نے پوری زندگی دوسرا عقد نہیں فرمایا اور جو اسماء بنت عمیس خلیفہ اوّل کی بیوی تھیں اور جناب محمد بن ابوبکر کی والدہ تھیں وہ ان کے علاوہ خاتون تھیں اور جن لوگوں نے ان دو مستورات کو ایک فرض کیا ہوا ہے انہیں اشتباہ ہوا ہے، حقیقت میں یہ دو مختلف خواتین

Presented by Ziaraat.Com

ہیں ان کے کئی ثبوت پیش ہیں مثلاً:۔

(۱) قبل از ہجرت جناب جعفر طیارؑ نے مکہ سے حبشہ کی طرف ہجرت فرمائی تھی تو اسماء بنتِ عمیس ان کے ساتھ حبشہ تشریف لے گئی تھیں اور ان کی واپسی ۷/ ۸ ہجری میں فتح خیبر کے دن ہوئی جبکہ خلیفہ اوّل کی زوجہ مدینہ میں تھیں اور وہ اس وقت حضرت علیؑ کے گھر میں کام کیا کرتی تھیں، اس وقت ان کا عقد خلیفہ اوّل سے نہیں ہوا تھا اور یہ عقد ۸ ہجری کے اواخر میں ہوا اور دس ہجری میں محمد بن ابی بکر کی ولادت ہوئی۔

جس دور میں جناب جعفر طیار حبشہ میں تھے اور اس دور میں محمد بن ابی بکر کی والدہ کی مدینہ میں موجودگی کے بہت سے ثبوت موجود ہیں جیسا کہ حضرت فاطمہ زہراؑ کی شادی خانہ آبادی کے وقت بھی ان کی موجودگی ثابت ہے، یہاں ایک روایت پیش کرتا ہوں جس کے بیان فرمانے والے سرکار صادق آل محمدؑ ہیں۔

قال لما کان فی اللیلة التی بنی فیھا علیؑ بسیدةؑ سمع رسول اللّٰہ ضرب الدف فقال ماھذا؟ فقالت اُمِ سلمیؑ یا رسول اللّٰہ ھذہٖ اسماء بنت عمیسؓ تضرب الدف ارادت ان تفرح سیدةً لئلاترى انه لما ماتت امھا تم تجد من یقوم لھا فرفع رسول اللّٰہ یدہ الی السماء ثم قال اللھم ادخل علی اسماء بنت عمیسؓ السرور کما فرحت ابنتی ثم دعا بھا فقال یا اسماء ما تقولون اذا نقرتن الدف؟ فقالت یا رسول اللّٰہؐ ماندری مانقول فی ذالك و انما اردت فرحھا قال فلا تقولو ھجراً و ھذراً

(مستدرک الوسائل ....ج ۱۴، باب ۱۱۸... ص ۳۰۵)

امام کائنات مالک الموجوداتؑ فرماتے ہیں کہ جس رات ملکہ عالمین کے بیاہ کی تقریب تھی شہنشاہ انبیاءؐ نے دف (ڈھولک) بجنے کی آواز سنی تو اُم المومنین بی بی اُم

Presented by Ziaraat.Com

سلمیٰؑ سے استفسار فرمایا کہ یہ کس چیز کی آواز حجرے سے آرہی ہے؟

انہوں نے عرض کی آقا یہ اسماء بنت عمیس ہیں جو ملکہ عالمینؑ کو خوش کرنے کے لئے دف (ڈھولک) بجا رہی ہیں کیونکہ وہ سمجھتی ہیں کہ ملکہ عالمین کی والدہ ماجدہ ملیکۃ العربؑ ہوتیں تو وہ ان کی شادی خانہ آبادی کے موقع پر انہیں خوش کرتیں (گویا یہ ان کی کمی کو پورا کرنے کی کوشش کر رہی ہے)۔

اس وقت شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آسمان کی طرف دست مبارک اُٹھا دیئے اور فرمایا اے میرے مبعوث فرمانے والے جس طرح اسماء بنت عمیس نے ہماری بیٹی کو مسرور کیا ہے اسی طرح تو بھی انہیں مسرور فرما دے، اس کے بعد شہنشاہ انبیاءؐ نے اسماء بنت عمیس کو اپنے پاس بلایا اور فرمایا تم عورتیں جب دف (ڈھولک) بجاتی ہو تو کیا گاتی ہو؟ انہوں نے عرض کی آقا ہمیں جو معلوم ہوتا ہے وہی گاتی ہیں کیونکہ مقصد تو خوش کرنا ہی ہوتا ہے، اس پر شہنشاہ نے فرمایا تم الفراق الفراق اور بے مقصد باتیں نہ گاؤ۔ اس دور میں بھی شادی کے گیتوں میں بیٹی کی جدائی کے مضمون ہوتے ہوں گے جیسا کہ آج بھی ہیں اور وہ وہی گا رہی تھیں اس لئے فرمایا ایسے بے مقصد گیت نہ گایا کرو۔

اس سے ثابت ہوا کہ جس دوران جناب عبداللہؑ کی والدہ اسماء بنتِ عمیس حبشہ میں تھیں اس دوران اس نام کی ایک خاتون مدینہ میں بھی تھیں اور یہ جو مدینہ میں تھیں یہ محمد بن ابوبکر کی والدہ ماجدہ ہیں اور جو حبشہ میں تھیں وہ جناب عبداللہؑ کی والدہ تھیں۔

(۲) جس دور میں جناب عبداللہؑ کی والدہ حبشہ میں تھیں اس وقت مدینہ میں امام حسنؑ اور امامِ حسینؑ کی دنیا میں آمد ہوئی اور ان کے ظہور مسعود کے واقعات جو ہماری کتب میں لکھے ہیں ان کے عینی گواہوں میں اسماء بنت عمیس کا نام آتا ہے، جیسا کہ

Presented by Ziaraat.Com

ساری کتب نے یہی لکھا ہے کہ جب حضرات حسنین کی ولادت ہوئی تو شہنشاہ انبیاءؐ نے اسماء بنت عمیس سے فرمایا کہ انہیں ہمارے پاس لائیں تو انہوں نے انہیں زرد رنگ کے کپڑے میں لپیٹ کر ان کی خدمت میں پیش کیا تو آپ نے فرمایا مولود کو زرد کپڑے میں نہیں لپیٹنا چاہیے اور انہوں نے وہ زرد رنگ کا کپڑا اُتار کر پھینک دیا اور سفید چادر انہیں اُوڑھا دی اور اس طرح کے سارے واقعات کی راویہ یہ اسماء بنت عمیس ہیں۔ یعنی ایک بی بی حبشہ میں تھیں عین اسی وقت ان کی ہم نام ایک خاتون مدینہ میں بھی تھیں جن کا نام ولدیت قبیلہ سب ایک ہی تھا۔

میں نے ہزاروں حوالے دیکھے اور مجھے یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ یہ ساری روایات لکھنے کے بعد سارے صاحبانِ سیرت و تاریخ نے نیچے نوٹ دے رکھا ہے کہ یہ روایات تو درست ہیں مگر اس وقت والدہ جناب عبداللہؑ تو حبشہ میں تھیں، شاید ان کی دوسری ہمشیر جو جناب حمزہ کی زوجہ تھیں یہ روایات ان سے متعلق ہوں گی اور لکھنے والوں کو نام میں اشتباہ ہوا ہے یعنی انہوں نے جناب حمزہ کی زوجہ معظمہ جناب بی بی سلمٰی کے بیان کردہ واقعات کو زوجہ جناب جعفر طیار سے منسوب کر دیا ہے۔

(بحوالہ: سید مرتضٰی العسکری معالم المدرسین 27/3CD.....وسائل الشیعہ ..ج ۲ ب ۲۴..ص ۵۳۴، مستدرک الوسائل ج ۱۵، باب ۳۲..ص ۱۴۴)

اسی طرح جتنے علمائے کرام نے امام حسن مجتبیٰؑ یا امام حسینؑ کے ظہور پُرنور کے واقعات لکھے ہیں ان سب نے ان روایات کو اپنی کتاب میں ضرور لکھا ہے اور متن روایت میں اسماء بنت عمیس لکھ کر نیچے اپنی طرف سے یہ نوٹ بھی دے رکھا ہے کہ وہ تو حبشہ میں تھیں۔

بعض مہربانوں نے تو اسماء بنت عمیس کو خود جناب حمزہؑ کی زوجہ معظمہ لکھ دیا ہے جیسا

Presented by Ziaraat.Com

کہ صاحب الاستیعاب حافظ ابن عبدالبر ہے یا شرح نہج البلاغۃ ابن ابی الحدید معتزلی ج...۱۶...ب ا.ص ۱۴۲ وغیرہ میں یہ بھی لکھا ہے کہ وہ جناب حمزہؓ کی زوجہ تھیں جبکہ کتب انساب کا ہر محقق جانتا ہے کہ جناب حمزہ کی زوجہ ان کی ہمشیر تھیں۔ بعض نے یہ لکھا ہے کہ بنات عمیس بن نعمان دو ہمشیرگان تھیں اور دونوں خاندان اہلِ بیتؑ کا حصہ تھیں، ان میں سے پہلی بیٹی جناب جعفر طیار کی زوجہ معظّمہ تھیں، دوسری بیٹی جناب حمزہؓ کی زوجہ معظّمہ تھیں جن کا اسمِ مبارک (سلمٰی) بنت عمیس تھا۔

سارے کتب سیرت و تاریخ نے روایت کے متن میں نام بھی اسماء بنت عمیس لکھا ہے اور سب نے ان کی وہاں موجودگی کی نفی بھی کی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ بی بی وہاں موجود نہیں تھیں، اب جبکہ ان کی وہاں موجودگی ثابت نہیں ہے تو پھر بھی احتمال کو ایک طرف قائم کیا گیا ہے۔ یہ تو سوچا گیا ہے کہ ان کی ہمشیر ہوں گی مگر یہ نہیں سوچا گیا کہ اس وقت حضرت علیؑ کے گھر میں ایک اور اسماء بنت عمیس بھی تو موجود ہوسکتی ہے جیسا کہ وہ موجود تھی مگر چار خواتین کے ساتھ اسماء بنت عمیس خثعمیہ لکھا اور بولا جاتا تھا تو دیکھنا تو یہ چاہیے تھا کہ اب اس نام کی کسی دوسری خاتون کی بھی یہ باتیں بیان ہوسکتی ہیں مگر ان کے ذہن میں صرف ایک معروف نام تھا اس لئے ان کا خیال انہی کی طرف گیا، پھر درایت نے نفی کر دی کہ وہ تو موجود ہی نہیں تھیں تو خود ہی نفی کی اور خود ہی متبادل نام بھی پیش کر دیا اور یہ طریقہ اس وقت جائز تھا جب دوسرا اس نام کا کوئی فرد موجود ہی نہ ہوتا۔

(۳) ہمارے لئے مادر محمد بن ابی بکر یعنی اسماء بنت عمیس بھی بہت زیادہ قابلِ احترام ہیں مگر وہ ایک علیحدہ شخصیت ہیں اور ان کا ایک علیحدہ شخصیت ہونا اس بات سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ فدک کا مقدمہ جب سماعت ہو رہا تھا تو اس وقت جناب عبداللہ

Presented by Ziaraat.Com

بن جعفر طیارؑ کی زوجہ معظمہؑ نے گواہی دی تھی تو خلیفہ ثانی نے ان کی گواہی صرف یہ کہہ کر رد کردی تھی کہ یہ تو جناب جعفر طیارؑ کی زوجہ معظمہ ہیں اور اُن کو نعوذ باللہ بنی ہاشم ہی کی حمایت کی بات کرنا ہے۔ (مکاتیب الرسولؐ...۱/۵۸۶)

اب جبکہ خلیفہ اوّل موجود ہو اور اس کی موجودگی میں ان کی گواہی کو رد کرنا اور وہ بھی اس حوالے سے .... یہ ثابت کرتا ہے کہ جو گواہی دے رہی تھیں وہ خلیفہ اوّل کی زوجہ محترمہ نہ تھیں ورنہ خود خلیفہ اول بھی اس بات پر اعتراض کرسکتا تھا کہ وہ ان کا ماضی کا رشتہ تھا اب تو ان کا میرے ساتھ رشتہ ہے تم کیا کہہ رہے ہو؟۔خلیفہ اوّل کا اعتراض نہ کرنا بتا رہا ہے کہ گواہ ان کی بیوی نہ تھی۔

جب ہم تاریخ وسیرت کی کتب کو دیکھتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ خلیفہ اوّل کی بیوی کو اہلِ بیتؑ کے گھر سے تعلق رکھنے سے روکا بھی گیا تھا اور ان پر شاید پابندی تھی کہ وہ خاندان اہلِ بیتؑ کے گھر نہ جائیں حالانکہ وہ حضرت علیؑ سے خصوصی عقیدت رکھتی تھیں اور خلیفہ اوّل کی موت کے بعد انہیں آزادی ملی تو اپنی بیٹی اُمِّ کلثومؓ بنت ابوبکر اور بیٹے محمدؒ ابنِ ابوبکر کو ساتھ لے کر حضرت علیؑ ہی کی زیرِ سرپرستی رہیں مگر خلیفہ اوّل کے دور میں ان پر شاید پابندی تھی جیسا کہ اس روایت سے ظاہر ہے کہ:-

جب خالد بن ولید کو حضرت علیؑ کو قتل کرنے پر اُکسایا گیا تھا تو اس کی اطلاع محمد بن ابوبکر کی والدہ ماجدہ نے ایک کنیز کو بھیج کر دی تھی کہ یہاں یہ پروگرام بن چکا ہے وہ خود نہ آسکی تھیں، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان پر تو گھر اطہر میں جانے تک کی پابندی تھی پھر وہ گواہی دینے کے لئے شوہر کی اجازت کے بغیر کیسے آسکتی تھیں؟

(۴) ہمارے شیعہ مسلمات میں سے ہے کہ معصوم کو غسل صرف معصوم ہی دے سکتا ہے اور اسی لئے ہمارے علمائے اعلام نے امام حسنؑ کے غسل میں جناب ابوالفضل

Presented by Ziaraat.Com

العباس کی شرکت سے ان کی عصمت پر استدلال کیا ہے۔ دوسری طرف ہمیں بہت سی روایات ملتی ہیں جن سے ثابت ہے کہ ملکہ عالمین حضرت فاطمہ زہراؑ کے غسل میں جناب عبداللہؓ کی والدہ طاہرہ حضرت اسماء بنتِ عمیس، حضرت علیؑ کے ساتھ شریک و معاون تھیں جیسا کہ مستدرک الوسائل میں ہے۔

(مستدرک الوسائل ج ۲، باب ۲۴، ص ۵۳۴)

عن اسماء بنت عمیسؑ قالت اوصتنی سیدةؑ ان لا یغسلها اذا ماتت الا انا وعلی فغسلها انا وعلیؑ

جناب عبداللہ کی والدہ ماجدہؒ حضرت اسماء بنتِ عمیس سے روایت ہے کہ جب ملکہ عالمینؑ حضرت فاطمہ زہراؑ کے وصال الی اللہ کا وقت قریب آیا تو آپ نے مجھ سے فرمایا کہ یا ابوالحسنؑ آپ کے سوا ہمیں کوئی غسل نہ دے پس ہم نے ان کی وصیت کی تعمیل کی۔ ایسی بہت سی روایات ہیں جیسا کہ تاریخ مدینہ 109/1CD میں علامہ عمر بن شبہ نمیری نے بھی لکھی ہیں۔ بلکہ ہر اس مؤرخ نے یہ روایات لکھی ہیں جس نے ملکہ عالمین حضرت فاطمہ زہراؑ کی شہادت کے واقعات جمع کئے ہیں۔ کہ اسماء بنتِ عمیس ان کے غسل میں شریک تھیں اور اس سے ان کی عصمت ثابت ہوتی ہے اور کوئی معصومہ غیر معصوم کے عقد میں ماننا ہمارے مسلمہ معتقدات کے خلاف ہے اس لئے ماننا پڑتا ہے کہ اسماء بنت عمیس زوجۂ خلیفہ اوّل دوسری خاتون تھیں۔

(۵) چوتھی بات یہ ہے کہ خاندانِ بنی ہاشمؑ کی کچھ منفرد روایات تھیں اور اس خاندان سے منسلک ہونے والی مستورات نے کبھی دوسرا عقد نہیں کیا ہے خصوصاً اس خاندان اہلِ بیتؑ سے باہر اور دوسرا عقد کرنا ویسے بھی ان کی روایات کے خلاف تھا تو یہاں یہ روایتؑ کیسے ٹوٹ سکتی ہے؟

Presented by Ziaraat.Com

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ علمائے کرام کو اس بارے میں اشتباہ کیسے ہوا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ محمد بن ابی بکر کی والدہ محترمہ حضرت علیؑ کے خانۂ اطہر میں کام کیا کرتی تھیں (کنیز تھیں)، ابن ابی الحدید لکھتا ہے کہ یہ اسماء بنت عمیس حرم رسولؐ جناب میمونہ بنت عمیس خثعمیہ بروایت دیگر زینبؑ بنت عمیس کی بہن تھیں جو رسول اکرمؐ کے گھر کام بھی کیا کرتی تھیں اور ان کی شادی و عقد کے ولی خود حضرت علیؑ ہی بنے تھے جیسا کہ بحارالانوار و دیگر کتب سیرت و تاریخ میں منقول ہے خود حضور اکرمؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا تھا کہ آپ ان کا عقد فرمائیں اور ان کے ولی بنیں۔

اس طرح بات صاف ہو جاتی ہے کہ محمد بن ابو بکر کی والدہ ماجدہ اگر چہ اسماء بنت عمیس خثعمی ہی تھیں مگر وہ عمیس بن نعمان کی بیٹی نہ تھیں بلکہ وہ اسماء بنت عمیس بن معد بن حارث بن تیم بن کعب خثعمی تھیں۔

بعض نے یہ بھی لکھا ہے کہ جناب جعفر طیارؑ کی زوجہ معظمہ اسماء بنت عمیس بن مسعود الھذلی تھیں جو جناب عبداللہ بن مسعود الھذلی صحابی رسولؐ کی بھتیجی تھیں۔ یہ روایت لاتعداد وجوہات کی بنا پر درست نہیں ہے۔

(مجالس المنتظرین علی روضۃ المظلومین... جلد دوم... صفحہ ۴۵ تا ۵۴)

﴿۳۵﴾... حضرت اُمّ کلثوم کے شوہر عون محمد بن جعفر بن ابی طالب:

علامہ ڈاکٹر سید ضمیر اختر نقوی کی کتاب "سوانح حیات حضرت جعفر طیارؑ" سے اقتباس:-

حوالہ۔ "تنقیح المقال" جلد ۲، صفحہ ۲۵۵

تالیف: علامہ الحاج شیخ عبداللہ مامقانی

طبع: مطبع مرتضویہ نجف اشرف، سن طباعت ۱۳۵۰ھ۔

Presented by Ziaraat.Com

جناب زینبؑ اور حضرت اُمِّ کلثومؑ کی شادی ساتھ ساتھ ہوئی۔ حضرت زینبؑ کی شادی عبداللہ ابن جعفر طیارؑ سے ہوئی اور حضرت اُمِّ کلثومؑ کی عمر اس وقت ۱۲ برس تھی۔ حضرت اُمِّ کلثومؑ کی شادی عون بن جعفر سے ہوئی۔

عبداللہ بن جعفر کی طرح عون بن جعفر بھی حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ کے بھتیجے اور داماد تھے۔ وہ بھی اپنی زوجہ اُمِّ کلثوم بنت علیؑ کے ساتھ حضرت امیر المومنینؑ کے ساتھ رہتے تھے اور امیر المومنینؑ کی شہادت کے بعد امام حسنؑ کے ساتھ رہنے لگے تھے۔ اور امام حسنؑ کی شہادت کے بعد امام حسینؑ کے ساتھ رہے۔ اور امام حسینؑ کے ساتھ کربلا آئے۔ حضرت عون بن جعفرؑ کربلا میں شہادت کا آب حیات پی کر زندہ جاوید ہو گئے۔ (تنقیح المقال....۲۵۵)

عون بن جعفر طیارؑ کی ولادت بھی حبشہ میں ہوئی تھی۔ اور جب جعفرؑ طیار کی حبشہ سے واپسی ہوئی تو عونؑ کو اپنے ہمراہ خیبر میں لے آئے تھے اور جعفر طیارؑ کی شہادت کے بعد عونؑ ہمیشہ اپنے چچا (عم بزرگوار) حضرت علیؑ کے ہم کاب رہے۔ ان کی والدہ ماجدہ اسما بنت عمیس تھیں۔

حضرت جعفر طیارؑ کے فرزند حضرت عونؑ حضرت امام حسینؑ کے ہمراہ کربلا میں شہید ہوئے۔ (عمدۃ الطالب)

عبداللہ بن جعفرؑ فرماتے ہیں کہ جب ہمارے والد جنگ موتہ میں مرتبۂ شہادت پر فائز ہوئے تو حضرت رسالت مآبؐ ہمارے گھر بنفس نفیس تشریف لائے اور ہماری والدہ سے دریافت کیا کہ جعفرؑ کے بچے کہاں ہیں تو ہماری ماں نے ہم کو بارگاہ اقدس میں حاضر کیا۔ اس وقت ہم چھوٹے تھے۔ پس آپؐ نے فرمایا کہ عبداللہ میرے چچا حضرت ابوطالبؑ کی شبیہ ہے اور عونؑ سیرت و صورت میں حضرت جعفرؑ کی شبیہ ہے۔ (اصابہ)

Presented by Ziaraat.Com

حضرت اُمِّ کلثوم (زینب صغریٰ) کا عقد حضرت امیر المومنین علیہ السّلام نے عون بن جعفر سے کیا تھا۔ (عمدۃ الطالب)

مامقانی تنقیح المقال میں لکھتے ہیں کہ عون بن جعفر مدینہ سے مکہ اور مکہ سے کربلا تک امام حسینؑ کے ہمرکاب تھے۔ اوران کی زوجہ جناب اُمِّ کلثوم بھی ان کے ہمراہ تھیں۔

حضرت عبداللہ بن مسلم کی شہادت کے بعد حضرت عون بن جعفر طیّار میدان میں گئے اور رجز پڑھتے ہوئے نہایت جرأت مندانہ لڑائی کی یہاں تک کہ لشکرِ یزید کے سیکڑوں سوار اور ہزاروں پیادوں کو اپنی تیغِ بے دریغ سے واصلِ جہنم کیا اور درجۂ شہادت پر فائز ہوئے۔ اس وقت ان کی عمر ۵۶ یا ۵۷ برس تھی۔

(سوانح حیات حضرت جعفر طیار... صفحہ ۱۱۹ تا ۱۲۰)

یہ خیال رہے کہ جعفر طیارؑ کے بیٹے عون و محمد دو الگ الگ بیٹے نہیں ہیں بلکہ عون کا نام ہی محمد ہے۔

﴿۳۶﴾... حضرت اُمِّ کلثومؑ کی اولاد

جناب قاسم بن عون محمد بن جعفر طیارؑ

مخدوم السید محمد جعفر الزمان نقوی البخاری... مجالس المنتظرین علیٰ روضۃ المظلومین میں لکھتے ہیں:-

عوام تک جو واقعاتِ کربلا پہنچے ہیں وہ بہت قلیل ہیں اور اس قلت کی وجہ ذاکرین و مقررین کی مجبوریاں ہیں، پہلی وجہ یہ ہے کہ عام ذاکرین کی اپنی بنیادی کتابوں (Source Books) تک رسائی نہیں ہے، اگر کسی کی رسائی ہے بھی تو ہمارے کتب مآخذ اس درجہ غیر مربوط طریقہ سے لکھے ہوئے ہیں کہ ان میں سے کسی واقعہ کو تفصیل کے ساتھ تلاش کر کے بیان کرنا کسی عام آدمی کا کام ہی نہیں ہے ایک وجہ یہ بھی

Presented by Ziaraat.Com

ہے کہ ہمارے مقتل کے کتب ماٰخذ تجمیع کے نقطہ نظر سے لکھے ہوئے ہیں نہ کہ تحقیق کے رنگ میں اور جن لوگوں نے ان کتابوں کی ہر عبارت کو اللہ کے کلام کی طرح درست تسلیم کیا ہے اُنہوں نے اپنے عقائد برباد کر لئے ہیں یا ان کے عقائد برباد ہو گئے ہیں کیونکہ ان میں شیعہ مسلمات کے خلاف بھی مواد شامل ہے، جسے درست ماننے سے انسان اپنے مذہب سے خارج ہو جاتا ہے، یہ وہ حقائق ہیں جن سے محدود لوگ آشنا ہیں۔

ان وجوہات کی بنا پر عوام تک کئی حقائق پہنچے ہی نہیں اور ان واقعات کے نہ پہنچنے کی وجہ سے کئی غیر حقیقی نظریات بھی منبر پر رائج ہوئے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ نظریہ بھی ہے کہ شہنشاہ کربلا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چھوٹی پاک ہمشیر صلوٰۃ اللہ علیہا کا عقد نہیں ہوا تھا اور ان کی کوئی اولاد بھی نہیں تھی جو کربلا میں شہید ہوئی ہو، ان کو نعوذ باللہ بے اولاد بی بی کہا جاتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ جنابِ جعفر طیار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دو فرزند ایسے ہیں جو شہنشاہ معظم امیر المومنین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے داماد ہیں۔

بڑے فرزند جنابِ عبداللہ بن جعفر طیار علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں یہ فاتح شام معظّمہ زینبِ عالیہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا کے سرتاج ہیں۔

دوسرے فرزند جناب عون محمد بن جنابِ جعفر علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور یہ فاتح شام بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا کی چھوٹی ہمشیر اُمِّ کلثوم صلوٰۃ اللہ علیہا کے سرتاج ہیں، ان کی ایک کنیت اُمِ القاسم صلوٰۃ اللہ علیہا بھی ہے، ہاں ان کی کنیت اُم المعصوم، اُم القاسم صلوٰۃ اللہ علیہا کے نام سے ان کا ذکرِ اطہر کرنا چاہئے۔

۵ جمادی الاوّل ۵ ہجری بمطابق ۱۲/اکتوبر ۶۲۶ عیسوی کو معظّمہ عالیہ بی بی حضرت زینب صلوٰۃ اللہ علیہا کی دنیا میں آمد ہوئی اور ۷/ہجری میں ان کی چھوٹی ہمشیرہ حضرت

Presented by Ziaraat.Com

اُمِ کلثومؑ صلوٰۃ اللہ علیہا اس دنیا میں تشریف لائیں، ۱۹ھ ہجری بروایت دیگر ۲۰ھ ہجری میں شریکۃ الحسین بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا کا عقد ہوااور اس موقعے پر ان کی چھوٹی ہمشیرہ اُمِ القاسم بی بی حضرت اُمِّ کلثوم صلوٰۃ اللہ علیہا کا بھی عقد جنابِ عون محمدؑ بن جناب جعفر طیار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہوا۔

۴۱ھ یا ۴۲ھ ہجری میں ان کی آغوش آباد ہوئی اور شہزادہ قاسم بن محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دنیا میں تشریف آوری ہوئی، اس سے چار سال بعد شریکۃ الحسینؑ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا کے گھر اطہر میں شہزادی کلثوم صلوٰۃ اللہ علیہا کی آمد ہوئی، یہ شہزادی جنابِ عون و محمد علیہما الصلوٰۃ والسلام سے بھی پہلے دنیا میں تشریف لائیں۔ (یہ تھا اصل واقعات کا اجمالی خاکہ)

اب میں اپنے اصل موضوع کی طرف آتا ہوں کہ ۶۰ ہجری میں جمادی الاوّل میں معاویہ کا آخری دورِ عذاب شروع ہوا۔ یعنی یہ بیمار ہوا، اس وقت اس نے اپنے سارے گماشتوں کو بلایا اور مشورہ کیا کہ میں اپنے ملعون بیٹے کو اپنے بعد خلیفہ بنا کر مسلمانوں کی گردنوں پر مسلط کرنا چاہتا ہوں، تم سبھی مجھے مشورہ دو اور کوئی ایسا طریقہ بتاؤ کہ اس کو کسی مخالفت کا سامنا نہ کرنا پڑے، اس میٹنگ میں زیاد بن سمیہ ملعون بھی شامل تھا اور موجود تھا، اس ملعون نے معاویہ سے کہا تھا کہ پہلے تو تُو یہ سوچنا بھی چھوڑ دے کیونکہ تیرا بیٹا فاسق و فاجر ہے اور ظاہراً ہر معصیت کرتا ہے اور اس کا ہر مکروہ فعل کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔

البتہ ایک صورت ہے کہ تو اسے ایک مجاہد کے روپ میں مسلمانوں کے سامنے لے آ، جب یہ فاتح کی شکل میں سامنے آئے گا تو پھر خالد بن ولید کی طرح اس کے سبھی گناہ چھپانا آسان ہو جائے گا، اس مشورہ پر عمل کرتے ہوئے معاویہ نے یزید ملعون کو روم پر

Presented by Ziaraat.Com

حملہ کرنے والے لشکر کے ساتھ بھیجا بھی تھا اور یہ ملعون شہر ''دیرِ مروان'' تک گیا تھا اور وہاں عیاشی میں غرق ہو گیا تھا اور روم کا لشکر جناب ابو ایوب انصاری سمیت کئی مہینوں کی بھوک پیاس کے بعد شہید کر دیا گیا تھا۔

یزید ملعون دیرِ مروان ہی سے دمشق واپس آ گیا تھا، یہاں اس کے چند شعر بھی ہیں جن کا مفہوم یہ تھا کہ ''تجھے کیا ہے کہ مسلمان روم کی سرزمین میں بھوکے پیاسے مریں تو اپنی محبوبہ کی باہوں میں جھولتا رہ اور عیش کرتا رہ''

اس واقعہ سے سبق حاصل کرتے ہوئے معاویہ نے اپنے ملعون بیٹے کو جنگجو مجاہد بنانے کا شوق تو ختم کر دیا تھا مگر خلیفہ بنانے کا جنون اب بھی اس کے دل میں موجود تھا، اس لئے اس نے اپنے سب مشیروں کو جمع کیا، ان میں مروان ملعون بھی شامل تھا کیونکہ یہ مدینہ کی گورنری سے معزول ہو کر شام آیا ہوا تھا اور اس جوڑ توڑ میں مصروف تھا کہ پھر کسی طرح مدینہ کی حکومت اسے مل جائے اور ولید بن عتبہ ملعون کو معزول کر دیا جائے۔

جس وقت فرعونِ شام نے ان سے مشورہ طلب کیا تو مروان نے بتایا کہ تیرے بیٹے کی خلافت کے سامنے سب سے بڑی دیوار خاندانِ بنی ہاشم علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ اگر تو کسی صورت ان کی رائے اپنے ملعون بیٹے کے حق میں درست کر لے تو کافی حد تک تیرے اس بیٹے کی خلافت کا راستہ ہموار ہو سکتا ہے۔

اس ملعون نے پوچھا کہ میں ان کی رائے کیسے درست کر سکتا ہوں؟

مروان ملعون نے کہا کہ میں نے اپنے دورِ حکومت میں جنابِ عبداللہ بن جعفر طیار علیہما الصلوٰۃ والسلام پر حکومتی ٹیکس بہت سے لگائے تھے اور آج تک اُنہوں نے یہ ٹیکس ادا نہیں کیے اور نہ وہ اُنہیں درست سمجھتے ہیں اور نہ ہی ادا کریں گے اس لئے اگر کوئی ایسی صورت ہو کہ تیرے ملعون بیٹے کا نعوذ باللہ ان سے کوئی رشتہ جڑ جائے تو پھر سارے

Presented by Ziaraat.Com

مسائل حل ہو سکتے ہیں۔ اس ملعون نے فوراً مروان ملعون سے کہا کہ تو میری طرف سے ان کے پاس میرے ملعون بیٹے کے لئے خواستگاری کا پیغام لے کر جا، اگر تو کامیاب ہو گیا تو میں دوبارہ تجھے مدینہ کا حاکم بنا دوں گا، مروان ملعون کئی دن شام میں رہا اور باقی لوگوں سے مشورہ بھی کرتا رہا، کیوں کہ اسے یقین تھا کہ یہ ناممکن ہے۔

آخر یہ ملعون جمادی الثانی میں شام سے روانہ ہوا اور جمادی الثانی کے آخر میں مدینہ پہنچا تھا اور یہاں آ کر اس نے اپنے ہم خیال لوگوں سے مشورے کئے، کسی نے بھی اسے یہ پیغام دینے کا مشورہ نہیں دیا۔

آخر یہ ملعون ایک دن خود مسجد نبوی میں آیا اور اس نے آ کر دیکھا جنابِ عبداللہ ابنِ جعفر علیہ الصلوٰۃ والسلام شہنشاہِ کربلا امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پہلو میں مصروفِ نماز ہیں، یہ ملعون انتظار میں ایک طرف بیٹھ گیا، جب آپ نے نماز مکمل فرمائی اور اُٹھنے لگے تو اس ملعون نے اُنہیں علیحدہ بلا کر اپنا مدعا بیان کیا۔

اُنہوں نے فرمایا کہ یہ ناممکن ہے، مروان ملعون نے کہا کہ آپ نے کسی سے مشورہ بھی نہیں کیا اور خود انکار کر دیا ہے، بہتر یہ ہے کہ آپ کسی سے مشورہ کر لیں، اُنہوں نے فرمایا کہ مشورہ کی جب گنجائش ہی نہیں ہے تو مشورہ کیسا؟ تو آئندہ ایسی بات پھر کبھی نہ کرنا ورنہ انجام اچھا نہیں ہوگا، مروان ملعون مسجد سے باہر نکلا جناب عبداللہ ابنِ جعفر علیہ الصلوٰۃ والسلام اس ملعون کو جواب دے کر واپس تشریف لائے تو شہنشاہ کربلا امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ مروان ملعون نے آپ سے کیا کہا ہے؟ اُنہوں نے ساری بات عرض کی، شہنشاہِ کربلا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فوراً ایک غلام کو حکم دیا کہ مروان ملعون کو واپس مسجد میں بلا کر لے آ۔

جس وقت مروان ملعون آیا تو آتے ہی خوشامد کے انداز میں گفتگو شروع کر دی،

Presented by Ziaraat.Com

کہتا ہے معاویہ کی بات کسی بدنیتی پر مبنی نہیں بلکہ اس نے تو مجھے یہ کہا تھا کہ جنابِ علیہ الصلوٰۃ والسلام جتنا بھی حق مہر مقرر فرمادیں ہمیں منظور ہے، اس رشتہ سے بنی ہاشم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور بنی امیہ ملاعین کے درمیان آپس کی دشمنیاں بھی ختم ہو جائیں گی، اس کا ایک فائدہ یہ بھی ہوگا کہ جنابِ عبداللہ ابنِ جعفر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو حکومتی قرضے یا ٹیکس ادا کرنا ہیں وہ بھی ختم کر دیں گے، یہ بات بھی ہے کہ یزید ملعون کی شخصیت بھی قابلِ رشک ہے، سارے عرب کے لوگ اس کے مقدر پر رشک کرتے ہیں اور یزید ملعون کی شخصیت تو ایسی ہے کہ لوگ خود مہر دے کر اپنی لڑکیاں دینے کے لئے تیار ہیں اور وہ تمہیں حق مہر بھی دے رہا ہے، وہ تو ایسی عظیم شخصیت ہے کہ لوگ اسے اللہ کی درگاہ میں وسیلہ بناتے ہیں اور اس کے چہرے کا واسطہ دے کر بارش طلب کرتے ہیں۔

ابھی وہ ملعون کوئی دوسری بکواس کرتا کہ شہنشاہ کربلا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہاتھ کا اشارہ کیا کہ اب تو اپنی بکواس بند کر اور ہمارا جواب سن۔

تو نے بکواس کی ہے کہ جتنا مہر طلب کرو...... وہ ادا کرے گا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہمارے طاہر و اطہر گھر کا رواج کوئی ذاتی نہیں بلکہ سنت نبویؐ ہے اور ہماری سبھی شہزادیوںؑ کا ظاہری حق مہر بارہ اوقیہ چاندی ہوتا ہے جو چار سو اسی درہم کے برابر بنتا ہے، اس سے زیادہ دنیاوی کوئی چیز لینا ہم جائز نہیں سمجھتے اور تو نے کہا ہے کہ جنابِ عبداللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سرکاری ٹیکس ادا ہو جائے گا تو یہ بتا کہ دنیا کے کس غیور نے سرکاری ٹیکس اپنی بیٹی دے کر ادا کیا ہے، یہ رواج تم اموی ملاعین میں ہوگا ورنہ باقی کسی شریف خاندان میں ایسا رواج نہیں ہوسکتا کہ والدین کے قرضے بیٹیاں ادا کریں۔

تو نے یہ کہا ہے کہ خاندان رسول علیہم الصلوٰۃ والسلام اور بنی امیہ ملعون کے درمیان جو دشمنی ہے وہ ختم ہو جائے گی تو اس حقیقت کو بھول گیا ہے کہ یہ دشمنی کوئی ذاتی نہیں بلکہ

Presented by Ziaraat.Com

حق اور باطل کی دشمنی ہے اور یہ دشمنی تو نسبی تعلق ہونے کے باوجود بھی باقی رہتی ہے۔ چہ جائیکہ سببی تعلق کے ساتھ ختم کی جائے، یہ ناممکن ہے کیونکہ ہم اموی خاندان کی مخالفت صرف رضائے الٰہی کی خاطر کرتے ہیں اور اس دشمنی کو کوئی سبب کا رشتہ کس طرح ختم کر سکتا ہے؟

تو نے کہا ہے کہ یزید ملعون ایسی شخصیت ہے کہ اس سے حق مہر طلب کرنا بھی جائز نہیں اور یہ اس کا احسان ہے کہ وہ مہر خود ادا کرے۔

اے ملعون تجھے علم ہے کہ جو ذات اوّلین و آخرین سے افضل و اشرف و اعلیٰ ہے یعنی امیر المومنین علیہ الصلوٰۃ والسلام ان سے بھی حق مہر طلب کیا گیا اور یہ شیطان کا چیلا یزید کس نالی کا کیڑا ہے۔

تو نے کہا ہے کہ لوگ اپنی شفاعت کے لئے اللہ کی درگاہ میں یزید ملعون کو وسیلہ بناتے ہیں اور اس کے منحوس چہرے کا واسطہ دے کر بارش طلب کرتے ہیں۔

یہ شان صرف ہمارے نانا حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے اور تم نے بغض اور حسد کی وجہ سے اپنے بد بخت لوگوں کے ساتھ منسوب و مشہور کر رکھی ہے۔

(جناب عمران ابو طالب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک فضائلیہ قصیدہ میں فرمایا تھا کہ ان کے چہرے کا واسطہ دینے سے بارش طلب کی جائے تو نزولِ رحمت ضرور ہوتا ہے)

حضرت امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مروان سے فرمایا کہ تو نے یہ بھی بکواس کی ہے کہ لوگ امیہ ملعون کی آل کے افراد سے رشک کرتے ہیں۔

تجھے یہ معلوم ہونا چاہئے کہ تم سے وہ لوگ رشک کرتے ہیں جو جاہل و منافق و مشرک ہیں اور جن کے سامنے سب کچھ مالِ دنیا ہے اور ہمارے طاہر و اطہر گھر کے

Presented by Ziaraat.Com

ساتھ وہ لوگ رشک کرتے ہیں جنہیں اللہ نے نبوت و رسالت کے عظیم عہدوں پر سرفراز فرمایا ہے۔

جس وقت شہنشاہ معظم حضرت امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ فرمایا تو:

☆ فتغير وجه مروان عليه اللعن یہ سن کر مروان ملعون کا منہ سیاہ ہو گیا اور وہ اُٹھنے لگا تو شہنشاہِ کربلا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کا دامن پکڑ کر اسے بٹھایا۔

اس کے بعد شہنشاہِ کربلا حضرت امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا اے لوگو تم گواہ رہنا کہ ہم جنابِ عبداللہ ابنِ جعفر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس بیٹی کلثوم صلوٰۃ اللہ علیہا کا عقد ان کے چچا کے بیٹے جنابِ قاسم بن محمد ابنِ جنابِ جعفر طیار علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ طے کر رہے ہیں اور ان کا حق مہر بارہ اوقیہ چاندی ہم نے قرار دیا ہے۔ (مقتل آل بحر العلوم)

یہ واقعہ ۶۰ ہجری ماہ رجب کے اوائل کا ہے اور ۲۰ رجب المرجب کو جناب قاسم ابن عون محمد علیہما الصلوٰۃ والسلام نے قدموں پر ہاتھ رکھ کر سلام کیا تو اس وقت شہنشاہِ معظم امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ مدینہ کے باہر ہماری جو جاگیر ہے جس کی سالانہ آمدنی اسی ہزار دینار ہے وہ ہم اپنے اس لعل کو سلامی کے عوض بخش رہے ہیں۔

۲۰ رجب کو یہ شادی ہوئی، ۲۲ رجب کو معاویہ کی موت واقع ہوئی، ۲۷ رجب کی شام کو شہنشاہ معظم حضرت امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مدینہ چھوڑنا پڑا، اس دوران جو سب سے پہلے خاندان اہلِ بیتؑ کی بزمِ مشاورت منعقد ہوئی اس میں جنابِ عون محمد بن جعفر طیار علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی شریک تھے اور اُنہیں جنابِ عبداللہ ابنِ جعفر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نصرت اور پاک پردہ دار توحید و رسالتؐ کی حفاظت کے لئے مدینہ رہنے کا حکم ملا تھا، اس وقت اُنہوں نے حضرت امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

Presented by Ziaraat.Com

خدمت میں عرض کیا کہ ہم اس شرط پر مدینہ میں رہتے ہیں کہ ہمارے بیٹے قاسم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے ساتھ لے جائیں، سرکار نے یہ بات قبول فرمائی۔

یہاں یہ وضاحت کر دوں کہ خاندانِ رسالت کی ایک بڑی تعداد مدینہ میں رہ گئی تھی اور سفر کربلا معلیٰ میں شہید ہونے والے افراد تو کم وبیش صرف ۴۲ تھے۔

جس وقت مدینے سے تیاری ہوئی تو جنابِ قاسم بن عون محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شادی کو تقریباً ایک ہفتہ ہوا تھا، ان کے ساتھ ان کی زوجہ شہزادی کلثومؑ بنت زینبؑ نے بھی سفر اختیار فرمایا، یہ مکہ آئے، یہاں چار مہینے قیام کیا، یہاں سے کاروانِ رضا مدینہ سے ہوتا ہوا کربلا معلیٰ کی سرزمین پر پہنچا۔

روزِ عاشور بھی جوان اپنی اپنی قربانیاں پیش کرتے رہے اور ہر جوان کی شہادت کے بعد شہزادہ قاسم ابنِ اُمِ کلثوم علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اجازت طلب کرتے رہے مگر ان کو اجازت نہیں ملی...... تاریخ بتاتی ہے کہ جس وقت جنابِ عون و محمد علیہما الصلوٰۃ والسلام کی شہادت کی خبر پہنچی تو سارے خیموں میں کہرام بپا ہو گیا۔

چند مقتل نگاروں کی یہ رائے ہے کہ جنابِ عون و محمد علیہما الصلوٰۃ والسلام کی لاشیں خیام میں آئیں، مگر کچھ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت زینب صلوٰۃ اللہ علیہا کے فرزندان کی لاشیں خیام میں نہیں آئیں اور کئی لوگ کہتے ہیں کہ صرف شہزادے جناب محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی لاش خیام میں آئی اور جنابِ عون علیہ الصلوٰۃ والسلام چونکہ کافی دُور جا کر شہید ہوئے تھے، اس لئے ان کی لاش خیام میں نہیں پہنچ سکی تھی۔

کیونکہ آج بھی جنابِ عون علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مزار روضہ ہائے اطہر اور مقام خیام سے کافی دُور موجود ہے اور اس روضہ اطہر کی موجودگی اس رائے کی درستگی کا ایک ثبوت ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

Presented by Ziaraat.Com

﴿۳۷﴾... حضرت اُمِّ کلثومؑ کے بیٹے
قاسمؑ بن عون محمدؑ کی شہادت:

جس وقت شہزادگان عون و محمد علیہما الصلوٰۃ والسلام شہید ہوئے تو مستورات توحید و رسالتؐ میں کہرام بپا ہوا، حضرت زینبؑ کی صاحبزادی کو شجاع بھائیوں کا کتنا دکھ ہوا ہوگا یہ کسی بہن سے مخفی نہیں ہے، سارے پردہ داروں نے معظمہ عالیہ زینب بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا کو بیٹوں کے لئے پرسہ دیا اور جناب قاسم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاک دلہن صلوٰۃ اللہ علیہا کو بھی بھائیوں کے لئے سبھی مستورات نے پرسہ دیا، اس وقت شہزادہ قاسم بن عون محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ اُم القاسم بی بی اُمِّ کلثوم صلوٰۃ اللہ علیہا نے اپنے بیٹے کو خیمہ میں یاد فرمایا، یہ شہزادہ سر جھکا کر ماں حضرت اُمِّ کلثوم صلوٰۃ اللہ علیہا کے سامنے آ کھڑے ہوئے، اُنہوں نے فرمایا بیٹا آپ نے دیکھا ہے کہ ہر بی بی اپنی اپنی قربانیاں پیش کرنے میں کوشاں ہے اور اب تو عالیہ بی بی حضرت زینب صلوٰۃ اللہ علیہا کے شہزادوں نے بھی اپنی ماں کو سرخرو کیا ہے حالانکہ یہ تو آپ سے عمر میں چھوٹے تھے مگر اُنہوں نے کیسی خوبصورت قربانی پیش کی ہے مگر اب تک ہماری طرف سے کوئی قربانی پیش نہیں ہوئی، اپنی طاہرہ ماں حضرت فاطمہ زہرا صلوٰۃ اللہ علیہا کے سامنے ہماری آنکھیں جھکی ہوئی ہیں، اس لئے ہم نے تمہیں یاد کیا ہے کہ اب زیادہ تاخیر مناسب نہیں ہے، اپنے امام زمانہ حسین ابن علی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہِ اطہر سے اجازت لے کر جتنا جلدی ممکن ہو سکے میدانِ وغا میں جاؤ اور ان کے مقصد اعلیٰ پر قربان ہو کر ماں کو سرخرو کرو، آپ نے ابھی تک اجازت طلب ہی نہیں کی، ذرا خیام کے حالات تو دیکھو، تمام بنی ہاشم باری باری اپنی جان کا نذرانہ پیش کر رہے ہیں، جس

Presented by Ziaraat.Com

وقت سے معظمہ عالیہ بی بی بہن زینب صلوٰۃ اللہ علیہا کے پاک لعل کی لاش خیام میں آئی ہے ہم ان کے سامنے شرم سے سر نہیں اُٹھا سکتے ہیں اور اپنی پاک بہو کو روتا ہوا دیکھ کر ہم مزید صبر نہیں کر سکتے ہیں۔

شہزادے قاسم بن عون محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کیا اماں جان آپ بھی بجا فرما رہی ہیں، ہم نے سرکار سے کئی بار اجازت طلب کی ہے مگر ہمیں اجازت نہیں ملی۔

آپ ہمارے ساتھ چل کر ہماری سفارش فرمائیں، امام مظلوم، علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چھوٹی بہن اُم القاسم حضرت اُمِ کلثوم صلوٰۃ اللہ علیہا بیٹے کو ساتھ لے کر بھائی حسینؑ کے پاس آئیں اور عرض کیا کہ بھائی! ہم نے کبھی آپ سے کوئی سوال نہیں کیا، آج سوالی بن کر آئی ہوں، مجھے خالی نہ لوٹائیں، امام حسینؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ بہن حکم کریں۔

عرض کیا کہ میری کل دولت یہی لختِ جگر ہے جسے میں آپ کا صدقہ بنا کر لائی ہوں، کرم نوازی فرمائیں اور اسے جنگ کی اجازت دیں۔

المختصر حضرت اُمِ کلثومؑ کے فرزند کو اجازت ملی اور بلا تاخیر یہ میدان کی جانب روانہ ہوئے، دستورِ جنگ کے مطابق رجز بیان فرمایا اور اپنا تعارف بھی کروایا، جس وقت شہزادہ قاسم بن محمد نے رجز مکمل فرمایا تو ابن سعد ملعونؑ نے اپنی فوجوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ کیا تمہیں علم ہے کہ یہ کون ہے جو تمہیں للکار رہا ہے؟

ان کی گرجدار آواز اور لہجہ جنگ موتہ کی یاد تازہ کر رہا ہے، یہ جناب جعفر طیار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پوتے ہیں، ان کے ساتھ اکیلے اکیلے جنگ ہرگز نہ کرنا، ابن سعد ملعون نے ایک سو بارہ (۱۱۲) ملاعین کا ایک دستہ تشکیل دیا، جس میں بارہ پیادہ جوان آگے رکھے اور اُن سے کہا کہ تم جا کر اس شہزادے سے جنگ کرو، تمہارا کام صرف اتنا

Presented by Ziaraat.Com

ہے کہ ان کی توجہ اپنی جانب مبذول رکھو اور تمہارے پیچھے یہ ایک سو گھوڑے سوار ہوں گے، جب یہ شہزادہ تمہاری جانب متوجہ ہوگا تو اس وقت یہ ایک سو سوار اچانک ان پر ایک شدید حملہ کریں گے اگر انہیں کمزور ہوتے ہوئے دیکھوں گا تو پھر ساری فوج کو حملہ کرنے کا حکم دے دوں گا۔

اس سازش کے ساتھ وہ پہلے بارہ نامی گرامی جنگجو سامنے آئے، اُنہوں نے اپنے سروں پر تلواروں کو گردش دینا شروع کی، اس وقت شہزادہ قاسم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی تلوار کو بے نیام کیا، تلوار کا بوسہ لیا، اس کے بعد آتے ہوئے جوانوں پر حملہ آور ہوئے، سبھی شامی ملاعین نے دیکھا کہ ان بارہ ملاعین کے سر اس انداز سے زمین پر گرے کہ ان کے گرنے کی ترتیب اور وقت کے تسلسل میں کوئی فرق نہیں آیا، اس وقت سو گھوڑے سواروں نے اپنے گھوڑوں کی باگیں اُٹھائیں ادھر شہزادۂ آلِ جعفر طیارؑ نے نعرۂ تکبیر بلند کیا اور ان گھوڑے سواروں پر اس طرح ٹوٹ کر حملہ آور ہوئے کہ جیسے شاہین کمزور پرندوں کی کسی ڈار پر جھپٹتا ہے۔

اس وقت چشمِ فلک نے حیران ہو کر یہ منظر دیکھا کہ چشم زدن میں تمام گھوڑے سوار اپنے خون میں لت پت ہو کر میدان میں تڑپ رہے تھے اور ان کے گھوڑے بدحواس ہو کر بھاگ رہے تھے، اس وقت ابنِ سعد ملعون نے چیخ کر کہا کہ اب ساری فوج حملہ کر دو، ساری فوج نے اجتماعی حملہ کیا، ایک گھمسان کی جنگ ہوئی جس میں کئی سو ملاعین فی النار ہوئے مگر اسی دوران ان کے جسم پر اتنے زخم لگے کہ ان کا سر گھوڑے کی گردن سے جا لگا، اس کے بعد جو ملعون جتنا ظلم کر سکتا تھا کرتا رہا۔

اس دوران شہزادہ قاسم بن عون محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے زین چھوڑی، امام مظلوم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چھوٹی ہمشیر اُم القاسم بی بی اُمِّ کلثوم صلوٰۃ اللہ علیہا خیمہ کے در پر

Presented by Ziaraat.Com

موجود رہ کر بار بار فِضّہؑ سے دریافت فرما رہی تھیں کہ میرا لعل کس طرح جنگ کر رہا ہے؟ فِضّہؑ اُنہیں تازہ اطلاعات فراہم کر رہی تھیں کہ آپ کا بیٹا اب اتنا زخمی ہے کہ ان کی جبین گھوڑے کی گردن کے ساتھ لگی ہوئی ہے اور ظالمین ظلم کر رہے ہیں، اس کے بعد جناب فِضّہؑ خاموش ہو گئیں، بی بی اُمِ کلثوم صلوٰۃ اللہ علیہا نے پوچھا فِضّہؑ مجھے بتا تو سہی کہ اب میرے لعل کی کیا کیفیت ہے؟ فِضّہؑ نے رو کر عرض کیا بی بی آپ کے لختِ جگر زین سے زمین کی طرف آ رہے ہیں، عین اسی وقت ایک دوسری کنیز بی بی میمونہ نے شہزادے پاک کی دلہن کلثوم صلوٰۃ اللہ علیہا کو اطلاع کی کہ معظّمہ بی بی آپ کے سرتاج شہید ہو گئے ہیں، خدا خیر کرے میدان میں شور و غل ہے اور ظالمین ابھی تک ان پر ظلم کرنے میں مصروف ہیں۔

المختصر، امامِ مظلوم علیہ الصلوٰۃ والسلام بھانجے کی لاش کو اُٹھا کر خیام میں لے آئے، اُمّ القاسم اُمِ کلثومؑ بی بی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیٹے کا استقبال کیا، جس وقت لاش خیام میں آئی عالیہ بی بی زینب صلوٰۃ اللہ علیہا کی بیٹی صلوٰۃ اللہ علیہا شہزادہ عون و محمد علیہما الصلوٰۃ والسلام کی ہمشیر صلوٰۃ اللہ علیہا اپنے سرتاج کی لاش پر آئیں اور رو کر بین کیا کہ سرتاج مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ میرا آپ کے گھر آنا شاید آپ کو راس نہیں آیا، میرے اس گھر میں آتے ہی آپ غم و آلام میں گھر گئے، اب مجھے سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ میں آپ کے بعد کدھر جاؤں، میرا تو کل سرمایہ آپ ہی کی ذات تھی۔

(کتاب ''مجالس المنتظرین علیٰ روضۃ المظلومین''...صفحہ ۲۲۹ تا ۲۴۲)

﴿۳۸﴾... حضرت اُمِّ کلثومؑ کی پوتی:

حضرت اُمّ کلثومؑ کے فرزند قاسمؑ کی شادی عبداللہ ابنِ جعفر طیار کی دختر کلثومؑ سے ہوئی۔ اُن سے ایک بیٹی فاطمہ (اُمّ عبداللہ) کی ولادت ہوئی یہ حضرت اُمّ کلثومؑ کی

Presented by Ziaraat.Com

پوتی ہیں۔ فاطمہ (اُمّ عبداللہ) کی شادی اُن کے ماموں کے فرزند عبداللہ بن معمر یہ بن عبداللہ بن جعفر طیارؑ سے ہوئی اور اُن سے ایک دختر ربابہ کی ولادت ہوئی جو حضرت اُمِ کلثومؑ کی پر پوتی ہیں۔

ربابہ کی شادی اُن کے چچا کے بیٹے محمد بن صالح بن معمر یہ بن عبداللہ بن جعفر طیارؑ سے ہوئی تھی۔

﴿۳۹﴾... حضرت اُمِ کلثومؑ سورۂ کوثر کی مصداق ہیں حضرت اُمِ کلثومؑ کی نسل باقی ہے

مصر میں حضرت اُمِ کلثومؑ کی نسل موجود ہے اور نسلِ اُمِ کلثومؑ کو ''کلثومیون'' اور ''طیارہ'' کے لقب سے پکارا جاتا ہے۔ ''کلثومیون'' کو ''طیارہ'' اس لئے کہتے ہیں کہ حضرت اُمِ کلثومؑ کی شادی جعفر طیارؑ کے فرزند عون بن جعفر طیارؑ سے ہوئی تھی اور اُنھیں سے نسل چلی (ناسخ التواریخ صفحہ ۶۵، ۶۶)

﴿۴۰﴾... حضرت علیؑ کی تین بیٹیوں کے نام اُمِ کلثومؑ تھے

۱۔ اُمِ کلثومؑ یہ حضرت زینبؑ سے چھوٹی تھیں۔ یہ حضرت فاطمہ زہراؑ کی بیٹی ہیں۔

۲۔ رقیہ، ان کو بھی اُمِ کلثومؑ کہا جاتا تھا۔ یہ حضرت مسلم بن عقیلؑ کی زوجہ تھیں۔

۳۔ نفیسہ بنتِ علیؑ اِن کو بھی اُمِ کلثومؑ (اوسط) کہا جاتا تھا۔ یہ کثیر ابن عباس بن عبدالمطلب کی زوجہ تھیں۔

مستند روایات سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت اُمِ کلثومؑ کی شادی حضرت عون سے انجام پائی افسوس تو اس بات کا ہے کہ دنیا والوں نے ان کی عظمت کو پس پشت ڈالنے کے منصوبے جاری رکھے اور اصل حقائق کو چھپانے کی کوشش بدستور کی۔

Presented by Ziaraat.Com

بعض کہتے ہیں کہ حضرت اُمِ کلثومؑ جو کہ فاطمۃ الزہراؑ کی بیٹی تھیں ان کی شادی پہلے عون سے ہوئی جب حضرت عون وفات پا گئے تو آپ کا عقد محمد بن جعفر سے ہوا پھر محمد کی وفات کے بعد آپ کی شادی حضرت عبداللہ سے ہوئی اور ان کی زوجیت میں آپ نے ۹۰ھ میں انتقال فرمایا اور یہی واقعہ بہت سی کتب سے اسی طرح ملتا ہے۔

(تذکرۃ الخواص مصنف سبط ابن جوزی صفحہ ۳۷۷، دعوتِ اتحاد مصنف سید فقیر حسین البخاری صفحہ ۸۷، صاحبِ طبقات ابن سعد جلد ۸ صفحہ ۲۳۹، صاحبِ اصابہ جلد ۸ صفحہ ۲۷۵)

دراصل عون اور محمد یہ دونوں نام ایک ہی شخصیت کے نام ہیں اور عبداللہ سے عقد افسانہ ہے۔

کوفہ کی راہوں میں اتنے مصائب دیکھے اور ثانیٔ زہراؑ جناب زینبؑ کے بارے میں ہے کہ آپ تا زندگی پھر نہ مسکرائیں حضرت ربابؑ تا زندگی دھوپ میں بیٹھی رہیں۔ کیا شہزادی اُمِ کلثومؑ علیؑ کی بیٹی نہ تھی کہ اتنے صدمہ برداشت کیے۔ اس کے باوجود شہزادی اُمِ کلثومؑ نعوذ باللہ شادیاں رچاتی رہیں۔ کس قدر دکھ کی بات ہے کہ دنیاوی جاہ و جلال کے لئے باطل کے پیرو کاروں نے ان کی عظمت کو خاک میں ملانے کی ہر ممکن کوششیں کیں، ان کی عظمت ختم نہ ہوئی بلکہ اور سر بلند ہوئی۔

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

﴿۴۱﴾... حضرت اُمِّ کلثومؑ کا پہلا سفر (مدینے سے کوفے)

۱۸ ذی الحج ۳۵ھ میں جب امیر المومنین علی ابن ابی طالب ظاہری خلیفہ ہو کر کوفہ میں آئے تو آپ کے ساتھ شہزادی اُمِ کلثومؑ اور ثانی زہرا جناب زینبؑ بھی آپ کے ساتھ کوفہ میں تشریف لائیں۔

Presented by Ziaraat.Com

﴿۴۲﴾ ... حضرت علیؑ کے عہدِ خلافت میں حضرت زینبؑ وحضرت اُمِ کلثومؑ کوفے میں تشریف لائی تھیں

مخدوم محمد جعفر الزمان نقوی مجالس المنتظرین علیٰ روضۃ المظلومین جلد چہارم میں لکھتے ہیں:-

تاریخ میں دونوں شہزادیوں حضرت زینبؑ اور اُمِ کلثومؑ کا کوفے آنا دو مرتبہ لکھا ہے۔ دونوں آمد میں بہت فرق ہے۔ آج میں آپ کو پہلی آمد سنا رہا ہوں۔ جب امیر المومنینؑ صفین ونہروان سے فارغ ہوگئے تو شہزادوں امام حسنؑ اور امام حسینؑ سے فرمایا کہ ہم چاہتے ہیں کہ ہماری پاک شہزادیاں ہمارے پاس کوفے آکر رہیں۔ تم سب بھائی مدینہ جا کر ہمشیرگان سے مشورہ کرو اگر وہ بابا کی شاہی میں آنا پسند کریں تو ہمیں اطلاع دو کہ ہم اُن کی رہائش کا بندوبست کریں پھر تم اُنھیں لانے کی تیاریاں کرنا۔ جب دونوں طرف تیاریاں مکمل ہوجائیں تو ہمارے فرمان پر کوفے کا سفر شروع کردینا۔

منازل طے کرتے کرتے شہزادے مدینے پہنچے۔ پاک ہمشیرگان نے بھائیوں کا استقبال کیا۔ بابا کی فرمائش کا ذکر ہوا۔ شہزادیوں نے فرمانِ پدر کے سامنے سرِ تسلیم خم کیا مگر اتنا ضرور کہ ہم نے کبھی سفر نہیں کیا۔ ہم تو مادرِ گرامی کے مزارِ اقدس پر بھی شب میں جاتے ہیں۔ ہمیں تو یہ بھی علم نہیں کہ کوفہ کتنی دور ہے؟ پھر یہ کہ سفر محملوں میں کرنا ہوگا۔ ہم نے تو کبھی محمل میں طویل سفر نہیں کئے۔ ہمیں کیا پتہ محملوں میں کیسے سفر طے ہوتے ہیں، لیکن ہجرِ پدر بھی گوارا نہیں بہر حال ہم کوفے جائیں گے۔

اظہارِ آمادگی کے بعد امام حسنؑ نے ایک تیز رفتار ناقہ سوار کو کوفے روانہ کیا اور ایک

Presented by Ziaraat.Com

خط تفصیل سے تحریر کر دیا جس میں ساری گفتگو رقم کر دی۔ خط ملتے ہی حضرت علیؑ نے مسجدِ کوفہ کے قریب اپنا ایک مکان درست فرمایا بعد ازاں قاصد کو خط دے کے مدینے روانہ فرمایا جس میں احکاماتِ سفر تحریر تھے کہ میرے لعل! آپؑ لوگوں کو شب میں سفر کرنا ہے۔ ہم نہیں چاہتے کہ کوئی نظرِ غیر ہماری بیٹیوں کے محملوں پر پڑے۔ محملوں پر سرپوش ہوں گو رات کا وقت ہوگا مگر پردے کا مکمل انتظام رہے۔ ایک دستہ غلاموں کا ہمراہ ہو جن میں سے کچھ قافلے کی اگلی منزل یعنی ایک منزل آگے سفر کریں اور بندوبستِ خیام بھی کریں۔ علاقے کے لوگوں کو علم ہو کہ کل یہاں مکمل پردہ ہوگا کوئی مرد گھر سے باہر نہیں آئے گا۔

قافلے کے آگے کئی گھوڑے سوار ہوں جو تمام آنے والے کو آگاہ کریں کہ وہ راہِ دیگر اختیار کرے کہ مالکانِ تطہیر کے محمل یہاں سے گزریں گے۔ کئی مراحل و فنادق اور منقشے راہ میں آتے ہیں یعنی کئی سرسری رہائشی مقامات ہوتے ہیں۔ منازل تو چھوٹے رکھنا۔ جہاں وہ تھک جائیں وہیں قیام کر لینا۔ انھوں نے کبھی سفر نہیں کیا۔ اُن کی زیادہ تھکن کا اندازہ کرتے رہنا۔ گھر سفر اور حضر میں فرق ہوتا ہے مگر کوشش کرنا کہ اُنھیں صعوباتِ سفر محسوس نہ ہوں۔

محملوں کی ساربانی جناب عروہ غفاری کریں گے۔ ایک تو وہ مہذب و باادب ہیں دوسرے اونچا سنتے ہیں اگر کوئی پاس آ کر بھی آواز دے تو نہیں سن پاتے اِس لئے اگر ہماری پاک شہزادیاں محملوں میں کلام بھی فرمائیں گی تو یہ سن نہ سکیں گے۔ ہماری غیرت یہ برداشت نہیں کرتی تھی کوئی نامحرم ہماری پاک بیٹیوں اور دوسری مستورات کی آواز سنے۔

ایک دستہ فوج محملوں کے عقب میں کچھ فاصلے پر رہے تاکہ اگر کوئی تیز رفتار ناقہ

Presented by Ziaraat.Com

سوار آرہا ہو تو اُسے کہے وہ آگے نہ نکلے یا پھر اپنا راستہ تبدیل کرے۔ تمام بھائیوں کو محملوں کے ساتھ ساتھ گھوڑوں پر چلنا ہے اور تھوڑی تھوڑی دیر بعد بہنوں سے خیریت دریافت کرتے رہنا۔ ہر منزل سے ایک قاصد ہماری طرف روانہ کرتے رہنا تاکہ ہمیں تسلی رہے کہ سفر امن وامان سے جاری ہے کوفے سے دو منزل دور اطلاع بھیجنا اور ایک منزل پر رُک جانا۔

ہمارے واپسی جواب کا انتظار کرنا۔ جب تک ہم حکم نہ دیں کوفے میں داخل نہیں ہونا۔

خط پہنچ گیا۔ مولا علیؑ کے حکم کے عین مطابق تیاری ہوگئی۔ پردے کی ذمہ داری حضرت عباسؑ کے سپرد ہوئی اور یہ کاروانِ تطہیر چل پڑا۔ پورے سفر میں غازی عباسؑ نے ایک لمحہ آرام نہیں فرمایا۔ رات کو سفر میں کبھی محملوں سے آگے اور کبھی پیچھے اپنے گھوڑے سے جاتے تھے۔ محملوں سے خیریت دریافت کرتے۔ فوج کے اگلے پچھلے دستوں کی مسلسل نگرانی بھی کرتے۔ قیام کی جگہ پر خود خیام نصب کرتے۔ خود قناتوں کے اندر محملوں کو بٹھاتے۔ تمام بھائی مل کر محملوں سے بہنوں کو ادب واحترام سے اُتارتے۔ کوئی پردہ جوڑتا کوئی محمل کے سامنے زانو جوڑتا۔ جب مقدس بہنیں محملوں سے اُترتی تھیں تو غازی پاک نعلین درست فرماتے کہ قدم زمین پر نہ آئیں۔ جب بہنیں خیام میں تشریف فرما ہو جاتیں تو نشانِ قدم اپنے دستِ مبارک سے مٹا دیتے کہ کوئی نامحرم نگاہ نقش نعلین پر نہ پڑ جائے۔

جس وقت سب آرام فرماتے حضرت عباسؑ قنات کے چہار طرف پروانے کی طرح محوِ گشت رہتے۔ جب لوگ آرام کے لئے اصرار کرتے تو تاریخ ساز جملہ ادا فرماتے۔

''جس غلام کی شہزادیاں سفر میں ہوں اُسے آرام زیب نہیں دیتا''

Presented by Ziaraat.Com

اللہ اکبر یہ کاروان قطع منازل کرتا کوفے سے دو منزل دور قیام پذیر ہوا۔ قاصد روانہ کیا گیا کہ اب ہم ایک منزل دور قیام کر کے آپ کے اگلے فرمان کا انتظار کریں گے۔ حضرت علیؑ نے اہلِ کوفہ کو خوشخبری سنائی۔ کوفے کی عورتوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی کہ اُن کے مقدر جاگ اُٹھے تھے کہ عرش مکیں اب اُن کی نگری میں قیام فرمانے آ رہے تھے۔

انتظامات شروع ہوئے۔ راستے صاف کیے گئے۔ کوفے کی گلیاں عورتیں اہتمام سے صاف کر رہی تھیں۔ ہر عورت نے اپنے اپنے گھر کو پاک و پاکیزہ بنانے کے لئے لیپا پوتی شروع کی۔ کوفے کے صدر دروازے سے لے کر مسجدِ کوفہ تک قناتیں لگائی گئیں۔ مردوں کو حکم دیا گیا کہ جس دن میری عرش نشین بیٹیاں زینبؑ و اُمِّ کلثومؑ داخل کوفہ ہوں تم سب کے سب کوفے کے دور دراز محلوں میں چلے جانا اور تا حکمِ ثانی کوئی مرد مرکزِ شہر میں داخل نہ ہو۔

تکمیل انتظامات کے بعد قاصد روانہ کیا گیا کہ شہزادیوں کے محملوں کو کوفے لے آؤ۔ بعد نمازِ عشاء محمل مسجدِ حنانہ سے چلے تو عورتوں نے عرض کیا ہمیں اجازت دی جائے کہ ہم چھتوں پر چڑھ کر شہزادیوں کا اِستقبال کر سکیں اور اُنھیں خوش آمدید کہہ سکیں۔ عورتوں کی یہ عرض سن کر مولائے کائنات کی آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑیاں رخسارِ مبارک پر ڈھلکنے لگیں۔ فرمایا بے شک اِستقبال کرو ہم بھی دیکھنا چاہتے ہیں کہ مالکِ تطہیر پردہ داروں کا اِستقبال کیسے ہوتا ہے؟

کوفے کی عورتیں سارا دن کھجور کی شاخیں ہاتھوں میں لئے چھتوں پر بیٹھی رہیں کہ نہ جانے کس وقت محمل آ جائیں۔ رات ہوگئی مگر عورتیں چھتوں سے نہ اُتریں۔ عشاء کے بعد محمل صدر دروازے پر پہنچے۔ پدر بزرگوار مولا علیؑ نے خود آگے بڑھ کر اپنی

Presented by Ziaraat.Com

پاک دختران کا استقبال فرمایا اور بیٹیوں سے پوچھا۔ ''بیٹا ٹھیک تو ہو۔ تھک تو نہیں گئیں''۔ فرمانے لگیں تھکے تو بہت تھے مگر آپؑ کی زیارت نے تھکن بھلادی۔

مولائے کائنات نے بیٹیوں سے فرمایا کہ یہ کوفے کا صدر دروازہ ہے۔ پرآگے چل کر محلہ بنی کندہ کا تعارف کرایا کہ یہ جو چھتوں پر عورتیں آپ کے استقبال کو بیٹھی ہیں یہ بنی کندہ کی ہیں۔ محمل بنی کندہ کے محلے میں داخل ہوئے عورتوں نے آمدِ مسرت کی صدا لگائی۔ صدا سنتے ہی باقی تمام عورتیں بھی چھتوں پر آگئیں۔ خوشیوں کی صداؤں سے ۱۲×۳۶ میل کے رقبے پر آباد شہر گونج اُٹھا۔ عورتوں کا ایک وفد محملوں کے سامنے آیا تو حضرت عباسؑ نے پوچھا کیا بات ہے؟ عورتوں نے عرض کی کہ کوفے کی تنگ گلیوں میں تمام عورتیں نہیں سما پائیں۔ کناسہ کوفہ کے میدان میں لاکھوں کی تعداد میں عورتیں استقبال کے لئے حاضر ہیں اگر مناسب سمجھیں تو محمل اُس میدان سے ہوتے ہوئے قصرِ امامت تک چلے جائیں۔ حضرت عباسؑ نے فرمایا کناسہ کے میدان میں جمعہ کے دن ہر چیز کی منڈی لگتی ہے۔ وہاں غلام، کنیزیں، جانور اور سامانِ خورد نوش اور دیگر تمام استعمال کی چیزیں ہوتی ہیں۔ میدان وسیع ہے مگر شہزادیاں تھکی ہوئی ہیں اور وہ مقام اُن کے شایانِ شان بھی نہیں ہے۔ ہمارا دل برداشت نہیں کرسکتا کہ ہماری شہزادیاں بازار کے ماحول سے گذریں۔

مولائے کائنات نے اپنا راہوار آگے بڑھایا اور فرمایا عباس بیٹا! ان کی خواہش پوری کرو۔ ہمارا دورِ حکومت ہے ہم حکم دے رہے ہیں انھیں کناسہ کے میدان سے گذرنے دو۔ کل تمہارا دور ہوگا تو تمہاری مرضی محمل جانے دینا یا نہ دینا۔ سرکار امیرالمومنینؑ یہ فرما بھی رہے ہیں اور گریہ کناں بھی تھے۔

محمل کناسہ کے میدان میں آگئے۔ مولائے کائنات ہر موڑ اور چوک کی شناخت

Presented by Ziaraat.Com

اپنی طاہرہ بیٹیوں کو کرارہے تھے۔ پوچھا بابا جان! ہمیں یہ سب بتانے کی کیا ضرورت ہے۔ فرمایا کہ شاید کبھی میری عدم موجودگی میں آنے کا اتفاق ہو تو تمہیں سارا علم ہونا چاہیئے کہ یہ کونسا مقام ہے؟ پوچھا جب ہم دوبارہ آئیں گے تو آپؑ ہونگے نا۔ فرمایا اگر میں نہ ہوں تو؟۔ دختران نے عرض کی ہمارے بڑے برادر حسنؑ ہونگے۔ امیرالمومنینؑ نے فرمایا اگر وہ بھی نہ ہوئے تو؟ کہنے لگیں بھائی حسینؑ ہونگے۔ فرمایا وہ بھی نہ ہوئے تو؟ کہنے لگیں بھیا عباسؑ ہونگے۔ سرکارِ امام المتقین نے فرمایا جو وہ بھی نہ ہوئے تو؟ پاک بی بیؑ نے سر پر ہاتھ رکھے آسمان کی طرف نگاہ کی حسرت بھرے لہجے میں فرمایا۔ ''اللہ! میں کیا کروں گی؟'' (مجالس المنتظرین علی روضۃ المظلومین۔۔۔جلد۳)

علامہ نقدی فرماتے ہیں۔ اگر حضرت زینبؑ اور حضرت اُمِ کلثومؑ نانا کے مزارِ اقدس پر جانا چاہتی تھیں تو رات کو تشریف لے جاتی تھیں۔

والحسن عن یمینھا والحسین عن شمالھا و امیرالمومنین امامھا فاذا قربت من القبر الشریف سبقھا امیرالمومنین فاخمد ضوء القنادیل

امام حسنؑ بی بی کی داہنی طرف ہوتے تھے اور امام حسینؑ بائیں طرف ہوتے تھے اور آگے آگے امیرالمومنینؑ ہوتے تھے جب آپ مزار کے قریب پہنچتے تو جناب امیر جلدی جلدی جاکر چراغ بجھا دیتے۔

ایک مرتبہ امام حسنؑ نے پوچھا بابا چراغ کیوں بجھا دیتے ہیں۔

امام نے جواب دیا۔

انی اخشی ان یری احد الی شخص اختک زینب

بیٹا مجھ کو ڈر لگتا ہے کہ کوئی شخص تمہاری بہن زینبؑ اور اُمِ کلثومؑ کے قد و قامت کو دیکھ نہ لے۔

Presented by Ziaraat.Com

نیز بعض باخبر علماء نے بیان کیا ہے کہ جب جناب امیر المومنینؑ کوفہ تشریف لائے تو آپ نے حسنینؑ شریفین کو مدینہ منورہ بھیجا تاکہ زینبؑ کبریٰ اور اُمِّ کلثومؑ کو لے آئیں چنانچہ جب بی بی کوفہ پہنچیں تو امیر المومنینؑ نے بازار بند کرادیئے اور لوگوں کو گھروں میں رہنے کا حکم دیا اور بڑی عزت واحتشام سے کوفہ کی شہزادیاں اپنے بابا کی سلطنت میں تشریف لائیں۔ (زینب الکبریٰ، ہدیۃ الواعظین، سلسلۃ الذہب)

مجتہد کربلائی شیخ محمد مہدی جو خاندانِ شیخ فخر الدین صاحب مجمع البحرین سے ہیں سے یہ روایت بھی سنی ہے کہ ایک دن جنابِ زینبؑ نے اپنے پدر بزرگوار سے روضۂ رسولؐ خدا کا اشتیاق بیان کر کے زیارت کے لئے اجازت چاہی آپ نے اجازت دی مگر یہ فرمایا کہ شب کو جانا چاہیے غرض وہ دن گذرا جناب امیرؑ اُس صاحبزادی کو پردۂ شب میں اپنے ساتھ اس طرح روضۂ رسولؐ کی طرف لے چلے کہ جناب زینبؑ کے داہنے بائیں امام حسنؑ اور امام حسینؑ ہوئے اور آگے آگے خود جناب امیرؑ تشریف لے چلے جب قریب روضہ کے پہنچے اپنے بڑے فرزند سے فرمایا تم آگے بڑھ جاؤ اور پہلے پہنچ کے مسجد کا چراغ گل کر دو ایسا نہ ہو کہ جب میری نور دیدہ زینبؑ داخلِ روضہ ہو تو اُس کے قد و قامت پر روشنی میں کسی نامحرم کی نظر پڑ جائے اور اسی مضمون کو کسی عالم نے نظم بھی کیا ہے:-

لَهفِیْ لِبِنْتِ النُّبُوَّةِ وَالْاِمَامَةِ تَاتِیْ زِیَارَةَ جَدِّهَا وَاللَّیلُ قَدْ اَرْخٰی ظَلَامُهُ

فَیَقُوْلُ حَیْدَرٌ لِلزَّکِی اَخْفِ الضِّیَاءَ لَهَا کَرَامَةً لِئَلَّا یُبَانَ شَخْصِ زَیْنَبَ بِنْتِ فَاطِمَةٍ عَلَامَةٌ

یعنی اُس وقت کو جنابِ زینبؑ کے خیال کر کے انجام حال اُن کا یاد آجاتا ہے اور دل میرا سینہ میں مشعل کی طرح جلنے لگتا ہے کہ جب وہ رسولؐ کی نواسی امامؑ کی صاحبزادی اپنے نانا کے روضہ پر زیارت کے واسطے گئیں درانحالیکہ تیرگیِ شب نے

Presented by Ziaraat.Com

عالم کو گھیر لیا تھا نورِ خدا علیؑ مرتضٰی نے اپنے نورِ چشم حسنؑ مجتبٰی سے فرمایا بنظرِ عظمت اپنی بہن کے مسجد اور روضہ کی روشنی کو ٹھنڈا کر دو کہ اگر کوئی شخص وہاں ہو تو دختر فاطمہ کے قد وقامت پر اُس کی نگاہ نہ پڑے۔

أَيْنَ الْوَصِيُّ بِكَرْبَلَاءَ لِيَرىٰ سَلِيلَةُ مُصَلَّمَةٌ وَفُؤَادُهَا مَعَ دَمْعِهَا بِحَرَبٍ وَحُمْرَتُهُ الْعَلَامَةُ

آہ آہ کہاں تھے حیدرِ کرار معرکۂ کربلا میں کہ ملاحظہ فرماتے شامیوں نے مرقدِ رسولؐ کے چراغ کو بجھا دیا اور اُسی زینبؑ کو جس کی وہ عظمت وعزت تھی روزِ روشن میں اس ذلت وخواری سے قید کر لیا کہ آتشِ غم سے شمع سوزاں کی طرح آنکھوں سے آنسو بہہ بہہ کے دامن تک پہنچتے تھے اور سرخیٔ اشک سے ظاہر تھا کہ دل خون ہو ہو کے آنکھوں کی راہ سے نکل آیا ہے۔ اب مومنین خیال کریں کہ جنابِ امیرؑ نے جس زینبؑ پر دھوپ میں اپنے عبا کا سایہ کیا تھا وہ زینبؑ ایک روز اسیر ہو کے ایسے شتر بے کجاوہ پر سوار ہوئی جس پر کوئی سایہ بجز سایۂ آفتاب نہ تھا اور حیدرِ کرار کو اپنے گھر میں اتنا گوارہ نہ ہوا کہ چہرۂ جنابِ زینبؑ پر ایک ساعت بھی گرمی آفتاب کی پہنچے وہی زینبؑ پردیس میں قید ہو کے کتنے دنوں ایسی دھوپ میں پھرتی رہیں کہ تمازتِ آفتاب سے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا تھا اور جا بجا سے پوست اُڑ اُڑ گیا تھا، جنابِ سیدہؑ نے تو اپنی بیٹی کے لئے اتنی تکلیف بھی نہ چاہی کہ نیند میں چونکا کے دوسری جگہ لے جائیں مگر اعدا نے اُس لاڈلی بیٹی کو کیا کیا اذیتیں پہنچائیں کربلا سے کوفہ، کوفہ سے شام تک تکلیفیں دیتے کہاں کہاں لے گئے اللہ اللہ جن کا یہ اعزاز و احترام ہو کہ باپ بھائیوں کے حلقہ میں راہ چلیں اُن کی راہِ شام میں یہ ذلت وخواری ہو کہ سر کھلے ہوں ہاتھ بندھے ہوں گرد و پیش بھائیوں کے عزیزوں کے سر بریدہ نوکِ نیزہ پر علم ہوں ہر طرف سے اشقیا تلواریں کھینچے نیزہ تانے نرغہ میں لئے ہوں وہ شاہزادیاں جو روضہ

Presented by Ziaraat.Com

رسولؐ میں بھی شب کو چراغ کی روشنی میں نہ جائیں وہ دن کو آفتاب کی روشنی میں دشمنانِ رسولؐ کے دربارِ عام میں جائیں۔

شامیانِ بستند بازو زینبؑ و کلثومؑ را اے فلک آن ابتدا این انتہائے اہلِ بیتؑ

راوی کہتا ہے جب اعدائے دین نے بعد شہادت جناب سید الشہدا آ کے چاہا خیمہ عصمت کو تاراج کریں اور ناموس امامؑ کو لوٹ لیں وہ وقت مجھے نہیں بھولتا کہ کس طرح وہ بیبیاں بچوں کو چھوڑ چھوڑ کے گوشۂ پناہ ڈھونڈھتی پھرتی تھیں اور کہیں پناہ نہ ملتی تھی اور کس طرح بچے اُن بیبیوں سے چھوٹ چھوٹ کے صحرا میں جا بجا منتشر ہو گئے تھے کہ کوئی اُن کا سنبھالنے والا نہ تھا جنابِ زینبؑ کا یہ حال تھا کبھی اُس طرف دوڑ کے جاتی تھیں کبھی اس طرف آتی تھیں ایک ایک بی بی بچے کا ہاتھ تھام تھام کے لاتی تھیں اور ایک طرف اُسی صحرا میں بٹھا دیتی تھیں کبھی مدینۂ رسولؐ کی طرف منھ کر کے استغاثہ کرتی تھیں کبھی نجف کی جانب رُخ پھیر کے فریاد کرتی تھیں کبھی مقتل کے سمت متوجہ ہوتی تھیں اور لاشِ برادر سے خطاب کر کے کہتی تھیں۔

اَخِیْ یَا اَخِیْ قُلْ لِلِئَامِ زَفَّفُوا بِسَلْبِ حَرِیْمِیْ وَارْحَمُوْا جَالَ عِتْرَتِیْ

اے بھائی اے حسینؑ اس وقت ان ظالموں سے اتنا تو کہو کہ ہم بے وارثوں پر رحم کریں اہلِ بیتِ رسولؐ کے سروں سے چادریں نہ اُتاریں:

اَخِی یَا اَخِیْ سَلْبُ النِّسَآءِ اَسَآءَنَا وَضَرْبُ الیَتَامٰی یَابْنَ اُمِّی بِقَسْرَۃٍ

اے بھائی اس وقت اعدا کے دو مظالم نے ہمارے دلوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے ایک یہ کہ ناموسِ نبی کا کچھ پاس نہ کیا بی بیوں کے سروں سے چادریں بھی چھین لیں ہیں دوسرے یہ کہ بن باپ کے چھوٹے چھوٹے بچوں کو اپنی قساوتِ قلبی سے ناحق رُلاتے ہیں کسی کے کانوں سے گوشوارہ چھینتے ہیں کسی کے رخساروں پر طمانچے مارتے

Presented by Ziaraat.Com

ہیں ، غرض وہ مظلومہ نوحہ و زاری کرتی رہیں اشقیا نے کچھ خیال بھی نہ کیا اُن سب بیکسوں کو قید کر لیا اور شتران بے کجاوہ پر بٹھا کے چاہا کوفے کی جانب روانہ ہوں جناب زینبؑ نے جب دیکھا کہ اب اپنے بھائی کی لاش سے بھی جدا ہوتی ہوں عجب اضطراب و درد سے رو رو کر کہنے لگیں اے بھائی تم تو اس بیکسی میں ہم کو چھوڑ کے بہشت میں باپ اور نانا کے پاس گئے ہم تمہارے بعد قید ہو کے کوفے جاتے ہیں ہمارا سلام آخری قبول ہو۔

اَخِیْ بَلِّغِ الْمُخْتَارَ طٰهٰ سَلَامَنَا وَ قُلْ زَیْنَبُ اَضْحت تُسَاقُ بِذِلَّةٍ

اے بھائی نانا کی خدمت میں بھی ہم اسیروں کا سلام پہنچانا اور کہہ دینا کہ آپ کی نواسی زینبؑ اب اس حال کو پہنچی ہے کہ اعدا ذلت و خواری سے قید کر کے دن کو کربلا سے کوفے لئے جاتے ہیں:۔

اَخِیْ بَلِّغِ الْکَرَّارَ مِنِّیْ تَحِیَّةً وَ قُلْ اُمِّ کُلْثُومِ بِکَرْبٍ وَ مِحِنَةٍ

اے بھائی پدر بزرگوار حیدرؑ کرار کو بھی میری جانب سے سلام پہنچانا اور اُن سے بھی اتنا کہہ دینا آپ کی بیٹی اُمِّ کلثومؑ کس درد و غم میں مبتلا ہے آ کے خبر لیجئے مومنین جناب زینبؑ کا اُس وقت ان دونوں بزرگواروں کو سلام کرنا اور اپنے حال سے خبر دینا کیا عجب ہے کہ روایت سابق کے خیال سے ہو یعنی اے نانا ایک دن آپ کے روضہ میں ہم زیارت کے لئے کس شان سے گئے تھے کہ رات اندھیری تھی باپ بھائیوں کا ساتھ تھا آج اس ذلت سے دن کو قید ہو کے جاتے ہیں کہ بھائی کا سر سامنے نیزہ پر علم ہے اور اے پدر بزرگوار اُس دن آپ بھائیوں کے حلقے میں روضۂ رسولؐ پر لے گئے تھے آج ہم اپنی بہن اُمِّ کلثومؑ کے ساتھ مقید ہو کے دشمنوں کے حلقے میں کوفے جاتے ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

نہ مونسے نہ شفیقے نہ ہمدمے دارم　　حدیث دل بکہ گویم عجب غمی دارم

(بحور الغمہ.... جلد۳.... صفحہ۵۶۳ تا ۵۶۷)

﴿۴۳﴾... حضرت اُمِّ کلثومؑ باپ کی سوگوار

اُنیس ماہ رمضان المبارک کو بعد افطار جناب اُمِّ کلثومؑ نے اپنے پدر بزرگوار کے سامنے جب کھانا لا کر رکھا تو جو کی روٹی نمک کے علاوہ ایک دودھ کا پیالہ تھا۔ لسانِ امامت گوہر افشاں ہوئی بیٹی تمہارے باپ نے دو غذائیں کب ایک ساتھ کھائیں ہیں جو تم نے ایسا کیا، عرض کیا بابا جان آپ پر مجھے کمزوری کا غلبہ معلوم ہوا۔ آپ کی محبت نے اس جرأت پر مجبور کیا۔

بیٹی خدا کی قسم میں نہ کھاؤں گا جب تک تم ایک کھانا نہ اُٹھا لو۔ پس شہزادی نے دودھ کا پیالہ اُٹھا لیا اور آپ نے جو کی روٹی اور نمک سے طعام تناول فرمایا۔ اس کے بعد آپ عبادت خدا میں مشغول ہو گئے یہ رات علیؑ نے بڑے اضطراب سے گزاری۔ شہزادی اُمِ کلثومؑ فرماتی ہیں کہ بابا نے یہ رات پوری قیام وقعود سجود میں گزار دی اور باہر نکل کر آسمان اور ستاروں کو دیکھتے اور واپس آتے اور فرماتے تھے کہ خدا کی قسم مجھ سے جھوٹ نہیں کہا گیا ہے اور آج وہی رات ہے جس کا میرے ساتھ وعدہ کیا گیا ہے مخبرِ صادق نے اس رات کی خبر دی تھی اور مصلّے کی طرف پلٹ جاتے اور انا للّٰہ و انا الیہ راجعون لا حول ولا قوۃ بہت زیادہ پڑھتے تھے۔ نیز درود کثرت سے زبان پر تھا۔

شہزادی اُمِ کلثومؑ فرماتی ہیں جب میں نے اضطراب و پریشانی ملاحظہ کی تو میں بھی جاگتی رہی اور عرض کی بابا جان آج آپ کو نیند کیوں نہیں آتی آپ نے فرمایا بیٹی میں نے بڑے بڑے بہادروں کو تہہ تیغ کیا اور بڑے بڑے معرکے سر کیے ہیں۔ لیکن اس

Presented by Ziaraat.Com

قدر رُعب میرے دل میں کبھی نہیں آیا جس قدر آج کی شب آیا ہے۔ پھر آپ نے انا للّٰہ و انا الیہ راجعون پڑھا اور فرمایا بیٹی موت قریب ہوگئی اور زندگی ختم ہوگئی ہے۔ اُمِ کلثومؑ فرماتی ہیں کہ میں رونے لگ گئی تو فرمایا بیٹی اذان کا وقت قریب ہو رہا ہے تو مجھے خبر کر دینا پھر اوّل شب کی طرح نماز و دعا اور گریہ وزاری کی طرف مشغول ہو گئے۔ اُمِ کلثومؑ فرماتی ہیں کہ میں انتظار کرتی رہی جب اذان کا وقت آیا تو میں برتن میں پانی لے کر حاضر ہوئی۔ آپ نے وضو فرمایا اور کپڑے تبدیل کیے۔ پس دروازہ کھولا اور باہر نکلے گھر میں کچھ بطخیں تھیں جو امام حسینؑ کو ہدیۃً ملی تھیں وہ چیختی چلاتی ہوئی آپ کے پیچھے دوڑیں آپ نے بطخوں کی یہ حالت دیکھ کر فرمایا لا الٰہ الا اللہ یہ ایسی چلانے والی ہیں کہ ان کے بعد نوحہ کرنے والی ہوں گی اور کل صبح کو قضا کا فیصلہ ظاہر ہوگا۔ شہزادی اُمِ کلثومؑ نے عرض کی بابا جان، آپ موت کی خبر دے رہے ہیں تو آپ نے فرمایا ہم اہلِ بیتؑ اپنی موت سے واقف ہوتے ہیں۔ پھر فرمایا بیٹی میرے حق کی قسم یہ بے زبان ہیں۔ جب یہ بھوکی پیاسی ہوں تو ان کو خوراک اور پانی دینا ورنہ ان کو اپنی قید سے آزاد کر دینا تاکہ زمین میں اپنی خوراک خود تلاش کر لیں۔ اس کے بعد آپ مسجد کی طرف روانہ ہو گئے۔

آہ! جب ابنِ ملجم نے آپ کو محرابِ عبادت میں شہید کیا تو ہر طرف کہرام برپا ہو گیا۔ راوی کہتا ہے کہ مسجد کے تمام دروازے ایک دوسرے سے ٹکرا رہے تھے۔ ملائکہ نے آسمان میں کہرام برپا کیا ایک تیز آندھی چلی، فضا میں تاریکی سخت چھا گئی ہے اور جبریلؑ نے آسمان و زمین کے درمیان علیؑ کے شہید ہونے کی خبر دی جس کو ہر آدمی نے سنا۔

جب شہزادی اُمِ کلثومؑ نے جبریلؑ کی آواز سنی تو چہرے اور رخساروں کو پیٹ لیا اور گریبان چاک کیا۔ پس وا علیا و محمداہ وا سیدہ کہہ کے آواز دے کے رونے

Presented by Ziaraat.Com

لگیں۔ (المجالس المرضیہ صفحہ ۲۵۳ تا ۲۶۲)

جب علیؑ کا وقت آخر آیا تو آپ نے اہلِ بیتؑ کو جمع کیا اور جب زینبؑ و اُمِ کلثومؑ تشریف لائیں تو آپ پہلو میں بیٹھ کر رونے لگیں اور شہزادی نے عرض کی بابا جان ہمارا غم بڑا طویل ہوگا اور آنسو نہ رکیں گے، یہ سن کر سب رونے لگ گئے۔

(المجالس المرضیہ صفحہ ۲۶۶)

حبیب بن عمرو بیان کرتا ہے کہ میں حضرت امیر المومنینؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی مولائے دو جہاں یہ زخم معمولی ہے آپ فکر نہ کریں آپ نے فرمایا اے حبیب خدا کی قسم میں ابھی تم لوگوں سے جدا ہونے والا ہوں۔ میں رو دیا اور آپ کی شہزادی جناب اُمِ کلثومؑ بھی ان کلمات سے متاثر ہو کر رونے لگیں تو آپ نے فرمایا بیٹی تم نہ روؤ اور اگر تم وہ چیز دیکھتیں جس کو میں دیکھ رہا ہوں تو ہرگز گریہ نہ کرتیں۔ حبیب کہتا ہے میں نے پوچھا اے مولا آپ کیا دیکھ رہے ہیں تو فرمایا ملائکہ کی صفیں جو ایک دوسرے کے آگے پیچھے ہیں میرے انتظار میں ہیں اور میرے بھائی جناب رسالتؐ مآب تشریف فرما ہیں اور مجھے اپنے پاس آنے کی دعوت دے رہے ہیں۔ حبیب کہتا ہے کہ میرے رخصت ہونے کے بعد مولا نے رحلت فرمائی۔ تو جنابِ اُمِ کلثومؑ اپنے بابا کے قدموں کے پاس بیٹھ کر رونے لگیں۔ مولا کو جب غش سے افاقہ ہوا تو آپ نے ملاحظہ کیا کہ سیدہ اُمِ کلثومؑ رو رہی ہیں۔ مولاؑ نے ارشاد فرمایا میری لختِ جگر تم پریشان نہ ہو میں خدائے بزرگ و برتر کے حضور جا رہا ہوں اور اس سے بہتر کوئی منزل نہیں۔ (مخدراتِ اسلام صفحہ ۱۳ مصنف ڈاکٹر زاہد حیدری)

۲۱ رمضان المبارک ۴۰ ھ کے منحوس روز نے شہزادی اُمِ کلثومؑ کو چونتیس (۳۴) سال کی عمر میں باپ کے سایہ عاطفت سے محروم کر دیا۔ بی بی کے لئے یہ صدمہ ناقابلِ برداشت تھا۔

Presented by Ziaraat.Com

ڈاکٹر احمد بہشتی اپنی کتاب ''مثالی خواتین'' میں لکھتے ہیں:۔

حضرت علیؑ کو ابنِ ملجم نے ضربت لگائی اور آپؑ کو گھر اُٹھا لائے تو اس وقت آپ کے سر کے پاس لبابہ اور پائے مبارک کے پاس اُمِ کلثومؑ بیٹھی تھیں۔ حضرت علیؑ نے آنکھیں کھول کر اُم کلثومؑ کی طرف دیکھا اور فرمایا:

''اب میں خدا کی طرف جا رہا ہوں۔ بہترین اور اطمینان و آرام کی جگہ کو ے دوست ہے''

اس پر حضرت اُمِ کلثومؑ کے نالہ وگریہ کی آواز بلند ہوگئی۔ اس کے بعد ابنِ ملجم کو مخاطب کر کے کہا:

اے دشمنِ خدا! تو نے امیر المومنینؑ کو قتل کر دیا؟

ابنِ ملجم نے کہا:

آپ کے والد کو میں نے ہی قتل کیا ہے۔

فرمایا: مجھے امید ہے کہ وہ خطرہ سے بچ جائیں گے۔

ابنِ ملجم نے کہا: کچھ دیر بعد آپ ان کے غم میں روئیں گی۔ میں نے ایسی ضرب لگائی ہے کہ اگر وہ تمام اہل کوفہ پر پڑتی تو سب ہلاک ہو جاتے۔

(ڈاکٹر احمد بہشتی.... مثالی خواتین.... صفحہ ۵۷ تا ۶۳)

﴿۴۴﴾ ...حال شہادت امیر المومنینؑ اور حضرت اُمِ کلثومؑ

منابر الاسلام میں بروایاتِ مختلفہ منقول ہے کہ جب ماہِ مبارک رمضان داخل ہوتا تھا تو حضرت ایک شب جنابِ امام حسنؑ کے یہاں افطار فرمایا کرتے تھے اور ایک شب جناب امام حسینؑ کے یہاں اور ایک شب حضرت عبداللہ بن جعفر کے یہاں۔ مگر تین لقمے سے زیادہ تناول نہ فرماتے تھے اُنیسویں شب کو کسی نے پوچھا کہ آپ

Presented by Ziaraat.Com

کھانے میں اس قدر اختصار کیوں فرماتے ہیں۔ فرمایا کہ دو ایک شبیں میری زندگانی کی اور باقی رہ گئی ہیں۔ چاہتا ہوں کہ باشکم گرسنہ خدا کے حضور میں جاؤں۔ جنابِ اُمِ کلثومؑ نے افطار کے واسطے دو روٹیاں جو کی اور نمک اور ایک پیالہ دودھ لا کے سامنے رکھا، جب آپ نے دیکھا تو رو کر فرمایا اے بیٹی میں رسولؐ خدا کا تابع ہوں۔ تا زندگی آنحضرتؐ نے روٹی کے ساتھ کبھی دو نان خورش ایک وقت میں نوش نہیں فرمائے۔ اے بیٹی اِنَّ الدُّنْیَا فِیْ حَلَالِہَا حِسَابٌ وَّ فِیْ حَرَامِہَا عَقَابٌ دنیا کی حلال چیزوں میں حساب ہے اور حرام چیزوں میں عذاب ہے۔

اے بیٹی ایک مرتبہ رسولؐ خدا کے پاس جبریلؑ خزانہائے زمین کی کنجیاں لے کر آئے اور کہا یا رسولؐ اللہ! خداوندِ عالم نے آپ پر سلام بھیجا ہے اور ارشاد کیا ہے کہ یہ کنجیاں روئے زمین کی حاضر ہیں۔ اگر آپ کہیں تو کوہ ابوقبیس سونے کا ہو جائے اور جو آپ کا مرتبہ ہے بروز قیامت اُس میں کچھ کمی نہ ہوگی۔ فرمایا اے جبریل اس کے بعد کیا ہوگا؟ کہا موت! فرمایا تو پھر مجھے اس مالِ دنیا کی حاجت نہیں یہی بہتر ہے کہ جس روز میں بھوکا رہوں اپنے خدا سے طلب کرلوں اور جس روز سیر ہوں اس کا شکر بجالاؤں۔ پھر جنابِ امیر نے فرمایا اے بیٹی جب تک تم دونوں میں سے ایک نان خورش نہ اُٹھالوگی میں کھانا ہرگز نہ کھاؤں گا۔ جب اُمِ کلثومؑ نے دودھ کا پیالہ اُٹھالیا تب حضرت نے ایک روٹی نمک کے ساتھ تناول فرمائی اور شکر خدا بجالائے اور تمام شب عبادتِ خدا میں مشغول رہے اور نہایت اضطراب میں باہر نکل کر آسمان کو دیکھتے تھے۔ پھر گھر میں چلے جاتے تھے یہاں تک کہ تھوڑی دیر کے واسطے آنکھ لگ گئی۔ نہایت اضطراب میں اُٹھے اور اپنی اولاد کو اور اہلِ حرم کو جمع کیا اور فرمایا:

آج کی شب میں نے جنابِ رسولؐ خدا کو خواب میں دیکھا ہے فرماتے ہیں کے

Presented by Ziaraat.Com

اے ابوالحسنؑ میں تمہارا بہت مشتاق ہوں عنقریب تم میرے پاس آؤ گے یہ سن کر سب رونے لگے اور حضرت ذکر خدا اور مناجات میں مشغول ہوئے۔ جب وقتِ اذان قریب ہوا۔ بقصد مسجد دروازہ کھول کر صحن خانہ میں آئے مکان میں کچھ بطخیں پلی ہوئی تھیں۔ جب حضرت کو جاتے دیکھا سب لپٹ گئیں اور چلانے لگیں۔

الغرض اسی حالت سے حضرت مسجد میں آئے اور گلدستہ اذان پر اس طرح اذان دی کہ تمام کوفے میں آواز پہنچی۔ ابن ملجم ملعون پہلے سے مسجد میں سویا ہوا تھا حضرت اُس کے قریب گئے اور فرمایا اے شخص جس امر کا تو ارادہ رکھتا ہے میں خوب جانتا ہوں اور جو چیز کپڑے میں چھپائے ہوئے ہے اگر کہے تو بتلا دوں۔ یہ فرما کر محرابِ مسجد میں تشریف لائے اور نماز میں مشغول ہوئے، ابن ملجم شقی ستونِ مسجد کی آڑ میں چھپ گیا۔ یہاں تک کہ حضرت نے ایک رکعت نماز پڑھی۔ جب پہلے سجدے سے سر اُٹھا اُس وقت اس ملعون نے اس زور سے سرِ اقدس پر تلوار لگائی کہ پیشانی تک اُتر آئی۔ حضرت سے سنبھلا نہ گیا، زمین پر جھک گئے اور فرمایا بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ فُزْتُ بِرَبِّ الْكَعْبَةِ اللہ کا نام لے کر اور اللہ پر بھرسہ کر کے اور رسولؐ کی ملت پر کعبہ کے پروردگار کی قسم میں نے اپنی مراد پائی۔ اُس وقت دروازے مسجد کے آپس میں ٹکرانے لگے، قندیلیں گل ہوگئیں، عالم میں اندھیرا ہوگیا اور درمیان آسمان وزمین آواز قَدْ قُتِلَ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ بلند ہوئی۔ امام حسنؑ وَا اَبَتَاهُ کہتے ہوئے مسجد کی طرف دوڑے۔ دیکھا کہ حضرت خون میں نہائے جانماز پر پڑے ہیں۔ سب اہلِ مسجد رو رہے ہیں۔ حسنؑ نے بآوازِ بلند فریاد کی اور کہنے لگے وَا اَبَتَاهُ وَ اَمِيْنِ الْمُؤْمِنِيْنُ لَيْتَ الْمَوْتِ اَعْدَا مَنَا الْحَيٰوةِ ہائے بابا کاش ہمیں موت آتی اور ہم آپ کو اس حال میں نہ دیکھتے۔ الحاصل جب اکیسویں شب ماہِ رمضان کی آئی تو

www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina

Presented by Ziaraat.Com

آپ نے شہادت پائی امام حسنؑ نے حسبِ وصیت غسل دیا ور کفن دیا اور نماز پڑھی اور حسنینؑ تابوت اُٹھا کر ارضِ غرّیٰ (نجف اشرف) میں لائے اور ایک قبر میں جو پہلے سے کھدی تیار تھی دفن کر دیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

(لواعج الاحزان...از مولانا سید محمد مہدی...جلد ا...ص ۸۰)

مرزا دبیر کہتے ہیں:۔

لکھا ہے کہ آئی جو شبِ ضربتِ حیدرؑ بس کھولتے ہی روزہ کمر باندھی اجل پر
اُس شب کو تھے گہہ صحن میں گہہ حجرے کے اندر ہمسایوں کو ہر بار ندا دیتے تھے رو کر
حیدرؑ کی سواری سوے فردوس چلی ہے
جاگو یہ شبِ قدر شبِ قتلِ علیؑ ہے

فرماتی ہیں کلثومؑ کہا میں نے کہ بابا کیوں آج سرِ شام سے بے چین ہو آقا
یہ خوف ہے کس کا جو لرزتے ہیں سب اعضا شہ نے کہا دو راتوں کا مہمان ہوں بیٹا
رعشہ مرے اعضا میں ہے اور دل بھی حزیں ہے
تحفہ کوئی خالق کے لئے پاس نہیں ہے

روزہ یہ رکھا روزہ یداللہ نے تو کیا مقبولِ خدا ہو تو بجا ورنہ ہے بے جا
سجدے سے ورم گو کہ جبیں پر ہوا پیدا بے فائدہ ہے سب جو نہیں حق کو پذیرا
کوثر بھی ہے جنّت بھی ہے درگاہِ خدا میں
دیکھوں مجھے کیا ملتا ہے طاعت کی جزا میں

درپیش ہے ادنیٰ کو اب اعلیٰ کی ملاقات آیا تھا بندھے ہاتھ پہ جاتا ہوں کھلے ہات
ہدیہ جو وہ مانگے گا تو کیا دوں گا میں ہیہات نہ عذر کی طاقت نہ سفارش کو کوئی سات
مرقد کے تصور میں مرے ہوش گئے ہیں
مسکن ہے نیا اور مصاحب بھی نئے ہیں

Presented by Ziaraat.Com

کلثومؑ نے رو کر کہا وا حسرت و دردا کیا بیٹیاں اب صبر کریں آپ کو بابا
کس طرح یقیں تم کو ہوا اپنی اجل کا فرمایا جو ارشادِ پیمبرؐ ہے وہ ہوگا

دو روز ہے دنیا میں بس اب قوت ہمارا
اکیسویں کو اُٹھے گا تابوت ہمارا

﴿۴۵﴾... حضرت اُمِّ کلثومؑ بھائی حسنؑ کی سوگوار:

حضرت امام حسن علیہ السلام باپ کی شہادت کے بعد جب مدینے واپس آئے تو آپ کے ساتھ آپ کے بہنوئی اور بہنیں تھیں جن میں حضرت اُمِ کلثومؑ بھی شامل تھیں۔ (کربلا کی شیر دل خاتون صفحہ ۴۹)

ابھی یہ غم مندمل نہ ہوا تھا کہ ۲۸ صفر ۵۰ھ کے منحوس دن نے شہزادی اُمِ کلثومؑ کو بن بھائی کے کر دیا اس وقت آپ کی عمر ۴۴ سال کی تھی۔ آپ نے بھائی حسنؑ کے جگر کے ٹکڑے لگن میں دیکھے، تڑپ اُٹھیں، امام حسنؑ کی شہادت کا صدمہ جناب اُمِ کلثومؑ و جنابِ زینبؑ پر بہت زیادہ تھا۔ جب اُمت بے وفا نے حسنؑ کے جنازے پر پھول کی چادر کی بجائے تیروں کی چادر چڑھائی۔ تاریخ میں یہ پہلا جنازہ تھا جو دوبارہ گھر واپس آیا۔ شہزادیٔ دو عالم نے بھائی کے جنازے پر تیروں کی چادر اس طرح سے چڑھتی دیکھی تو تڑپ اُٹھیں، جناب زینبؑ کے ساتھ کس کس کا ماتم نہ کیا۔ پانچ سال کی عمر میں شفیق نانا کو روئیں، ابھی آنکھوں کے آنسو سوکھے نہ تھے کہ ماں نے قضا کی، ابھی یہ زخم مندمل نہ ہوا تھا کہ باپ کا ماتم کیا اس کے بعد دو بھائی باقی رہ گئے۔ قسمت نے ان میں سے بھی بڑے بھائی کو جدا کر دیا۔ (محافل و مجالس صفحہ ۲۰۷)

صاحب زینب الکبریٰ کا بیان ہے کہ جب امام حسنؑ زہر کی وجہ سے جگر کے ٹکڑے اُگل رہے تھے تو آپ کو خبر دی گئی کہ جناب زینب اندر آنا چاہتی ہیں تو آپ نے حکم

Presented by Ziaraat.Com

دیا کہ اس طشت کو اُٹھا دو ایسا نہ ہو کہ میری بہن کی نگاہ میرے ان زہر آلود جگر کے ٹکڑے پر پڑ جائے اور وہ برداشت نہ کر سکیں۔

آپ کا رنگِ مبارک مائل بہ سبزی ہو گیا اُس وقت حضرت نے اپنے ہاتھ بھائی کی گردن میں ڈال دیئے اور منھ پر منھ رکھ کے بے اختیار دونوں بھائی زار زار رونے لگے پھر آپ نے اہلِ بیتؑ طاہرین کو بلا کر ایک ایک کو وداع کیا اور جناب اُمِّ کلثومؑ سے فرمایا میرے فرزند قاسمؑ کو بلا لاؤ جب قاسمؑ حاضر ہوئے آپ نے گلے سے لگایا رخساروں پر بوسے دے کر زار زار رونے لگے اور اُن کا ہاتھ امام حسینؑ کے ہاتھ میں دے کر فرمایا اے بھائی اسے تمہارے سپرد کرتا ہوں اس پر ہمیشہ نظر لطف رکھنا۔

(بحور الغمہ ....جلد۔۳....صفحہ ۳۱)

جس وقت امام حسنؑ مسموم کی شہادت واقع ہوگئی تو مدینہ میں آہ و بکا کا شور و غل برپا ہو گیا۔

فصاحت اُم کلثومؑ ولطمت خدھا و شعرھا و نادت وا حسناہ وامحمداہ وا علیاہ وا فاطمة فواتك یا اخی اثکلنی وا نحننی و ترکنی علیك حزنیة لا تنطفی حرارة زفرتی بالامس علیٰ فقد جدی وابی وامی والیوم علیك یا اخی۔

جناب اُمِّ کلثومؑ نے منہ پیٹ لیا اور سر کے بال کھول دیئے اور

وا حسناہ وا محمداہ وا علیاہ وا فاطماہ

کے جگر خراش نعرے بلند کر کے فریادیں کیں اور کہا اے برادر تمہاری جدائی نے مجھ کو درد رسیدہ کر دیا میری کمر جھکا دی اور مجھ کو ایسا دُکھ دے دیا جس کی وجہ سے میری آہوں کی حرارت سرد نہ ہوگی کل میں نانا اور بابا اور اماں کے سوگ میں رو رہی تھی اور

Presented by Ziaraat.Com

آہ اے برادر آج تمہاری موت بھی دیکھنی پڑ گئی جناب زینبؑ عالیہ نے بھی

واخاہ وا حسناہ وا سنداہ

کہہ کر بین کیے اور جناب عباس نے سر میں خاک ڈالی اور رو رو کر مرثیے پڑھے۔ (انوار المجالس، زینب الکبریٰ)

امام حسنؑ کی شہادت کے بعد بہنیں اور بہنوئی امام حسینؑ کے ساتھ رہنے لگے، عبداللہ وعون یہ سب امام حسینؑ کو اپنا دینی سرپرست سمجھتے تھے۔ ان کے حکم پر اپنا سر تسلیم خم کرتے۔ (کربلا کی شیر دل خاتون صفحہ ۴۹)

امام حسنؑ کی شہادت کے بعد ظلم وستم کی ایسی ہوا چلی جس نے اسلام کے شجر کو جڑ سے اُکھاڑنے کی کوششیں شروع کیں اور ظاہری بادشاہت اور اس فانی اقتدار کے پیروکار یزید نے علیؑ کے لال کا مدینہ میں رہنا محال کر دیا۔

﴿۴۶﴾... حضرت اُمِّ کلثومؑ کا مدینے سے سفر

حسینؑ ابن علیؑ نے شجر اسلام کی یہ حالت دیکھی اس کو مضبوط کرنے کے لئے حسینؑ آواز توحید کی طرف کھینچتے چلے گئے۔ یزید نے چاہا کہ آواز خالق کو دبا دے حسینؑ نے مستحکم ارادہ کر لیا کہ سب کچھ لٹا دوں گا مگر متاع توحید نہ لٹنے دوں گا۔ یزید نے چاہا کہ اسلام کے سر سے وقار کی چادر چھین لوں اور ناموس اسلام کو بے نقاب کر دوں۔ مگر حسینؑ کی شیر دل بہن جناب اُمِّ کلثومؑ نے للکار کر کہا۔ اے بدبخت تیرا خیال خام ہے میں بہن زینبؑ کے ساتھ اپنی چادر دے دوں گی مگر ناموس اسلام کو بے نقاب ہونے سے بچاؤں گی۔ اس مقصد کے لئے آپ بھی امام حسینؑ کے ساتھ مدینے سے روانہ ہوئیں۔ (کربلا کی شیر دل خاتون صفحہ ۶۰)

۲۸ رجب ۶۰ ھ میں جب علیؑ کے لال نے قافلے کی روانگی کا حکم دیا علامہ دربندی

Presented by Ziaraat.Com

لکھتے ہیں عبداللہ ابن سنان کوفی کا بیان ہے جس زمانے میں امام حسینؑ سفر کر رہے تھے میں بھی سرزمین مدینہ میں موجود تھا۔ جب عماریاں تیار ہوئیں میں نے دیکھا کہ ایک نہایت خوبصورت طویل القامت نوجوان حسینؑ کے بیت اشرف سے برآمد ہوئے اُنہوں نے تمام لوگوں سے خطاب کر کے فرمایا تم سب ہٹ جاؤ کہ علیؑ و فاطمہؑ کی بیٹیاں سوار ہو رہی ہیں۔ میں نے دور سے دیکھا کہ دو بیبیاں جن کے برقعوں کے کنارے زمین پر خط دے رہے تھے، سوار ہوئیں میں نے ایک شخص سے پوچھا کہ یہ دونوں بیبیاں کون تھیں، اس نے کہا کہ یہ علیؑ و فاطمہؑ کی بیٹیاں حضرت زینبؑ و اُمِ کلثومؑ ہیں۔ (ذکر العباس صفحہ ۱۸)

﴿۴۷﴾ ...۲۸ رجب کو حضرت زینبؑ اور حضرت اُمِّ کلثومؑ کی سواری کی شان:

راوی کا بیان ہے کہ امام حسینؑ نے جوانانِ بنی ہاشم کو حکم دیا کہ مستورات کو محملوں پر سوار کرو اسی وقت میں نے دیکھا کہ ایک نوجوان امام حسینؑ کے خانۂ اقدس سے برآمد ہوا جس کی صورت چاند کی طرح تھی پھر میں نے دیکھا کہ دو مستورات امام کے خانۂ اقدس سے برآمد ہوئیں کہ شرم و حیاء کی کثرت سے ان کے برقعے پاؤں سے لپٹ رہے تھے کنیزوں کا اِردگرد ہجوم تھا وہ جوان آگے بڑھا اور اس نے محمل درست کیا اور زانوئے ادب تہ کیا اور مستورات کا بازو پکڑ کے ایک ایک کو سوار کیا میں نے کسی سے دریافت کیا یہ مستورات کون ہیں مجھ کو بتلایا گیا کہ یہ امیرالمومنینؑ کی بیٹیاں جناب زینبؑ و اُمِ کلثومؑ ہیں اور یہ نوجوان قمر بنی ہاشم عباس بن علی بن ابی طالب ہے۔

(الطراز المذھب صفحہ ۱۷۱)

Presented by Ziaraat.Com

﴿۴۸﴾...حضرت اُمِّ کلثومؑ کا مکّے میں ورود:

یہ قافلہ جب اپنی منزل کی طرف بڑھا شہزادی دو عالم اُمِّ کلثومؑ کو اب یقین تھا کہ مدینہ اب ہمیشہ کے لئے چھوٹ رہا ہے والدہ گرامی کا روضہ نانا کی ضریح بھائی کی تربت اب دیکھنے میں نہ آئے گی۔ جب یہ قافلہ مکے میں پہنچا تو مکّے میں طوفان کی رفتار تیز تھی اور حاجیوں کا یہ قافلہ حج کئے بغیر صحراؤں کی طرف چلنے کو تیار ہو گیا۔ رسولؐ اللہ کی امانتیں سیدہؑ کی دولت اسلام کا پورا سرمایہ زینبؑ وکلثومؑ اور حسینؑ مکے سے صحراؤں کی طرف بڑھ رہے تھے۔

﴿۴۹﴾...منزل سوق پر شہزادیوں کا اضطراب:

سفر عراق کے دوران میں ایک عظیم مصیبت جو شہزادیوں پر وارد ہوئی وہ جناب مسلم بن عقیل کی شہادت کی دردناک خبر تھی جو کہ کوفے کی طرف سے آنے والے ایک شخص نے امام کو بتلائی کہ میں نے مسلم وہانی کو بے دردی سے شہید ہوتے دیکھا۔

میں نے دیکھا کہ ان کے پاؤں میں رسی ڈال کر خون آلود لاشوں کو بازار میں گھسیٹا جا رہا تھا یہ خبر سن کر خیام حرم میں کہرام ماتم برپا ہو گیا متعدد کتب مقاتل میں مذکور ہے کہ جناب امام حسین علیہ السلام خیام میں تشریف لائے اور جناب مسلم بن عقیل کی کم سن بچی جس کا نام باختلاف روایت حمیدہ یا عاتکہ ہے جس کی عمر بعض نے گیارہ سال لکھی ہے بعض نے سات سال یہ بچی جناب رقیہ بنت علی کے بطن سے تھی امام حسینؑ نے اس کو بلایا اور اس کے سر پر دستِ شفقت پھیرا بچی نے گھبرا کر ماموں کی طرف دیکھا اور فرمایا

یا عم ما رانیتك تفعل بی مثل هذا تفعل بی ما یفعلون بالایتام

Presented by Ziaraat.Com

آپ نے اس قسم کا سلوک مجھ سے پہلے تو کبھی نہیں کیا آپ تو میرے ساتھ وہی شفقت کر رہے ہیں جو یتیموں کے ساتھ کی جاتی ہے۔

اظن انه قد استشهد والدی

میرا خیال ہے کہ میرے بابا شہید ہو گئے۔

فلم یتمالك الحسین من البکاء

امام حسینؑ گریہ ضبط نہ کر سکے اور فرمایا

یا بنی انا ابوك بناتی اخواتك

بیٹی گھبراؤ مت میں تمہارے باپ کی منزلت پر ہوں اور میری بچیاں تمہاری بہنیں ہیں صاحب روضۃ الشہداء نے لکھا ہے کہ امام نے فرمایا تم مجھ کو باپ کی طرح سمجھو اور میری بہن زینبؑ کو ماں کے برابر سمجھو اور میرے بچوں کو بھائیوں کی طرح سمجھو اور میری لڑکیوں کو اپنی بہنیں سمجھو۔ یہ سن کر وہ بچی رونے لگی اور جب جناب مسلم بن عقیل کے بچوں نے یہ خبر سنی تو اپنے عمامے زمین پر اُتار پھینکے اور بہت روئے اور خیام میں کہرام ماتم برپا ہو گیا اور یہی معصوم بچی تاراجیٔ خیام کے وقت ہجوم اشقیاء میں پامال ہو کر شہید ہو گئی۔

واضح ہو کہ اس روایت کو مندرجہ ذیل جلیل القدر علماء نے نقل کیا ہے۔

(۱) فخر الدین بن طریح نجفی متوفی ۱۰۸۵ھ.... المنتخب فی المراثی والخطب

(۲) محمد باقر بن عبدالکریم اصفہانی...... الدمعۃ الساکبہ... صفحہ ۲۸۵

(۳) شیخ عباس بن محمد رضا قمی ۱۳۳۵ھ..... منتہی الامال... جلد اوّل... صفحہ ۲۳۷ مصنف مفاتیح الجنان وغیرہ۔

(۴) شیخ رضا بن بنی قزوینی..... تظلم الزہرا (بحوالہ ثمرات)

Presented by Ziaraat.Com

(۵) محمد صالح برغانی قزوینی.....مخزن البکاء(بحوالہ ثمرات)

(٦) سید ابوالقاسم اصفہانی ۱۳۲۹ھ.....نفائس الاخبار.....صفحہ ۸٦

(۷) آقا سید محمود الامامی الاصفہانی.....ثمرات الحیات.....جلد دوم صفحہ ۱۱۰

(۸) شیخ محمد مہدی الحائری المازندرانی.....معالی السبطین.....جلد اوّل صفحہ ۱٦۳

(۹) علامہ سید ابوالفضل الحسینی.....کفایۃ الواعظین.......صفحہ ٦۱

(۱۰) علامہ شیخ محمد طاہر سماوی النجفی.....ابصار العین صفحہ.....طبع نجف اشرف

(۱۱) صدر الدین القزوینی.....ریاض القدس وحدائق الانس. جلد اوّل صفحہ ۲۱۰

(۱۲) سید محمد ہاشم خراسانی.....منتخب التواریخ.....صفحہ ۳۰۰.....طبع ایران

اِس سفر میں حضرت زینبؑ اور اُمِّ کلثومؑ قافلے میں کتنی شان وشوکت سے سفر کر رہی تھیں سوار ہوتے وقت اور محمل سے نیچے اُترتے وقت حضرت عباسؑ اپنے گھٹنوں کو خم کرتے تھے اور بیبیاں پیر رکھ کر سہارے سے نیچے اُترتی تھیں۔

پھر یہ قافلہ منزلِ رھمیہ پر پہنچا یہ وہ منزل ہے کہ جہاں حر کا قافلہ بھی ہے اور اُن سے تبادلۂ گفتگو ہوا امام نے اُن پر نفرین ولعنت کی ہے۔ سکینہؑ بی بی نے واقعات کو سن لیا تھا تو رونے لگی تھیں۔ پھر روتے ہوئے اپنی پھوپھیوں جناب زینبؑ واُمِّ کلثومؑ کی طرف گئیں انھوں نے سکینہؑ بی بی کو روتا ہوا دیکھا تو سبب پوچھا اور جب سکینہؑ بی بی نے سبب بتایا تو شہزادی اُمِّ کلثومؑ نے نالہ بلند کیا اور کہا۔

واجداہٗ وا علیاہٗ وا حسناہٗ وا حسیناہٗ واقتلہ الناصراہ این الخلاص من الاعداء لتھیم یقنعون فی العداء ترکت جوار جرك وسلکت بنا بعد المرافعلا منھا لوحبیب و کثر منھا حولھا النجیب

ہم تو اس مصیبت سے بہت پریشان ہیں کہ ہمارا راستہ بھی روکا جارہا ہے اور اپنے

Presented by Ziaraat.Com

جد نانا جنابِ رسولؐ خدا سے مخاطب ہو کر فرمانے لگیں کہ نانا جان آپ کی اُمت نے ہم کو آپ کے مزار پر بھی نہیں رہنے دیا۔ وطن سے بے وطن ہو گئے اور ہم کو چاروں طرف سے پریشانیوں نے گھیر رکھا ہے۔

اس وقت شہزادی اُمِّ کلثومؑ کو بہت رنج وصدمہ پہنچا اور کہنے لگیں کہ کاش اے نانا جان ہم آپ کے مزار پر ہوتے اور یہ کہہ کر رونے لگیں تو امام حسینؑ نے بہن اُمِّ کلثومؑ کے رونے کی آواز سنی تو آپ قریب آئے اور دیکھا کہ شہزادی اُمِّ کلثومؑ بہت رو رہی ہیں تو امام نے فرمایا کہ اے میری پیاری بہن اُمِّ کلثومؑ ذرا یہ تو بتاؤ کہ تمہارے رونے کا کیا سبب ہے تو آپ نے فرمایا کہ اس سفر سے ہمیں خوف آرہا ہے اور واپسی نانا کے مزار پر ہوتی تو اچھا تھا تو امام حسینؑ نے فرمایا کہ بہن اب نانا کے مزار پر جانا ممکن نہیں ہے تو بی بی نے فرمایا کہ آپ نے حکومتِ وقت کے کارندوں سے بات کی ہوتی تو آپ نے فرمایا کہ ہم نے کافی باتیں کیں مگر وہ لوگ ہماری بات پر کان نہیں دھرتے ہیں اور ہر حال میں یہ لوگ مجھے قتل کریں گے لیکن اے بہن صبر وضبط کو اپنے ہاتھ سے جانے نہ دینا۔ کیونکہ مجھے نانا جان نے تمام باتوں سے پہلے ہی آگاہ کر دیا ہے۔ تکلیفوں کے بعد تمہاری ہی کامیابی ہوگی۔ صبر سے کام لو، جو کچھ قسمت کا لکھا ہوا ہے وہ تو ضرور ہی ہو کر رہے گا ہم کو مضبوطی سے اپنا کام کرنا ہے، پائے ثبات کو قطعاً جنبش نہ ہونے پائے، امام نے بہن کو تسلی دی لیکن خود یہ اشعار پڑھنے لگے۔

یـــادهـــر اف لك مـــن خـلـيـــل ‌ ‌ ‌ کـم لك بـــالاشـراق والاصيـــل

من صـــاحـــب وطـــالـــب قتيـــل ‌ ‌ ‌ والـدهـر ه يـقـنـع بـــالبـريـــل

و کـــل حـــي ســـالك سبيـــل ‌ ‌ ‌ مـــا اقـرب الـوعـد من الـرحيـل

وانـــمـــا الامـــر اِلٰـى الجـليـــل ‌ ‌ ‌ سبـحـــان ربـــي مـــالـــه مثيـــل

Presented by Ziaraat.Com

اور امامِ سجادؑ کی روایت ہے کہ میرے والد امام حسینؑ اِن اشعار کو پڑھ رہے تھے تو میری پھوپھی جنابِ زینبؑ نے سُنا تو تیزی سے دوڑ کر بھائی کے پاس آئیں اور کہا۔

وقالت یا اخی وقبرة عینی لیت الموت اعدمنی الحیوٰة یا خلیفة الماصفین وثمال الباقین

اے میرے پیارے ماں جائے اے حسینؑ بھائی۔ یہ مصیبتیں اور پریشانیاں جو ہم کو روزانہ پیش آرہی ہیں کاش ہم کو موت آجاتی اور یہ حالت نہ دیکھتے اس طرح سفر میں آگے بڑھتے گئے اور دن بہ دن زیادہ سے زیادہ مصیبتیں آپ پر بڑھتی چلی گئیں۔ یہاں تک کہ کربلا پہنچ گئے اور سفر ختم ہوگیا اور آگے کے حالات سنیئے

(زینبؑ کبریٰ صفحہ ۲۲۷)

﴿۵۰﴾...حضرت اُمِّ کلثومؑ اور واقعہ کربلا

جب یہ قافلہ منزلیں طے کرتا ہوا، ۲ محرم ۶۱ھ یوم پنجشنبہ سرزمین کربلا پر پہنچا۔ علامہ شیخ شوستری رقمطراز ہیں کہ جب شہزادی اُمِ کلثومؑ نے اس زمین کو دیکھا تو بے چین ہوگئیں۔ بھائی حسینؑ سے کہا بھیا یہ زمین ہولناک کیوں ہے اس زمین کو دیکھ کر میرا دل پریشان ہو رہا ہے۔ بھائی نے بہن کی پریشانی دیکھی۔ اپنی صابرہ بہن سے مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ یہ وہ سرزمین ہے جو شہداء کے خون سے عاشور کے روز لالہ زار بن جائے گی اور اس کی پیشین گوئی بابا علیؑ نے مجھے اس وقت دی جب کہ آپ جنگ صفین کی طرف جا رہے تھے۔ جب ہمارا گزر اس سرزمین پر ہوا، تو بابا علیؑ پر نیند کا غلبہ ہوا اور آپ میری آغوش میں سر رکھ کر سو گئے بیدار ہونے پر میں نے دیکھا کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے جو ختم ہونے میں نہ آتے تھے۔ میں نے رونے کا سبب دریافت کیا تو آپ نے فرمایا بیٹا حسینؑ میں نے ابھی ابھی خواب دیکھا ہے کہ

Presented by Ziaraat.Com

یہ صحرا خون کا سمندر بن گیا ہے اور میر الختِ جگر اُس دریائے خون میں ہاتھ مارتا ہے اور کوئی اس کی فریاد کو نہیں پہنچا۔ پھر فرمایا بیٹا تیرا کیا حال ہوگا، میں نے عرض کی بابا جان میں صبر کروں گا۔ (ذکر العباس صفحہ ۱۴۱، المجالس المرضیہ صفحہ ۴۲)

بروایت منتخب جب مولائے دو جہاں امام حسینؑ کو علم ہوا کہ یہ مقام کربلا ہے آپ گھوڑے سے اُتر پڑے اور نہایت دردناک لہجہ میں آپ نے چند اشعار اس مضمون کے پڑھے اے دنیا وائے ہو تیرے اُوپر تو عجب بے وفا دوست ہے کہ انسان کو صبح و شام تجھ سے رنج پہنچتا ہے۔ اے دنیا تو نے کیسے کیسے حق پسند اور صداقت شعار لوگوں کو ہلاک کیا، لیکن پھر بھی تجھ کو قناعت نہ ہوئی اور برابر لوگوں کو ہلاک کیے چلی جارہی ہے۔ بے شک ہر زندہ کو یہ راہ درپیش ہے جو میرے سامنے آنے والی ہے بے شک ہر امر کی انتہا خدائے جلیل تک ہے ان اشعار کو سن کر جناب زینبؑ تڑپ اُٹھیں اور شہزادی اُمِ کلثومؑ نے عرض کی بھیا اگر آپ کو موت کا یقین ہوگیا ہے تو ہم کو ہمارے نانا کے روضے پر پہنچا دیجئے کیونکہ ہم سے آپ کا قتل ہونا نہ دیکھا جائے گا۔ آہ بھیا ہم بیکسوں کا آپ کے بعد کون ہوگا۔ حضرت نے فرمایا اے بہن اگر میرا اختیار ہوتا تو تم کو اس بلا میں کیوں پھنساتا، اے بہن صبر کرو اور جو مصیبت سر پر آئے اسے برداشت کرنا کہ پیشِ خدا صابروں کا بڑا اجر ہے۔ اے بہن مرضی خدا میں کسی کا زور نہیں۔ خدا کی مشیت یہی ہے کہ وہ اپنی راہ میں مجھے شہید دیکھے۔ انسان کے لئے صبر ہر حال میں بہتر ہے۔ (مصباح المجالس جلد اوّل صفحہ ۵۰)

آہ علیؑ کے لال نے قافلے کو قیام کا حکم دیا کربلا کے چٹیل میدان میں خیمے نصب کئے گئے۔ بیبیوں کو احترام کے ساتھ خیموں میں پہنچایا گیا اس وقت کربلا کا یہ منظر تھا کہ آفتاب پورے شباب پر چمک رہا تھا گرمی عروج پر تھی کربلا کی سرزمین تانبے کی

Presented by Ziaraat.Com

طرح تپ رہی تھی اس مقام پر جہاں طائروں کا گزر مشکل تھا۔ کربلا کے خطِ ارض پر علیؑ کا گلستان آباد ہے مگر چند دنوں کے لئے خزاں اس چمن کے قریب تر ہے اس چمن میں ننھی ننھی نوخیز کلیاں ہیں جو دھوپ کی تمازت سے کملا رہی ہیں۔ دو محرم سے مخالفین کی فوجیں آنی شروع ہو گئیں۔ دیکھتے ہی دیکھتے چند دنوں میں یہ میدان بھر گیا۔ حسینؑ پر سختیاں شروع کر دی گئیں اور ہفتم محرم کو فضا تاریک ہو رہی تھی۔ بیبیاں جو کبھی میدان جنگ میں نہ رہی تھیں جن پر کبھی ایسا وقت نہ آیا تھا آج کلمہ گویوں کے مجمع میں گھری ہیں۔

بندشِ آب کر دی گئی یہاں تک کہ نویں کا دن گزر چکا آفتاب ڈوب رہا تھا رات کی تاریکی کا آغاز ہوا۔ ہر طرف ہُو کا عالم تھا آسمان پر چاند نمودار تو ہوا لیکن اس کی روشنی تھرتھرا رہی تھی۔ یہ زہراؑ کے لال کی زندگی کی آخری رات تھی۔ جب امام حسینؑ کو یقین ہو گیا کہ موت اور زندگی میں ایک رات کا فاصلہ رہ گیا ہے۔ حضرت عباسؑ سے فرمایا جاؤ اگر تم کر سکو تو اُنہیں ایک رات کے لئے ہٹا دو تا کہ ہم عبادتِ خالق بجا لائیں۔ حضرت سید سجادؑ روایت کرتے ہیں عاشور کی رات میرے بابا نے چراغوں کو غل کر دینے کا حکم دیا۔ جب چراغ گل ہو گئے تو آپ نے فرمایا ایھا الناس یہ لوگ ہمارے قتل پر آمادہ ہیں۔ کل یہ لوگ ہم سے آمادہ پیکار ہوں گے اور ہمارے ساتھیوں کو بھی شہید کریں گے ہم اہلِ بیتؑ رسولؐ ہیں ہمارے نزدیک کسی کو دھوکہ دینا حرام ہے کل ہم میں سے کوئی بھی زندہ نہ بچے گا اس وقت پردۂ شب حائل ہے راستہ بھی صاف ہے جس کا جی چاہے یہاں سے چلا جائے اور جس نے ہمارا ساتھ دیا اور ہماری مدد کی فرمانِ آلِ محمدؐ مصطفیٰ کے مطابق اُس نے گویا تمام آلِ محمدؐ کی مدد کی۔ بابا نے سر جھکا لیا میں نے دیکھا کہ لوگوں کا مجمع منتشر ہو رہا ہے میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

Presented by Ziaraat.Com

میری پھوپھی اُمِ کلثومؑ نے مجھے روتے دیکھا پوچھا بیٹا کیا خبر ہے کیوں روتے ہو میں نے کل ماجرا بیان کیا سنتے ہی آپ چیخ مار کر رونے لگیں اور فریاد کی۔ و اجداہ وَ جدّد و لیاہُ و احیبناہُ وَ قِلّةَ ناسراہُ ہائے ان دشمنوں کے ہاتھ سے کیونکر خلاصی ممکن ہے کاش یہ لوگ بھائی کے عوض مجھے قتل کر دیتے اور میرے بھائی کو چھوڑ دیتے۔ مظلوم امام یہ آواز سن کر دامن سنبھالتے ہوئے خیمہ میں پہنچ گئے دریافت کیا بہن کیوں روتی ہو، جناب اُمِ کلثومؑ نے فرمایا بھیا ان دشمنوں سے حسب ونسب کو اور آپ کو جو نانا رسولؐ خدا بابا علیؑ مرتضیٰ سے قرابت ہے اس کو بیان کیجئے شاید یہ لوگ نہ جانتے ہوں فرمایا بہن ہم نے سب کچھ بیان کیا مگر کسی نے نہ سنا ان لوگوں کو سوائے میرے قتل کے کوئی فکر نہیں اب قریب ہے کہ تم لوگ مجھے خاک پر لوٹتا دیکھو گے۔

(لواعج الاحزان جلد ۲ صفحہ ۶۱۶)

﴿۵۱﴾...شبِ عاشور حضرت اُمِّ کلثومؑ کا اضطراب:

عاشور کی رات شہزادی اُمِ کلثومؑ کی طبیعت بے چین تھی ساتھیوں کی کمی، موت کا یقین، گھر کا اُجڑنا، مجبوریوں کا عالم، بھائی کی جدائی کا تصور، سید سجاد کی ناسازی مزاج راتوں کی جاگ پانی کی نایابی، بچوں کی بے تابی، امام حسینؑ کی تقریریں، دل ہی تو ہے نہ کہ سنگ وخست اسی بے چینی کے عالم میں عاشور کی صبح کی ابتداء ہوئی تو آسمان سے یہ آواز آئی خلیل اللہ ارکبی، اے سوارانِ خداوندی اپنے گھوڑوں کی زینیں لے لو اس آواز کو سن کر حضرت اُمِ کلثومؑ کمال پریشانی میں بھائی کے خیمے میں پہنچیں عرض کی بھیا یہ صدا جو ابھی آسمان سے آئی ہے آپ نے سنی ؟آپ نے فرمایا ہاں بہن میں نے سن لی ہے اور اے بہن اس سے عجیب تر یہ ہے کہ میں نے ایک خواب دیکھا کہ مجھ پر بہت سے کتے حملہ کر رہے ہیں اور ان میں سے بہت زیادہ ایک کتا مجھ پر حملہ آور ہوتا

Presented by Ziaraat.Com

ہے میں جانتا ہوں وہی مجھے ہلاک کرے گا۔ پھر اس کے دوران میں نے سرکارؐ دو عالم کو دیکھا کہ وہ فرماتے ہیں اے شہید آلِ محمدؐ تیرے استقبال کے لئے انبیاء مرسلین جمع ہیں آپ نے فرمایا اے بہن سب کو جمع کرلو کہ میں سب کو الوداع کرلوں۔

سب جمع ہوئے علیؑ کے لال نے ہر ایک کو رخصت آخیر کا پیغام دیا، تمام بیبیوں میں کہرام برپا تھا۔ اُمِ کلثومؑ نے عرض کی بھیا نانا کے بعد بابا اور باپ کے بعد بھائی حسنؑ اور آپ کی ہستی بھائی حسنؑ کے بعد سہارا تھا تو آپ کا وجود میرے لئے درد کی دوا رہا۔ بھیا اب مجھے کس کے سہارے پر چھوڑ کر جا رہے ہو تو یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ صبح ہوگئی۔ (ذکر العباس صفحہ ۲۰۹)

﴿۵۲﴾... حضرت زینبؑ اور حضرت اُمِ کلثومؑ شب عاشور:

اس شب کو امامِ عالی مقام نے اپنے دیگر اصحاب و احباب کے ہمراہ عبادت تسبیحات میں گزارا اور جنابِ زینبؑ اور جناب اُمِ کلثومؑ بھی خیمہ کے اندر ساری رات مصلیٰ عبادت پر مصروف رہیں جیسا کہ فاطمہ کبریٰ سے روایت ہے کہ پھوپھی اماں نے یہ ساری رات عبادت میں کھڑے ہوکر گزاری اور ہم میں سے ہر بی بی جاگتی رہی اور کسی کی آنکھ نہ لگی اور کسی کے آنسو نہ تھمے۔

بی بی کے متعلق اس شب کا اہم دوسرا واقعہ یہ ہے۔

اس شب کو بی بی بہت بے تاب تھیں چونکہ کافی لوگ امام کو چھوڑ کر چلے گئے تھے۔

رات کو امام ایک مرتبہ جناب زینبؑ کے خیمہ میں تشریف لے گئے تو بی بی نے تکیہ پیش کیا جب امام آرام سے بیٹھ گئے تو بی بی رونے لگی اور فرمایا۔

بھائی جان یہ بھی میں جانتی ہوں کہ آپ شہید ہو جائیں گے اور ان نازک دل مستورات کی ذمہ داری مجھ پر عائد ہو جائے گی اور لوگوں کو تو آپ جانتے ہیں کہ

Presented by Ziaraat.Com

قدیمی کینہ رکھنے والے ہیں اور یہ ایک عظیم مصیبت ہوگی ان ہاشمی جوانوں کا قتل ہونا میرے لئے سخت ناگوار ہے بھائی جان کیا آپ نے اپنے موجودہ اصحاب کی نیتوں کی آزمائش فرمالی ہے مجھ کو تو ڈر ہے کہ جنگ کے گھمسان میں آپ کو چھوڑ کر چلے نہ جائیں۔ امام نے فرمایا بہن فکر مت کرو میں نے ان کو خوب آزمالیا ہے یہ موت کے اس قدر مشتاق ہیں کہ شیر خوار بچہ ماں کے دودھ کا بھی اس قدر مشتاق نہیں ہوتا۔

کسی طرح یہ خبر امام کے جلیل القدر صحابی ہلال بن نافع کو ملی تو وہ رونے لگے اور کہا افسوس ہے کہ اب تک بتول کی شہزادی کو ہماری وفا پر اطمینان نہیں آتا۔ یہ صحابی وہ ہیں جن کے متعلق ابومخنف نے لکھا ہے کہ۔

اس کی پرورش جناب امیر نے فرمائی تھی بڑے چوٹی کے تیر انداز تھے اور اپنے تیر پر اپنا اور اپنے باپ کا نام لکھ دیا کرتے تھے۔ یہ فوراً اُٹھے اور حبیب بن مظاہر کو واقعہ کی اطلاع کی اور کہا زینبؑ الکبریٰ بہت ہی پریشان اور غمگین ہیں کسی نہ کسی طرح ان کو اپنی وفاداری کا یقین دلاؤ ورنہ علیؑ کی بیٹی کی حالت قابل افسوس ہے انہوں نے تمام اصحاب و انصار کو جمع کیا اور ان کے سامنے تقریر کی کہ تمہارے سردار کی بہن اور ان کے باقی اہلِ حرم بہت ہی پریشانی کے عالم میں رو رہے ہیں بتلاؤ تمہارا کیا ارادہ ہے۔ (ریاض القدس جلد ۱..... صفحہ ۲۸۱، زینبؑ الکبریٰ..... صفحہ ۶۲)

یہ سن کر سب نے عمامے اُتار کر زمین پر پھینک دیئے تلواریں سونت لیں اور کہا اے حبیب بن مظاہر قسم ہے اس پروردگار کی جس نے ہم کو یہاں آنے کی توفیق دی ہے ہم ان دشمنانِ آلِ رسولؐ کے سر قلم کر کے دم لیں گے اور رسولؐ اللہ کی اس وصیت کو ضائع نہ ہونے دیں گے جو حضور نے اپنے بچوں اور نواسیوں کے متعلق فرمائی تھیں اور انہوں نے کہا تم سب چلو اور خیام اہلِ حرم کے سامنے جمع ہو کر حضرت زینبؑ اور

Presented by Ziaraat.Com

اُمِّ کلثومؑ کو اپنی وفا کا یقین دلاؤ یہ سب لوگ خیام حرم کے سامنے جمع ہو گئے اور باآواز بلند کہا۔

اے رسولؐ کی شہزادیوں یہ تمہارے فرمانبردار نوجوانوں کی تلواریں بے نیام ہیں انہوں نے یہ عہد کر لیا ہے کہ ان کے لئے تمہارے دشمنوں کی گردنوں کو ہی نیام بنائیں گے یہ تمہارے غلاموں کے نیزے ہیں انہوں نے قسم کھائی ہے کہ تم کو حسینؑ سے جدا کرنے والوں کے سینوں میں گاڑ دیں گے امام حسینؑ نے فرمایا اے شہزادیو برقعہ پہن کر باہر نکلو تمام شہزادیاں نکلیں اور بڑی شدت سے گریہ وزاری کر رہی تھیں اور کہنے لگیں فاطمہؑ کی بیٹیوں کی حفاظت کرو ورنہ اگر ہم قیامت کے دن رسولؐ اللہ کے سامنے اپنے مصائب کی شکایت کریں گی تو اس وقت کیا جواب دو گے جب کہ رسولؐ اللہ ہم سے کہیں گے۔

کیا حبیب بن مظاہر اور ان کے اصحاب تمہاری مدد کے لئے حاضر نہیں تھے یہ سن کر تمام اصحاب حسین میں آہ و بکا کی وجہ سے کہرام ماتم برپا ہو گیا حتیٰ کہ گھوڑے بھی ہنہنانے لگے۔ (ریاض القدس جلد اوّل صفحہ ۳۰۶)

﴿۵۴﴾ ...عاشور کا دن اور حضرت اُمِّ کلثومؑ

اس میں شبہ نہیں کہ صبح عاشور اُداس تھی، گریبانِ سحر چاک تھا، اُبھرے ہوئے آفتاب کے چہرے پر زردی تھی۔ فضائے عالم لرزاں رنج وغم کی دنیا پر حکومت نماز گزار سر بہ سجود حسینی لشکر سر فروشی پر تیار اذان علی اکبر کے ساتھ سب نمازِ صبح میں مشغول ہو گئے، قربانیوں کا آغاز ہوا۔ خبر آئی تصویر پیغمبر خون میں نہا گئی، قاسم شہید ہو گئے، عباسؑ نے جان قربان کر دی، غرض خیموں میں کہرام برپا تھا۔ شہدا کی لاشیں آ رہی تھیں۔ ایک دوسرے کا پرسہ دیا جا رہا تھا عصر کا وقت آیا حسینؑ کا بھرا گھر برباد ہو گیا۔

Presented by Ziaraat.Com

اب زہراؑ کا لال تنہا رہ گیا ہے۔ حسینؑ رخصت آخر کے لئے خیمہ میں تشریف لائے۔ آواز دی یا سکمنة یا امِ کلثوم علیکن منی سلام یا سکینہؑ یا اُمِ کلثومؑ تم پر میرا اسلام آخر ہو۔ (ینابیع المودۃ صفحہ ۵۵۳)

آہ آنسو کے ساتھ جناب زینبؑ واُمِ کلثومؑ نے بھائی کو وداع کیا۔

شبیرؑ برآمد ہوئے یوں خیمے کے در سے
جس طرح نکلتا ہے جنازہ بھرے گھر سے

آہ عصر کے وقت زہراؑ کا چاند سیاہ بادلوں میں چھپ گیا، ہر طرف یہ صدائیں تھیں الا قتلل حسین بدشت کربلا اس آواز کے ساتھ زمین لرزی آفتاب کو گہن لگا، فرات کی موجیں تڑپیں، سیاہ آندھیاں گھبرا کے اُٹھیں، جب سرِ حسینؑ نوک نیزہ پر بلند ہوا تو آپ کی آنکھوں میں دنیا اندھیر ہو گئی آپ کا سہارا چھن گیا اور شہزادی چوّن سال کی عمر میں حسینؑ جیسے شفیق بھائی سے محروم ہو گئیں۔ اُمت جفا کار نے پرسہ اس طرح سے دیا خیموں میں آگ لگا دی۔ افسوس مسلمانوں کا امام مارا گیا۔ شریعت میں حکم ہے رات کو جنازے کے پاس چراغ جلاؤ، لیکن کربلا کے شہیدوں کو خیمے جلا جلا کر روشنی کی گئی۔ بیبیوں کے سروں سے چادریں چھین لیں۔ ایک بی بی دوسری بی بی کے پیچھے پناہ ڈھونڈتی تھی مگر پناہ کہیں نہ ملی کسی نے حضرت سکینہؑ کے کانوں کے گوشوارے اُتار لیئے۔ فاطمہ کبریٰ روایت کرتی ہیں میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ گھوڑے پر سوار ہے اور نیزہ کی نوک سے عورتوں کو زخمی کرتا ہے آخر اس نے سروں سے چادریں چھین لیں۔ ہاتھوں سے کنگن اُتار لئے۔ سب بیبیاں فریاد کر رہی تھیں آیا کوئی ہے جو اشقیا کو ہم سے دور کر دے۔ فاطمہ فرماتی ہیں کہ میں نظر پھرا کر اپنی پھوپھی اُمِ کلثومؑ کو تلاش کر رہی تھی وہ شقی میری طرف چلا میں بھاگی مگر اس نے میری

Presented by Ziaraat.Com

پشت پر نیزہ مارا اس نے میرے کانوں سے گوشوارے اُتار لئے۔ چادر چھین لی پھر بیہوش ہو کر میں گر پڑی۔ جب ہوش آیا تو دیکھا میری پھوپھی اُمِ کلثومؑ میرے سرہانے بیٹھی رو رہی تھیں اور فرماتی ہیں بیٹی اُٹھو چلیں دیکھیں اور لڑکیوں پر کیا گزری۔ تمہارے علیل بھائی کس حالت میں ہیں۔ میں اُٹھی اور کہا پھوپھی اماں کوئی کپڑا دیجئے سر کو چھپالوں۔ آپ نے فرمایا بیٹی تمہاری پھوپھی اُمِ کلثومؑ کا سر کھلا ہوا تھا اور ان کی پشت کوڑوں کی ضرب سے سیاہ تھی۔ (لواعج الاحزان جلد۲ صفحہ ۲۴۸)

﴿۵۴﴾... جنابِ زینبؑ و اُمِ کلثومؑ اور روزِ عاشور:

جب آفتابِ عالم تاب روز عاشور کی دہشت سے کانپتا ہوا بامِ فلک پر منزل گزیں ہوا اور دستِ قدرت نے گریبانِ افقِ آسمان کو ماتم شہدائے کربلا میں چاک کیا تو حق و باطل کی افواج جنگ پر آمادہ ہونے کے لئے مرتب ہونے لگیں تب امام حسینؑ نے اپنے جدِ امجد کا گھوڑا مرتجز منگوایا اور اس پر سوار ہوئے آپ کی فوج میں صرف بتیس سوار اور چالیس پا پیادہ تھے لشکر کے میمنہ کا سردار زُہیر بن قین کو مقرر فرمایا اور میسرہ کا حبیب بن مظاہر کو اور فوج کا علمبردار جناب عباسؑ کو مقرر کیا۔

(۱) البطل الاسدی حبیب بن مظاہر علامہ مظفری طبع نجف صفحہ ۶ (۲) معالی السبطین جلد اوّل صفحہ ۲۱۱ ثمرات الحیات جلد۲ صفحہ ۳۰۳ بحوالہ مفتاح الجنہ)

خیام کے اِرد گرد خندق کھودی جا چکی تھی اس کو آگے سے بھر دیا تھا تاکہ پیچھے سے خیام حرم رسولؐ پر حملہ نہ ہو سکے۔

علامہ مازندانی فرماتے ہیں کہ فوج اشقیاء کا پروگرام یہ تھا کہ امامِ حسینؑ اور آپ کے اصحاب پر اور خیام حرم پر دفعتۃً بیک وقت ہی اچانک حملہ کیا جائے اور جوانانِ بنی ہاشم کو شہید کر کے اہلِ حرم عصمت مآب کو اسیر کیا جائے اسی وجہ سے آپ نے خیام کی حفاظت کے لئے خندق میں آگ بھروادی۔

Presented by Ziaraat.Com

کس قدر ہولناک منظر تھا ادھر آگ کی تپش اُدھر آفتاب کی گرمی اور چلچلاتی ہوئی دھوپ اور کربلا کی جلتی ریت تھی جب معصوم بچوں پر پیاس کا غلبہ ہوتا تھا اور العطش العطش کی جگر خراش صدائیں بلند کر کے جنابِ زینبؑ کا دامن تھامتے تھے اور اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ بی بی نے بے بسی کے عالم میں کس طرح ان شہزادوں کو تسلی دی ہو گی۔

جب افواج صف بستہ ہو گئیں تو امام نے فوج اشقیاء کے سامنے خطبہ دیا جس میں اپنا تعارف کرایا اور اپنی نسبی فضیلت اور اپنے خاندانی فضائل بیان فرمائے پھر فرمایا۔

تم کس وجہ سے میرا قتل جائز قرار دے رہے ہو حالانکہ میرے والد علی مرتضیٰؑ ہی قیامت کے دن حوض کوثر کے محافظ اور لواء الحمد کے حامل ہوں گے انہوں نے کہا ہم سب کچھ جانتے ہیں مگر آپ کو اس وقت تک نہ چھوڑیں گے جب تک کہ آپ پیاس سے مر نہ جائیں۔

یہ جملہ حرم اہلِ بیتؑ کے لئے اس قدر دردناک ثابت ہوا کہ جنابِ زینبؑ کبریٰ اور حضرت اُمِّ کلثومؑ اور دیگر بیبیاں بلند آواز سے رونے لگیں جناب نے علی اکبرؑ اور عباسؑ کو بھیجا کہ جاؤ شہزادیوں کو خاموش کراؤ اور تسلی دو ورنہ وہ بہت ہی روئیں گی۔

علامہ حائری فرماتے ہیں کہ امام نے باقی جوانانِ بنی ہاشم کو چھوڑ کر علی اکبرؑ و عباس کو صرف اس وجہ سے بھیجا کہ مستورات کو ان دونوں جوانوں پر کامل بھروسہ تھا چونکہ علی اکبرؑ ہم شکل پیغمبر تھے اور عباسؑ ہم شکل علیؑ مرتضیٰ تھے ان کا وجود اہلِ حرم کے لئے باعثِ اطمینان قلب تھا ان کی تسلی کی وجہ سے حضرت زینبؑ اور حضرت اُمِّ کلثومؑ اور باقی مستورات چپ ہو گئیں مگر جب علی اکبرؑ گھوڑے سے گرے اور عباسؑ کے بازو قلم ہوئے تو اللہ جانے مستورات کو کس نے تسلی دی ہو گی اور کس طرح بیبیوں کو اطمینان ہوا ہو گا۔

(مقتل اللہوف علی قتلی الطفوف صفحہ ۷۳ طبع نجف معالی السبطین جلد ۲۔ صفحہ ۲۱۶)

Presented by Ziaraat.Com

متعدد روایات سے ثابت ہے کہ ظہر تک آپ کے اصحاب اور قوم اشقیاء میں تیر اندازی ہوتی رہی اور برابر یہ شیر دل جوان بڑھ چڑھ کر جہاد کرتے رہے حتیٰ کہ ظہر تک تمام اصحابِ حسینؑ راہیٔ جنّت ہو گئے۔ یہاں تک کہ امام کے اعزا کی شہادت کی باری آ گئی۔

﴿۵۵﴾... حضرات عونؑ و محمدؑ کی شہادت اور حضرت اُمِّ کلثومؑ:

دلگیر کہتے ہیں:۔

حضرت زینبؑ کے دونوں صاحبزادوں عونؑ و محمدؑ کی لاشیں جب درِ خیمہ پر آئیں اہلِ حرم میں کہرام مچ گیا۔ سب سے پہلے حضرت اُمّ کلثومؑ نے لاڈلے بھانجوں کی طرف ہاتھ پھیلا کر آغوش میں لے لیا۔ حضرت سکینہؑ نے بین کیے کہ میرے بھائیوں کے لباس خون سے لال کیوں ہیں۔ یہ خاموش سو رہے ہیں کیا یہ نیند سے بے حال ہو گئے ہیں۔ کیا ان دونوں کو دولھا بنایا گیا ہے۔ عونؑ و محمدؑ کا بیاہ ہوا ہے تو دُلھن دونوں کی کہاں ہے یہ کیسی برات ہے کہ دُلہنیں نہیں آئی ہیں۔ حضرت اُمّ کلثومؑ نے اپنی بڑی بہن حضرت زینبؑ کا شانہ ہلا کر کہا بہنا آپ کے راج دُلارے آئے ہیں ان کو دودھ بخش دو، حضرت زینبؑ نے زانو سے سر اُٹھایا اور امام حسینؑ سے فرمایا بھائی آپ میرے بچوں کی قربانی سے خوش ہوئے یا نہیں، زینبؑ کی کمائی راہِ خدا میں کام آئی، آپ زینبؑ سے رضا مند ہیں یا نہیں؟

حضرت اُمِّ کلثومؑ نے فرمایا دونوں بچوں کی لاشیں صفِ عزا پر لا کر رکھو، امام حسینؑ سے فرمایا کہ علی اکبرؑ اور قاسمؑ کو بھی بلا لیجیے اور عونؑ و محمدؑ کو علی اکبرؑ اور قاسمؑ پر صدقے کیجیے۔

حضرت زینبؑ اپنی جگہ سے اُٹھیں اور بہن اُمِّ کلثومؑ کو اپنے ساتھ لے کر لاشوں کے قریب آئیں۔ دونوں لاشوں کو بھتیجوں پر صدقے کیا اس وقت خیمے میں کہرام تھا، ماتم سے حشر کے آثار نمایاں تھے۔

Presented by Ziaraat.Com

کہتی تھی مرا عونؑ ہو اکبرؑ کے تصدُّق

چھوٹا پسر اس قاسمؑ مضطر کے تصدُّق

حضرت اُمّ کلثومؑ نے امام حسینؑ سے عرض کیا کہ بہن زینبؑ بیٹوں کے غم سے بے حال ہیں وہ آپ کے سامنے بیٹوں کی لاش پر بین نہیں کرنا چاہتی ہیں۔

امام حسینؑ خیمے کے در پر جا کر رُک گئے، اُس وقت حضرت زینبؑ نے دوڑ کر بیٹوں کی لاشوں کو سینے سے لپٹا لیا اور فرمایا کہ تمہارے شجاعت و بہادری کے زینبؑ صدقے جائے، دونوں بچوں کی بلائیں لے کر کہا کہ تم نے میری مراد پوری کر دی۔ پھر فرمایا کہ دونوں کے زخم بہت گہرے ہیں بتلاؤ کسی نے تمہاری پیاس بھی بجھائی یا نہیں، تم نے تو اپنے باپ کے لئے کوئی پیغام بھی نہیں دیا۔ عونؑ و محمدؑ زینبؑ جب مدینے جائے گی تمہارے باپ کو تمہاری جنگ کے کارنامے سنائے گی۔ میں نے تو تمہارے چہرے دیکھ لئے باپ نے تمہارے لاشے بھی نہ دیکھے۔ آؤ عونؑ و محمدؑ ماں کے کلیجے میں عجب آگ سی لگی ہے۔

اب میں تم کو کس دیس میں ڈھونڈوں اب میں نئے لباس کس کو پہناؤں گی۔ کس کمر میں ہتھیار سجاؤں گی، نجف کی گلیوں میں جا کر پکاروں گی یا حیدرِ صفدر مرے بچوں کو جلا دیجئے انھیں میرے سینے سے لگا دیجئے ارے دو تابوت کوئی بنا کر اس میں دونوں کو لِٹا دے، مجھے کوئی مدینے کا راستہ بتا دے میں یہ جنازے روضۂ رسولؐ پر لے جاؤں گی نانا کہوں گی ان کو زندہ کر دیجئے ورنہ یہیں ان کو دفن کر لیجئے تاکہ میں ان کی قبروں کی مجاوری کروں۔

قبروں پر جاروب کشی کرون گی، قبروں پر پانی چھڑکوں گی، اگر مجھ سے کوئی پوچھے گا تو کہوں گی

Presented by Ziaraat.Com

اے صاحبو حیدرؑ کے نواسوں کی ہیں قبریں
پانی جو چھڑکتی ہوں پیاسوں کی ہیں قبریں

خیمے میں حضرت زینبؑ یہ فریاد و آہ کرتی تھیں کہ حضرت اُمِّ کلثومؑ نے امام حسینؑ سے فرمایا لاشوں کو مقتل میں لے جا کر رکھ دیجئے بہن زینبؑ کی جان نہ چلی جائے۔

حضرت عباسؑ، حضرت علی اکبرؑ، حضرت قاسمؑ نے عونؑ و محمدؑ کے لاشے اُٹھائے اُس وقت حضرت زینبؑ نے فرمایا میرے بھائی عباسؑ یہ دونوں میرے سینے پر سوتے تھے اِن کو جنگل میں نہ لے جاؤ۔ خیمۂ اہلِ بیتؑ میں اس وقت کہرام مچ گیا۔ اب تو حضرت قاسمؑ رخصت کے لئے تیار ہو رہے تھے۔

میر ضمیرؔ کے غیر مطبوعہ مرثیے سے اقتباس:-

القصہ درِ خیمہ پہ لاشوں کو جو لائے　　تھا شور کہ زینبؑ کے پسر لاڈلے آئے
کلثومؑ نے ملنے کے لئے ہاتھ بڑھائے　　چلّائی سکینہؑ کہ یہ کیوں خوں میں نہائے
سوئے جو ہیں کیا نیند سے بے حال ہوئے ہیں
کیوں کپڑے مرے بھائیوں کے لال ہوئے ہیں

قاسمؑ کی طرح ان کا بھی کیا بیاہ ہوا ہے　　بھائی میرا ہر ایک یہ نوشاہ ہوا ہے
پر بیاہ یہ کیسا میرے اللہ ہوا ہے　　جس بیاہ کے اندر غمِ جانکاہ ہوا ہے
کبرا میرے قاسم کی دلہن سوختہ جاں ہے
دلہن کہو یہ عونؑ و محمدؑ کی کہاں ہے

کلثومؑ نے شانہ وہیں زینبؑ کا ہلایا　　کی عرض بہن دیکھ ہر ایک لاڈلا آیا
اب دودھ وہ بخشو انھیں جو تم نے پلایا　　تب خاک سے سر زینبِؑ مضطر نے اُٹھایا
شہ سے کہا بھائی کہو خورسند ہوئے تم
زینبؑ کی کمائی سے رضا مند ہوئے تم

Presented by Ziaraat.Com

کلثومؑ سے فرمایا کہ اِن لاشوں کو لاؤ حضرت سے کہا قاسمؑ و اکبرؑ کو بلاؤ
شہؑ نے کہا اس بات کا مطلب تو بتاؤ زینبؑ نے کہا اِس میں نہ اب دیر لگاؤ
جو دل میں تمنّا ہے وہ اِس آن کرو تم
اِن دونوں کو اُن دونوں پہ قربان کرو تم

یہ کہہ کے اُٹھی خاک سے زینبؑ جگر افگار کلثومؑ کو ہمراہ لیا پھر بہ دلِ زار
صدقے کیا لاشوں کو بھتیجے پہ کئی بار کہرام تھا ایک خیمے میں اور حشر کے آثار
کہتی تھی مرا عونؑ ہو اکبرؑ کے تصدّق
چھوٹا پسر اس قاسمِ مضطر کے تصدّق

غش ہوتے تھے اِس بین کو سن کے شہِ مظلوم پر آپ نہ روتی تھی ذرا زینبِؑ مغموم
شہؑ سے تب عرض لگی کرنے یہ کلثومؑ جیتی رہی زینبؑ یہ نہیں ہوتا ہے معلوم
رونے کی نہیں آپ سے شرمائے گی زینبؑ
گُھٹ گُھٹ کے اسی طرح سے مرجائے گی زینبؑ

باہر رُکے خیمے سے وہیں سیدِ ابرار آمادۂ گریہ ہوئی زینبؑ جگر افگار
زانو پہ لیے دوڑ کے سر دونوں کے یکبار فرمایا کہ میں تم سے یہ کہتی تھی بہ تکرار
کُھل جائیں گے جو ہر مجھے جس آن تمہارے
پھر دیکھیو خود ہوں گی میں قربان تمہارے

ایک ایک کی لی اُس نے بلائیں کئی باری اور بولی کہ بر آئیں مرادیں مری ساری
افسوس مرے لاڈلوں کے زخم ہیں کاری بتلاؤ بجھی یا نہ بجھی پیاس تمھاری
حسرت لیے بچپن میں جو تم مر گئے بیٹا
بابا کو وصیت بھی نہ کچھ کر گئے بیٹا

Presented by Ziaraat.Com

زینبؑ کا وطن میں جو کبھی ہو گا گزارا　　تو پوچھنے آوے گا تمھیں باپ تمھارا
اِس ماں کو اگر ہو گا بیاں کرنے کا یارا　　واللہ سُنا دے گی اُنھیں ماجرا سارا

دِیدار میسّر کیا مجھ کو تو خدا نے
بابا کو تو مُردے بھی نہ دِکھلائے قضا نے

ہے ہے مرے اَرمان بھروں کی اجل آئی　　ہے ہے مرے بِن بیاہوں کی تصویر مٹائی
ہے ہے مرے پیاسوں نے کوئی بوند نہ پائی　　دونوں کی جوانی بھی نہ قسمت نے دکھائی

اب چھاتی سے لگ جاؤ کہ اَرمان یہی ہے
اِس ماں کے کلیجے میں عَجب آگ لگی ہے

پیارو تمھیں اب ڈھونڈنے کس دیس میں جاؤں　　نہلاؤں کسے اور نئی پوشاک پنہاؤں
کس کی کمروں میں کہو ہتھیار لگاؤں　　گلیوں میں نجف کی یہی کہتی ہوئی جاؤں

یا حیدرِ صفدر مرے بچّوں کو جلا دو
چھاتی سے مری عونؑ و محمدؑ کو لگا دو

مجھ کو کوئی دو چھوٹے سے تابوت بنا دے　　تابوت میں اِن دونوں کے مُردوں کو لِٹا دے
رَستہ کوئی زینبؑ کو مدینے کا بتا دے　　شاید مرا نانا مرے بچّوں کو جِلا دے

ورنہ میں مدینے میں اِنھیں دفن کروں گی
میں عونؑ و محمدؑ کی مجاور ہو کے مروں گی

جا رُوب کروں گی سحر و شام مقرّر　　پانی بھی میں چھڑکوں گی ہمیشہ لَحدوں پر
اِس کام کا باعث کوئی پوچھے گا جو آ کر　　سر پیٹ کے چِلّائے گی تب زینبؑ مضطر

اے صاحبو حیدر کے نواسوں کی ہیں قبریں
پانی جو چھڑکتی ہوں پیاسوں کی ہیں قبریں

Presented by Ziaraat.Com

شہ سے کہا کلثومؑ نے سنتے ہو برادر خیمے میں بیاں کرتی تھی یاں زینبؑ مضطر
ان لاشوں کو مقتل میں جو پہنچاؤ تو بہتر ہو جائے گی آخر کو تلف اُن کی یہ خواہر

شہؑ سے بولی کہ کرو وہ جو سزاوار ہو بھائی
تم میرے بھی زینبؑ کے بھی مختار ہو بھائی

عباسؑ گئے خیمے میں با نالۂ جانکاہ القصہ لیے قاسمؑ و اکبرؑ کو جو ہمراہ
لے جاؤ گے اب ان کو کہاں ابنِ یداللہ لاشوں کو اُٹھایا تو یہ زینبؑ نے کہا آہ

سوئے مری چھاتی پہ یہ دو ماہ جبیں ہیں
جنگل میں سزاوار یہ رہنے کے نہیں ہیں

تب قاسمؑ و اکبر نے بہت اشک بہائے عباسؑ کو زینبؑ نے جو یہ بین سُنائے
رخصت کے لیے قاسمؑ نوشاہ تب آئے لاشے وہ غرض لا کے جو مقتل میں لِٹائے

خاموش ضمیر اب کسے یارائے بُکا ہو
یہ مرثیہ مقبول امامِ دوسرا ہو

﴿۵۶﴾... حضرت عباسؑ اور حضرت اُمِ کلثومؑ

لیکن جناب عباسؑ کو خاص طور پر اہلِ حرم اور خصوصاً حضرت زینبؑ اور حضرت اُمّ کلثومؑ کے خیموں اور بچوں کی حفاظت پر مامور کیا گیا اور آپ گھوڑے پر سوار ہو کر تلوار اور نیزہ سے مسلح ہو کر خیام کا پہرہ دیتے رہے چونکہ یہ آخری رات تھی آپ چاہتے تھے کہ اپنی وفا کا حق مکمل کریں اور ہاشمی شہزادیوں کے دلوں سے خوف اور دہشت دور کریں تا کہ وہ آپ کی زندگی میں آخری سکون اور آرام حاصل کر سکیں جب کہ ان کو دشمنوں کی فوجیں گھیرے ہوئے تھیں۔

Presented by Ziaraat.Com

جب تک عباسؑ زندہ تھے شہزادیاں بڑے چین سے سوتی تھیں مگر دشمنوں کوخوف کی وجہ سے نیند نہیں آتی تھی آخر جب عباسؑ شہید ہو گئے تو شہزادیوں کی نیند اُڑ گئی اور دشمنوں کو آرام کی نیند آنے لگی۔ گویا کہ زینبؑ الکبریٰ اور اُمِّ کلثومؑ دونوں بہنیں عباسؑ کو یاد کر کے فرماتی تھیں۔

الیوم نامت اعین بك لم تنم۔ و تشهدت اخری فعز منا مها

جناب عباسؑ کی شہادت کے بعد اہلِ حرم کی حفاظت اور تمام ذمہ داریاں جناب زینبؑ الکبریٰ کے سر پر آ گئیں اور جناب عباسؑ کی شہادت کا اثر جناب زینبؑ الکبریٰ پر اس قدر زیادہ ہوا تو بی بی نے ہر مشکل مقام پر عباسؑ کو یاد کیا حتیٰ کہ واقعہ کربلا کے بعد بھی عباسؑ کو یاد فرمایا کرتی تھیں۔ علامہ نقدی لکھتے ہیں کہ مدینہ واپس آنے کے بعد ہر عید کے روز جناب زینبؑ اُمّ البنینؑ کے گھر جا کر ان کو جناب عباسؑ کا پرسہ دیا کرتی تھیں۔ (معالی السبطین ..... جلد۲ ..صفحہ ۲۷۰)، (زینبؑ الکبریٰ صفحہ ۱۱۱)

﴿۵۷﴾ ... حضرت اُمِّ کلثومؑ اور شہادتِ علی اصغرؑ:

جناب علی اصغرؑ کی والدہ گرامی جناب رباب بنت امراء القیس کلبیہ ہیں جن کے متعلق ہشام بن سائب کلبی کا قول ہے۔

كانت الرباب من خيار النساء وافضلهن

جناب رباب جلیل القدر اور افضل مخدرات میں شمار ہوتی ہیں ان کے والد امراء القیس بن عدی عرب کے جلیل القدر اور اشراف گھرانے کے فرد تھے جناب رباب اور سکینہؑ سے امام حسینؑ کو بہت الفت تھی جب شہزادی اپنے والد اور بھائیوں اور باقی اعزا سے ملنے کے لئے جاتی تھیں تو جناب سکینہؑ کو ساتھ لے جاتی تھیں پس ان شہزادیوں کے فراق کے باعث امام مظلومؑ فرمایا کرتے تھے۔

Presented by Ziaraat.Com

لعمرك اننی لاحب داراً تکون بها سکینة والرباب

تیری زندگی کی قسم مجھ کو وہ گھر بے حد پسند ہے جہاں پر سکینہؑ اور جناب رباب رہتی ہوں، شہزادہ علی اصغرؑ کی عمر کربلا میں باتفاق مورخین ۶ ماہ تھی آقائے دربندی نے ۶ ماہ آٹھ روز لکھی ہے۔ بعض افاضل لکھنؤ کی تحقیق کے مطابق ان کی ولادت بروز چہارشنبہ ۱۰ رجب المرجب ۶۰ھ میں مدینہ میں ہوئی علامہ دربندی شہزادہ کے متعلق لکھتے ہیں۔

اخذ میراثاً من جدہ امیرالمومنین وھو قطع القماط لماسمع اغاثة ابیه قطع القماط والقیٰ نفسنه وبکیٰ وضبح مشیراً الی اجابته دعوة ابیه

اس شہزادہ نے اپنے جدامجد سے قماط پھاڑنے کی میراث حاصل کی جب امام حسینؑ نے صدائے استغاثہ بلند فرمائی تو اس نے قماط (وہ کپڑا جسے بچے کو گہوارہ میں لپیٹ کر باندھا جاتا ہے) پھاڑ کر اپنے آپ کو گہوارہ سے زمین پر گرادیا اور رویا اور چلایا گویا اپنی بے زبانی کے ذریعہ امام کے استغاثہ پر لبیک کہہ رہا تھا۔

فاضل محدث محمد رضا استرآبادی اپنی مقتل میں لکھتے ہیں جب خیام میں آہ وزاری کی صدائیں بلند ہوئیں تو امام مظلومؑ خیام میں تشریف لائے اور رونے کا سبب دریافت کیا۔

فاخبرته زینبؑ بما صنع الطفل بعد استغاثة واستصاره من انه قطع القماط والقی بنفسه

پس جناب زینبؑ نے امام کو بتلایا کہ جب آپ نے صدائے استغاثہ بلند فرمائی تو بچے نے قماط پھاڑ کر اپنے آپ کو گہوارہ سے گرادیا۔ ابومخنف نے روایت کی ہے کہ علی اکبرؑ کی شہادت کے بعد امام نے جناب اُمِّ کلثومؑ سے فرمایا اے بہن میں تم کو اس شیرخوار بچہ کے حق میں وصیت کرتا ہوں پس بی بی نے فرمایا۔

Presented by Ziaraat.Com

یا اخی ان ھذا الطفل له ثلاثة ایام ما شرب الماء فاطلب له شربة من الماء

اے برادر جان تین روز سے اس بچے کو پانی نہیں ملا ان کے لئے پانی طلب کر لیجئے

بعض روایات میں اس طرح وارد ہے کہ بی بی نے فرمایا:۔

ھو منذ ثلاثة ایام لم ھذق قطرة من الماء وجف لبن امه من الظلماء

اے برادر جان تین روز سے اس بچے کو پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں ملا اور پیاس کی شدت سے اس کی ماں کا دودھ خشک ہوگیا ہے۔

(اسرار الشہادۃ صفحہ ۳۴۷، ریاض القدس جلد ۲ صفحہ ۱۰۲)

علامہ حسن یزدی نے معالی السبطین جلد اول صفحہ ۲۵۹ نفائس الاخبار صفحہ ۲۷۵ منتخب طریحی، نہر المصائب جلد سوم صفحہ ۴۳۹۔

مہیج الاحزان میں لکھا ہے کہ امامِ مظلومؑ بچے کو لے کر معرکہ کارزار میں تشریف لائے اور فرمایا۔

یا قوم قتلتم اخی واولادی و انصاری وما بقی غیر ھذا الطفل فاسقوه شربة من الماء لقد جف اللبن فی ثدی امه

اے قوم تم نے میرے بھائی اور میری اولاد اور میرے انصار کو قتل کر دیا اب صرف یہی شیر خوار بچہ رہ گیا ہے اس کو ایک گھونٹ پانی پلا دو اس کی ماں کا دودھ خشک ہو گیا ہے بعض روایات میں اس طرح ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ یہ بچہ شدت تشنگی کی وجہ سے پیچ و تاب کھا رہا ہے اس کا کوئی گناہ نہیں ہے پس حرملہ نے ایک تیر پھینکا جو بچے کے گلوئے مبارک کو چھیدتا ہوا پار نکل گیا حمید کا بیان ہے کہ میں نے دیکھا کہ خیام سے ایک عورت نکلی جس کے حیاء سے آفتاب پردہ بہ رُخ ہوگیا اور اپنے دامن کو کھینچتی ہوئی آئی

Presented by Ziaraat.Com

اور بچہ پر گر پڑی اور

وا ولداہ واقتیلاہ

کی فریاد کر رہی تھی اس کے پیچھے چند کم سن بچیاں خیام سے اس طرح دوڑیں جس طرح ہار کے موتی بکھر گئے ہوں پس امام نے نہایت ہی شفقت سے اس عورت کو خیمہ پہنچا دیا میں نے کسی سے پوچھا یہ کون تھیں۔

مجھے بتلایا گیا کہ یہ اُمِّ کلثومؑ تھیں اور ان کے پیچھے رقیہ سکینہؑ اور فاطمہؑ امام حسینؑ کی بیٹیاں تھیں۔

ثم رجع بالطفل مذبوحاً دمه یجری علیٰ صدره فالقاه فی الخیمة

پھر امام بچے کو لے کر خیام کی طرف گئے جب آپ کا سینہ بچے کے خون سے سرخ ہو گیا تھا اور آپ نے جا کر خیمہ میں بچہ کو رکھ دیا۔ جناب سکینہؑ نے بابا کو آتے دیکھا تو فرمایا۔

یا ابته لعلك سقیت اخی الماء

بابا شاید آپ میرے بھائی کو پانی پلا کر لائے ہیں امام نے فرمایا:-

بنیة هاك اخاك مذبوحاً بسهم الاعداء

اے بیٹی لو اپنے بھائی کو اُٹھا لو یہ دشمنوں کے تیر سے ذبح ہو کر آئے ہیں۔

فاضل یزدی نے انوار الشہادۃ میں لکھا ہے کہ پھر امام نے ذوالفقار سے قبر کھودی اور بچے کو دفن کر دیا قبر کھودنے کے وقت تلوار سے گریہ کی آواز سنائی دی آپ نے گریہ کا سبب پوچھا تو آواز آئی۔

یابن رسول اللّٰہ

ایک روز حیدرِ کرار جنگ سے مظفر و منصور ہو کر گھر تشریف لائے اور جناب سیدہؑ نے مجھے خون آلودہ دیکھ کر رونا شروع کر دیا اور فرمایا اے ذوالفقار عاشور کے دن میرے حسینؑ کی

www.ziaraat.com Sabeel-e-Sakina

Presented by Ziaraat.Com

نصرت میں کمی نہ کرنا آقا مجھے کیا معلوم تھا کہ آپ مجھ سے معصوم شہزادہ کی قبر کھودیں گے میں فاطمہ زہراؑ کو کیا منہ دکھاؤں گی یہ سن کر امام علیہ السلام نے رونا شروع کر دیا۔

جب شہزادہ علی اصغرؑ دفن ہو چکے تو حمید بن مسلم کہتا ہے کہ میں نے دیکھا کہ خیمہ سے جناب رباب نکلیں اور اس اضطراب اور بے تابی کے عالم میں برآمد ہوئیں کہ چادر کا ایک گوشہ سر پر تھا اور دوسرا زمین پر لگ رہا تھا جہاں کوئی جگہ بلند دیکھتیں تھیں تو علی اصغرؑ کی قبر سمجھ کر اپنے آپ کو اس پر گرا دیتی تھیں اس طرح تقریباً ستر مرتبہ بی بی گریں اور اُٹھیں اور وہ دل خراش بین کئے اور سننے والوں کے دل پاش پاش ہو گئے۔

اتنے میں امام حسینؑ تشریف لائے تو ان پر چادر ڈال کر نامحرموں کی نگاہوں سے بچا کر خیام کی طرف لے گئے۔ (ریاض الشہدا ۱... صفحہ ۲۹۹، مقتل ابی مخنف، کبریتِ احمر، نفائس الاخبار، معالی السبطین، الطراز المذہب)

﴿۵۸﴾... مرثیہ خوانیٔ اُمِ کلثومؑ لاشِ علی اصغرؑ پر:

ضمیر اختر نقوی کی کتاب ''شہزادہ علی اصغرؑ'' سے اقتباس:۔

شعبی کا کہنا ہے کہ جیسے ہی علی اصغرؑ کو تیر لگا تو خیمے میں سے مستورات باہر آ گئیں اور حضرت اُمِ کلثومؑ نے بچے کو گود سے لگا لیا اور کہنے لگیں کہ اے اللہ تعالیٰ اے محمدؐ، اے علی مرتضیٰؑ ہماری خبر لو۔ اس معصوم بچے کو ان ظالموں نے خون میں نہلا دیا۔

(۱۔ الوقایع والحوادث، ج ۳، ص ۹۴، کتاب شہزادہ علی اصغر... ضمیر اختر نقوی... صفحہ ۲۱۲)

﴿۵۹﴾... امام حسینؑ نے میت بہن اُمِ کلثومؑ کی طرف بڑھا دی:

ضمیر اختر نقوی کی کتاب ''شہزادہ علی اصغرؑ'' سے اقتباس:۔

اجمالی روایت میں ہے کہ حضرت نے بہن سے فرمایا اس کو سنبھال لیجئے۔

(ارشاد شیخ مفید، لہوف ابنِ طاؤس)

Presented by Ziaraat.Com

تفصیلی روایت میں ہے:-

مقتل سے طفل مذبوح کو یوں لے کر پلٹے کہ بچہ کا خون سینۂ حسینؑ پر جاری تھا۔

(مقتل ابو مخنف)

میّت کو مقتل سے لا کر اُمّ کلثومؑ کے حوالے کر دیا (مقتل ابو مخنف)

حمید ابنِ مسلم کہتا ہے:-

''میں ابنِ زیاد کے لشکر میں تھا۔ حسینؑ کے ہاتھوں پر جو بچہ شہید ہوا میں اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ ناگاہ میں نے دیکھا کہ خیمے سے ایک بی بی برآمد ہوئیں۔ کبھی اُٹھتی تھیں اور کبھی بیٹھتی تھیں اور کہتی جاتی تھیں۔ **وا ولداہ وا قتیلاہ وا مھجۃ قلباہ** (ہائے بیٹا ہائے مقتول ہائے جان و دل) حتیٰ کہ اس بچہ کے قریب آ کر انھوں نے اپنے کو اس پر گرا دیا اور چند بچیّاں بھی خیمہ سے نکل پڑیں۔ ''دوڑیں اور اپنے کو شہید بچے کی میّت پر گرا دیا''۔ ''حسینؑ قوم سے ہمکلام تھے''۔ جب حضرت نے یہ حال دیکھا اس بی بی کی طرف گئے اور اس کو امر با صبر فرمایا اور نہایت نرمی اور ملاطفت سے دلا سا دے کر خیمے میں لوٹا دیا۔ معلوم ہوا یہ کلثومؑ اور یہ بچیاں فاطمہؑ و سکینہؑ و رُقیہؑ تھیں۔

(ترجمہ عبارت مہیج الاحزان صفحہ ۲۱۶)

(کتاب شہزادہ علی اصغر... ضمیر اختر نقوی... صفحہ ۷۵۶،۷۵۷)

﴿۶۰﴾... شہادتِ بے شیر پر بے تابی میں سیدانیوں کا گھر سے باہر نکل پڑنا

ضمیر اختر نقوی کی کتاب ''شہزادہ علی اصغرؑ'' سے اقتباس:-

راوی کہتا ہے کہ اس وقت میں نے دیکھا کہ دفعتہً ایک معظّمہ اور تین لڑکیاں خیمہ سے پیٹتی ہوئی مقتل میں آ ئیں۔ اُمِّ کلثومؑ، سکینہؑ اور فاطمہؑ اور رقیہؑ جس طرح زینبؑ کو علی

Presented by Ziaraat.Com

اکبرؑ سے محبت تھی اسی طرح اُم کلثومؑ کو علی اصغرؑ سے محبت تھی۔

''مجالس الشیعہ'' صفحہ ۲۹ اور ''مہیج الاحزان'' صفحہ ۲۱۶ پر بھی اُم کلثومؑ۔ فاطمہؑ، سکینہؑ اور رقیہؑ کا خیمہ سے بعد شہادت علی اصغر علیہ السلام نکلنا مذکور ہے

(بہ روایت حمید بن مسلم)

اکسیر العبادات میں حمید بن مسلم سے منقول ہے وہ کہتا ہے کہ:-

''میں لشکرِ ابنِ زیاد میں بروزِ عاشورہ موجود تھا پس دیکھا میں نے طرف اس بچے کے جو امام حسینؑ کے ہاتھ پر شہید ہوا تھا۔ ناگاہ ایک معظمہ خیمہ سے باہر نکل آئیں۔ ان کے پاؤں گوشۂ چادر میں الجھتے جاتے تھے اور وہ معظمہ کبھی گر پڑتی ہیں اور کبھی اُٹھ بیٹھتی ہیں۔ کہتی تھیں، ''اے فرزند، اے مقتول ظلم وستم، ہائے اے راحتِ دل میرے''

پس معظمہ کے بین پر بنی امیہ بھی باوجود سنگدلی کے رونے لگے۔ یہاں تک کہ وہ مخدومہ اس طفل مذبوح تک گئیں اور گر پڑیں اور دیر تک نوحہ و زاری میں مصروف رہیں۔ پس ان معظمہ کے پیچھے چند صاحبزادیاں باہر نکلیں اور امام حسینؑ اس وقت اہلِ کوفہ وشام کو وعظ و نصیحت فرمارہے تھے''۔ (نہر المصائب حصہ ۳۔ ابومخنف)

﴿۶۱﴾ ... حضرت اُمِّ کلثومؑ خیمے میں لاشِ اصغرؑ لائیں:

مذبوح بچہ کو لے کر حسینؑ درِ خیمہ تک واپس ہوئے خون حسینؑ کے سینے پر بہہ رہا تھا۔ بچے کو اُمِّ کلثومؑ کے حوالہ فرمایا۔ انھوں نے خیمہ میں لا کر رکھ دیا۔

فرمایا بہن یہ بچہ حرملہ کے ہاتھوں سے سیراب ہو گیا۔

(مقتل ابی مخنف، ریاض المصائب صفحہ ۳۲۵۔ سوانح شاہزادہ علی اصغرؑ صفحہ ۸۱)

لاش اُم کلثومؑ کے حوالے فرمادی۔

ترجمہ نور العین فی مشہد الحسینؑ اسفرائنی میں ہے:-

Presented by Ziaraat.Com

''پس حضرت خیمہ میں آئے اور اپنی بہن اُمّ کلثومؑ کو وہ لاش حوالہ کی۔ انھوں نے اپنے سینے سے لگا لیا اور سب بی بیاں ایسی روتی تھیں کہ ان کے رونے سے فرشتے روتے تھے اور وہ یہ بین کرتی تھیں۔

ہائے افسوس پیاسے بچے پر جس کی دودھ بڑھائی سے پہلے ہی تیر سے دودھ بڑھائی ہوگئی۔

وہ بچہ تھا سسک کر رہ گیا ہائے مسلسل یہ افسوس سال بہ سال رہے گا۔

اشقیا نے اس کے والدین کے دل بھون دیئے۔ اس کو خواری انتقام کے ساتھ تیر مار کر ہلاک کیا جیسے اس سے کوئی بدلہ چکائے۔

پس اللہ حکم کرے گا ہمارے ان کے درمیان حشر میں جہاں سب مقدمات کا فیصلہ ہوگا (مقتل اسفرائنی..... صفحہ ۵۷)، (کتاب شہزادہ علی اصغر...ضمیر اختر نقوی.... صفحہ ۶۱ ۷ تا ۶۳ ۷)

﴿۶۲﴾ ... حضرت زینبؑ اور حضرت اُمِّ کلثومؑ پر حسینؑ کا آخری سلام اور آخری الوداع:

جب امام حسینؑ کے تمام انصار و احباب جامِ شہادت نوش فرما چکے اور آپ تن و تنہا رہ گئے تو آپ نے ایک مرتبہ داہنی طرف دیکھا اور ایک مرتبہ بائیں طرف دیکھا جب کوئی مدد گار نظر نہ آیا تو رونے لگے اور آسمان کی طرف منہ کر کے فرمایا۔

اے پروردگار تو دیکھ رہا ہے کہ تیرے نبیؐ کی امت نبیؐ کے نواسے سے کیا سلوک کر رہی ہے پھر آپ نے صدائے استغاثہ بلند کی۔

هل من ذاب يذب عن حرم رسولؐ الله هل من موحد يخاف الله فينا هل من معين يرجو من عندالله ما في اغاثتنا

Presented by Ziaraat.Com

ہے کوئی ہے جو حرم رسولؐ کی حفاظت کرے۔ ہے کوئی توحید کا ماننے والا تو ہمارے متعلق اللہ کا خوف کرے ہے کوئی مدد کرنے والا جو ہماری مدد کرنے میں اللہ کے اجر کی امید کرتا ہو۔ پس خیام سے مستورات کی آہ وبکا کی آوازیں بلند ہوئیں منتخب طریحی میں منقول ہے کہ امام پھر خیام کی طرف روانہ ہوئے اور خیام کے قریب آ کر فرمایا۔

یا سکینة یا فاطمة یا زینب یا اُمِّ کلثومؑ علیکن منی السلام

اے سکینہؑ اے فاطمہ کبریٰ اے زینبؑ اے اُمِّ کلثومؑ میرا آخری سلام ہو پس سکینہؑ نے فرمایا۔

یا ابیه استلمت للموت (معالی السبطین صفحہ ۱۱ جلد ۲)

بابا کیا موت کے لیئے آمادہ ہو گئے ہو امام نے فرمایا جس کا کوئی مددگار نہ ہو وہ موت پر آمادہ نہ ہو تو کیا کرے سکینہؑ نے رو کر کہا۔

ردنا الی حرم جدنا

بابا پھر ہم کو نانا کے مدینہ پہنچاتے جایئے۔

فضتمها الحسین الی صدره و قبلها و مسح رموعها بکمه

امام نے بچی کو سینے سے لگایا اور اس کو چوما اور اپنی آستین سے بچی کے آنسو پونچھے اور فرمایا بیٹی اب وطن جانا ناممکن ہے جناب زینبؑ نے ارشاد فرمایا۔

یا اخی ایقنت بالقتل

اے برادر جان کیا تم کو اپنی شہادت کا یقین ہو گیا ہے امام نے فرمایا جس کا کوئی مددگار نہ ہو وہ کیا کرے پس بی بی نے فرمایا کہ ہم کو مدینے پہنچا دیجئے آپ نے فرمایا اے بی بی گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ میرے بعد تم کو اسیر کر کے سخت تکلیفیں دی جائیں گی پس بی بی رونے لگیں اور امام نے فرمایا۔

www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina

Presented by Ziaraat.Com

مهلاً يا بنت المرتضىٰ ان البكاء طويل

اے مرتضٰی کی بیٹی صبر کر رونے کا مقام تو بہت طویل ہے (نفائس الاخبار صفحہ ۲۷۸)

﴿۶۳﴾ ...اس وقت حسینؑ کو عباسؑ یاد آ گئے:

ضمیر اختر نقوی کی کتاب ''شہزادہ علی اصغرؑ'' سے اقتباس:۔

میرا بھائی (عباسؑ) تو جامِ شہادت پی کے چلا اور اپنے خون میں یکہ وتنہا رہ کر آغشتہ ہو چکا سپاٹ جنگل کے بیچوں بیچ اکیلا دور جا پڑا۔

خدایا تو تو جدا نہیں ہوتا سب کچھ نگراں ہے۔ (ینابیع المودہ صفحہ ۳۴۶)

امام سخت رو رہے تھے اور یہ اشعار پڑھ رہے تھے۔ يارب لا تتركني وحيدا

(الابیات، ینابیع المودۃ)

پھر اُمّ کلثومؑ و زینبؑ و سکینہؑ و رقیہؑ و صفیہؑ کو آواز دے کر فرمایا۔

عليكن مني السلام فهذا آخر الاجتماع۔ پس اب یہ آخری ملاقات تھی۔ تمہارے رونے کا وقت قریب آ گیا ہے۔

اُمّ کلثوم نے چیخ کر کہا۔ ''بھیا کیا آپ نے اپنے کو موت کے سپرد فرما دیا''۔

فرمایا۔ ''جس کا کوئی ناصر و مددگار نہ ہو کیوں نہ موت کے حوالے اپنے کو کر دے''۔

اُمِّ کلثوم نے عرض کیا بھیا۔ ردنا الى حرم جدنا۔ ہم کو ہمارے نانا کے روضہ پر پہنچا دیجئے''۔ کہا ''بہن یہ تو بہت بعید امر ہو گیا۔ بوترك القطا لنام'' قطا اگر سونے کی مہلت پاتا تو سو رہتا''۔

سکینہؑ بھی رونے لگیں ان کو سینے سے لپٹا لیا۔

(کتاب شہزادہ علی اصغرؑ...ضمیر اختر نقوی...صفحہ ۲۰۷)

Presented by Ziaraat.Com

(۶۴)... حضرت سیّد سجادؑ کا عزم جہاد اور حضرت اُمِّ کلثومؑ:

علامہ دربندی اور علامہ مہدی حائری لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ جناب سجادؑ نے استغاثہ سنا تو بے اختیار لبیک لبیک کہتے ہوئے خیام سے نکل پڑے جناب اُمِّ کلثومؑ نے فرمایا بیٹا سجادؑ واپس آجاؤ سجادؑ نے فرمایا۔

پھوپھی اماں مجھ کو نہ روکیں میں جا کر فرزند رسولؐ کے سامنے جہاد کرتا ہوں ادھر سے امام حسینؑ نے دیکھا تو فرمایا اے کلثومؑ ان کو تھام لو تاکہ زمین حجتِ خدا سے خالی نہ ہو جائے اور نسلِ رسولؐ منقطع نہ ہو جائے پھر امام خود تیزی سے دوڑے اور سجادؑ کو سہارا دے کر خیمہ میں لے آئے اور فرمایا بیٹا کیا کرنا چاہتے ہو سجاد نے فرمایا بابا آپ کے استغاثے نے میرے دل کی رگ کاٹ دی اور مجھ میں ہیجان پیدا کر دیا ہے اجازت دے دیں تاکہ میں اپنی جان قربان کر دوں۔

(ثمرات الحیات، معالی السبطین، الطراز المذہب، الدمعۃ الساکبہ، بحر المصائب، مفتاح البکاء، مصائب المعصومین، ریاض القدس، مرقاۃ الایقان)

امام نے فرمایا:-

بیٹا تم بیمار ہو تم پر جہاد فرض نہیں ہے تم ہی میرے شیعوں پر حجت خدا اور امام ہو تم ابوالائمہ ہو اور یتیموں کے ذمہ دار ہو اور تم میرے اہلِ حرم کو مدینے پہنچاؤ گے اس کے بعد فرمایا:-

سجاد میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہارے ہاتھوں میں زنجیریں ہوں گی اور تمہارے پاؤں میں بیڑیاں ہوں گی بیمارِ کربلا نے عرض کی۔

بابا کیا آپ شہید ہوتے رہیں گے اور میں زندہ رہ کر آپ کو ذبح ہوتے ہوئے دیکھتا رہوں گا پس میری روح آپ پر قربان ہو جائے امام نے فرمایا سجادؑ تم میرے

Presented by Ziaraat.Com

نائب اور میرے جد کے علوم کے محافظ ہو پھر آپ سجادؑ سے بغل گیر ہوئے اور بہت ہی گریہ فرمایا۔ (معالی السبطین، نفائس الاخبار، ثمرات الحیات)

مرزا قاسم علی کربلائی المشہدی ''نزہت المصائب'' جلد اوّل میں لکھتے ہیں:۔

امام زین العابدینؑ کے حال میں لکھا ہے کہ وہ جناب روزِ عاشور اور قبل اُس کے بھی شدتِ مرض میں مبتلا بستر بیماری پر لیٹے ہوئے بے حال تھے یہاں تک کہ طاقت نشست و برخاست کی نہ تھی باوجود اس کے جب آوازِ استغاثہ اپنے پدرِ بزرگوار کی سُنی تو آمادہ نصرت ہوئے چنانچہ بحارالانوار وغیرہ میں منقول ہے

ثُمَّ الْتَفَتَ الْحُسَیْنُ عَلَیْهِ السَّلَامُ عَنْ یَمِیْنِهٖ فَلَمْ یَرَا اَحَداً مِنَ الرِّجَالِ وَالْتَفَتَ عَنْ یَسَارِهٖ فَلَمْ یَرَ اَحَداً

بعدِ شہادت اپنے اصحاب واقربا کے امام حسینؑ نے اپنے داہنے بائیں دیکھا اور کسی کو اپنے مددگاروں سے نہ پایا اُس وقت اپنی تنہائی پر تاسف ہوئے اور استغاثہ کیا

فَخَرَجَ عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ عَلَیْهِمَا السَّلَامُ وَکَانَ مَرِیْضاً لم یَقْدِرُ اَنْ یُقِلَّ سَیْفَهٗ

پس امام زین العابدینؑ کھڑے ہوئے اور اپنی تلوار لے کر خیمہ سے باہر تشریف لائے اور ایسے بیمار تھے کہ اس قدر طاقت نہ تھی جو تلوار اُٹھا سکیں

وَ اُمُّ کُلْثُوْمِ تُنَادِیْ خَلْفَهٗ یَا بُنَیَّ ارْجِعْ فَقَالَ یَا عَمَّاهُ ذَرِیْنِیْ اُقَاتِلُ بَیْنَ یَدَیِ ابْنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ

یہ دیکھ کر جناب اُمِ کلثومؑ پس پشت سے اُن کے پکارتی چلیں اور کہتی تھیں اے فرزند واپس آؤ، حضرت سجادؑ نے فرمایا اے پھوپھی مجھے چھوڑ دیجئے تاکہ میں راہِ خدا میں سامنے فرزندِ رسولؐ کے جہاد کروں۔

Presented by Ziaraat.Com

فَقَالَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا اُمَّ كُلْثُومٍ خُذِيْهِ لِئَلَّا تَبْقَى الْاَرْضُ خَالِيَةً مِنْ نَسْلِ اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ

امام حسینؑ نے فرمایا اے اُمِّ کلثومؑ اس بیمار کو روک لو تا کہ روئے زمین نسلِ آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ سے خالی نہ ہو جائے۔ (نزہت المصائب جلد اوّل... صفحہ ۵۴۰، ۵۴۱)

﴿۶۵﴾... امام حسینؑ نے وصیت نامہ بہن اُمِّ کلثومؑ کے سپرد کیا:

منقول ہے کہ امام حسینؑ نے وداعِ آخر کے وقت ایک نامہ لکھ کر جنابِ اُمِّ کلثومؑ کو دیا کہ جب تمہارا بیمار بھتیجا غش سے افاقہ پائے یہ نامہ اُسے دے دینا راوی کہتا ہے آخر میں اُس کے یہ مضمون تھا اے زین العابدینؑ میری شہادت کے بعد جب تم بیماری کی شدت راہ کی صعوبت قید کی مصیبت اُٹھا کے مدینۂ رسولؐ میں جانا تو اہلِ وطن کو میری طرف سے سلام پہنچانا اور کہنا کہ میں نے تمہارے واسطے مع عزیز وانصار پیاسا گلا کٹوایا شرطِ وفاداری یہ ہے کہ جب آبِ سرد پینا میری پیاس کو یاد کر لینا۔

(بحور الغمہ ... جلد ۳... صفحہ ۴۵۱)

﴿۶۶﴾... حضرت زینبؑ اور حضرت اُمِّ کلثومؑ نے امامِ مظلومؑ کو گھوڑے پر سوار کیا:

جنابِ زینبؑ فرماتی ہیں کہ جب امام حسینؑ نے جنابِ سجادؑ سے الوداع کی تو لشکر سے عمر بن سعد کی آواز آئی اے حسینؑ کیوں عورتوں میں جا کر بیٹھ گئے ہو یا بیعت کر دیا تشنہ لب ہو کر شہادت قبول کرو واپس امام نے تمام اہلِ حرم سے آخری الوداع کی۔

جب امام حسینؑ خیام سے نکلنے لگے تو جنابِ زینبؑ نے دامن تھام لیا اور فرمایا۔

مهلاً يا اخي توقف حتى اتزود من نظري واودعك وداع مفارق

Presented by Ziaraat.Com

ٹھہر جایئے اے بھائی بہن ایک دفع جی بھر کر آپ کی صورت دیکھ لے اور آخری دفع الوداع کرے چونکہ بعد میں ملاقات سے محروم رہوں گی۔

فجعلت تقبل یدیه و رجلیه

پس بی بی نے امام کے ہاتھ پاؤں چومنا شروع کر دیئے اور تمام مستورات میں کہرام ماتم برپا ہو گیا۔

بیت الاحزان میں روایت ہے کہ امام نے آخری دفع اپنے اہلِ حرم کو ارشاد فرمایا۔

یا اهل بیتی علیکن منی السلام هذا آخر الوداع فاستعدن للاسرو الذل والغربة

اے میرے اہل وعیال میرا آخری سلام ہو یہ آخری الوداع ہے اور تم اسیری بیکسی اور غربت کے لئے تیار ہو جاؤ۔ یہ بات سن کر تمام مستورات نے پھر باآواز بلند گریہ و زاری شروع کر دی پس امام بھی رُک گئے اور رونے لگے اور اس قدر کہرام ماتم برپا ہوا کہ آسمان و زمین کے فرشتوں نے گریہ شروع کر دیا امام حیران تھے کہ کس طرح ان مستورات کو تسلی دی جائے آخر آپ نے جنابِ زینبؑ سے فرمایا اے بہن صبر کو شیوہ بناؤ جس طرح تم نے نانا رسولؐ اور اماں زہراؑ اور بابا اور بھائی حسنؑ کی رحلت کے وقت صبر کر لیا؟ مظلومہ نے فرمایا بھائی جان نانا دنیا سے چلے گئے تو مجھ کو اماں زہراؑ اور بابا علی مرتضیٰؑ اور بھائیوں کی وجہ سے تسلی مل جاتی تھی جب اماں زہراؑ رحلت کر گئیں تو بابا علیؑ اور آپ دونوں بھائیوں سے دل کو چین مل جاتا تھا جب بابائے بزرگوار کے فرقِ مبارک پر ضرب لگی تو آپ دونوں بھائیوں سے تسکینِ قلب حاصل تھی جب بھائی حسنؑ کو زہر دیا گیا تو آپ کی وجہ سے دل کو چین تھا۔

فاذا قتلت بمن التسلی

Presented by Ziaraat.Com

بھائی جان آپ کے بعد زینبؑ کو تسلی کون دے گا۔ جب امامِ عالی مقام خیمہ سے باہر نکلے اور رہوار پر سوار ہونا چاہا تو دائیں اور بائیں دیکھا تا کہ کوئی رکاب پکڑ کر امام کو سوار کر دے مگر آج اکبرؑ و عباسؑ قاسمؑ اور عونؑ و محمدؑ وغیرہ موجود نہ تھے جو امام کے راہوار کی رکاب پکڑتے تے علامہ ابوالقاسم اصفہانی لکھتے ہیں کہ زینبؑ و اُمِّ کلثومؑ خیام سے نکلیں اور آ کر گھوڑے کی لگام تھام لی اور رکاب پکڑی اور امام سوار ہو گئے جب آپ سوار ہو گئے تو ہاشمی شہزادیوں نے آپ کو گھیر لیا اور بال کھول دیئے ماتم شروع کر دیا جب امام روانہ ہوئے تو شہزادیاں روتی پیٹتی ہوئی خیام کے اندر گئیں اور امام زین العابدینؑ کے اردگرد جمع ہو گئیں۔

امام خیام سے کچھ دور ہی پہنچے تھے کہ پیچھے مڑ کر دیکھا تو جناب زینب عالیہ برہنہ پا روتی ہوئی چلی آ رہی تھیں اور ضعیف سے لہجے میں پکار کر فرمایا۔

یا اخا اصبر هنیهة فأن لی الیك حاجة

اے بھائی جان ذرا ٹھہر جائیں مجھ کو آپ سے ایک حاجت ہے امام رُک گئے اور مظلومہ نے قریب آ کر فرمایا۔

اخا ارید ان اقبل مرة اخری حلقومك فی الموضع الذی كان یقبله جدی رسول الله

برادرِ گرامی میں چاہتی ہوں کہ ایک دفع پھر آپ کی تیروں اور تلواروں سے چھدی ہوئی زخمی اور خون آلود گردن کے اس مقام پر بوسہ دوں جہاں میرے نانا بوسہ دیا کرتے تھے پس امام زخموں کی کثرت کی وجہ سے گھوڑے سے اُتر تو نہ سکے زین ہی پر سے جھک گئے۔

فتعانقا وبكیا بكاء عالیاً

Presented by Ziaraat.Com

دونوں بہن بھائی نے ایک دوسرے کی گردن میں بازو حمائل کر دیئے اور بہت ہی روئے آخر بی بی نے بھائی کے گلوئے تشنہ پر بوسے دیئے اور خیام کی طرف چلی گئیں۔

بحر المصائب میں اس طرح روایت ہے کہ جب امامِ مظلومؑ روانہ ہوئے تو پیچھے سے رونے کی آواز سنی مڑ کر دیکھا تو جنابِ زینبؑ نظر آئیں جو روتی ہوئی چلی آ رہی تھیں اور فرماتی تھیں۔

یاسبط الرسول ارجع وانظر الی ھذہ الغریبات کیف یعولن بالحسرات

اے نواسۂ رسولؐ ذرا مڑ کر خیام کی طرف تو آؤ اور دیکھو کہ بیکس شہزادیاں کس قدر حسرت بھری آہیں بھر بھر کر رو رہی ہیں پس امام واپس خیام کی طرف تشریف لائے اور بہت گریہ فرمایا اور شہزادیوں حضرت زینبؑ اور حضرت اُمِّ کلثومؑ کو تسلی دی جب جانے لگے تو جنابِ زینبؑ کو گلے سے لگالیا بی بی نے بھائی کا گلا چوم کر فرمایا۔

یا اخاہ احرقت قلبی بفراقك المت فوادی بوداعك فواللّٰہ اجریت دموعی وھیجت حمومی فکیف اریٰ خیامك منھوبة و عیالك واطفالك مسلوبة

اے برادر جان تم نے آتشِ فراق سے میرا دل سوختہ کر دیا اور جدائی کے داغ سے میرے دل کو رنجیدہ کر دیا اور میرے آنسو بہا دیئے اور میرے رنج والم کو برانگیختہ کر دیا میں کس طرح خیام کو لٹتا دیکھوں گی اور کس طرح آپ کے اہل وعیال اور کم سن یتیم بچوں پر ہونے والی غارتگری کے المناک منظر دیکھوں گی امام نے فرمایا اے بہن صبر کرو اور بابا علیؑ اور ماں زہراؑ کے نقشِ قدم پر چلو پس امام روانہ ہو گئے۔

(ریاض القدس، ثمرات الحیات، الطراز المذھب، وقائع الایام)

Presented by Ziaraat.Com

﴿۶۷﴾...امام کا میدانِ جنگ میں تشریف لانا:

جب امامِ مظلومؑ تمام مخدراتِ عصمت سے الوداع کر کے معرکۂ کارزار میں وارد ہوئے اور استغاثہ بلند فرمایا تو تمام کائناتِ عالم نے آپ کے استغاثہ پر لبیک کی اسرار الشہادۃ ذخیرۃ العباد اور مصائب المعصومین میں ہے کہ جب امام تمام اصحاب واحباب کی شہادت کے بعد اہلِ بیتؑ سے الوداع کر چکے تو نیزہ پر سہارا لے کر مقتل کی طرف بڑھے کبھی کبھی آپ کی نگاہ ان زخمی لاشوں پر پڑتی تھی جو کہ میدان میں بکھری ہوئی تھیں کبھی آپ خیام حرم کی طرف دیکھتے تھے اور خیال آتا تھا کہ میرے بعد یہ بھوکی پیاسی شہزادیاں اور بچے کس حالت میں ظالموں کے ہاتھوں اسیر ہو جائیں گی پس آپ نے

ھل من ناصرٍ ینصرنا

کا استغاثہ بلند فرمایا یعنی کون ہے جو ہماری فریادرسی کرے۔

ھل من موحد یخاف اللّٰہ فینا

کوئی ہے اللہ سے ڈرنے والا جو ہمارے متعلق خدا سے ڈرے۔

امامن ذاب یذب عن حرم رسول اللّٰہ

کیا ہے کوئی جو حرم رسولؐ کے پردہ کی حفاظت کرے اور دختران فاطمہ کو اسیری سے بچالے۔

﴿۶۸﴾...فاطمہ صغریٰ کے قاصد کی آمد اور حضرت اُمِّ کلثومؑ کا اضطراب:

مفاتح البکاء اور ریاض القدس وغیرہ میں مروی ہے کہ جب امامِ مظلومؑ نے ھل من ناصرٍ ینصرنا کی ندادی تو کسی نے آپ کی آواز پر لبیک نہ کیا۔

Presented by Ziaraat.Com

فالتفت نحو البر فرای راکباً مقبلاً من طرف المدینة

آپ نے صحرا کی طرف دیکھا تو مدینے کی طرف سے ایک شتر سوار آتا ہوا نظر آیا جب قریب آیا تو امامِ حسینؑ پر سلام کیا اور کہا اے فرزندِ رسولؐ میں آپ کی بیمار بیٹی فاطمہ صغریٰ کا خط لایا ہوں اور آپ کے ہاتھوں اور پاؤں کا بوسہ لینا شروع کیا۔

فرجع الحسین الیٰ الخیمة و صاح باعلیٰ صوته یا زینب یا اُم کلثومؑ و یا سکینة و یا رباب تعالین الی والبشرن بان فاطمة ارسلت الیکن کتاباً (ریاض القدس جلد دوم صفحہ ۱۷۸۔۔۔ص ۲ مجمع النورین۔۔۔ص ۲۲۰)

پس امام خیام میں تشریف لائے اور بآوازِ بلند ارشاد فرمایا اے زینبؑ اے اُمِ کلثومؑ اے رقیہ اے رباب آؤ تم کو بشارت ہو کہ فاطمہ صغریٰ نے تمہاری طرف خط بھیجا ہے۔

فاتین الیه مسرعات

پس شہزادیاں جلدی جلدی آپ کے قریب آگئیں اور آپ نے بیمار شہزادی کا خط پڑھ کر سنایا بعض کتب مقاتل میں خط کا مضمون اس طرح مروی ہے۔

بسم اللّٰه الرحمٰن الرحیم من فاطمة الصغریٰ بنت الحسینؑ الیٰ والدها السلام علیکم والسلام التام علیٰ عمی العباس ثم السلام علی اخی و قرة عینی عبداللّٰه الرضیع الصغیر فباللّٰه علیکم یا اباه قبلوه کلکم نیبة عنی کیف وعدتمونی اذا استقربکم الجلوس فی العراق ترسلوا الی اخی زین العابدین او عمی العباس یا اباه قد طال انتظاری الیکم زاد اشتیاقی الیکم قدد صلت الی الهلاك و منتظرة للمیعاد والسلام۔

فاطمہ صغریٰ بنتِ حسینؑ کی جانب سے اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں بابا جان

Presented by Ziaraat.Com

آپ پر میرا اسلام ہو اور میرے چچا عباس بن امیر المومنینؑ پر بھی میرا اسلام ہو پھر میرے تمام بھائیوں اور بہنوں پر میرا اسلام ہو پھر میرے نورِ چشم اور میرے شیر خوار بھائی علی اصغرؑ پر میرا اسلام ہو بابا آپ سب میری طرف سے ایک ایک مرتبہ میرے شیر خوار بھائی کا بوسہ لیں آپ نے کس طرح وعدہ فرمایا تھا کہ جب آپ عراق میں قیام فرمائیں گے تو زین العابدینؑ یا عباسؑ کو بھیج کر مجھے بلالیں گے میرا انتظار طویل ہو چکا ہے اور میرا شوق زیادہ ہو گیا ہے حتیٰ کہ میں ہلاکت کے قریب پہنچ گئی ہوں اور موت کی منتظر ہوں والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ عین البکاء میں مروی ہے کہ جب قاصد نے خط پیش کیا اور امام کو جملہ احوال سے آگاہ کیا تو عرض کی کہ مولا میری ایک اور حاجت بھی ہے امام نے فرمایا وہ کیا اس نے کہا کہ آپ کی دختر نے مجھ سے کہا تھا کہ میں ان کی طرف سے جناب عباسؑ کے ہاتھ اور جنابِ علی اکبرؑ کی پیشانی کا بوسہ لوں امام نے فرمایا اے اعرابی میرے ساتھ چل پس امام اس کو لے کر جناب عباسؑ کی دست بریدہ لاش پر آئے اور فرمایا اے عباسؑ فاطمہ صغریٰ کا قاصد آپ کے ہاتھ چومنے آیا ہے آپ کے ہاتھ کہاں گئے پھر آپ رونے لگے پھر علی اکبرؑ کی لاش پر آئے اور شہزادے کے سر کو گود میں لیا اور فرمایا اے میرے نورِ چشم تمہاری بہن نے اس قاصد کو تمہاری پیشانی اور آنکھوں کا بوسہ لینے کے لئے بھیجا ہے مگر میں کیا کروں تمہاری آنکھیں خون سے بھری ہوئی ہیں اور تمہاری روح پرواز کر گئی ہے فاضل ارجستانی لکھتے ہیں کہ:-

خط کے مضمون سے اہلِ حرم میں ایسی حالت ہوئی کہ نا قابل تشریح ہے اور ان کی گریہ وزاری کی صدائیں آسمان کے فرشتوں نے بھی سنی۔ فاضل دربندی اور علامہ شیخ مہدی حائری اور علامہ سید محمود اصفہانی نے بھی اجمالاً کربلا میں جناب صغریٰ کے قاصد کے آنے کا تذکرہ کیا ہے اسی طرح علامہ محمد صالح برغانی نے مخزن البکاء میں بھی

Presented by Ziaraat.Com

قاصد کے کربلا آنے اور امام کے خط پر گریہ وزاری کرنے کی روایت تحریر کی ہے۔

علامہ مہدی الحائری قاصد کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

ففی یوم عاشورا وقت المحاربة بلغ الی کربلا وسلمه الی الحسین فلما فتحه واطلع علیٰ مضمونه وبیکن بکاء شدیداً

یہ بروز عاشور جنگ کے وقت میں کربلا پہنچا اور خط امامؑ کے سپرد کیا جب امام نے خط کو کھولا اور اس کے مضمون پر اطلاع پائی تو بہت روئے پھر اہلِ حرم کے پاس تشریف لائے اور خط پڑھ کر سنایا اور شہزادیاں حضرت زینبؑ اور حضرت اُمِّ کلثومؑ بھی بہت روئیں۔ (انوار المجالس صفحہ ۱۹۳، علامہ محمد حسن ارجستانی ریاض القدس جلد ۲ صفحہ ۱۱۶، معالی السبطین جلد ۲ صفحہ ۱۳۷، اسرار الشہادۃ صفحہ ۴۰۷، ثمرات الحیاۃ جلد ۲ صفحہ ۱۹ بحوالہ مخزن البکاء و بحر المصائب)

﴿۶۹﴾ ...امامِ مظلومؑ کی شہادت کے وقت حضرت زینبؑ اور حضرت اُمِّ کلثومؑ کی مقتل میں آمد:

ذوالجناح سے گرنے کے بعد تین ساعات تک امام منہ کے بل زمین پر پڑے رہے اور زبان مبارک سے یہی کلمات سنائی دیتے رہے۔

صبراً علیٰ قضائك لا اله سواك رضیت برضاك

آپ کو شہید کرنے کے لئے چالیس ملعون آگے بڑھے۔

جب شمر ملعون آپ کے نزدیک خنجر لے کر آیا تو شہزادیوں نے خیام چھوڑ دیئے قائم آلِ محمد علیہ السلام اپنی زیارت ناحیہ مقدسہ میں فرماتے ہیں۔

برزن من الخدورات ناشرات الشعور علیٰ الخدود لاطمات الوجوه سافرات بالعویل واعیات بعد العز مذللات والی مصرعك مبادرات

Presented by Ziaraat.Com

والشمر جالس علیٰ صدرك واضع سیفه علیٰ نحرك ذابح لك بمهنده

پس شہزادیاں کھلے ہوئے بالوں کے ساتھ منہ پر طمانچے مارتے ہوئے اور فریادیں کرتے ہوئے اور بیکسی کے عالم میں اس وقت خیام سے نکل کر مقتل کی طرف دوڑیں جب کہ شمر آپ کو شہید کرنے کے لئے تیار تھا اور اپنا خنجر آپ کے گلے پر رکھ چکا تھا اور آپ کو ذبح کرنے والا تھا۔ (معالی السبطین، الدمعۃ الساکبہ، بحار عاشر، ریاض القدس)

شہاب الدین عاملی اپنے مقتل میں لکھتے ہیں۔

ادركته زينب وهو ينحره

جنابِ زینبؑ اس وقت جا پہنچی جب کہ شمر امام مظلومؑ کو ذبح کر رہا تھا اور شمر سے مخاطب ہو کر فرمانے لگیں۔

دعنا نودعه و نجلس عنده يا شمر قبل تفرق الاعضاء دعنا نغمضه و نمسح شيبه دعنا نغطي وجهه برداء

دعنا نظلل جسمه يا شمر عن حر الهجر ولفحتا الرمضاء

دعما فرش الماء فرق جنيه فلعله يصحو عن الاغماء

دعنا يزد الي الخيام وناته يا شمر بالسجاد ذى الضراء

(نفائس الاخبار صفحہ ۳۳۴ مرقاۃ الایقان صفحہ ۱۸ اثمرات الحیاۃ جلد ۲ صفحہ ۳۶۳)

(۱) اے شمر ٹھہر جا ہمیں بھائی کے قریب آ کر بیٹھنے دے قبل اس کے کہ ہم جدا ہو جائیں۔

(۲) اے شمر ٹھہر و ہم ان کے جسم پر سایہ تو کر لیں گرمی بہت سخت ہے اور ریت جل رہی ہے۔

(۳) اے شمر ٹھہر جا ہم حسینؑ کے چہرے پر پانی تو چھڑک لیں شاید کہ ان کو ہوش آ جائے۔

Presented by Ziaraat.Com

(۴) اے شمر ہم کو ان کی آنکھیں بند کرنے دے اور ان کی ریش مبارک سے خون صاف کرنے دے اور ان پر چادر سے سایہ کرنے دے چونکہ دھوپ سخت ہے۔

(۵) اے شمر ٹھہر جا ہم خیام کی طرف جا کر بیمار سجادؑ کو لے آئیں تا کہ وہ بھی بابا سے آخری دفع مل لیں۔

علامہ سید محمد علی کاظمینی لکھتے ہیں کہ شمر نے بی بی کو دور کر دیا اور کہا۔

تنحی عنه والا الحقتك به

اپنے بھائی سے دور ہو جاؤ ورنہ میں تم کو ان کے ساتھ ملا دوں گا۔

کتاب اسرار الشہادۃ بحر المصائب اور مفتاح البکاء میں ہے کہ جب شمر ملعون نے بی بی کو دور جانے کے لئے کہا تو مظلومہ نے خود کو بھائی کی لاش پر گرا دیا اور فرمایا۔

یا شمر خل عنه واقتلنی بدلاً عنه

اے شمر میرے غریب الوطن برادر کو چھوڑ دے ان کے بدلے مجھ زینبؑ کے گلے پر خنجر چلا دے۔ (مزامیر الاولیاء، مرقاۃ الایقان، ریاض القدس، لسان الواعظین، الطراز المذہب، مجمع النورین)

فاضل رضا قزوینی نے تظلم الزہراؑ میں روایت کی ہے جب شمر ملعون امامِ عالی مقام کو ذبح کرنے کے لئے تیار ہوا۔

فلما رأت ذلك تقدمت اليه و جذبت السيف من يده وقالت يا عدوالله ارفق به لقد كسرت صدره امام عملت ان هذا الصدر تربى علىٰ صدر رسول الله و على فافطمة ويحك هذا الذى ناغاه جبريل وهزمهده ميكائيل فبالله عليك الا امهلة ساعة لا تزود منه ويحك يالعين دعنى اقبله دعنى اغمضه دعنى انادى بناة منه دعنى آتيه بابنة

Presented by Ziaraat.Com

سكينة فانه يحب ها وتحبه

جناب زینبؑ نے یہ قیامت خیز منظر دیکھا تو آگے بڑھیں اور شمر کے ہاتھ سے خنجر کھینچ لیا اور فرمایا اے دشمن خدا ذرا رحم کر تو نے ان کے سینہ کو توڑ دیا ہے تجھ کو نہیں معلوم کہ یہ سینہ وہ ہے جو رسولؐ خدا اور علیؑ مرتضیٰ اور فاطمہ زہراؑ کے سینہ پر پلتا رہا ہے تیرے لئے ہلاکت ہو یہ وہ حسینؑ ہے جس کو جبریل نے لوریاں دیں میکائیل نے اس کا گہوارہ جھلایا۔ (ریاض القدس جلد دوم...صفحہ ۱۶۹، معالی السبطین جلد ۲...صفحہ ۲۳، الطراز المذہب...صفحہ ۴۷۴، ثمرات الحیات جلد ۲...صفحہ ۴۲۲)

خدا کے واسطے ذرا مہلت دے میں جی بھر کر بھائی کی زیارت کرلوں مجھ کو بھائی کے بوسے لینے دے مجھ کو بھائی کی آنکھیں بند کرنے دے ذرا ٹھہر جا کہ میں جا کر حسینؑ کی بیٹیوں کو بلالوں تا کہ وہ بھی آخری مرتبہ بابا کو دیکھ لیں ٹھہر جا کہ میں حسینؑ کی پیاری اور چہیتی لختِ جگر سکینہؑ کو بلالوں مگر ظالم نے بی بی کی کوئی پروا نہ کی اور اس کا دل نرم نہ ہوا اور شہزادی خیام کی طرف واپس چلی گئی۔ فاضل جلیل علامہ حسن یزدی نے انوار الشہادۃ میں لکھا ہے کہ جب شمر ملعون امام مظلومؑ کو شہید کرنے کے لئے آیا تو جناب زینبؑ اور جناب اُمِ کلثومؑ اور دیگر شہزادیاں بھی گریہ وزاری کرتی ہوئی مقتل میں آگئیں۔ جناب زینبؑ نے شمر کی طرف منہ کر کے فرمایا اے ظالم ٹھہر جا تا کہ ہم بھائی سے الوداع کرلیں ان کے زخموں کا مداوا کریں ان پر چادر سے سایہ کریں ہم خیمہ کی طرف جا کر سجادؑ کو لے آئیں ٹھہر جا تا کہ ہم بھائی کے منہ پر پانی چھڑکیں تا کہ ہوش میں آجائیں شمر نے بی بی کو سختی سے دور کر دیا جب بی بی نے بلند آواز سے گریہ کیا تو امام حسینؑ نے آنکھیں کھول دیں اور فرمایا اے بہن خیام کی طرف واپس چلی جاؤ اور میرے یتیم بچوں کی پرستاری کرو اور مجھ کو شہید ہوتا ہوا نہ دیکھو پس بی بی چلی گئی۔

Presented by Ziaraat.Com

اور شمر نے امامِ مظلومؑ کو سجدہ کی حالت میں شہید کر دیا۔ بحر المصائب میں مروی ہے کہ جب امام حسینؑ کی شہادت ہو چکی تو جناب زینبؑ عالیہ جناب سجادؑ کے بالین پر آئیں اور فرمایا اے شہزادے ذرا آنکھیں کھولو اور دیکھو تو سہی کہ آسمان و زمین سے وا حسینا و اغریبا کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں امام نے فرمایا پھوپھی اماں خیمہ کا پردہ اٹھا دو جب بی بی نے خیمہ کا پردہ اُٹھایا اور امام نے آسمان کی طرف نگاہ کی اور ظلمت اور تاریکی کے بادل اُٹھتے ہوئے دیکھے اور رو کر فرمایا اے پھوپھی اماں بابا شہید ہو گئے ہیں پھوپھی اماں جائیے یتیم بچوں کی کمریں سیدھی کر دیجئے اور اسیری کے لئے آمادہ ہو جائیے۔ کتاب نجات الخافقین میں روایت ہے کہ یہ سن کر بی بی کی فریاد نکل گئی اور بی بی بار بار درِ خیمہ پر آتی تھیں اچانک بی بی نے خیمہ سے باہر ایک عجیب و غریب صدا سنی دیکھا کہ امام حسینؑ کی لاش کے قریب سے خاک اُٹھ رہی ہے بی بی نے کہا سجادؑ دیکھو تو سہی اس کی وجہ کیا ہے امام نے فرمایا پھوپھی اماں ذرا خیمہ کا پردہ ہٹائیے امام نے دیکھا تو فرمایا اے پھوپھی اماں نہیں پہچانا جبریل امین ہیں جو بابا کی گہوارہ جنبانی کرتے تھے جب انھوں نے بابا کی شہادت پر اطلاع پائی تو فرمایا کہ اے پروردگارا حسین نے تیرا وعدہ پورا کر دیا اور شہید ہو گئے ہماری آرزو ہے کہ ہم جا کر ان کی زیارت کریں جب اُن کو اجازت ملی تو فرشتوں کی ایک جماعت کو لے کر زمین پر اُترے ہیں اور تمام ملائک بابا کی لاش کے اِردگرد حلقہ باندھے ہیں۔

(الطراز المذہب)

﴿۷۰﴾ ... خیامِ حرم میں ذوالجناح کی آمد اور حضرت اُمِّ کلثومؑ کی آہ و زاری:

جناب سرورِ کائنات کے اصطبل میں چھبیس گھوڑے ایسے تھے جو اپنی اعلیٰ صفات

Presented by Ziaraat.Com

اور بلند خصائص کی وجہ سے کسی نہ کسی نام سے مشہور تھے ان میں سے کربلا کے اندر آنحضرت کے چار گھوڑے موجود تھے اول مرتجز یہ امام حسینؑ کا خاص گھوڑا تھا اس کا رنگ سفید تھا دوم جناح یہ ذوالجناح یہ بھی آپ کی سواری میں رہا کرتا تھا مگر اکثر مورخین اشتباہ کی وجہ سے مرتجز کو ذوالجناح لکھ دیتے ہیں اور عام اصطلاح میں بھی مرتجز ہی کو ذوالجناح کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اگر چہ درحقیقت یہ گھوڑا مرتجز سے علیحدہ تھا سوم عقاب یہ گھوڑا آنحضرت کو یمن کے بادشاہ سیف بن ذی یزن نے ہدیہ کے طور پر پیش کیا تھا جیسا کہ علامہ مجلسی نے بحارالانوار جلد ششم میں مفصل درج فرمایا ہے یہ گھوڑا نہایت ہی اعلیٰ نسل سے تھا اور تمام عرب میں اس گھوڑے کے مقابلے کا کوئی دوسرا گھوڑا نہیں تھا۔

یہ گھوڑا استاون سال آنحضرت کی سواری میں رہا اور تین سال جناب امیرالمومنینؑ کی سواری میں رہا اور دس سال امام حسینؑ کی سواری میں رہا میدان کربلا میں جنابِ امام حسینؑ نے یہ ہم شکل پیغمبرؐ حضرت علی اکبرؑ کے حوالے کر دیا تھا اسی گھوڑے کی زین سے علی اکبرؑ زخمی ہو کر گرے شہزادے کے گرنے کے بعد جب یہ گھوڑا سیدالشہداؑ کے سامنے آیا تھا تو زمین پر پاؤں ٹیک دیتا تھا اور ہنہناتا تھا اور اپنے سر سے اشارے کرتا تھا گویا اے مظلوم امام ہم شکل پیغمبر کی لاش میری پشت پر رکھ کر خیمہ میں لے جایئے چنانچہ جب شہزادے کی لاش خیمے میں آئی تو یہ گھوڑا خیام کے باہر سر زمین پر مارتا تھا۔

چوتھا گھوڑا میمون تھا جو حضرت قاسمؑ کے حصے میں آیا یہ بھی آنحضرت کا گھوڑا تھا۔

ذوالجناح بچپن سے ہی امامِ حسینؑ کی سواری میں آیا اور شہزادہ کو اس سے بے حد انس تھا چنانچہ علامہ کنتوری لکھتے ہیں۔

جب امامِ مظلوم کا سن چار یا پانچ برس تھا تو جب بھی اصطبل سے گزرتے تھے تو

Presented by Ziaraat.Com

نہایت اشتیاق سے اس گھوڑے کی طرف دیکھتے تھے۔

ایک دن رسولؐ اللہ نے دیکھا کہ امام حسینؑ بڑے غور سے بدیدہ گریاں گھوڑے کی طرف دیکھ رہے ہیں تو فرمایا اے حسینؑ کیا اس پر سوار ہونا چاہتے ہو امام حسینؑ نے فرمایا جی ہاں پس رسولؐ اللہ نے گھوڑے کو مزّین کرنے کا حکم دیا اور صحابہ کو جمع کیا اور گھوڑے پر زین رکھی گئی لگام لگائی گئی جب امام حسینؑ سوار ہونے کے لئے قریب آئے تو زین بلند نظر آئی جب گھوڑے نے مڑ کر دیکھا کہ شہزادہ سوار ہونے کے قابل نہیں۔

اچانک گھوڑے نے اپنے اگلے اور پچھلے پاؤں زمین پر ٹیک دیئے اور بیٹھ گیا گویا کہ وہ بھی شہزادے کی سواری کا مشتاق تھا جب شہزادہ سوار ہو گیا اور ذوالجناح اُٹھا تو صحابہ خوش ہو گئے۔

پس رسول اللہ رونے لگے اور اس قدر روئے کہ سنبھل نہ سکے صحابہ نے تعجب کیا اور فرمایا یا رسولؐ اللہ یہ تو خوشی کا دن ہے کہ آپ کے پیارے نواسے کے لئے گھوڑے نے خود ہی بیٹھ کر سواری کی سہولت مہیا کر دی ہے حضور اکرمؐ رونے کی کیا وجہ۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا:-

جو کچھ بھی دیکھ رہا ہوں تم نہیں دیکھ رہے ہو۔

میں دیکھ رہا ہوں کہ میرا یہی شہزادہ حسینؑ زخموں سے چُور چُور ہے اور تیروں اور نیزوں سے اس کا یہ سارا نازک بدن چھلنی ہو چکا ہے حتیٰ کہ قریب ہے کہ شدت ضعف سے یہ منہ کے بل زمین پر گر جائے اور وہ اسی گھوڑے پر سوار ہے پس گھوڑا شہزادے کو اُتارنے کے لئے اسی طرح بیٹھ گیا ہے جیسا کہ آج بیٹھا یہی چیز میرے رونے کا باعث بنی ہے۔

امامِ حسینؑ کی شہادت کے بعد اس وفادار گھوڑے نے جہاد کرنا شروع کر دیا اور اس

Presented by Ziaraat.Com

کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور اشقیاء کو روندنا شروع کر دیا حتیٰ کہ چالیس ملعونوں کو فی النار کر دیا (المائتین فی مقتل الحسینؑ ،... مجالس المواعظ ، معالی السبطین ، ریاض القدس)

ابو مخنف نے روایت کی ہے کہ امامِ مظلوم کے گھوڑے نے ہنہنانا شروع کر دیا اور پھر مقتولوں کے درمیان چلتا ہوا اور ہر لاش کو سونگھتا ہوا امامِ مظلومؑ کی لاش پر پہنچا عمر بن سعد نے اس کو پکڑنے کا حکم دیا۔ چونکہ یہ رسولؐ اللہ کے گھوڑوں میں سے بہترین گھوڑا تھا مگر اس نے بڑی شدت سے اشقیاء کا مقابلہ کرتے ہوئے ان کو عاجز کر دیا۔

جب یہ پکڑنے والوں سے بے خوف ہو گیا تو لاشوں کے درمیان چلتے ہوئے امام حسینؑ کی لاش کو تلاش کرنے لگا حتیٰ کہ امامِ مظلومؑ کی لاش پر پہنچا اور اس کو سونگھا، بوسے دیئے اور اپنی پیشانی کو امام کے خون سے آلودہ کیا اور ساتھ ہی بلند آواز سے ہنہنا رہا تھا اور فریادیں کر رہا تھا۔ پھر شہزادیوں کے خیمہ کی طرف چلا جب شہزادیوں حضرتِ زینبؑ اور حضرت اُمِّ کلثومؑ نے اس کی آواز سنی تو باہر آ گئیں اور کیا دیکھا یہ قائمِ آلِ محمدؐ سے سنیئے جو زیارتِ ناحیہ مقدسہ میں فرماتے ہیں۔

فلما رائين النساء جوادك فخرياً و نظرن سرجك عليه ملوياً برزن من الخدور ناشرات الشعور

جب شہزادیوں نے آپ کے گھوڑے کو اس حالت زار میں دیکھا اور زین کو جھکا ہوا پایا تو کھلے بالوں کے ساتھ ماتم کرتی ہوئی خیام سے باہر آ گئیں۔

امالی شیخ صدوق میں ہے کہ جناب اُم کلثومؑ نے دونوں ہاتھ سر پر رکھ دیئے اور مدینہ کی طرف منہ کر کے اس طرح فریاد کی۔

وا محمداه هذا الحسين بالعراء قد سلب العمامة والردا

اے نانا تمہارا حسینؑ کربلا کی گرم زمین پر بھوکا پیاسا شہید کر دیا گیا اور ان کا خون

Presented by Ziaraat.Com

سے بھرا ہوا عمامہ اور چادر بھی لوٹ لی گئی۔

جب جناب زینبؑ نے آواز سنی تو سکینہؑ سے رو کر فرمایا بیٹی بابا پانی لا رہے ہیں جب سکینہؑ باہر نکلیں تو دیکھا کہ ذوالجناح کی زین خالی ہے باگیں کٹی ہوئی ہیں تو چادر سر سے اُتار دی اور واحسیناہ واغربتاہ کہہ کر ماتم کرنا شروع کر دیا۔ ریاض الاحزان میں ہے کہ شہزادیوں نے ذوالجناح کے اِردگرد حلقہ باندھ لیا۔

وجعلن یسئلن عن حال الراکب

اور رو رو کر پوچھنے لگیں اے ذوالجناح ہمارے شہسوار کو کہاں اُتارا ہے ہمارے حسینؑ کو تم نے کہاں گم کر دیا، جناب اُمِّ کلثومؑ گھوڑے کی خون آلود پیشانی پر ہاتھ رکھ کر نانا کو خطاب کرتی رہیں حتیٰ کہ رو رو کر غش کر گئیں محمد بن ابی طالب حائری فرماتے ہیں۔

انہ رمی بنفسہ علیٰ الارض وجعل یصھل و یضرب براسہ الارض عندالخیمۃ حتی مات

گھوڑے نے اپنے آپ کو زمین پر گرا دیا اور ہنہناتا تھا اور خیام کے نزدیک ہی زمین پر ٹکریں مارتا تھا۔ (منتہی الامال، معالی السبطین، نفائس الاخبار، الدمعۃ الساکبہ صفحہ)

﴿۱۷﴾ ... امام حسینؑ کا مرثیہ ونوحہ کہنا اہلِ بیتؑ کی سنت ہے اُمِّ کلثومؑ کا نوحہ:

ذوالجناح جس کی پیشانی پر خون حسینؑ لگا تھا زین ڈھلی ہوئی تھی روتا ہوا آنسو بہاتا نوحہ کرتا الظلیمہ الظلیمہ کہتا ہوا خیام کے پاس آ کر رُکا اور رونے کی آواز بلند کی تو سارے اہلِ حرمؑ نے گھوڑے کو بغیر امام حسینؑ کے اس حالت میں دیکھ کر قیامت خیز ماتم کرنا شروع کر دیا۔

سب اہلِ حرمؑ نے اپنے رخساروں کو پیٹ لیا اپنے گریبان چاک کیے اور یوں بین

Presented by Ziaraat.Com

کرتی تھیں۔

وا محمداہٗ وا علیاہٗ واحسناہٗ واحسیناہٗ

ہائے یا محمدؐ، ہائے یا علیؑ، ہائے یا حسنؑ، ہائے یا حسینؑ

بغرض اختصار صرف ترجمہ نوحہ کا پیش کیا جاتا ہے:-

(۱) زمانے کی تمام سختیوں و مصائب نے ہم پر سخت حملہ کیا ہے اور اس کے پنجوں و ناخنوں نے ہمیں زخمی کر ڈالا ہے۔

(۲) پردیس میں زمانے کی اونچ نیچ نے ہم پر بڑا ظلم ڈھایا ہے جس کا ڈر لاحق تھا،

(۳) ہمیں عزیزوں کی موت کا بڑا دکھ دیا ہے، اور ہمارے اعزا کی یکجہتی کو پراگندہ کر دیا ہے۔

(۴) ہمارے بھائی کو ہم سے جدا کر ڈالا جو مصیبتوں میں ہمارا سہارا تھا اور اب اس کا صدمہ نا قابلِ برداشت مصیبت ہے۔

(۵) لاشِ حسینؑ کے گرد ریت چمک رہی ہے اور اللہ کے دین پر تاریکی چھا گئی ہے۔

(۶) اب ہم پر وہ افتاد آ پڑی ہے جو پہاڑ پر آتی تو وہ لرز جاتا اور ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا۔

(۷) اس بات کا بڑا صدمہ ہے کہ میں زندہ ہوں اور وہ حسینؑ اب خاک پر پڑا ہے۔

(۸) ایسے شخص کی تعزیت اس طرح ہے جیسے آدھی جان نکل گئی ہو۔ یعنی ایک حصہ زندہ ایک مردہ ہو۔

(۹) اب ہماری کوئی پناہ گاہ نہیں ہے اور وہ مصائب زمانے نے لا ڈالے جس پر غالب نہ آ سکیں۔

(۱۰) زمانہ ہمیں اُجاڑ رہا ہے حالانکہ ہمارے نانا ایسے رسولؐ ہیں جن کی بخششیں

Presented by Ziaraat.Com

اور نوازشیں تمام دنیا کے لئے عام تھیں۔ (مقتل ابی مخنف)

صاحب مجمع النورین کا بیان ہے کہ امام کے گرنے کے بعد یہ گھوڑا بار بار امام کے قریب آ کر اپنے گھٹنے زمین پر ٹیک دیتا تھا اور کبھی بار بار جھک جاتا ہے گویا کہ امام کی طرف اشارہ کر کے کہہ رہا تھا کہ مولا آیئے سوار ہو جائے تا کہ آپ کو خیمہ تک پہنچا دوں۔

﴿۲۷﴾ ...تاراجیِ خیام اور حضرت اُمِّ کلثومؑ:

امامِ عالی مقام کی شہادت کے بعد مسلمانوں کا فرض تو یہ تھا کہ انہی مظالم پر اکتفا کرتے اور اپنے شرمناک کرتوتوں پر پشیمان ہو کر شہزادیوں کو پرسہ دیتے اور باوقار و بااحترام ان کو وطن تک پہنچا دیتے مگر کیسے سنگدل انسان تھے جنہوں نے قیامت تک تاریخِ اسلام پر ایک نا قابلِ فراموش سانحہ کا داغ لگا دیا حتیٰ کہ بقول ڈپٹی نذیر احمد دہلوی مسلمان اس نالائق حرکت کی وجہ سے کسی کو منہ دکھانے کے لائق نہ رہے۔

صاحب ریاض الاحزان وحدائق الاشجان فرماتے ہیں۔

ظالموں نے اہلِ حرم کے خیام پر غارت گری کی تیاریاں شروع کر دیں اور پیادہ اور سوار خولی اور شمر اور سنان کی قیادت میں خیام کی طرف بڑھے اور تلواریں اور خنجر بے نیام کر لئے۔

علامہ سید محمد باقر مجتہد لکھتے ہیں کہ شمر ملعون لشکر کے ہمراہ حرم سرائے آلِ رسولؐ پر غارتگری کے لئے روانہ ہوا جونہی لشکر کا شور و غل معصوم بچیوں اور چھوٹی چھوٹی شہزادیوں کے کانوں میں پہنچا تو پیاس بھی بھول گئیں اور سب دوڑ کر آئے اور جنابِ زینبؑ کبریٰ کا دامن تھام لیا کوئی کہتا تھا اے پھوپھی اماں کیا یہ ظالم ہمارے بھی سر قلم کرنے آ رہے ہیں؟ کوئی کہتا تھا ہم کہاں جائیں شمر آ رہا ہے شمر نے خیام کا محاصرہ کر لیا اور اشقیاء نے غارتگری شروع کر دی کوئی چادریں لوٹنے لگا کوئی چھوٹے چھوٹے عمامے لوٹنے

Presented by Ziaraat.Com

لگا۔ (ریاض القدس جلد۲ صفحہ۱۷۹)، (مراۃ الایقان صفحہ۱۲۱ جلد اول)

سید ابن طاؤس لکھتے ہیں۔

تسابق القوم علیٰ نهب بیوت آلِ الرسول حتی جعلوا ینزعون ملحفته المرۃ عن ظهرها

لوگوں نے حرم رسولؐ کو لوٹنے میں ایک دوسرے سے مقابلہ شروع کر دیا۔ حتیٰ کہ عورتوں کی چادریں بھی چھیننے لگ گئے۔

آہ کس قدر قیامت خیز منظر تھا جب شہزادیوں کی نگاہیں علی اکبرؑ اور عباسؑ جیسے غیوروں کو ڈھونڈ رہی تھیں۔ مگر آج تو نہ علی اکبرؑ تھے نہ عباسؑ نہ حسینؑ تھے نہ حبیب ابنِ مظاہر کوئی مسلمان ایسا نہ تھا جو ان بیکس و مصیبت زدہ بیبیوں کی مدد کرتا حمید کہتا ہے کہ میں نے دیکھا کہ قبیلہ بکر بن وائل کی ایک عورت جو اپنے شوہر کے ساتھ آئی ہوئی تھی جب اس نے شہزادیوں حضرت زینبؑ اور حضرت اُمِّ کلثومؑ کو لٹتے ہوئے دیکھا تو ہاتھ میں تلوار لے کر خیمہ سے نکل آئی اور اپنے قبیلہ والوں کو پکار کر کہا اے بنی بکر کیا تماشہ دیکھ رہے ہو کہ یہ رسولؐ کی بیٹیوں کو لوٹا جا رہا ہے کیا ہے کوئی جو رسولؐ اللہ کا پاس رکھ لے اور ان کی مدد کرے مگر کسی نے اس کی پروانہ کی اور اس کا شوہر آیا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر لے گیا۔ علامہ جلیل شیخ محمد بن حسن حر عاملی اپنے مقتل میں لکھتے ہیں کہ جب اشقیاء کا لشکر غارت گری کے لئے آگے بڑھا تو جناب زینبؑ الکبریٰ نے عمر بن سعد کو پیغام بھیجا کہ اگر تم لوگ اسباب، زیورات، چادریں لوٹنا چاہتے ہو تو لشکر والوں کو منع کرو کہ وہ ہمارے خیام میں نہ آئیں اور میرے بھائی کے حرم کی طرف ہاتھ نہ بڑھائیں۔ پس بی بی نے حکم دیا کہ گوشوارے کنگن، چادریں وغیرہ اُتار کر ان کی طرف پھینک دو اور خود ان شہزادیوں نے پھٹی پرانی چادریں پہن لیں اور فاطمہ کبریٰ نے فرمایا پھوپھی اماں

Presented by Ziaraat.Com

میں گوشوارے نہیں اُتاروں گی یہ مجھ کو خود بابا پہنا گئے تھے یہ ان کی یادگار ہیں بی بی نے اجازت دے دی مگر آ، ایک شقی کی نگاہ پڑ گئی تو اس ملعون نے کان چیر کر اس بی بی کے گوشوارے بھی لوٹ لئے۔

باوجود بیبیوں کے عطا کردہ مال لوٹ لینے کے ظالموں نے بچوں اور بچیوں پر رحم نہ کیا اور کان چیر چیر کر ذرا اُتارے۔ حمید روایت کرتا ہے کہ امامِ مظلومؑ نے کربلا آنے کے بعد ایک شخص سے دو گوشوارے اور دو چادریں خریدیں ان سے ایک چادر واپس کردی اور کہا کہ اگر یہ دوسری چادر کسی کے سر پر دیکھو تو تم مت اُتارنا آپ نے وہ گوشوارے اور چادر سکینہؑ کو دے دیئے حمید کہتا ہے کہ تاراجیٔ خیام کے وقت میں نے دیکھا کہ اس شخص کی مٹھی سے خون ٹپک رہا تھا۔ میں نے پوچھا کہ بتلا مٹھی میں کیا ہے اس نے مٹھی کھولی تو وہ گوشوارے تھے جو امام نے سکینہؑ کو پہنائے تھے اس نے شہزادی کے کان چیر کر اُتار لئے تھے۔ ریاض الشہداء صفحہ ۱۴۱ نور العیون میں ہے کہ جب ظالموں نے تلواروں سے خیام کی طنابیں کاٹنا شروع کیں تو اُمِ کلثومؑ نے دروازۂ خیمہ پر آکر فرمایا:۔

یابن سعد اللّٰہ یحکم بیننا و بینك ویحرمك شفاعة جدنا و امرت بقتل سبط الرسول ولم ترحم صبیانه ولم تشفق علیٰ نسائه

(ریاض القدس جلد دوم صفحہ ۱۸۰)

اے سعد کے بیٹے اللہ ہمارا اور تیرا فیصلہ کرے گا اور تجھ کو ہمارے نانا کی شفاعت سے محروم کرے گا اور تجھ کو حوضِ کوثر سے سیراب نہیں کرے گا جیسا کہ تو نے ہمارے ساتھ برتاؤ کیا اور نواسۂ رسولؐ کے قتل کا حکم دیا اور اس کے یتیم بچوں پر رحم نہ کیا اور اس کی عورتوں پر ترس نہ کھایا مگر اس ملعون نے کوئی توجہ نہ کی۔

Presented by Ziaraat.Com

جب خولی لوٹتا ہوا ایک خیمہ میں آیا تو دیکھا کہ چھوٹی سی بچی مصلیٰ عبادت پر بیٹھ کر دعا مانگ رہی تھی جب بچی نے ظالم کو دیکھا تو خوفزدہ ہوگئی اور فرمایا۔

یا شیخ هل رائیت ابی

اے شیخ کیا تو نے میرے بابا کو دیکھا ہے ظالم نے بچی پر تازیانے سے ظلم کرنا شروع کر دیا اور کانوں کو چیر کر گوشوارے لے کر چل دیا۔

علامہ شیخ مہدی لکھتے ہیں۔

لماهجم القوم علیٰ الخیم و تفرقت النساء والاطفال اقبلت زینب ووقفت علی زین العابدین و کانت تدافع عنه حتی قال حمید انتهیت الی علی بن الحسین وهو مریض و منبسط علیٰ فراش اذا اقبل شمر و معه جماعته وهم یقولون الا تقتل هذا العلیل فتهم اللعین بقتله وسل سیفه فالقت زینب بنفسها علیه وقالت لا یقتل حتی اقتل

جب ظالموں نے لوٹ مار کی تو شہزادیاں اور بچے ادھر ادھر متفرق ہو گئے اور بی بی زینبؑ امام زین العابدینؑ کی حفاظت کے لئے ان کے پاس آ کر کھڑی ہو گئیں حمید کہتا ہے کہ جب میں بھی اس جگہ پہنچا جہاں پر بیمار امام بستر بیماری پر سو رہے تھے شمر اپنے گروہ کے ساتھ آیا اور وہ کہہ رہے تھے کیا اس بیمار کو قتل نہیں کرتے اور ملعون نے تلوار کھینچ لی اور سجاد کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو بی بی زینبؑ نے اپنے آپ کو امام کے اوپر گرا دیا اور فرمایا جب تک زینبؑ کو قتل نہ کیا جائے سجاد کو قتل نہیں کیا جائے گا پس ظالم نے تلوار روک لی کس قدر بلند مرتبہ ہے اس مخدومہ کونین کا جس نے امامت کو بچا لیا اگر بی بی نہ ہوتی تو یقینی طور پر سجاد کو شہید کر دیا جاتا امامت پر جناب زینبؑ کا یہ عظیم احسان ہے۔

(الطراز المذہب صفحہ ۲۱۳، بحور الغمہ جلد ۳، صفحہ ۳۲۲، معالی السبطین صفحہ ۵۱ جلد ۲)

Presented by Ziaraat.Com

﴿۳۷﴾ ...اور خیام جل اُٹھے:

فاضل یزدی نے انوار الشہادۃ میں لکھا ہے کہ جب تمام خیام کو لوٹ لیا گیا۔
تو صرف ایک خیمہ بچ گیا جہاں سید الشہداؑ عبادت کیا کرتے تھے تمام شہزادیاں اور بچے اسی خیمہ میں جمع ہو گئے عمر بن سعد نے خیام کے قریب آ کر صدا دی اے اہلِ بیتؑ باہر نکل آؤ ورنہ خیام کو آگ لگا دی جائے گی جنابِ زینبؑ یہ سن کر بڑی مضطرب ہوئیں ظالم نے تین دفع صدا بلند کی تیسری دفع پر جناب زینبؑ عالیہ نے فرمایا اے ظالم خدا سے ڈر اور ہم پر اتنا ظلم و ستم نہ کر اس خبیث نے کہا تم کو ضرور باہر آنا پڑے گا تا کہ تم کو اسیر کیا جائے بی بی نے فرمایا ہم ہرگز باہر نہیں نکلیں گے یہ سن کر خبیث نے حکم دیا کہ خیام کو آگ لگا دو (اسرار الشہادۃ صفحہ ۳۷۵ زینبؑ الکبریٰ صفحہ ۱۰۹ الدمعۃ الساکبہ)

لماهجم القوم ارتفع صیاح النساء صاح ابن سعد ویلکم اکبسوا علیٰ النساء الخباء واضر مومن ناراً واحرقوها ومن فیها

جب لوگوں کا ہجوم ہوا تو شہزادیاں چلا اُٹھیں ابن سعد نے کہا ان کو گھیر لو اور خیام کو آگ لگا دو اور جو خیموں میں ہیں سب کو جلا ڈالو، بحر المصائب اور مفاتیح الغیب میں مروی ہے کہ۔

جب خیام کو آگ لگی تو تمام شہزادیاں جناب سید سجادؑ کی پرستاری کے لئے ان کے پاس جمع تھیں اچانک اصحاب کی عورتیں گھبرا کر خیام سے باہر نکلنے لگیں اور جناب زینبؑ کو آگاہ کیا بی بی نے بڑی پریشانی اور اضطراب کے عالم میں جناب سجاد کی طرف رخ کیا اور فرمایا اے حجت خدا یہ معصوم یتیم بچے آگ کی گرمی سے مر جائیں گے ان شہزادیوں کے لئے اب کیا حکم ہے امام زین العابدین بیماری کی شدت سے گفتگو نہیں کر سکتے تھے بس صحرا کی طرف اشارہ کر دیا بی بی نے امام کے حکم کی اطاعت کرتے

Presented by Ziaraat.Com

ہوئے مستورات کو کہا (الطراز المذہب صحہ ۲۰۶)،(معالی جلد ۲ صفحہ ۵۱)

اے شہزادیوں بچوں کو لے کر بیاباں کی طرف نکل جاؤ۔

علامہ شیخ مہدی لکھتے ہیں کہ۔

ففردن نبات رسول اللّٰہ صائحات باکیات نادبات الازینبؑ الکبریٰ فانھا واقفۃ تنظر الیٰ زین العابدین لافہ لا یتمکن من من النھوض

تمام شہزادیاں بیابان کی طرف چلی گئیں مگر زینبؑ نہ گئیں اور امام زین العابدین کی طرف حسرت بھری نگاہوں سے دیکھ رہی تھیں جو کہ شدت مرض سے اُٹھنے کے قابل نہ تھے مفتاح البکاء میں حمید بن مسلم سے روایت ہے کہ۔

رائیت امرۃ القت انفسھا علیٰ النار فجاء ت بجسد کانہ میت و رجلاہ تحتطان علیٰ الارض

میں نے دیکھا کہ ایک عورت آگ میں داخل ہوگئی اور ایک لاش سی اُٹھا کر باہر لائی جس کے پاؤں زمین پر لگ رہے تھے میں نے کسی سے پوچھا کہ یہ عورت کون ہے مجھ کو بتلایا گیا کہ یہ زینبؑ بنت امیر المومنینؑ ہیں اور وہ شخص جس کو یہ اندر سے اُٹھا کر لائی ہیں وہ علی بن حسینؑ زین العابدینؑ ہیں جب بی بی کی نگاہ عمر بن سعد پر پڑی تو فرمایا اللہ تیری نسل کو قطع کرے اے عمر بن سعد کیا تجھ کو تیرے باپ نے یہی وصیت کی تھی۔

کربلا میں موجود ہونے والوں میں سے ایک شخص سے روایت ہے کہ جب خیام کو آگ لگے رہی تھی تو میں نے دیکھا کہ ایک بی بی ایک ایسے خیمہ کے دروازہ پر کھڑی ہے جو آگ کی لپیٹ میں آچکا تھا۔

تارۃً تنظر یمنۃ ویسرۃ واخریٰ تنظر الی السماء و تارۃً تدخل فیتلك الخیمۃ و تخرج

Presented by Ziaraat.Com

جو کبھی دائیں طرف دیکھتی تھی اور کبھی بائیں طرف اور کبھی آسمان کی طرف دیکھتی تھی اور کبھی خیمہ کے اندر جاتی تھی اور کبھی باہر نکلتی تھیں میں قریب گیا اور کہا اے بی بی یہاں کیوں کھڑی ہو آگ ہر طرف سے تم کو گھیر رہی ہے اور دوسری عورتیں دور چلی گئی ہیں اور تم ان کے پاس کیوں نہیں جاتیں۔

فبکت وقالت یا شیخ ان لنا علیلاً فی الخیمة وهو لا یتمکن من النهوض فکیف افارقه قد احاط النارجه

وہ رونے لگی اور کہا اے شیخ خیمہ کے اندر ہمارا ایک بیمار رہ گیا ہے جو شدت مرض سے اُٹھنے کی طاقت نہیں رکھتا میں اس سے کس طرح جدا ہو جاؤں جبکہ وہ آگ کے اندر گھر گیا ہے۔ (الطراز المذہب، معالی السبطین)

علامہ محمد باقری تفلیسی لکھتے ہیں کہ جب شمر نے کہا۔

آتونی بالنار حتی احرق خیام آل احمد المختار

آگ لاؤ تا کہ میں آلِ رسولؐ کو جلا دوں تو چھوٹے چھوٹے بچے خوف سے کانپنے لگے اور ایک خیمے سے دوسرے خیمے کی طرف بھاگنے لگے جب تمام خیام جل گئے اور ایک خیمہ بچ گیا جناب زینبؑ الکبریٰ بیمارِ کربلا کی خدمت میں آئیں اور فرمایا اے میری آنکھوں کے نور تم حجتِ خدا ہو اب ہم عورتوں کی شرعی تکلیف کیا ہے کیا ہمارے لئے یہی حکم ہے کہ ہم بیکس شہزادیاں اور ہمارے یتیم بچے آگ میں جل جائیں امام نے فرمایا باہر نکل جاؤ پس تمام مستورات اور بچے اشارہ پاتے ہی بنات النعش ستاروں کی طرح مقتل میں بکھر گئے راوی کہتا ہے کہ ان میں ایک کم سن بچی تھی جس کے دامن میں آگ لگی ہوئی تھی اور وہ ابن ابی اخی کہتی ہوئی دوڑی جا رہی تھی میں نے اس کے پیچھے گھوڑا دوڑایا پس بچی تیزی سے دوڑنے لگی اور اس کا پاؤں کپڑے میں الجھ گیا اور زمین پر گر

Presented by Ziaraat.Com

پڑی اور میں بھی جا پہنچا بچی نے ایک دفعہ میری طرف دیکھا میں نے دیکھا کہ اس کے لبوں سے خون ٹپک رہا تھا اور وہ ڈر سے کانپ رہی تھی میں نے کہا ڈر نہیں میں آگ بجھانا چاہتا ہوں مجھ کو دیکھ کر کہتی ہے یا شیخ۔ (معالی السبطین جلد دوم صفحہ ۵۲)

هل قرات القرآن

اے شیخ کیا تو نے قرآن نہیں پڑھا میں نے کہا ہاں کہنے لگی تو نے یہ آیت نہیں پڑھی۔

اما اليتيم فلا تقهر

کہ یتیم پر قہر نہ کرو میں نے کہا تم یتیم ہو اس نے کہا میں بھی یتیم ہوں میرا بابا مارا گیا ہے۔

حمید بن مسلم سے مروی ہے کہ میں نے ایک بچے کو مقتل کی طرف دوڑتا ہوا دیکھا جس کے دامن کو آگ لگی ہوئی تھی میں دوڑا تا کہ آگ بجھاؤں وہ بچہ اور تیزی سے دوڑنے لگا شاید کہ اس کو خوف تھا کہ یہ شخص بھی ظلم کرے گا میں نے بچے کو تسلی دی اور اس کی آگ بجھا دی میں نے کہا اے شہزادے تو کہاں جانا چاہتا ہے اس نے کہ اے شیخ مجھ کو نجف کا راستہ بتا دے میں اپنے جد امجد امیر المومنینؑ کے پاس شکایت کرنے کے لئے جانا چاہتا ہوں۔ (مصباح الحرمین صفحہ ۴۳۱، مرقاۃ الایقان جلد ۲ صفحہ ۱۲۱، انوار المواھب صفحہ ۴۳۹ علامہ علی اکبر نہاوندی)

﴿۴۷﴾...تاراجیٔ خیام کے وقت چند کم سن بچوں کی دردناک شہادت:

تاراجیٔ خیام کے وقت جو سب سے بڑی مصیبت حضرت زینبؑ اور حضرت اُمِ کلثومؑ پر واقع ہوئی وہ ان معصوم اور کم سن شہزادوں اور شہزادیوں کی گمشدگی اور شدید اضطراب تھا جو جناب عباس علیہ السلام اور جناب علی اکبرؑ اور دیگر جوانان بنی ہاشم کی

Presented by Ziaraat.Com

حفاظت اور نگرانی میں رہنے اور آرام کرنے کے عادی تھے مگر تاراجیٔ خیام کے وقت سراسیمگی اور بدحواسی کے عالم میں ادھر ادھر منتشر ہو گئے تھے اقوامِ اشقیاء کے دردناک مظالم اور حرم رسولؐ کی تاراجی اور خیام کی آتش زدگی کے وقت کئی معصوم بچے گھبراہٹ کے عالم میں خیام سے باہر نکلے جن میں سے کئی فوجوں کے اژدھام میں پامال ہو کر شہید ہوئے اور کئی بھوک پیاس اور گرمی کی شدت سے مر گئے حسن بن سلیمان بن محمد شویکی نے اپنے مقتل میں اور عبدالوہاب شعرانی نے کتاب المنن جلد دھم میں جناب عبدالرحمان بن عقیل بن ابی طالب کے دو کمسن بچوں سعید اور عقیل کے متعلق لکھا ہے۔

(بحور الغمہ جلد ۳ صفحہ ۳۸۴ ھدیۃ الواعظین صفحہ ۲۲۳)

کانا معه و ماتا من شدة العطش والد هشنه والذعر بعد شهادة الحسين لما هجم القوم علىٰ مخيم النساء للسلب وامهما خديجة بنت علي بن ابي طالب توفيت في الكوفة

یہ دونوں شہزادے جناب خدیجہ بنت علی بن ابی طالب کے بطن سے تھے جو کہ کوفہ میں انتقال کر گئی تھیں یہ دونوں بچے اپنے والد کے ہمراہ کربلا میں آئے مگر شہادت امام حسینؑ کے بعد جب ظالموں نے شہزادیوں کے خیام پر غارتگری کی تو یہ پیاس کی شدت اور دہشت اور گھبراہٹ کی وجہ سے مر گئے۔

اسی مقتل میں ہے کہ جناب مسلم بن عقیل کی ایک بچی عاتکہ جو کہ سات برس کی تھی اور جناب رقیہ بنت امیر المومنین کے بطن سے پیدا ہوئی۔

هي التي سحقت يوم الطف بعد شهادة الحسين لماهجم القوم علىٰ المخيتم السلب

یہی شہزادی امام حسینؑ کی شہادت کے بعد اس وقت پامال ہو کر شہید ہو گئی جب کہ خیام پر غارتگری کرنے والوں کا ہجوم ہوا۔

(بحور الغمہ جلد ۳ صفحہ ۳۸۴، ھدیۃ الواعظین صفحہ ۲۲۳)

Presented by Ziaraat.Com

اسی طرح امام حسنؑ کی دو شہزادیوں اُم الحسن اور اُم الحسین علیہا السلام کے متعلق مروی ہے۔

سحقتا یوم الطف بعد شهادة الحسين لماهجم القوم علىٰ الخيم السلب وامهم اُم بشر بنت المسعود الانصاری

یہ بچیاں بھی واقعۂ شہادت کے بعد اس وقت پامال ہو کر شہید ہوئیں جب کہ قوم اشقیا کا انبوہ کثیر لوٹنے کے لئے خیام کے اِرد گرد جمع ہو گیا۔

ان کی ماں کا نام اُم بشر بنت مسعود انصاری ہے۔

علامہ جعفر نقدی لکھتے ہیں۔

ان الحسین عندو داعه اوصیٰ الی اخته زینبؑ بجمع العیال بعد ان یحرقو الاعداء الخیام فبعدان امرقوا الخیام و تفرقت الاطفال ذهبت زینب فی جمعها و تفقدت طفلین للحسین فذهبت فی طلبهما فرتهما معتنقین نائمین علیٰ الارض فلما حرکتما فاذا اهمامتین عطشاً

امام حسینؑ نے اپنی بہن زینبؑ کو الوداع کرتے ہوئے وصیت کی تھی کہ خیام کو آگ لگنے کے بعد بچوں کو جمع کر لینا تاکہ گم نہ ہو جائیں جب خیام کو آگ لگ گئی تو بچے منتشر ہو گئے اور بی بی نے بچوں کی دیکھ بھال کی تو امام حسینؑ کے دو کم سن بچے نظر نہ آئے پس حضرت زینبؑ اور حضرت اُمِّ کلثومؑ ان کو تلاش کرنے کے لئے نکل پڑیں دیکھا تو دونوں ایک دوسرے کو گلے لگائے ہوئے زمین پر سو رہے ہیں بی بی نے ان کو حرکت دی تو دیکھا کہ دونوں پیاس کی وجہ سے مر گئے تھے۔

محمد بن عبداللہ حائری نے اپنے مقتل میں لکھا ہے کہ جب تاراجیٔ خیام کے وقت بچے منتشر ہوئے زینب عالیہ اُمِّ کلثومؑ بچوں کی تلاش میں نکلیں تو ایک جھاڑی کے پاس

Presented by Ziaraat.Com

دو معصوم بچوں کو خوف اور پیاس کی وجہ سے مرا ہوا پایا۔

(معالی السبطین جلد دوم صفحہ ۵۳۔ زینب الکبریٰ صفحہ ۱۰۹ طبع نجف)

فاضل بسطامی نے التحفۃ الحسینیہ میں بحوالہ کتاب منبع الدموع حضرت قائم آلِ محمد علیہ السلام عجل اللہ فرجہ سے نقل کیا ہے کہ جب حرم رسولؐ کو اسیر کر کے سوار کرنے لگے اور بچوں کی فہرست دیکھی تو ایک بچہ اور ایک بچی نہ ملے عمر بن سعد نے لشکر کو حکم دیا کہ بیابان میں منتشر ہو جاؤ اور بچوں کو تلاش کرو شمر ملعون شہزادی کو تلاش کرتا ہوا آیا اور یہ گھوڑے پر سوار تھا ایک جھاڑی کے قریب پہنچا تو دیکھا جھاڑی کے سایہ میں وہ دونوں بچے سو رہے ہیں یہ گھوڑے پر سے ہی جھکا اور بچوں کو تازیانہ مارا مگر انہوں نے حرکت نہ کی پس وہ گھوڑے سے اُتر پڑا تو دونوں شہزادوں کو طمانچے مارنے شروع کر دیئے مگر بچوں نے حرکت نہ کی آخر اس نے نبضوں پر ہاتھ رکھا تو دیکھا کہ دونوں کی روحیں پرواز کر چکی تھیں۔

فاضل بسطامی نے اسی کتاب میں ''مختاریہ ابوالفتوح سے نقل کیا ہے کہ دو کمسن شہزادیاں جب تاراجیٔ خیام کے خوف سے خوفزدہ ہو کر مقتل کی طرف دوڑیں اور امام حسینؑ کی خون آلود اور تیروں اور تلواروں اور نیزوں سے زخمی لاش دیکھی تو ان پر اس قدر اثر ہوا کہ وہیں انتقال کر گئیں ان میں سے ایک امام حسنؑ کی بیٹی تھی اور ایک امام حسینؑ کی۔ بحرالمصائب جلد سوم صفحہ ۲۴۱ میں اس قسم کے کئی بچوں کی شہادت کے واقعات لکھے گئے ہیں جو خوف اور تشنگی اور سراسیمگی کے عالم میں فوت ہو گئے علامہ محمد علی نجفی کاظمی نے لسان الواعظین میں اور علامہ کرمانشاھی نے تحفۃ الذاکرین میں لکھا ہے کہ جب خیام کو آگ لگی تو تیئس بچے خیام سے روتے ہوئے نکلے جو کہ خوف اور تشنگی کی شدت سے لرز رہے تھے ایک سپاہی نے عمر بن سعد سے کہا اے امیر ان معصوم بچوں

Presented by Ziaraat.Com

کو کس طرح زندہ پکڑ کر یزید کے پاس لے جاؤ گے یہ تو عنقریب مر جائیں گے اہلِ لشکر کو کہو ان کو پانی پلا دیں عمر بن سعد نے مشکیزے بھرنے کا حکم دیا جب بھری ہوئی مشکیں آ گئیں اور سپاہیوں نے بچوں کو جمع کیا اور پہلا جام ایک کم سن بچی رقیہ کو دیا جو کہ سب سے زیادہ چھوٹی تھی بچی وہ جام لے کر مقتل کی طرف دوڑنے لگی انہوں نے پوچھا بچی کہاں جا رہی ہو کہنے لگی کہ جب میرے بابا میدان کی طرف جا رہے تھے تو ان کے لب پیاس کی وجہ سے خشک تھے میں ان کو پانی پلانے جا رہی ہوں۔ (معالی السبطین جلد ۲ صفحہ ۵۳، زینب الکبریٰ ۱۰۹، ثمرات الحیاۃ جلد دوم صفحہ ۳۱۶، کبریت احمر صفحہ ۲۳۳)

﴿۷۵﴾... حضرت زینبؑ اور حضرت اُمِّ کلثومؑ نے بھی لاشے اُٹھائے:

ریاض القدس میں بحر المصائب کے حوالہ سے مروی ہے کہ جب شامِ غریباں رنج و الم کی تاریکیاں لے کر نازل ہوگئی تو جناب زینبؑ عالیہ نے جناب فضہؑ کو بلایا اور بچوں کو شمار کرنا شروع کیا اور ان کو گن گن کر جناب فضہؑ کے سپرد کرنا شروع کر دیا جب گن چکیں تو بچے نظر نہ آئے بی بی سخت پریشان ہوگئیں اور دل میں کہا میں نے کیا کیا؟ کل رات مجھ کو بھائی حسینؑ ان بچوں کی پرستاری کی بار بار وصیت کرتے رہے آج بھی الوداع کرتے وقت مجھ کو ان یتیم شہزادوں کے بارے میں وصیت کی اے اُمِّ کلثومؑ آج ہمارا امتحان کس قدر شدید ہے نہ معلوم یہ کم سن شہزادے کہاں گئے زندہ ہیں یا مر گئے۔ پس جنابِ زینبؑ اور جنابِ اُمِّ کلثومؑ بچوں کی تلاش میں بیابان کی طرف چل دیں ناگاہ زینبؑ کو دور سے دو سائے نظر آئے بی بی نے آواز دی خدا کے واسطے ہمارے قریب مت آنا ہم حرم حسینؑ ہیں مگر وہ دونوں سائے قریب تر آتے ہوئے نظر آئے اور آواز

Presented by Ziaraat.Com

آئی بیٹی گھبراؤ مت میں تیرا بابا علیؑ ہوں اور میرے ساتھ تمہاری اماں فاطمہ زہراؑ ہیں اور پھر دونوں غائب ہو گئے یہ منظر دیکھ کر زینبؑ الکبریٰ زمین پر بیٹھ گئیں اور بہت روئیں پھر اُٹھیں اور بچوں کو تلاش کرتے کرتے ایک جھاڑی کے پاس پہنچ گئیں دیکھا کہ جھاڑی کے کانٹوں کے نیچے دونوں معصوم بچے ایک دوسرے کو گلے لگا کر سو رہے ہیں بی بی ان یتیموں کی یہ بیکسی دیکھ کر اس قدر روئیں کہ زمین آنسوؤں سے تر ہو گئی پھر آواز دی بہن اُمِ کلثومؑ ادھر آؤ بچے یہاں سو رہے ہیں دونوں بہنیں یہ روح فرسا منظر دیکھ کر کچھ دیر تک روتی رہیں گویا کہ شہزادیوں کو وہ منظر یاد آیا کہ کہاں وہ وقت کہ یہ خانوادہ عصمت کے شہزادے عباس علمدار کے پہرے میں ماؤں کے پاس سوتے تھے مگر آج وہ وقت بھی آ گیا کہ جنگل کی بھیانک جھاڑی رات کی تاریکی میں ریت پر سو رہے ہیں جناب زینبؑ نے فرمایا نہیں بہن جلدی اُٹھو واپس چلیں ایک بچے کو تم اٹھاؤ ایک کو میں اُٹھاؤں مگر ذرا نرمی سے اُٹھانا تا کہ جاگ نہ جائیں بیچارے تین روز سے بھوکے اور پیاسے ہیں اور بنی امیہ کے مظالم سے خوفزدہ ہیں آہ جب شہزادیوں نے دونوں بچوں کو اُٹھایا تو دیکھا کہ دونوں کی روحیں پرواز کر چکیں تھیں اور دونوں اس جہانِ فانی سے کوچ کر کے ماں زہرا علیہا السلام کے پاس پہنچ چکے تھے۔

ان واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب زینبؑ الکبریٰ اور حضرت اُمِ کلثومؑ کا یہ امتحان کس قدر عظیم اور حوصلے شکن تھا مگر زہراؑ کی لختِ جگر نے بڑے حوصلہ کے ساتھ ان کا مقابلہ کیا اور نہ معلوم کس قدر معصوم بچوں اور بچیوں کی ننھی ننھی زخمی لاشیں اُٹھائیں اور ایک مقام پر جمع کیں۔ (ریاض القدس جلد دوم صفحہ ۱۹۷ صدر الدین الواعظ القزوینی)

﴿۷۶﴾... حضرت زینبؑ اور حضرت اُمِ کلثومؑ اہلِ حرم کی پاسبان:

اور امیر المومنینؑ اور فاطمہ زہراؑ کی آمد بحر المصائب اور دیگر کتب مقاتل میں روایت

Presented by Ziaraat.Com

ہے کہ جب امام حسینؑ کے تمام یار و انصار شہید کر دیئے گئے تو ابن سعد کے حکم سے یزیدی لشکر کے مقتولوں کو دفن کر دیا گیا لیکن سبطِ پیمبرؐ اور ان کے اصحاب کی مقدس لاشوں کو دھوپ میں چھوڑ دیا گیا اور سر ہائے مطہرہ کو اسی دن کوفے کی طرف روانہ کر دیا گیا۔ ابن سعد اور دیگر اہلِ لشکر وہیں ٹھہر گئے اور دوسرے روز روانگی کا قصد کیا۔ جب رات آئی اور تاریکی چھا گئی تو چھوٹے چھوٹے برہنہ پا برہنہ سر بچے جو کہ بھوک اور پیاس سے نڈھال تھے بی بی کے اِرد گرد جمع ہو گئے اور واعمتاہ کہہ کر فریادیں کرنے لگے یعنی اے پھوپھی اماں ہمارے جگر پیاس سے پھٹ رہے ہیں اور بھوک نے ہم کو نڈھال کر دیا ہے۔ بی بی نے جب بچوں کی یہ حالت زار دیکھی تو بڑی آزردہ خاطر ہوئیں اور جنابِ اُمِّ کلثومؑ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

ما نصنع هذه الليلة بهذه الفتياب الضائعات وهولاء الاطفال

آج رات کو ہم ان بیکس شہزادیوں اور یتیم کم سِن بچوں کے ساتھ کیا کریں اُمِّ کلثومؑ نے فرمایا بی بی بیکس شہزادیوں اور یتیم کم سِن بچوں کے ساتھ کیا کریں اُمِّ کلثومؑ نے فرمایا بی بی آپ کی کیا رائے ہے جناب اُمِ المصائب نے فرمایا کہ میری رائے یہ ہے کہ ان تمام بچوں کو امام زین العابدینؑ کے اِرد گرد جمع کر دیں اور ایک طرف سے تم پاسبانی کرو اور ایک طرف سے میں پاسبانی کروں گی۔ امام سجادؑ کی حالت یہ تھی کہ مرض کی شدت اور دردناک مصائب کی وجہ سے بالکل ہی خاموش تھے اور دیگر شہزادیاں گریہ و زاری میں مصروف تھیں۔

کافی دیر تک پاسبانی کرنے کے بعد جناب زینبؑ نے جناب اُمِّ کلثومؑ سے فرمایا میں کچھ دیر عبادتِ الٰہی کر لوں تم ان کی پاسبانی کرنا۔ بی بی نے سر زمین پر رکھ دیا اور تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ جنابِ اُمِّ کلثومؑ نے بیابان کے دھانے میں کوئی سایہ دیکھا

Presented by Ziaraat.Com

اور لرز گئیں اور آواز دی بہن زینبؑ اُٹھو اور دیکھو تو سہی کوئی شخص چلا آرہا ہے۔ بی بی نے سجدے سے سر اُٹھایا اور دیکھا کہ ایک شخص آگے بڑھا چلا آرہا ہے۔

قطننه جندیه یقبل لنهبها

بی بی نے گمان کیا شاید کوئی سپاہی لوٹنے آرہا ہے جب بچوں اور شہزادیوں کو کسی غیر محرم کے آنے کی خبر ملی تو سب شہزادیاں اور بچے بھی رو رو کر

واجداه وا محمداه وا علیاه وا حسناه واحسیناه واضیعتاه بعدك یا ابا عبدالله

کہہ کر فریادیں کرنے لگے اور کہنے لگے اے نانا اے محمد اے علی اے حسن اے حسین اے ابو عبداللہ ہم آپ کے بعد بیکس اور بے سہارا ہو گئے ہمارا کوئی محافظ نہیں رہا۔ بی بی آگے بڑھیں اور فرمایا۔

بحق اللّٰه علیك من تكون ایها الرجل فقد روعت واللّٰه قلوبنا و قلوب هذه الفتیات الضائعات والاطفال الصغار

اے مردِ خدا تجھے اللہ کا واسطہ ہے تو بتا کہ تو کون ہے تیری وجہ سے ہمارے اور ان بیکس شہزادیوں اور ننھے منھے بچوں کے دل خوف کی وجہ سے لرز رہے ہیں مگر اس نے کوئی پرواہ نہ کی اور آگے بڑھتا چلا آیا۔

فا قبلت حتی امسكت برمام فرسه

بی بی آگے بڑھیں اور اس سوار کے گھوڑے کی لگام تھام لی۔

فقالت فی الغضب انا زینبؑ

بی بی کو جلال آگیا اور فرمایا اے شخص تو نہیں جانتا کہ میں علیؑ کی بیٹی زینبؑ ہوں۔

فوضع الرجل النقاب

Presented by Ziaraat.Com

اس مرد نے نقاب الٹ دیا

فقال لا تجزعی انا ابوك علی امیرالمومنین اتیت احرسك هذا للیلة

اور کہا اے زینبؑ گھبراؤ مت میں تمہارا بابا علی امیر المومنینؑ ہوں اور تمہاری پاسبانی کرنے آیا ہوں۔

جونہی بنتِ زہراؑ نے بابا کا نام سنا تو منہ پیٹ کر فرمایا

وا ابتاہ واعلیاً

بابا آپ اس وقت کہاں تھے جب میرا بھائی حسینؑ استغاثے کر کے تھک گئے مگر کوئی فریادرسی کے لئے نہ آیا۔ بابا اللہ کی قسم کہ آپ کا حسینؑ پیاسا شہید کر دیا گیا۔ یہ سن کر امیر المومنینؑ کی آنکھوں سے اشک بہنے لگے اور بیٹی کو گلے لگا کر فرمایا بیٹی صبر کرو واللہ تم کو اس امتحان پر عظیم اجر دے گا۔ بیٹی تم ہٹ جاؤ میں خود ہی تمہاری اُجڑی ہوئی شہزادیوں اور بچوں کی پاسبانی کروں گا۔

اُمِّ کلثومؑ نے بھی دیکھا کہ ایک سیاہ پوش مستور خیام کی طرف بڑھ رہی ہے جب وہ گریہ وزاری کرتی ہوئی بی بی کے قریب پہنچی تو اُمِّ کلثومؑ نے پہچان لیا کہ ماں زہراؑ ہیں پس ماں کو گلے لگایا۔ فطرت ہے کہ عظیم مصائب دیکھ کر بیٹی اپنی ماں سے ملتی ہے تو بڑے درد بھرے انداز میں ماں کو اپنی درد بھری کہانی سناتی ہے۔

اُمِّ کلثومؑ نے ماں کو گلے لگایا اور جی بھر کر اپنے دکھ درد سے آگاہ کیا۔

بتول نے فرمایا۔

یا بنتاہ اصبری ان اللّٰہ قد وعدلکم اجراً و مقامات جلیلہ

اے میری لختِ جگر صبر کرو اللہ نے تمہارے لئے اجرِ عظیم اور جلیل القدر مقامات و منازل کا وعدہ کیا ہے اور فرمایا بیٹی تم جاؤ میں اور تمہارے بابا مل کر اپنے یتیم شہزادوں

Presented by Ziaraat.Com

اور شہزادیوں کی پاسبانی کریں گے۔

اس شب میں بنتِ زہراؑ کی عظیم فضیلت اور منزل یقین کی عظمت و جلالت اس واقعہ سے بھی روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ باوجود حوصلہ شکن مصائب اور المناک خونی مناظر دیکھنے کے بعد بھی تصویر زہراؑ نصف شب کو مصلی عبادت پر نظر آئیں۔ امام زین العابدینؑ علیہ السلام فرماتے ہیں۔

انھا ماترکت تھجدھا طول دھرھا حتی لیلة الحادی عشر من المحرم رائیتھا تلك اللیله تصلی من جلوس

بی بی نے زندگی بھر نماز تہجد قضا نہیں کی حتیٰ کہ گیارہ محرم کی رات کو بھی میں نے پھوپھی کو بیٹھ کر تہجد پڑھتے ہوئے دیکھا مگر آج کی رات کی عبادت بی بی کے حق میں انتہائی طور پر باعث رنج والم ثابت ہوئی ہوگی چونکہ فاضل مستوفی لکھتے ہیں کہ بی بی کی عادت بن چکی تھی کہ ہر روز نماز سے پہلے اپنے بھائی حسینؑ کے چہرہ کی زیارت کرلیا کرتی تھیں۔

مگر آج تو بی بی اس شرف سے محروم تھیں۔ لیکن بھائی کے سر کو قلم کر کے اسی روز کوفے بھیج دیا گیا تھا۔

(بحور الغمہ جلد اول صفحہ ۳۲۶، الطراز المذھب صفحہ ۴۵۰، بحر المصائب جلد ۳، صفحہ ۳۱۸، الطراز المذھب ۴۵۱، طبع قم صفحہ ۲ زینبؑ الکبری صفحہ ۶۲، الطراز المذھب صفحہ ۶۱ وسلسلة الذھب صفحہ ۱۹۹ طبع لکھنؤ، منتہی الامال جلد اول صفحہ ۴۶۷)

﴿۷۷﴾ ... حضرت زینبؑ اور حضرت اُمّ کلثومؑ کی اسیری:

سید ابن طاؤس لکھتے ہیں کہ عمر بن سعد نے دسویں محرم کو ہی سروں کو کوفہ بھیج دیا چنانچہ امام حسینؑ کا سر اقدس خولی ملعون کے سپرد کیا اور باقی بہتر سروں کو قیس بن اشعث

Presented by Ziaraat.Com

اور عمر بن حجاج وغیرہ کی ہمراہی میں ابن زیاد کے پاس روانہ کر دیا اور عمر بن سعد باقی فوجوں کے ہمراہ کربلا میں ہی مقیم رہا اور رات کو بھی ملعون چین سے سوئے گیارہ محرم کو اپنے نجس مقتولوں کو دفن کرتے رہے اور زوال کے وقت یہ ان پر نمازِ جنازہ اور دفن وغیرہ سے فارغ ہو گئے۔ زوال کے وقت عمر بن سعد ملعون نے حکم دیا کہ شہزادیوں کو مع حضرت زینبؑ اور حضرت اُمِّ کلثومؑ کے بے مقنعہ و چادر اسیر کر کے بے پالان اونٹوں پر سوار کیا جائے۔

جناب سجاد کی گردن میں بھاری طوق ڈالا جائے چنانچہ عصمت مآب شہزادیوں کو سوار کرنے کے لئے جب اونٹ بٹھا دیئے گئے تو حکم دیا گیا کہ آؤ اور سوار ہو جاؤ۔ عمر بن سعد نے کوچ کرنے کا حکم دے دیا ہے جب جناب زینبؑ نے سنا تو فرمایا۔

سود اللّٰہ وجھك یابن سعد تامر ھولاء ان یر کبونا ونحن ودائع رسولؐ اللّٰہ فقل لھم یتباعدون عنا یر کب بعضھا بعضاً

اے ابنِ سعد اللہ تیرا منہ سیاہ کرے تو ان ملعونوں کو حکم دے رہا ہے کہ ہم رسولؐ اللہ کی امانت شہزادیوں کو سوار کریں ان کو کہہ دے کہ یہ ہٹ جائیں ہم خود ہی ایک دوسرے کو سوار کر لیں گے۔

فتقدمت زینب و معھا اُم کلثومؑ وجعلت تنادی کل واحدۃ من النساء باسمھا وترکبھا

پس جناب زینبؑ و اُمِ کلثومؑ آگے بڑھیں تو ایک ایک بی بی کا نام لے کر ان کو بلانا شروع کر دیا اور اونٹوں پر سوار کرنا شروع کیا حتیٰ کہ جب تمام شہزادیاں سوار ہو گئیں اور اکیلی جناب زینبؑ رہ گئیں

فنظرت یمیناً و شمالاً

Presented by Ziaraat.Com

بی بی نے ایک مرتبہ داہنی طرف دیکھا اور ایک طرف بائیں طرف۔

فلم تراحداً سوی زین العابدینؑ وھو مریض فاتت الیہ وھو مریض وقالت قم یا ابن اخی وارکب الناقۃ

پس بی بی کو جناب سجادؑ کے علاوہ کوئی نظر نہ آیا جو کہ مریض تھے پس شہزادی قریب آئیں اور فرمایا اے بھتیجے آؤ میں تم کو سوار کر دوں مگر امام نے فرمایا پھوپھی اماں مجھے رہنے دیجئے پس شہزادی امام کی مرضی کے مطابق اپنی سواری کے قریب تشریف لے گئیں۔

فالتفت یمیناً و شمالاً

دائیں بائیں دیکھا کہ شاید آج مجھ کو بھی کوئی سوار کرے مگر بی بی کو کیا نظر آیا؟

فلم ترالا اجساداً علی الرمال فصرخت وقالت وا غربتاہ واخاہ واحسینا واعباساہ وارجالاہ واضیعتاہ بعدك یا ابا عبداللّٰہ۔

گرم ریت پر سر بریدہ زخمی لاشیں جو بے گور و کفن بکھری پڑی تھیں پس شہزادی کی فریاد نکل گئی اور فرمایا ہائے غربت۔ہائے میرے برادر جان۔ہائے حسینؑ ہائے عباسؑ ہائے میرے ہاشمی جوان بھائی۔حسینؑ آپ کے بعد زینبؑ بے سہارا ہو گئی آج مجھ کو کوئی سوار کرنے والا نظر نہیں آ رہا۔بی بی کو شاید وہ وقت یاد آ گیا جب کہ مدینے سے روانگی کے وقت عباسؑ و علی اکبرؑ نے بی بی کو سوار کیا تھا اور بڑی عزت و شان سے روانہ ہوئی تھیں مگر آج زہراؑ کی بیٹی تن و تنہا کھڑی ہے کوئی سوار کرنے والا نہیں۔یہ سن کر شہزادیوں میں کہرام ماتم برپا ہو گیا۔جب سجادؑ نے پھوپھی کی بیکسی کا عالم دیکھا تو برداشت نہ کر سکے۔مقتل بحور الغمہ میں ہے کہ حضرت علیؑ نے آ کر بیٹی کو ناقے پر سوار کیا۔

Presented by Ziaraat.Com

﴿۷۸﴾...بہنیں بھائی کی لاش پر:

جناب زینب الکبریٰ پر یہ واقعہ بھی مصیبت کا پہاڑ بن کر اُترا کہ شہزادی انتہائی مجبوری کے ساتھ بھائی کی بے گور وکفن لاش کو صحرا میں چھوڑ کر چلی گئیں۔ صاحب کتاب مصائب المعصومین اور بحر المصائب وغیرہ نے لکھا ہے کہ ظالموں نے عمداً شہزادیوں کو اسی مقتل سے گزارا جہاں پر فرزند رسولؐ اور دیگر شہزادوں کی لاشیں گرم ریت پر خاک وخون سے آلودہ پڑی تھیں۔ پس جب ان شہزادیوں حضرت زینبؑ اور حضرت اُمِّ کلثومؑ کی نگاہ لاشوں پر پڑی تو اپنے آپ کو اونٹوں سے گرانا شروع کر دیا اور وارثوں کی لاشوں سے الوداع کرنے کے لئے مقتل میں پھیل گئیں۔ صاحب کامل البہائی نے کل مستورات کی تعداد بیس لکھی ہے مگر صاحب ریاض القدس لکھتے ہیں کہ کل چونسٹھ مستورات اس قافلے میں تھیں۔ جناب زینبؑ الکبریٰ اور جناب اُمِّ کلثومؑ اپنے بھائی حسینؑ کی لاش کو تلاش کرنے چلیں۔ صاحب مزامیر الاولیاء لکھتے ہیں کہ بی بی ایک نشیب کے قریب آ پہنچی جہاں ٹوٹی ہوئی تلواروں اور ٹوٹے ہوئے نیزوں اور پتھروں کا انبار تھا علامہ محمد علی کاظمینی نے بھی لکھا ہے کہ چار ہزار سپاہیوں نے پتھروں کو گودیں بھر بھر کر امام پر ظلم کیا۔ امام محمد باقر علیہ السلام بھی فرماتے ہیں۔

فقد قتل جدی بالسیف والسنان والحجارة وبالخشب وبالعصا

میرے جد امجد کو تیروں، نیزوں، پتھروں اور لکڑیوں اور عصا کے ساتھ ظلم کر کے شہید کیا گیا۔ صاحب الطراز المذہب لکھتے ہیں کہ جب بی بی اس گودال کے قریب پہنچیں تو حلقوم بریدہ سے آواز آئی یا اُختاہ اِلَیا اِلَیا اے بہن زینبؑ ادھر آؤ حسینؑ کی لاش یہاں پڑی ہے۔ صاحب ریاض القدس لکھتے ہیں کہ کافی دیر تک زینبؑ حیران ہو کر بھائی کی لاش کو دم بخود ہو کر دیکھتی رہیں گویا کہ شہزادی کو وہ وقت بھی یاد آ گیا جبکہ

Presented by Ziaraat.Com

اسی حسینؑ کو کبھی نانا کے سینہ پر سوتے دیکھتی تھیں کبھی ماں زہراؑ کی آغوش میں سوتا دیکھتی تھیں مگر آج مظلومؑ کی لاش بے گور وکفن گرم ریت پر دھوپ میں پڑی ہوئی نظر آئی۔ جن کا بدنِ اقدس نیزوں، تلواروں سے چھلنی ہو گیا تھا۔ پھر حیران ہو کر باقی مستورات سے مخاطب ہو کر پوچھنے لگیں کیا یہ میرا حسینؑ ہے؟ پھر اپنے برادر کی طرف متوجہ ہوئیں اور فرمانے لگیں۔

انت اخی انت ابن امی وابن والدی

کیا تم ہی ہو میرے بھائی حسینؑ ہو کیا تم ہی میری ماں زہراؑ کے لختِ جگر ہو کیا تم میرے بابا کی آغوش میں سونے والے حسینؑ ہو۔

فاخذت تدنوالیه وقعدت

پس بی بی آگے بڑھنے لگی حتیٰ کہ قریب آکر بیٹھ گئیں۔

وحفته المخدرات المتحیرة

جبکہ دیگر مستورات حیران ہو کر آپ کے اِرد گرد کھڑی تھیں صاحب ریاض القدس کے جملے ہیں۔

علیا مکرمه آستین عربی بالا زد سنگ و کلوح ونیزه شکسته هارابکنار زد وکشته برادر را از سنگ و کلوخ بیروں آورد اول لب بر گلوئے بریدئی آں شهید حق گذاشت جائے را بوسید که نه پیغمبر بوسیده بود نه علی نه فاطم کجا را بوسید هماں رگهائے بریده را

زینبؑ عالیہ مکرمہ نے آستین بلند کیا اور پتھروں اور ڈھیلوں اور ٹوٹے ہوئے نیزوں کو دور کیا پھر بھائی کی لاش کو پتھروں اور ڈھیلوں سے برآمد کیا اور پہلے اس شہید

Presented by Ziaraat.Com

حق کے کٹے ہوئے گلے پر اپنے لب رکھ دیئے اور اس جگہ بوسہ دیا جہاں نہ پیغمبرؐ بوسہ دے سکے نہ علیؑ نہ فاطمہؑ وہ کون سی جگہ تھی۔ وہ امام مظلومؑ کے گلوئے بریدہ کی کٹی ہوئی رگیں تھیں جہاں شمر نے بارہ ضربیں چلائی تھیں۔

ثم انبلت علیه واحتضة وحنت وانت وقالت یا شفیق الفوأد ویا نورالعین یابن امی وابی یا حسینً

پھر جھکیں اور بھائی کی لاش کو گود میں لے لیا اور اپنے اعضاء کو بھائی کے خون سے رنگین کیا اور سوزناک فریاد کی اے میرے دل کے ٹکڑے۔ اے میری آنکھوں کے نور۔ اے میری ماں کے لختِ جگر اے میرے بابا کے نورِ چشم اے حسینؑ

لیتنی مت قبل هذا الیوم ولا اراك كما انت علیه

کاش میں آج سے پہلے ہی مر گئی ہوتی اور تمہاری لاش کی یہ حالت نہ دیکھتی۔ علامہ عباس قمی لکھتے ہیں کہ بی بی نے ایک دردناک آواز سے اپنے جدامجد کو پکارا یا محمداہ یہ آپ کا حسینؑ ہے جس کی لاش ٹکڑے ٹکڑے ہو کر خون میں آلودہ ہوئی پڑی ہے۔ یہ آپ کی بیٹیاں اسیر ہو گئی ہیں۔ یا محمداہ آپ کے حسینؑ کو شہید کر دیا گیا ہے۔ جس کی لاش پر خاک اُڑ رہی ہے گویا کہ آج میرے نانا رسولؐ کی وفات ہو گئی ہے پھر کہا اے محمدؐ کے صحابیو یہ تمہارے نبی کی بیٹیاں قید ہو کر جا رہی ہیں۔ ''بی بی'' نے ایسے دلخراش بین کیئے کہ دشمن بھی رونے لگے۔

مصائب الابرار میں مروی ہے کہ شہزادی نے ماں زہراؑ کو پکارا اور کہا اماں آیئے ذرا کربلا میں آ کر دیکھئے کہ آپ کے حسینؑ کے اہلِ واعیال اسیر کر دیئے گئے۔

الطراز المذہب میں مروی ہے کہ بی بی اس قدر روئیں کہ تمام ظالم بھی رونے لگے اسی حال میں ایک ملعون آیا اور نیزے کے ساتھ شہزادی پر اس قدر ظلم کیا کہ بی بی منہ

Presented by Ziaraat.Com

کے بل گر پڑی اور اپنے برادر کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگی

اورعك الله یابن امی یا شفیق روحی فان فراقی هذا لیس عن فجر ولا عن ملالة لكف یا بن امی كما تری یا نور بصری فاقر جدی وابی واصی منی السلام ثم اخبرهم بما جری علینا من هولاء القوم اللئام

اے میری اماں کے لختِ جگر الوداع! اے میری روح کے ٹکڑے زینب تم سے تنگ آ کر جدا نہیں ہو رہی ہے۔ بلکہ اے میری آنکھوں کے نور تم دیکھ رہے ہو کہ جبراً مجھ کو تم سے جدا کیا جا رہا ہے جب میرے نانا اور میرے بابا اور میری اماں سے ملو تو ان کو میری طرف سے سلام کہنا اور ان کو بتلانا کہ ان ظالموں نے ہم پر کیا کیا ظلم کیے ہیں۔

صاحب ریاض القدس نے لکھا ہے کہ بی بی نے جب دیکھا کہ تمام مستورات آپ کے ساتھ کھڑی ہو کر گریہ کر رہی ہیں تو فرمایا جاؤ تم بھی اپنے اپنے وارثوں سے الوداع کر لو اور مجھ کو بھائی سے جی بھر کر ملنے دو (ریاض القدس جلد ۲ صفحہ ۴۷)

بیت الاحزان میں ہے کہ تمام شہزادیاں اپنے اپنے وارثوں سے مل چکیں تو اُم کلثومؑ تو نظر نہ آئیں۔ بیبیوں نے تلاش کیا تو فرات کے کنارے سے رونے کی آواز سنائی دی۔ دیکھا تو اُم کلثومؑ جناب عباسؑ کی لاش پر گری ہوئی ہیں۔

مزامیر الاولیاء میں ہے کہ بی بی نے آخری مرتبہ کربلا کی زمین سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا

یا ارض كربلا هذا الجسد المرضف امانة منی الیك فاحفظیها

اے زمین کربلا میرے بھائی کی زخمی اور پارہ پارہ شدہ لاش تیرے پاس میری امانت ہے اس کی حفاظت کرنا۔

جب بی بی آخری دفع بھائی کی لاش پر آ کر کھڑی ہوئیں تو آسمان کی طرف منہ کر

Presented by Ziaraat.Com

کے فرمایا۔

''اے پروردگار نانا رسولؐ خدا اور ماں فاطمہ زہراؑ کی طرف سے اس قربانی کو قبول فرما''

صاحب طراز المذہب لکھتے ہیں کہ بی بی نے بھائی کی لاش پر اپنے شیعوں کو بھی یاد کیا اور فرمایا۔

یا شیعتنا اکبوا علی الغریب الذی کافورہ تراب و منع من ماء انصرات و غسله بالدماء ومطروح فی کربلا

اے ہمارے شیعو! اس غریب الوطن امام پر روئیں جس کی لاش کو مٹی کی کافورہ نصیب ہوئی جس کو خون کا غسل نصیب ہوا جس کو فرات کے پانی سے محروم کیا گیا اور اس کی لاش کو کربلا میں بے گور و کفن چھوڑ دیا گیا۔

فخر البکاء میں ہے کہ جب اُمِ کلثومؑ نے اپنے آپ کو اونٹ سے گرایا اور بھائی کی لاش کو بے گور و کفن دیکھا تو رو رو کر فریاد کرنے لگیں اور مدینے کی طرف رُخ کر کے فرمایا۔

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُنْظُرْ اِلٰى جَسَدِ وَلَدِكَ مُلْقىً عَلَى الْاَرْضِ بِغَيْرِ غُسْلٍ وَ كَفَّنَهُ الرَّمْلُ السَّافِيُ عَلَيْهِ وَغَسَّلَهُ الدَّمُ الْجَارِي مِنْ وَرِيْدِهِ

یا رسولؐ اللہ اپنے فرزند کی لاش کو آکر دیکھئے کہ کربلا میں بغیر غسل کے زمین پر پڑی ہے جس کو اڑتی ہوئی ریت کا کفن ملا ہے اور گردن کی رگوں سے بہنے والے خون سے غسل ملا ہے۔

اے جد بزرگوار! آپ اپنی اولاد کو دیکھیں تو سہی کہ ہمیں قیدی بنا کر بڑی بے ادبی اور گستاخی سے شہدا کے لاشوں سے گزار رہے ہیں اور شہدا کے چاند جیسے چہروں کو نیزوں پر بلند کر کے لے جا رہے ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

﴿۷۹﴾ ...شامِ غریباں اور حضرت اُمِّ کلثومؑ

شبِ عاشور سب سے زیادہ مصیبت کی رات شبِ یازدہم یا شامِ غریباں تھی کیونکہ شبِ عاشور سب اعزہ و اقارب، اصحاب اور انصار حسینؑ موجود تھے، نہ عونؑ و محمدؑ نہ قاسمؑ نہ علی اکبرؑ نہ عباسؑ، جنابِ اُمِ فروہ کا لال پامال سمِ اسپاں ہو گیا، علی اکبرؑ نے داغ مفارقت دیا ننھے مسافر نے جنگل بسا لیا، مومنوں کا امام دنیا سے بھوکا پیاسا اُٹھ گیا،

اب کربلا کا کھلا ہوا بھیانک میدان ہے اور عترتِ رسول دشمنوں کے شادیانوں کی آوازیں کانوں میں آرہی ہیں سامنے شہدا کے لاشے قرآن کے اوراق کی طرح بکھرے پڑے ہیں ہوا کے تیز جھونکے جن میں لہو کی بو بسی ہوئی ہے دل و دماغ سے ٹکرا کر اضطراب میں اضافہ کر رہی ہیں یکا یک شامِ غریباں اپنے تمام دہشت ناک مناظر کے ساتھ ان کے سروں پر منڈلانے لگی جنابِ زینبؑ کو ہوش آیا تو آپ نے بچوں کو شمار کیا تو کئی بچے کم تھے جناب اُمِ کلثومؑ نے کہا بہن چلو بچوں کو تلاش کریں دونوں بہنیں رات کی تاریکی میں ڈھونڈنے کو نکلیں آہ علیؑ و فاطمہؑ کی بیٹیاں ننگے سر اور برہنہ پا لاشوں کے بیچ سے عزیزوں کے خون کے تھالوں پر قدم رکھتی ہوئی جارہی ہیں۔ فضا میں دونوں بہنوں کی آواز گونج رہی تھی علی اکبرؑ سکینہ مل نہیں رہی کیا وہ تمہارے پاس نہیں، نہر کی طرف رُخ کیا آواز دی بھیا عباسؑ تمہاری سکینہ نہیں ملتی، پیاسی تھی کہیں پانی کی جستجو میں تمہارے پاس تو نہیں آئی غرض جنابِ سکینہؑ کو جب تلاش کرتی ہوئی لاشِ مظلوم کربلا تک پہنچیں تو آپ نے دیکھا کہ سکینہؑ بابا کی لاش سے بیٹھی بین کر رہی ہیں، سکینہؑ کو لیا اپنے مقام پر واپس آئیں دوسرے بچوں کی تلاش شروع کی ایک جگہ دیکھا دو بچے ایک جھاڑی کے قریب گلے میں بانہیں ڈالے پڑے ہیں۔ دونوں بہنیں خوش ہوئیں کی محنت ٹھکانے لگی آواز دی بچو اُٹھو یہاں کیوں پڑے ہو۔ جواب نہ ملا، جنابِ اُمِ کلثومؑ

Presented by Ziaraat.Com

نے بازو ہلایا، معلوم ہوا دونوں مردہ پڑے ہیں۔ جنابِ زینبؑ نے فرمایا بہن کلثوم ان کی موت کا سبب معلوم کرو، بی بی نے جب دونوں بچوں کو جدا کیا تو دیکھا ان کے چاند سے سینے پر گھوڑوں کی ٹاپوں کے نشان ہیں، دونوں بہنیں تڑپ اُٹھیں مدینے کی طرف منہ کیا، آواز دی نانا آپ کی اولاد کو دشمنوں نے گھوڑوں کی ٹاپوں سے کچلا، خیموں کو آگ لگائی، نانا اب ہمارا کوئی پرسانِ حال نہیں۔

(مصباح المجالس جلد۴ صفحہ ۲۰۷، مجالس خواتین جلد صفحہ ۱۳۷)

غرض سب بچوں کو اور بیبیوں کو ایک جگہ جمع کیا اور فرش خاک پر بٹھا دیا بچے جو بھوکے اور پیاسے تھے بار بار جنابِ زینبؑ سے لپٹتے تھے اور رو رو کر کہتے تھے بھوک اور پیاس نے ہمیں مار ڈالا ہے تھوڑا کھانا اور پانی دیجئے جنابِ زینبؑ بچوں کو اس حالت میں دیکھ کر بے قرار ہو گئیں اور جنابِ اُمِ کلثومؑ سے فرمایا اے بہن بتاؤ اس شبِ تاریک میں ہم نے ان نیم جان بچوں کے لئے کیا کریں۔ جنابِ اُمِ کلثومؑ نے کہا آپ بزرگِ خاندان ہیں، جو مناسب خیال فرمائیں جنابِ زینبؑ نے فرمایا میری رائے تو یہ ہے کہ سب بچوں کے درمیان علی ابن الحسینؑ کو لٹا دیا جائے اور تم ایک جانب بیٹھو اور میں ایک جانب بیٹھ جاتی ہوں اس طرح ان کی نگرانی اور پاسبانی کی جائے جنابِ اُمِ کلثومؑ فرماتی ہیں کہ میں نے دیکھا کہ بیابان کی طرف سے ایک سیاہی نمودار ہوئی جو آپ کی طرف آتی ہوئی معلوم ہوئی جنابِ اُمِ کلثومؑ یہ دیکھ کر خائف ہوئیں اور جنابِ زینبؑ سے کہا اے بہن دیکھئے کوئی سیاہ چیز اس طرف آ رہی ہے نہیں معلوم اس تاریک شب میں اور کیا مصیبت نازل ہونے والی ہے۔ جب یہ سایہ قریب آیا آپ نے دیکھا ایک مرد سیاہ پوش ہے تو آپ نے بلند آواز سے کہا تجھے خدا کی قسم بتا تو کون ہے اس مرد نے کہا اے بیٹی مت ڈرو میں تمہارا باپ علیؑ ہوں جنابِ زینبؑ تڑپ گئیں بابا کاش چند

Presented by Ziaraat.Com

ساعت قبل تشریف لاتے۔ (مخدراتِ اسلام صفحہ ۵۰)

﴿۸۰﴾... حضرت اُمِّ کلثومؑ کے گوشوارے چھین لئے گئے:

صاحب مناقب اور محمد ابن ابی طالب الموسوی بھی روایت کرتے ہیں کہ یزیدی لشکر والوں نے خیامِ امام حسینؑ میں جو کچھ بھی تھا سب کچھ لوٹ لیا۔ یہاں تک کہ حضرت اُمِّ کلثومؑ دختر علی المرتضیٰؑ کے کانوں سے بندے بھی چھین لئے اور سب عورتوں کے سروں سے چادریں اُتار لیں (مہیج الاحزان... علامہ حسن بن محمد علی یزدی صفحہ ۴۵۲، ۴۵۳)

﴿۸۱﴾... گیارہ محرّم اور حضرت اُمِّ کلثومؑ

امام حسینؑ کا امتحان ختم ہو چکا تھا۔ اب مخدرات عصمت کے امتحان کی باری تھی اس میں علیؑ کی دو قوتیں شہزادی زینبؑ و اُمِ کلثومؑ جنہوں نے بڑے صبر و تحمل سے ہر دُکھ کو خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کیا اگر جناب زینبؑ شریکۃ الحسینؑ ہیں تو شہزادی اُمِ کلثومؑ جنابِ زینبؑ کی شریک تھیں اگر جناب زینبؑ پھول ہیں تو شہزادی اُمِ کلثومؑ اس کی خوشبو اگر جنابِ زینبؑ چراغ ہیں تو شہزادی اُمِ کلثومؑ اس کی لو شہزادی اُمِ کلثومؑ نے اپنی بہن کا اس طرح ساتھ دیا جس طرح سایہ دیتا ہے۔ سایہ بھی تو اندھیرے میں ساتھ چھوڑ دیتا ہے مگر بی بی نے اس سے بڑھ کر ساتھ دیا۔ ان دونوں کی منزل ایک مقصد ایک امام حسینؑ کی شہادت اُجاگر کرنا یہی وجہ تھی شہزادی اُمِ کلثومؑ نے اپنے خطبوں میں علیؑ جیسی فصاحت و بلاغت تھی ان کے ذریعہ اسلام کو زندہ جاوید کر لیا۔ شامِ غریباں گزری یازدہم کی صبح کا آغاز ہوا لیکن اس دن سے بہتر رات کی تاریکی تھی، جس نے اپنی آغوش میں بیبیوں کی بے پردگی چھپائی ہوئی تھی بعد زوال قیدیوں کو کوچ کا حکم ملا۔ شمر اور خولی نے سیدانیوں سے کہا جلد سوار ہو جاؤ۔ اُونٹ لائے گئے جن پر نہ محملیں تھی نہ

www.ziaraat.com
Presented by Ziaraat.Com

عماریاں بیبیوں میں کھڑے ہونے کی طاقت کہاں لرزتی کانپتی ہوئی برہنہ پشت اُونٹوں کے قریب آئیں لیکن اب سوار کیسے ہوں جناب زینبؑ اور اُمِ کلثومؑ نے بیبیوں کو سوار کروادیا۔ اب دونوں بیبیاں تنہا رہ گئیں جنابِ زینبؑ نے اُمِ کلثومؑ کو سوار کروادیا لیکن آپ کو سوار کرنے والا کوئی نہ تھا۔ (مصباح المجالس جلد ۴ صفحہ ۲۱۵، ذکر العباس صفحہ ۲۸۹)

روانگی کے وقت جب قافلہ مقتل میں پہنچا تو اس طرح سے کہ سرہانے شہداء آگے آگے ان کے پیچھے اہلِ حرم کے ناقے تھے جب جنابِ اُمِ کلثومؑ نے لاش حضرت عباسؑ کو دیکھا تو لاش سے لپٹ کر بے پناہ گریہ کیا (مفتاح الجنۃ صفحہ ۱۶۵، طبع بمبئی ذکر العباس صفحہ ۲۹۰)

جب فوج اشقیاء سیدانیوں کو گرفتار کر کے کربلا سے کوفہ کو روانہ ہوئی تو ظالموں نے مصیبت زدہ بیبیوں کو ایسے اُونٹوں پر بٹھایا جس پر نہ ہودج تھا نہ عماری قدم قدم پر گرنے کا اندیشہ پھر ظلم یہ کہ پہنچنے کی جلدی انعام پانے کے شوق میں جلدی جلدی اُونٹوں کو دوڑایا جارہا تھا جناب سکینہؑ جناب زینبؑ کے پاس بیٹھی تھیں کہ یکا یک بے قابو ہو کر گریں سیدانیوں نے شور مچایا، ظالمو اُونٹوں کو روکو کہ ہماری بچی گر پڑی ہے مگر ظالموں نے اُونٹوں کو نہ روکا۔ بیبیوں نے چاہا کہ اپنے آپ کو گرادیں مگر امام زین العابدین نے روکا۔ سرِ حسینؑ جو خولی کے نیزے پر تھا اس لعین کے ہاتھوں چھوٹ کر زمین پر گر گیا۔ شمر تازیانہ لے کر امام زین العابدینؑ کے پاس آیا اور کہنے لگا اپنے باپ سے پوچھو کہ کیوں نہیں چلتے۔ فرمایا کیسے چلیں کہ حسینؑ کی امانت سکینہؑ اُونٹ سے گر گئی ہے غرض اُونٹوں کو بٹھایا گیا جناب زینبؑ و اُمِ کلثومؑ اُونٹوں سے اُتریں اس دشت سنسان میں جا بجا ٹیلے تھے آوازیں دیتی پھر رہی تھیں، سکینہؑ کہاں ہو جب آپ ایک مقام پر پہنچی تو آپ نے دیکھا کہ نقاب پوش بی بی سکینہؑ کو لئے بیٹھی ہیں آپ نے فرمایا بی بی تو نے مجھ پر احسان کیا آہ بی بی نے جب نقاب اُٹھایا تو دونوں بہنیں تڑپ اُٹھیں

Presented by Ziaraat.Com

اماں ہمارا گھر لٹ گیا، بھائی شہید ہو گئے تمام گھر تباہ ہو گیا، آہ ابھی پوری داستان کہنے نہ پائی تھیں کہ شمر تازیانہ لے کر آ گیا کہ جلدی کرو ورنہ قافلہ روانہ ہوتا ہے۔

(مصباح المجالس جلد ۴ صفحہ ۸۴)

﴿۸۲﴾... حضرت اُمِّ کلثومؑ کوفے کے بازار میں:

جب یہ لٹا ہوا قافلہ ۱۲ محرم کو کوفہ کے دروازے پر پہنچا تو رات کا وقت تھا ابنِ زیاد نے حکم دیا کہ قافلے کو صبح شہر کے اندر لانا تا کہ کل میں دربار کو آراستہ کر لوں۔ تمام شہر میں منادی کرا دی جائے کہ جس کو اسیروں کا تماشہ دیکھنا ہو وہ سرِ راہ آ جائے۔ یہ بات جنابِ اُمِ کلثومؑ و زینبؑ کو بڑی شاق گزری، یہ کوفہ وہی کوفہ ہے جس میں چند سال پہلے زینبؑ و اُمِ کلثومؑ شہزادیاں کہلاتی تھیں ایک بار کوفہ والوں نے جنابِ امیر کی خدمت میں گزارش کی کہ مولائے کائنات ہماری عورتیں شہزادیوں کی قدم بوسی کے لئے آنا چاہتی ہیں فرمایا زینبؑ و کلثومؑ کے مشورے کے بعد بتاؤں گا، آپ اپنے بیت اشرف میں تشریف لائے، بیبیوں سے اہل کوفہ کی خواہش بیان کی۔ شہزادیوں نے سرِ تسلیم خم کیا اجازت پا کر جب سب عورتیں آئیں تو جناب زینبؑ و کلثومؑ نے ان کا دروازے پر استقبال کیا۔ اپنی چادر بیٹھنے کے لئے بچھا دی۔ عورتوں نے سروں کو پیٹا اور عرض کیا قیامت ہے کہ جو چادر زینبؑ واُمِّ کلثومؑ کے سر مبارک پر ہو ہم اس پر اپنے پیر رکھیں اور اپنی عاقبت برباد کریں۔ یہ ہرگز نہ ہو گا۔ (مصباح المجالس جلد ۴ صفحہ ۲۲۴)

آج وہی شہزادیاں اس طرح سے کوفہ میں داخل ہوئیں کہ آگے آگے نیزوں پر بہتر سر ہیں، پیچھے بے کجاوہ اُونٹوں پر بیبیاں سوار ہیں، سر پر چادر نہیں بالوں سے منہ کو چھپائے ہوئے ہیں لباس شکستہ ہے پشت زخموں سے چور ہے ہاتھ پشتوں سے بندھے ہوئے ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

یہ قافلہ تماشائیوں کے ہجوم سے گزر رہا ہے کوفے والے اظہارِ مسرت پر مجبور ہیں۔ عورتیں اپنے گود کے لاڈلوں پر سے کھجوریں صدقہ کر کے یتیمانِ محمدؐ کی توہین کر رہی ہیں۔ جنابِ اُمِ کلثومؑ فرما رہی ہیں اے اہلِ کوفہ صدقہ ہم پر حرام ہے۔ فیصلے کے دن تمہارے اور ہمارے درمیان اللہ تعالیٰ حاکم ہے۔

(ینابیع المودۃ صفحہ ۵۶۲، سیرت جناب زینب صفحہ ۱۵۷)

﴿۸۴﴾... سیّدہ اُمّ کلثومؑ کا خطبہ اور مرثیہ:

ابنِ زیاد نے دس ہزار یزیدی سپاہیوں کو کوفہ کی نگہبانی کے لئے تعینات کیا تھا وہ پورے کوفہ شہر میں جگہ بہ جگہ پھیلے ہوئے تھے اور گشت میں مصروف تھے۔ حکومت نے سپاہ کو پورے شہر میں اس لئے پھیلا رکھا تھا کہ خطرہ تھا کہ جب اسیرانِ نبوت کوفہ میں داخل ہوں تو کوئی ہنگامہ برپا نہ ہو جائے اور وہ حسینیؑ تحریک نہ برپا کر دیں اور حکومت کے لئے مسائل پیدا نہ ہو جائیں۔ لہٰذا اس خدشہ کے پیشِ نظر انہوں نے پورے شہر میں فوج کے پہرے مقرر کر دیئے۔

اس وقت شہدائے کربلا کے سروں کو نیزوں پر بلند کیا گیا اور اسیران کو ان سروں کے ہمراہ کوفہ میں داخل کیا گیا۔

راوی کا بیان ہے کہ جب ہم فریضہ حج کی ادائیگی کے بعد کوفہ میں داخل ہوئے تو ہم نے دیکھا کہ کوفہ شہر میں مکمل سناٹا ہے۔ شہر میں عام تعطیل ہے اور جشن کا سماں ہے۔ حکومتی خرچ پر شہر کو دلہن کی طرح آراستہ و پیراستہ کیا گیا ہے۔ جب ہم نے اس کی وجہ پوچھی تو بتایا گیا کہ قیدیوں کو شہر میں سے گزارا جا رہا ہے، ہر طرف شور ہے اور خوشی و شادمانی کے شادیانے بجائے جا رہے ہیں۔ اس اثناء میں اچانک میری نظر حضرت امام حسینؑ کے سرِ مبارک والے نیزہ پر پڑی تو میں نے پہچان لیا کہ یہ نواسۂ رسولؐ کا سر

Presented by Ziaraat.Com

ہے میں تڑپ کے رہ گیا اور میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ سامنے دیکھا تو سیّد سجادؑ کے بے کجاوہ اونٹ پر نگاہ پڑی کہ آپ اونٹ پر سوار تھے اور آپ کی پنڈلیوں سے خون جاری تھا۔ اسی دوران میں عورتوں میں سے ایک خاتون کو دیکھا تو میں نے پوچھا کہ یہ بی بی کون ہے؟ مجھے بتایا گیا کہ یہ علیؑ کی بیٹی اُمّ کلثومؑ ہیں۔ میں نے سنا کہ وہ فرما رہی تھیں۔

یَا اَهْلَ الْكُوْفَةِ غُضُّوْا اَبْصَارَكُمْ عَنَّا اَمَا تَسْتَحُوْنَ مِنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ اَنْ تَنْظُرُوْا اِلٰى حَرَمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَهُنَّ حَوَاسِرُ

''اے اہل کوفہ! اپنی نظروں کو نیچے جھکا لو، کیا تمہیں خدا اور اس کے رسولؐ سے شرم نہیں آتی؟ تم حرم رسولؐ اللہ کا تماشا دیکھ رہے ہو جن کے سروں پر چادریں نہیں ہیں''۔

اسیران کوفہ و شام کو بنی خزیمہ کے دروازہ پر ٹھہرایا گیا۔ اس وقت جناب اُمّ کلثومؑ کی نگاہیں اپنے بھائی کے کٹے ہوئے سر پر پڑی تو آپ نے شدتِ غم سے بلند آواز میں بین کیے اور یہ اشعار پڑھے:-

مَـاذَا فَـعَـلْـتُـمْ وَاَنْـتُـمْ آخِـرُ الْاُمَـمِ
مَـاذَا تَـقُـوْلُـوْنَ اِنْ قَـالَ الـنَّـبِـيُّ لَـكُـمْ
بِـعِـتْـرَتِـيْ وَبِـاَهْـلِـيْ بَـعْـدَ مُـفْـتَـقَـدِيْ
مِـنْـهُـمْ اُسَـارٰى وَمِـنْـهُـمْ ضُـرِّجُـوْا بِـدَمِ
مَـا كَـانَ هٰـذَا جَـزَائِـيْ اِذْ نَـصَـحْـتُ لَـكُـمْ
اَنْ تَـخْـلِـفُـوْنِـيْ بِـسُـوْءٍ فِـيْ ذَوِيْ رَحِـمِـيْ
اِنِّـيْ لَاَخْـشٰـى عَـلَـيْـكُـمْ اَنْ يَـحِـلَّ بِـكُـمْ

Presented by Ziaraat.Com

مِثْلُ الْعَذَابِ الَّذِیْ یَاْتِیْ عَلَی الْاُمَمِ

''تم پیغمبر اسلام کو کیا جواب دو گے، اگر انہوں نے کل تم سے پوچھا کہ تم میری اُمت تھے۔ تم نے میرے بعد میری عترت اور اہل بیتؑ کے ساتھ کیسا سلوک روا رکھا؟ ان میں سے کچھ کو تو تم نے رسن بستہ اسیر کیا اور کچھ کو ان کے خون میں غلطاں کیا۔ کیا اجر رسالت یہی تھا کہ میرے بعد میرے عزیزوں، رشتہ داروں اور اولاد کے ساتھ بدترین سلوک کیا جائے۔ مجھے خوف محسوس ہو رہا ہے کہ کہیں تمہارے اوپر عذابِ الٰہی نہ نازل ہو جائے جس طرح کہ پہلی اُمتوں پر نازل ہوتا تھا''۔

راوی کہتا ہے کہ کوفہ کی خواتین میں سے ایک خاتون نے چھت سے سر نکال کر کہا:

مِنْ اَیِّ الْاُسَارٰی اَنْتُنَّ

اے بیبیو! تم کس خاندان کے قیدی ہو؟

تو انہوں نے جواب میں فرمایا؟

نَحْنُ اُسَارٰی آلِ مُحَمَّدٍ

ہم آلِ محمدؐ کے قیدی ہیں۔

جب اس عورت نے یہ سنا تو وہ دوڑتی ہوئی چھت سے نیچے آئی اور جتنی چادریں اس کے پاس تھیں اس نے اسیر مستورات اہل بیتؑ کو پہنائیں۔

روایت ہے کہ جب کوفہ والوں کی نگاہیں مظلوم اور بے کس قیدیوں پر پڑیں تو وہ اسیران کی مظلومی وغریبی پر رونے اور نوحہ کرنے لگے۔ بیمارِ کربلا نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا:

تَنُوْحُوْنَ وَتَبْکُوْنَ مِنْ اَجْلِنَا فَمَنْ ذَالَّذِیْ قَتَلَنَا

تم ہماری مظلومیت اور مصیبتوں پر نوحہ کناں ہو تو پھر ہمیں قتل کس نے کیا؟

Presented by Ziaraat.Com

سیّد سجادؑ نے اپنے اس کلام سے ان پر کھلا احتجاج کیا اور انہیں آئینہ دکھایا کہ تم مگر مچھ کے آنسو رو رہے ہو۔ کیا تم نے ہمیں قتل نہیں کیا؟ کیا تم نے میری پھوپھیوں، ماؤں، بہنوں اور دیگر مستورات اور بچوں کو قید کر کے شہر بہ شہر نہیں پھرایا۔ کیا تم نے یہ گھناؤنا فعل انجام دے کر حرمت رسولؐ کو پامال نہیں کیا؟

قَتَلْتُمْ اَخِیْ صَبراً فَوَیْلٌ لِاُمِّکُمْ
سَتُجْزَوْنَ نَاراً حَرُّھَا یَتَوَقَّدُ
سَفَکْتُمْ دِمَاءً حَرَّمَ اللّٰہُ سَفْکَھَا
وَحَرَّمَھَا الْقُرْآنُ ثُمَّ مُحَمَّدُ

''تم نے میرے ماں جائے کو بغیر دفاع کے شہید کیا۔ پس ہلاکت ہو تم پر تمہیں جلدی جہنم کی دھکتی ہوئی آگ اپنی لپیٹ میں لے لے گی۔ تم نے ایسے عظیم انسانوں کا خون بہایا ہے کہ جن کے خون بہانے کو خدا، قرآن اور محمدؐ نے بالکل حرام قرار دیا ہے''

سیّدہ اُمِّ کلثومؑ نے اس انداز سے یہ مرثیہ پڑھا کہ ہر دیکھنے والی آنکھ اشکبار تھی۔ آپ کے مرثیہ نے کوفہ کے سنگدل لوگوں کو اس قدر رُلایا کہ پھر کبھی لوگوں کو اس طرح روتے ہوئے دیکھا نہیں گیا۔ بی بی کے مرثیہ نے مردوں اور عورتوں کو سوگوار کر دیا۔ عورتیں فرطِ غم سے اپنے چہروں کو نوچ اور پیٹ رہی تھیں۔ یعنی چہرے کا ماتم کر رہی تھیں اور کوفہ کے بے رحم اور بے وفا لوگ اپنی داڑھیوں کو نوچ رہے تھے وہ اپنی داڑھیوں کے بال اکھیڑ رہے تھے اور شدت غم سے بلند آواز میں بین کر رہے تھے اور ان کے رونے کی صدائیں پورے شہر میں گونج رہی تھیں۔

کسی شاعر نے فارسی زبان میں اس منظر کو اشعار میں یوں قلمبند کیا ہے:

آلِ محمدؐ کے بیکس در بدر ہو گئے۔ شہر کوفہ میں گریہ و زاری کرتے ہوئے نوحہ گر

Presented by Ziaraat.Com

ہوئے۔ تمام سردار شہیدوں کے سر نیزہ و سنان پر تھے اور اہل حرم کے سامنے جلوہ گر تھے۔ پردہ نشینوں کی آواز گریہ پر ساکنانِ عرش جمع ہو گئے تھے۔ بے شرم اُمت جو خدا سے بھی نہیں ڈرتی، اس نے اپنے پیغمبر کی عترت کو بے پردہ کر دیا۔ انہوں نے جفا سے ہاتھ نہ روکا بلکہ اہل بیتؑ کے زخموں پر نئے ظلم سے نمک پاشی کی۔

(سوگنامۂ آلِ محمدؐ.....ص ۵۴۹ تا ۵۵۳)

سید بن طاؤس اپنی کتاب لہوف میں تحریر فرماتے ہیں کہ بازار کوفہ میں جب یہ قافلہ پہنچا تو جناب اُم کلثومؑ نے نہایت فصیح و بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا:

''اے اہلِ کوفہ تم نے نصرتِ حسینؑ میں کوتاہی کی یہاں تک کہ وہ شہید کر دیئے گئے ان کے مال و اسباب کو لوٹ لیا گیا ان کے خیام جلا دیئے گئے آج ان کے اہلِ بیتؑ بے مقنع و چادر شہر بہ شہر دیار بہ دیار پھرائے جا رہے ہیں تم پر خدا کی لعنت ہو اور رحمتِ خداوندی تم سے دُور رہے افسوس کہ تم نے کتنا گناہِ عظیم کیا اور کتنے طیب و طاہر خون کو بہایا، رسولؐ اللہ کی بیٹیوں اور آلِ طٰہٰ و یٰسین کو اسیر کیا میں تم کو یقین دلاتی ہوں کہ قیامت کے دن تمہارا مقامِ جہنم ہوگا اور تم ضرور اپنے ظلم کی سزا پاؤ گے۔ اب رہی میں جب تک زندہ ہوں، میں اپنے بھائی کا برابر ماتم کرتی رہوں گی کہ وہ رسولِ خدا کے فرزند تھے اور خدا کی بہترین مخلوق سے تھے۔ (مخدراتِ اسلام صفحہ ۱۴)

مسلم حصاص کہتا ہے کہ میں نے دیکھا کہ جب آلِ رسولؐ کا لٹا ہوا قافلہ بازار کوفہ میں پہنچا تو کوفے کی عورتیں اور بچے داڑھیں مار کر رونے لگے بعض عورتیں کھجوریں اور روٹیاں ان معصوم بچوں کو دینے کے لیئے آگے بڑھیں جن کے سروں پر خاک تھی، چہرے گرد و غبار سے اٹے ہوئے تھے آنکھوں سے آنسو مسلسل جاری تھے کوئی بابا کو پکار رہا تھا کوئی چچا کو آوازیں دے رہا تھا۔ اس موقع پر میں نے دیکھا کہ جنابِ اُمِ کلثومؑ

Presented by Ziaraat.Com

نے ان عورتوں کو یوں مخاطب کیا:

''اے کوفے کی عورتو! تمہارے مردوں نے ہمارے مردوں کو شہید کیا اور تم اب رو رہی ہو، دیکھو قیامت کے دن خدا کیا فیصلہ کرتا ہے اور آگاہ ہو جاؤ کہ ہم اہلِ بیتؑ رسولؐ ہیں، ہم پر ہر قسم کا صدقہ حرام ہے تم ان روٹیوں اور کھجوروں کو واپس لے جاؤ، ہمارے بچے کسی طرح اس کو نہیں کھا سکتے۔'' (مخدراتِ اسلام صفحہ ۱۵)

اور جب بازار کوفہ میں سرِ حسینؑ کو دیکھ کر حضرت زینبؑ نے بین کیے تو سرِ حسینؑ کو دیکھ کر جنابِ اُمِّ کلثومؑ نے رو رو کر بآوازِ بلند ایک خطبہ پڑھا:

''اے اہلِ کوفہ وائے ہو تم پر تم لوگوں کو کیا ہو گیا تھا جو حسینؑ کو بے پناہ کر کے قتل کر دیا ان کے مال و اسباب کو لوٹ لیا، وائے ہو تم پر تم لوگ کچھ سمجھے کہ تم کتنے بڑے امرِ عظیم کے مرتکب ہوئے۔ کون سا خون تم نے بہایا کون سا مال تم نے غارت کیا، تم نے عورتوں کے سروں سے چادریں چھین لی ہیں تم نے ان لوگوں کو قتل کیا جو بعد پیغمبر کے سب خلائق سے افضل تھے۔ تم نے میرے بھائی کو چاروں طرف سے گھیر کر بے کس و مجبور کر کے قتل کیا اب تم سب عذابِ جہنم کے لئے مستعد رہو یہ سن کر سب اہلِ کوفہ بآوازِ بلند رونے لگے ان کی عورتوں نے سر کے بال کھول دیئے اپنے سروں پر خاک ڈالتی تھیں اور منہ پر طمانچے مارتی تھیں۔'' (لواعج الاحزان جلد ۲ صفحہ ۳۰۹)

اس کے بعد حضرت زینبؑ و حضرت فاطمہؑ بنت حسینؑ نے خطبہ دیا جس سے بازارِ کوفہ میں ایک کہرام مچ گیا اس کے بعد سید ابن طاؤس کہتے ہیں کہ حضرت اُمِّ کلثومؑ نے بھی ایک نہایت مؤثر تقریر فرمائی تھی:

''اے اہلِ کوفہ! خدا تمہارا برا کرے تمہیں کیا ہو گیا کہ تم نے حسینؑ کو چھوڑ دیا، ان کو قتل کر دیا، ان کا مال و اسباب لوٹ لیا، اب ان پر تم افسوس کرتے ہو حالانکہ تم نے ابھی

Presented by Ziaraat.Com

بھی ان کی عورتوں کو اسیر کر رکھا ہے۔ پھر تم ان پر روتے بھی ہو تم پر ہلاکت نازل ہو تم نا اُمید ہو جاؤ تم پر وائے ہو تم جانتے ہو کہ تم پر کیسی آفت آنے والی ہے اور کن مخدرات کی چادریں تم نے چھینی ہیں اور کیسے محرم مال و اسباب کو لوٹا ہے۔ رسولؐ کے بعد جو سب سے بہتر مرد تھے ان کو تم نے قتل کر ڈالا، تمہارے دلوں سے رحم دور ہو گیا۔ یاد رہے کہ خدا ہی کا گروہ کامیاب رہتا ہے اور شیطان کا لشکر ناکامیاب ہے پھر فرمایا:

تم نے میرے بھائی کو مجبور کر کے قتل کر ڈالا تمہاری ماں ہلاک ہو، عنقریب اس کے بدلے میں تم کو وہ آگ ملے گی جس کی گرمی بھڑکتی رہے گی۔

تم نے ایسے خون بہائے ہیں جن کو خدا نے محترم قرار دیا جسے قرآن نے محترم بتایا ہے اور محمد مصطفیٰ نے اس اُمت کو آگاہ کر دیا تھا۔ خبردار تم کو جہنم کی خوشخبری ہو بے شک تم قیامت کے دن سقر میں ڈالے جاؤ گے جس میں یقیناً تم ہمیشہ رہو گے۔

میں زندگی بھر اپنے بھائی کو روتی رہوں گی جو بعد پیغمبر ہر مولود سے بہتر تھا۔

میں آنسو بہاؤں گی جو مسلسل ہوگا برابر جاری رہے گا جس سے ہمیشہ رخسار تر رہے گا، جو کبھی بند نہ ہوگا''۔ (سیرتِ فاطمہ الزہرا صفحہ ۳۱۴)

بازار کوفہ میں آپ نے اس طرح خطبہ دیا! حضرت اُمِ کلثومؑ نے بصدائے بلند رو کر فرمایا:

اے اہلِ کوفہ برا ہو حال تمہارا کس لئے تم نے حسینؑ کو چھوڑا اور اُن کو قتل کیا مال و اسباب ان کا لوٹ لیا اس کو اپنا ورثہ گردانا اور ان کے اہلِ بیتؑ کو قید کیا، ہلاک ہو تم اور دوری ہو رحمتِ خدا سے تمہارے لئے وائے ہو تم پر آیا جانتے ہو کس بلا میں گرفتار ہوئے اور کیسے کیسے خون تم نے بہائے اور کس کی دختران کو تم نے بے پردہ کیا اور کیسے اموال کو لوٹا ایسے شخص کو تم نے مارا جو پیغمبر اسلام محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

Presented by Ziaraat.Com

بعد تمام عالم سے بہتر تھا، تمہارے دلوں سے رحم اُٹھ گیا۔ بے شک مردان خدا رستگار ہیں اور پیروانِ شیطان زیاں کار ہیں اس کے بعد کئی اشعار اس مضمون کے پڑھے وائے ہو تم پر میرے بھائی کو بے گناہ قتل کیا۔ عنقریب تمہاری سزا آتش جہنم ہو گی کہ ایسے خون کو تم نے بہایا ہے جس کو خدا اور رسولؐ نے کتاب میں حرام کیا ہے تم کو دوزخ کی بشارت ہو تم بروز قیامت بالیقین جہنم میں ہو گے اور میں تمام زندگی اپنے بھائی پر جو بعد پیغمبرؐ بہترین خلق تھا گریہ و زاری کرتی رہوں گی اور سیل اشک اس غم جاودانی میں بہایا کروں گی۔ راوی کا بیان ہے۔ اس کلام حزن آثار کو سن کر لوگ نوحہ و گریہ کرنے لگے اور عورتوں نے بال پریشان کیئے خاک سر پر ڈالی اور منہ ناخنوں سے چھیلے طمانچے رخساروں پر مارے واویلا وامصیبت کہہ کر رونے لگیں۔ راوی کہتا ہے کہ اس روز سے زیادہ میں نے کوئی دن گریہ و بکا کا نہیں دیکھا۔" (بحار الانوار جلد ۲ صفحہ ۱۲)

مسلم حصاص کہتا ہے کہ میں نے دیکھا کہ جب آلِ رسولؐ کا لٹا ہوا قافلہ بازار میں پہنچا تو کوفے والے اپنے بچوں کو روٹیاں اور کھجوریں دیتے جناب اُمِ کلثومؑ نے فرمایا صدقہ ہم لوگوں پر حرام ہے آپ کھجوروں اور روٹیوں کو بچوں کے ہاتھوں اور منہ سے نکال کر زمین پر پھینک دیتی تھیں اور فرماتی تھیں تم لوگوں نے ہمارے مردوں کو قتل کر دیا ہے تمہاری عورتیں ہماری مصیبت دیکھ کر روتی ہیں۔ فیصلہ کرنے کے دن تمہارے اور ہمارے درمیان اللہ تعالیٰ حاکم ہے۔ (ینابیع المودۃ صفحہ ۵۶۲، بحار الانوار جلد ۲ صفحہ ۱۰)

سید ابن طاؤس نے روایت کی ہے کہ جب اہل بیت رسولؐ کوفے کے قریب پہنچے تماشائیوں کا ہجوم تھا اس موقع پر علیؑ کی صاحبزادی حضرت زینبؑ نے خطبہ دیا۔ بعد ان کے جناب فاطمہ کبریٰ نے خطبہ دیا آپ کے خطبہ سے در و دیوار سے صدائے نوحہ و گریہ و زاری بلند ہوا۔ ہر طرف کہرام تھا اتنے میں اور ایک صدا بلند ہوئی یہ آواز حضرت

Presented by Ziaraat.Com

اُمِ کلثومؑ دختر علیؑ کی تھی جن کے لہجے میں علیؑ کی فصاحت تھی۔ آپ نے فرمایا، اے اہل کوفہ! تمہارا حال و مال برا ہوا اور تمہارا منہ سیاہ ہو تم نے کس سبب سے میرے بھائی حسینؑ کو بلایا اور ان کی مدد نہ کی اور اُنہیں قتل کر کے مال و اسباب لوٹ لیا اور ان کے پردگیانِ عصمت وطہارت کو اسیر کیا، وائے ہو تم پر اور لعنت ہو تم پر کیا تم نہیں جانتے کہ تم نے کیا کیا ظلم و ستم کیا اور کن گناہوں کا اپنی پشت پر انبار کیا ہے اور کیسے خون ہائے محترم کو بہایا دختران محمد کو نالاں کیا اور کن بزرگوں کے مال کو تم نے لوٹ لیا، بعد حضرت رسولؐ تم نے بہترین خلق خدا کو قتل کیا ہے، تمہارے دلوں سے رحم دُور ہو گیا اور بہ تحقیق کہ گروہ، دوستانِ خدا ہمیشہ غالب ہے اور شیطان کے مددگار رویا ورزیاں کار ہیں۔ بعد اس کے مرثیہ سید الشہداء میں چند اشعار فرمائے جس کے سننے سے اہل کوفہ نے خروش واویلا واحسرتا بلند کیا غلغلہ و نالہ وزاری وگریہ وسوگواری ونوحہ وخروش فلک سیاہ پوش تک پہنچتا تھا ان کی عورتوں نے بال اپنے کھول دیئے خاکِ حسرت اپنے سروں پر ڈال کر اپنے منہ پر طمانچے مارتی تھیں اور واویلا واثبورا کہتی تھیں اور ماتم برپا تھا کہ دیدہ روزگار نے کبھی نہ دیکھا تھا۔ (جلاء العیون ۲ صفحہ ۲۲۳)

روایت میں ہے جب یہ لٹا ہوا قافلہ کوفہ میں پہنچا تو حضرت اُمِ کلثوم بنت علی صلوٰۃ اللہ علیہا نے روتے ہوئے بلند آواز سے خطبہ پڑھا:

اے اہلِ کوفہ خدا تمہارا برا کرے تم نے کس لئے حسینؑ کا ساتھ چھوڑ دیا، اُنہیں شہید کیا مال و اسباب لوٹا اُن کے ناموس کو قید کیا اور طرح طرح کی مصیبتیں نازل کیں، تمہیں موت آئے ہلاک ہو جاؤ! تم پر عذابِ خدا نازل ہو کیا جانتے ہو کہ تم نے کس قدر گناہ کا بوجھ اپنی پیٹھ پر لاد لیا ہے کس عظیم ہستی کا خون بہایا ہے اور کن مخدراتِ عصمت کو قید کیا ہے کن مستورات کا مال لوٹا ہے کن اموال کو تم نے غارت کیا ہے تم نے نبی

Presented by Ziaraat.Com

کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد بہترین خلق لوگوں کو قتل کیا ہے تمہارے دلوں سے رحم چھین لیا گیا ہے۔ یاد رکھو اللہ کا گروہ ہمیشہ کامیاب اور شیطان کا گروہ ہمیشہ غائب و خاسر رہتا ہے۔ پھر یہ اشعار پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے:۔

(۱) تم نے میرے بھائی کو شہید کیا سوائے صبر کے چارہ نہیں لیکن تمہاری ماں پر عذاب خدا ہو اِس کے بدلے تمہیں جہنم کی سلگتی ہوئی آگ میں ڈالا جائے گا۔

(۲) تم نے اس ہستی کا خون بہایا جن کا خون اللہ قرآن اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حرام قرار دیا تھا۔

(۳) خبردار تمہیں آگ کی بشارت ہے یقیناً کل تمہیں ہمیشہ کے لئے جہنم میں داخل کر دیا جائے گا۔

(۴) آنسو بار بار پونچھنے کے باوجود میرے رخساروں پر بہتے رہیں گے۔

روایت ہے کہ لوگ چیخ چیخ کر رونے لگے اس قدر گریہ و بکا کیا کہ ہوش ٹھکانے نہ رہے، خاک اُٹھا اُٹھا کر اپنے سروں پر ڈالنے لگے، اپنے چہرے پر خراشیں لگائیں اور رخساروں پر طمانچے مارے اس قدر روئے کہ کبھی اُنہیں اس طرح روتا ہوا نہیں دیکھا گیا تھا۔ (رضا کار سید الشہداء صفحہ ۸۳)

لشکر ابن زیاد کی انتہائی کوششیں تھیں کہ آلِ محمدؐ کا لٹا ہوا قافلہ اپنی منزل مقصود کی طرف روانہ ہو مگر مجمع تھا جو گریہ وزاری اور سینہ زنی میں بدرجہ کمال مشغول اور پہاڑ کی طرح مقبول راستہ روکے کھڑا تھا کہ اسی اثناء میں حضرت اُمِ کلثومؑ صلوٰۃ اللہ علیہا کی غم و انگیز صدا بلند ہوئی ابتدائے تقریر میں آپ نے چند اشعار ارشاد فرمائے:

عذاب ہو تم لوگوں پر کہ تم نے میرے بھائی کو قتل کیا جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ تمہارے لئے سزا ہوگی تم نے ایسا خون بہایا جس کا بہانا قرآن اور رسولؐ خدا نے حرام کیا تھا اور یقیناً

Presented by Ziaraat.Com

عمر بھر اپنے بھائی کو رویا کروں گی، ایسا بھائی جو بعد نبیؐ سب سے بہتر تھا۔

جناب اُمِ کلثومؑ کے یہ اشعار اور خطبہ نہ صرف صاحب لہوف اور ناسخ التواریخ نے لکھے ہیں۔ بلکہ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ اور صاحب مشیر الاحزان نے بھی نقل کیا ہے کہ اس معظمہ نے حمد وثنائے الٰہی اور عفت الٰہی اور نعتِ رسالت پناہ کے بعد ارشاد فرمایا:

اے اہلِ کوفہ برا حال ہو تمہارا کس لئے تم لوگوں نے فرزندِ رسول الثقلین حضرت امام حسین علیہ السلام کو قتل کیا اور ان کا مال و اموال غارت کر کے اپنا ورثہ بنایا پھر ان کے اہل بیتؑ کو اسیر کیا خدائے قادر توانا تمہیں ہلاک کرے وائے ہو تم پر رحمتِ خدا تم سے دور رہے آیا تم جانتے ہو تم کس بلا میں گرفتار ہوئے اور کیسے کیسے مال لوٹ لئے یا ایھا الناس تم نے ایسے برگزیدہ بندۂ خدا کو شہید کیا جو بعدِ پیغمبرؐ خدا تمام عالم سے اشرف افضل تھا۔ افسوس کا مقام ہے کہ تمہارے دلوں سے رحم جاتا رہا بہر صورت مردان خدا رستگان اور پروان شیطان زیاں کار ہیں۔

اس کلام کا یہ اثر ہوا کہ کوفہ کے در و دیوار واحسینا و مظلومہ کی صدائیں بلند ہوئیں مردوں نے سروں وسینہ پیٹا، عورتوں نے بال کھول دیئے غرض ہر طرف قلبی اضطراب و انتشار کی عجب حالت تھی۔ (مظلومہ کربلا صفحہ ۲۹۴)

ابو مخنف نے سہل سے روایت کی ہے کہ جب اہل بیتؑ کا لٹا ہوا قافلہ کوفہ میں داخل ہونے والا تھا میں اسی روز کوفہ میں داخل ہوا۔ میں نے دیکھا کہ تمام اطراف کے تمام بازاروں کی دکانیں تو بند ہیں بازار میں خلق خدا کا ہجوم ہے کچھ ان میں بین کر رہے ہیں کچھ رو رہے ہیں۔ وہ شخص مجھے ایک طرف لے گیا اور رو کر کہنے لگا بھائی واقعہ یہ ہے کہ لشکر ابن زیاد نے حسینؑ کو قتل کر دیا ہے۔ عنقریب سرِ حسینؑ اس طرف آ رہا ہے۔ ابھی ہم گفتگو کر رہے تھے کہ باجوں کی آواز کان میں آئی جھنڈے لہرا رہے تھے۔ لوگ شور و

Presented by Ziaraat.Com

غل مچا رہے تھے ناگاہ میں نے دیکھا کہ سرِ حسینؑ ایک نیزے پر بلند ہے اور آپ سورۂ کہف کی تلاوت فرما رہے تھے میں نے بیبیوں کو اس شان سے دیکھا کہ اُونٹوں پر سوار ہیں جن پر نہ کجاوہ ہے نہ ہودج پردے کا کوئی انتظام نہیں سر کھلے ہوئے ہیں وامحمداہ واعلیاہ وا حسناہ وفاطمہ وا حسیناہ کی صدائیں بلند تھیں۔ ایک بی بی یوں فرما رہی تھی یا رسولؐ اللہ کاش آپ اس حالت کو دیکھتے۔ آہ ہمارے بچے جوان بوڑھے سب ذبح کر دیئے گئے۔ ہمارے سروں سے چادریں اتار لیں اور ان ظالموں کا فیصلہ روزِ قیامت خدا کے سامنے ہوگا۔ میں اس اُونٹ کے قریب گیا اور پوچھا کہ یہ کون بی بی ہیں معلوم ہوا اُمّ کلثومؑ ہیں میں نے سلام کیا اُنہوں نے پوچھا تم کون ہو کہ تم نے ہم کو لائق سلام سمجھا ورنہ یہاں تو کوئی ہمیں لائق سلام بھی نہیں سمجھتا، میں نے عرض کی میری شہزادی میں سہل شہروزی ہوں، میں نے آپ کے جد رسولؐ خدا کی زیارت کی ہے۔ اُنہوں نے فرمایا اے سہل تم دیکھ رہے ہو کہ اس قوم نے ہمارے ساتھ کیا کیا ہے۔ میرے بھائی کو قتل کیا اور ہمیں کنیزوں کی طرح قید کر کے لائے ہیں۔ بے پردہ اُونٹوں پر ہم کو سوار کیا ہے آپ نے فرمایا: اے سہل اگر تم سے ممکن ہو تو اس نیزہ بردار کو جس پر سر حسینؑ ہے ہمارے اُونٹوں سے آگے بڑھا دو تاکہ لوگ اس کے دیکھنے میں مشغول ہوں اور ہم پر نامحرموں کی نگاہیں نہ پڑیں کیونکہ ہمیں شرم آتی ہے میں نے عرض کی مخدومۂ عالم میں کوشش کرتا ہوں۔ سہل کہتے ہیں کہ میں اس نیزہ بردار کے پاس گیا، ہر چند اسے سمجھایا اور لالچ بھی دیا مگر وہ نہ مانا، میرے ساتھ ایک نصرانی مسافر تھا جو بیت المقدس میرے ساتھ جانے کا ارادہ رکھتا تھا، اس کے کپڑوں کے نیچے تلوار چھپی ہوئی تھی۔ جب اس نے سرِ حسینؑ سے اس آیت کی تلاوت سنی وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ جو کچھ ظالم کرتے ہیں اس سے خدا کو غافل نہ جانو۔ خدا نے

Presented by Ziaraat.Com

اسے سعادت نصیب کی اور اس نے کلمہ شہادتین زبان پر جاری کیا وہ تلوار لے کر دشمنوں پر حملہ آور ہوا اور کئی شخصوں کو قتل کیا آخر کار گرفتار ہو کر شہید ہوا، جناب اُمِ کلثومؑ نے پوچھا یہ شور و غل کیسا ہے کسی نے واقعہ بیان کیا انہوں نے فرمایا، آہ! نصاریٰ تک دین اسلام کا احترام کریں اور مسلمان جو اپنے کو نبی کا کلمہ گو کہتے ہیں۔ رسولؐ کی اولاد کو قتل کیا اور ان کی ناموس کو قید کیا کریں۔

ابنِ زیاد نے اہلِ کوفہ کو یہ باور کرایا تھا کہ ایک خارجی نے خروج کیا تھا، بہت سے لوگوں کو اصلی واقعہ کا پتہ نہ تھا جب یہ قافلہ کوفہ میں داخل ہوا اور انہوں نے جب بچوں پر صدقات پھینکے تو حضرت اُمِ کلثومؑ نے فرمایا اے اہلِ کوفہ ہم پر صدقہ حرام ہے تو اس وقت ایک عورت جو کوٹھے پر تھی اس نے کہا کیا تم میں کوئی زینبؑ واُمِ کلثومؑ ہے جناب زینبؑ نے فرمایا کہ تم ان بیبیوں کو پہچانتی ہو۔ اس نے کہا کہ میں ہر سال ان کی زیارت کے لئے مدینہ جایا کرتی تھی۔ جناب زینبؑ کو نہ پہچانا انا زینبؑ بنت فاطمة الزهرا هذه اُمِ کلثوم اختی۔ یہ سنتا تھا کہ وہ زن مومنہ غش کھا کر گر پڑی۔ جب لوگوں نے اسے اُٹھانا چاہا تو معلوم ہوا اس کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی ہے۔

(مصباح المجالس جلد ۴ صفحہ ۲۳۵)

﴿۸۴﴾... جنابِ اُمِ کلثومؑ دخترِ علیؑ کا کوفہ میں خطبہ:

شیخ عباس قمی..... نفس المہموم میں لکھتے ہیں:-

مؤلف کہتے ہیں کہ یہ خطبے سید نے ملہوف میں روایت کئے ہیں اور اس خطبہ کے بعد کہا ہے اور اس دن جناب اُمِ کلثوم بنت علی علیہ السلام نے پس پردہ خطبہ دیا آواز گریہ بلند کرنے کے بعد فرمایا اے اہلِ کوفہ برا ہو تمہارا تمہیں کیا ہو گیا کہ تم نے حسینؑ کا ساتھ چھوڑ دیا اور انہیں شہید کیا اور ان کا مال لوٹا اور اپنے آپ کو اس کا وارث بنا لیا اور

Presented by Ziaraat.Com

ان کی خواتین کو قید کیا اور آنجناب کی سرکوبی کی پس ہلاکت و نابودی ہو تمہارے لئے ویل و ہلاکت ہو تمہارے لئے کیا تم جانتے ہو کہ کون سے مصائب اپنے اوپر ڈھائے ہیں تم نے اور کون سا بوجھ گناہوں کا اپنی پشتوں پر لادا ہے اور کیسے خون تم نے بہائے ہیں اور کون سی شریف زادیوں کو تم نے قید کیا اور کون سے بچوں کو تم نے لوٹا اور کون سے مال تم نے چھینے تم نے پیغمبر کے بعد بہترین مردوں کو شہید کیا اور تمہارے دلوں سے رحمت و نرم دلی چھین لی گئی یاد رکھو کہ اللہ کا حزب و جماعت ہی کامیاب و کامران ہے اور شیطان کا حزب و جماعت خسارے اور نقصان میں ہے پھر آپ نے فرمایا۔

قتلتم اخی صبرا فویل لامکم ستجزون ناراً حرها یتوقد سفکتم دماء حرم اللّٰه سفکها وحرمها القرآن ثم محمدالافابشروا بالنار انکم عذا لفی سقر حقا یقینا تخلدوا وانی لابکی فی حیاتی علی اخی علی خیر من النبی سیولد بدمع عزیز مستهل مکفکف علی الخدمنی دائما لیس یجمد

تم نے میرے بھائی کو ہر طرف سے گھیر کر شہید کیا ہے جس کا بدلہ تمہیں وہ آگ ملے گی جو ہمیشہ بھڑکتی رہتی ہے تم نے وہ خون بہائے ہیں جنہیں خدا قرآن اور محمد نے حرام قرار دیا ہے پس تمہیں جہنم کی آگ کی بشارت ہو تم کل یقیناً جہنم میں ہمیشہ کے لیے جا رہو گے اور میں زندگی بھر اپنے بھائی پر روتی رہوں گی جو نبی اکرم کے بعد بہترین خلق پیدا ہوا ایسے آنسو کے ساتھ جو مثل سیلاب کے اور مثل بارش کے میرے رخسار پر جاری رہیں گے اور کبھی خشک نہیں ہوں گے، راوی کہتا ہے کہ لوگ گریہ و شیون و نالہ سے چیخ و پکار کرنے لگے عورتوں نے اپنے بال کھول دیئے اور سر پر خاک ڈالی اور چہرے نوچے اور رخسار پیٹے اور واویلا کرتی تھیں اور مرد گریہ کرتے اپنی ڈاڑھیاں

Presented by Ziaraat.Com

نوچتے اس دن کی طرح عورتیں اور مرد گریہ کرتے نہیں دیکھے گئے۔

علامہ مجلسی نے بحار میں کہا ہے میں کہتا ہوں کہ میں نے بعض معتبر کتب میں بغیر سند کے مرسل طور پر دیکھا ہے کہ مسلم حصاص (چونا پھیرنے والے) سے روایت ہے وہ کہتا ہے کہ مجھے ابنِ زیاد نے کوفہ کے دارالامارہ کو مرمت کے لئے بلایا تھا جس وقت میں دروازوں پر چونا پھیر رہا تھا تو اچانک اطرافِ کوفہ سے نالہ وشیون کی آوازیں بلند ہوئیں پس میری طرف ایک خادم آیا جو ہمارے ساتھ تھا تو میں نے اس سے کہا کیا بات ہے کہ میں دیکھتا ہوں کوفہ میں نالہ وفریاد کی آوازیں بلند ہیں تو اس نے کہا اس وقت ایک خارجی کا سر لا رہے ہیں کہ جس نے یزید کے خلاف خروج کیا تھا تو میں نے کہا وہ خارجی کون اس نے کہا حسینؑ بن علیؑ۔

وہ کہتا ہے کہ میں نے خادم کو وہیں چھوڑا اور خود باہر نکلا میں نے اپنا منہ اتنا پیٹا کہ مجھے خوف ہوا کہ کہیں میری آنکھیں نہ ضائع ہوگئی ہوں اور میں نے چونے سے ہاتھ دھوئے اور قصرالامارہ کی پشت کی جانب سے باہر نکلا اور کناسہ (میدانِ کوفہ) میں آیا اچانک میں کھڑا ہوا تھا اور لوگ قیدیوں اور سروں کے پہنچنے کا انتظار کر رہے تھے۔ اچانک تقریباً ہودج وکجاوے چالیس اونٹوں پر آگے بڑھے کہ جن میں مستورات خواتین اور اولادِ فاطمہ علیہا السلام تھیں اور اچانک علی بن الحسین ایک اونٹ پر تھے جس پر ساز وسامان سکون نہ تھا اور آپ کی گردن کی رگوں سے خون فوارہ کی طرح جاری تھا اور وہ جناب اس کے باوجود رو رہے تھے اور فرماتے تھے۔

یا امة السوء الاسقیا لربعکم۔ یا اُمة لم تراعی
جدنا فینا۔ لوانّنا و رسول اللّٰہ یجمعنا یوم القیمة
ما کنتم تقولونا لا تلبون داعینا تصفقون علینا

Presented by Ziaraat.Com

کفکم فرحاً۔ وانتم فی فجاج الارض تسبونا۔ الیس جدی رسول اللّٰہ ویلکم اھدی البریۃ من من سبل المضلین۔ یا وقعۃ الطف قد اورثنی حزناء واللّٰہ تھتلک استار المسیا

اے میری امت نہ سیراب ہوتمہاری منزل اے وہ امت کہ جس نے ہمارے بارے میں ہمارے نانا کی رعایت نہیں کی اگر ہمیں اور رسول اللہ کو قیامت کا دن جمع کر دے تو تم کیا کہو گے ہمیں ننگے کجاووں پر تم نے چلایا گویا ہم نے دین کی عمارت کو ہم نے پختہ و مضبوط نہیں کیا اے بنی امیہ کب تک ان مصائب والام پر رُکے رہو گے اور ہمارے داعی کی آواز پر لبیک نہیں کرو گے تم ہمارے خلاف خوش ہو کر تالیاں بجاتے ہو اور تم اطراف زمیں میں ہم پر سب وشتم کرتے ہو کیا میرا نانا رسولؐ اللہ نہیں ویل و ہلاکت ہو تمہارے لئے جو گمراہ کرنے والوں کے راستوں سے تمام مخلوق میں سے زیادہ ہدایت کرنے والا ہے اے واقعہ طف کربلا تو نے مجھے حزن وملال کا وارث بنا دیا ہے۔

خدا کی قسم ہم سے برائی کرنے والوں کے چہروں پر جو پردے پڑے ہیں یہ پھٹ وہٹ جائیں گے''۔

راوی کہتا ہے کہ اہلِ کوفہ ان بچوں کو جو محملوں پر تھے کھجور روٹیاں اور بادام وغیرہ دیتے تھے جناب اُمِّ کلثومؑ نے چیخ کر بلند آواز میں فرمایا اے اہلِ کوفہ صدقہ ہم پر حرام ہے اور آپ وہ چیزیں بچوں کے ہاتھوں اور منہ سے چھین کر زمین پر پھینکتی تھیں۔

راوی کہتا ہے کہ اس مخدرہ نے یہ سب باتیں کیں تو لوگ ان کی مصیبتوں پر رونے لگے اس کے بعد جناب اُم کلثوم نے اپنا سر محمل سے نکالا اور ان سے کہا خاموش ہو جاؤ اے اہلِ کوفہ تمہارے مرد ہمیں قتل کرتے ہیں اور تمہاری عورتیں ہم پر گریہ کرتی ہیں پس

Presented by Ziaraat.Com

ہمارے اور تمہارے درمیان فصل قضا کے مخزن حکم کرنے والا ہے جب وہ مخدرہ ابھی خطاب کر رہی تھیں کہ اچانک چیخ و پکار بلند ہوئی کہ اچانک وہ سر لے کر آئے کہ جن کے آگے آگے حسینؑ اور وہ نورانی اور چاند ایسا چہرہ تھا جو ساری مخلوق سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ مشابہت رکھتے تھے اور آپ کے ریش مبارک چمکیلے سنگ مبرہ کی طرح سیاہ تھی اور خضاب اس سے متصل تھا اور آپ کا چہرہ طلوع کرنے والے چاند کے دائرہ کی طرح تھا اور ہوا آپ کے ریشِ مبارک کو دائیں بائیں ہلاتی تھی پس جناب زینب علیہا السلام ان کی طرف متوجہ ہوئیں تو اپنے بھائی کا سر دیکھ کر اپنی پیشانی محمل کے اگلے حصہ پر ماری یہاں تک کہ ہم نے دیکھا کہ خون ان کے مقنعہ کے نیچے سے نکل رہا ہے اور ان کی طرف بین کے ساتھ اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگیں۔

ماتوهمت شقيق فؤادي۔ كان هذا مقدراً مكتوبك يا اخي فاطمه الصغيرة كلمها فقد كاد قلبها ان يذوبك يا اخي كلبك الشفيق علينك ماله قد قسى وصار صليبك يا اخي لو ترىٰ عليا لدى الا سرمع اليتيم لا يطيق جوابك كلما اوجعوه بالضرب فاذاك بذل يفيض دمعاسكوبك يا اخي ضمه اليك وقربه۔ وسكن فؤاده المرعوبا ما اذال اليتيم حسين ينادي بابيه ولايراه مجيا

اے پہلی کے چاند کہ جس کے کمال کا وقت ابھی نہیں آیا کہ اچانک اسے گہن لگ گیا پس وہ غروب کر گیا اے میرے دل کے ٹکڑے مجھے یہ گمان نہیں تھا کہ یہ امر مقدر اور لکھا ہوا تھا۔ اے بھائی چھوٹی فاطمہ سے بات کر قریب ہے کہ اس کا دل پگھل جائے۔ اے بھائی ہم پر جو تیرا دل شفیق و مہربان تھا اسے کیا ہو گیا ہے کہ وہ بہت سخت ہو گیا ہے، اے بھائی کاش آپ علی زین العابدین کو دیکھتے قید ہوتے وقت جب کہ وہ یتیم بھی ہو چکے

Presented by Ziaraat.Com

تھے کہ ان میں جواب دینے کی طاقت باقی نہ رہی جب اسے ضرب تازیانہ سے تکلیف پہنچاتے تو وہ آپ کو پکارتا ذلت ورسوائی کے ساتھ اور اس کے آنسو برسنے لگتے یا بھائی اسے گلے لگالو اور اسے اپنے قریب کرلو اور اس کے گھبرائے ہوئے دل کو تسکین دو کس قدر ذلت ہے یتیم کے لئے کہ جب وہ اپنے باپ کو پکارے تو اسے جواب دیتے ہوئے نہ دیکھے۔ (نفس المہموم..... صفحہ ۵۵۳ تا ۵۵۷)

علامہ حسن بن محمد علی یزدی ''مہیج الاحزان میں لکھتے ہیں:-

سید ابن طاؤس علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت اُم کلثوم بنتِ امیر المومنین نے بھی بازارِ کوفہ میں مجمع عام سے حالت غربت واسیری میں خطاب کیا جو کہ حسبِ ذیل ہے:-

''یَا اَهْلَ الْکُوْفَةِ، سَوْءً لَکُمْ! خَذَلْتُمْ حُسَیْناً وَقَتَلْتُمُوْهُ! وَانْتَهَبْتُمْ اَمْوَالَهٗ وَوَرِثْتُمُوْهُ؟ وَسَبَیْتُمْ نِسَائَهٗ وَنَکَبْتُمُوْهُ؟ فَتَبّاً لَکُمْ وَسُحْقاً وَیْلَکُمْ اَتَدْرُوْنَ اَیَّ دِمَاءٍ سَفَکْتُمُوْهَا؟ وَاَیَّ کَرِیْمَةٍ اَصْبَتُمُوْهَا؟ وَاَیَّ صَبِیَّةٍ سَلَبْتُمُوْهَا؟ قَتَلْتُمْ خَیْرَ رِجَالَاتٍ بَعْدَ النَّبِیِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ وَنُزِعَتِ الرَّحْمَةُ مِنْ قُلُوْبِکُمْ۔ اَلَا اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْفَائِزُوْنَ وَ حِزْبَ الشَّیْطَانِ هُمُ الخَاسِرُوْنَ''

ترجمہ: ''اے اہلِ کوفہ! برا ہو تمہارا! تمہیں کیا ہو گیا کہ تم نے حسینؑ کا ساتھ چھوڑ دیا اور انہیں قتل کر دیا! تم نے ان کے اموال لوٹ لئے اور ان کے مالک بن بیٹھے! تم نے ان کی خواتین کو قید کیا اور ان پر مصیبت ڈالی! ہلاکت ہو تمہارے لئے اور عذاب ہو! وائے ہو تم پر، تم جانتے ہو کہ تم نے کیسے کیسے خون بہائے ہیں؟ کیسی کیسی معزز خواتین کو مصیبت پہنچائی ہے؟ اور کیسی کیسی محترم بچیوں کو تم نے لوٹا ہے؟ تم نے ان مردوں کو قتل

Presented by Ziaraat.Com

کیا جو بعد نبیؐ بہترین افراد تھے تمہارے دلوں سے رحمت سلب ہوگئی۔ آگاہ ہو کہ یقیناً اللہ والوں ہی کا گروہ کامیاب ہونے والا ہے اور یقیناً شیطان کا گروہ گھاٹا اُٹھانے والا ہے"

اس کے بعد اُمِ کلثومؑ بنت علیؑ نے یہ اشعار بطور مرثیہ پڑھے:-

قَتَلْتُمْ اَخِیْ صَبْراً فَوَیْلٌ لِاُمِّکُمْ
سَتُجْزَوْنَ نَاراً حَرُّهَا یَتَوَقَّدُ

ترجمہ: "تم نے میرے بھائی کو قتل کر ڈالا، تو ہلاکت ہے تمہارے لئے، عنقریب تمہیں اس آتشِ جہنم سے سزا دی جائے گی جو بھڑک رہی ہے۔

سَفَکْتُمْ دِمَاءً حَرَّمَ اللّٰهُ سَفْکَهَا
وَحَرَّمَهَا الْقُرْآنَ ثُمَّ مُحَمَّدٌ

ترجمہ: "تم نے وہ خون بہائے جن کا بہانا اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا تھا، قرآن نے حرام قرار دیا تھا اور حضرت محمد مصطفےٰؐ نے حرام قرار دیا تھا"۔

اَلَا فَابْشِرُوْا بِالنَّارِ اِنَّکُمْ غداً لَفِیْ سَقَرٍ حَقّاً یَقِیْناً مُخَلَّدٌ

یعنی کہ اے ظالموں تم کو آتشِ جہنم کی بشارت ہو تحقیق و یقیناً تم لوگ ہمیشہ جہنم میں رہو گے۔

وَاِنِّیْ لَاَبْکِیْ فِیْ حَیَاتِیْ عَلٰی اَخِیْ
عَلٰی خَیْرِ مِنْ بَعْدِ النَّبِیْ سَیُوْلَهٗ

ترجمہ: "میں تو ساری زندگی اپنے اس بھائی پر روتی رہوں گی جو پیغمبرؐ کے بعد پیدا ہونے والے تمام لوگوں سے افضل تھا"۔

راوی کا بیان ہے کہ حضرت اُمِ کلثومؑ کے اس خطاب و مرثیہ کا یہ اثر ہوا کہ چاروں طرف سے گریہ و نالۂ و بکا کی آوازیں بلند ہوئیں۔ لوگوں نے اپنے سینہ و سر پیٹنے شروع

Presented by Ziaraat.Com

کردیئے اور عورتوں نے اپنے بال کھول دیئے اور سروں پر خاک ڈالنے لگیں''۔

(مہیج الاحزان... صفحہ ۴۹۱ تا ۴۹۲)

﴿۸۵﴾... شہادت امام حسینؑ کے بعد اسیرانِ حرم کا سفر کوفہ وشام:

محترمہ محمودہ نسرین صاحبہ اپنی کتاب ''ہماری شہزادیاں'' میں لکھتی ہیں:-

جب حضرت امام حسینؑ شہید ہو گئے اور خیامِ اہلِ بیتؑ کو بھی جلا کر یزیدی بھیڑیوں نے راکھ کا ڈھیر بنا کر اپنے دل کی آخری حسرت پوری کر لی تو سالارِ فوج ابنِ سعد ملعون کے حکم سے سرہائے شہدائے کربلا کو نیزوں کی نوکوں پر آویزاں کیا گیا اور تمام اہلِ حرم کو اسیر کر کے انہیں رسیوں سے جکڑ کر بے کجاوہ اونٹوں پر سوار کرا دیا گیا اِن درندہ نما انسانوں نے ناموسِ رسولؐ کا احترام نہ کرتے ہوئے غمزدہ سیدانیوں کے سروں سے اُن کی چادریں بھی اُتروالیں اور بے مقنعہ وچادر کھلے منہ اُنھیں ایک جلوس کی شکل میں ترتیب دے کر ابنِ زیاد کے دربار میں لے جانے کے لئے بجانب کوفہ روانہ ہو گئے۔

میدانِ کربلا سے کوفہ روانہ ہوتے وقت عمر ابنِ سعد نے شہدائے کربلا کے سروں کی تقسیم اس طرح سے کی کہ قیس بن اشعث کندی کو جو اپنے قبیلے کا سردار تھا۔ تیرہ سر دیئے شمر ذی الجوشن کو سترہ سر دیئے۔ گروہ بنی اسد کو سولہ اور قبیلہ مذحج کو سات سر ملے۔ باقی سر اسی طرح دوسرے قبیلوں پر تقسیم کئے گئے۔ امام حسینؑ کا سرِ مبارک خولی ملعون کو دیا گیا اور لاشہ ہائے شہداء کو بے گور و کفن کربلا کے میدان میں جلتی ریت پر چھوڑ گئے۔

اہلِ حرم کے لٹے ہوئے قافلے کے کوفہ پہنچنے کی خبر جب ابنِ زیاد کو ہوئی اور یہ معلوم ہوا کہ اہلِ حرم اسیر ہو کر آ رہے ہیں تو اس نے سارے شہر میں ڈھنڈورا پٹوا دیا کہ کوئی شخص ہتھیار باندھ کر گھر سے باہر نہ نکلے۔ دس ہزار فوج کو حکم دیا کہ گلی کوچوں پر کھڑی

Presented by Ziaraat.Com

ہو کرنا کہ بندی کرے۔ تاکہ امام حسینؑ کا کوئی دوست جوش میں آ کر فتنہ وفساد برپا نہ کرے شہر کے ضروری انتظام کے بعد اُس نے دربار کو خوب آراستہ کرایا۔

دوسرے دن عمر سعد اپنے لاؤ لشکر کو لے کر بڑی شان وشوکت کے ساتھ شہر میں داخل ہوا۔ اہلِ بیت علیہم السلام کے داخلے کی خبر پا کر چاروں راستوں اور چھتوں پر کوفہ کے مردوں اور عورتوں کا ہجوم ہوگیا۔ جب شہیدوں کے سرہائے مقدس خاک وخون سے بھرے ہوئے نیزوں کی نوکوں پر نظر آئے اور نبی زادیوں کو برہنہ سر با حالِ تباہ اونٹوں پر سوار دیکھا تو مرد وزن یہ دلخراش منظر دیکھ کر زار زار رونے لگ پڑے۔ امام زین العابدینؑ نے جب ان لوگوں کا یہ حال دیکھا تو نہایت کمزور اور نحیف آواز میں فرمایا ”کیوں کوفہ والو جب تم ہمارے حال پر روتے اور نوحہ کر رہے ہو تو پھر بتاؤ ہمارے بزرگوں اور بھائیوں کو شہید کرنے اور ہمیں اِس حالت کو پہنچانے کی ذمہ داری کس پر ہے“؟

جب یہ قافلہ ایک بازار سے گزر رہا تھا تو کسی نے اِن اسیروں سے پوچھا کہ ”تم کس قوم اور قبیلے سے ہو“؟

اُنہوں نے جواب دیا کہ ”ہم آلِ نبیؐ واولادِ علیؑ ہیں“ جناب زینب سلام اللہ علیہا نے اِس موقع پر تماشائیوں سے خطاب کر کے جو تقریر فرمائی اِس کا کوفہ والوں کے دِل پر ایسا گہرا اثر ہوا کہ وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے اور مارے ندامت کے ان کے سر جھک گئے“۔

خولی اور بشیر بن مالک سب سے پہلے ابنِ زیاد کے سامنے آئے بشیر نے عربی کے دو شعر پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے۔

”اے امیر میری رکاب کو سونے اور چاندی سے بھر دے۔ میں نے ایک ایسے بلند

Presented by Ziaraat.Com

مرتبہ بادشاہ کو قتل کیا ہے جس نے دونوں قبلوں (کعبہ و بیت المقدس) کی طرف نماز پڑھی ہے۔ میں نے ایسے شخص کو قتل کیا ہے جو ماں اور باپ دونوں کی جانب سے بہترین انسان اور نسب کے اعتبار سے تمام دُنیا میں بڑھا چڑھا تھا"۔

ابنِ زیاد نے کہا۔ کم بخت اگر تیرے نزدیک حسینؑ بہترین انسان تھے تو تُو نے انہیں قتل کیوں کیا۔ ایسی صورت میں تیرے لئے یہی بہتر ہے کہ میں تجھے موت کی نیند سلا دوں۔ چنانچہ اُس نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ ابھی اس کا سر اُڑا دے۔ (بشیر بن مالک کا یہ قتل ہمدردیٔ حسینؑ میں نہ تھا۔ بلکہ اِس لئے تھا کہ بشیر نے سرِ دربار فضائلِ امام حسینؑ بیان کئے تھے)

ابنِ زیاد نے امامِ مظلوم کا سر ایک طشت میں رکھا اور اُسے دیکھ کر خوش ہوتا اور بے ادبی کرتا رہا۔ اہلِ حرم کو اسیر اور رسن بستہ دیکھ کر ملعون خوشی کے ساتھ کہنے لگا۔ خدا کا شکر ہے کہ اُس نے تم کو ذلیل و خوار کیا اور تمہارے جھوٹ کو تم پر ظاہر کیا۔ جناب زینبؑ سے ضبط نہ ہو سکا۔ فرمانے لگیں۔ "شکر ہے اُس خدا کا جس نے ہمارے نانا رسولِؐ خدا کو تمام عالم پر فضیلت دی اور اُن کے سبب ہم لوگوں کو بھی عزت عطا فرمائی۔ دُنیا کی تمام برائیوں سے ہم کو دُور رکھا۔ بے شک خدا بدکار بندوں کو ذلیل و خوار کرتا ہے لیکن ہم اُن لوگوں سے نہیں ہیں بلکہ وہ لوگ اور ہی ہیں"۔ اِس ملعون نے غضب ناک ہو کر کہا دیکھو خدا نے تمہارے بھائی کے ساتھ کیا کِیا۔ جنابِ زینبؑ نے فرمایا "جو کچھ خدا نے میرے بھائی کے ساتھ کیا۔ مَیں اِس میں سراسر بہتری دیکھ رہی ہوں۔ کیونکہ آلِ محمدؐ وہ محترم ہستیاں ہیں جنہیں خدا نے اپنی قربت عطا کرنے کی غرض سے شہادت کا درجہ بخشا ہے۔ اے پسرِ زیاد تجھے اِس بات پر خوش نہ ہونا چاہئے۔ بہت جلد خدا تجھ سے اس ظلم کی باز پُرس کرے گا اور اُس دن کوئی تیرا نجات دینے والا نہ ہوگا"۔

Presented by Ziaraat.Com

یہ تقریر سُن کر ابنِ زیاد کے تن بدن میں آگ لگ گئی اور جھنجھلاتے ہوئے حضرت زینبؑ کے قتل کرنے کا حکم دے دیا۔ یہ سنتے ہی عمر بن حریث نے بگڑ کر کہا۔ اے پسر زیاد تُو کس قدر بے غیرت ہے اب تیری جرأت یہاں تک بڑھ گئی ہے کہ عورتوں پر بھی ہاتھ اُٹھانے لگا۔ خدا کی قسم اگر تُو نے دُخترِ علیؑ کو قتل کرایا تو ابھی دربار میں خون کا دریا بہہ جائے گا۔ عمر بن حریث کے بگڑے ہوئے تیور دیکھ کر ابنِ زیاد ڈر گیا اور جناب زینبؑ کے قتل سے باز رہا اور حکم دیا کہ اِن تمام قیدیوں کو اس خرابے میں جا کر قید کر دو جو جامع مسجد کے پاس ہے۔

ابنِ زیاد نے اہلبیتؑ کو اُس وقت تک کوفے میں قید کیے رکھا جب تک اُس کے اطلاعی خط کا جواب یزید کی طرف سے نہ آ گیا۔ جس کے بعد اسیرانِ اہلِ حرم کا یہ قافلہ شمر، عمر سعد اور یزیدی فوج کے افسروں کے ہمراہ شام کو روانہ ہوا

(کتاب ''ہماری شہزادیاں)

ڈاکٹر زاہد حیدری.... کتاب ''مخدراتِ اسلام'' میں لکھتے ہیں:۔

مختلف روایات سے پتہ چلتا ہے کہ واقعۂ کربلا کے وقت حضرت اُمِّ کلثومؑ موجود تھیں۔ ہم اُن تمام واقعات کی تفصیل نہیں دیں گے جس کا روز عاشور سیدہ اُمِّ کلثومؑ سے تعلق ہے۔ بعدِ شہادت جب اہلِ بیتؑ کا قافلہ کوفہ میں پہنچا سید بن طاؤس اپنی کتاب الہوف میں تحریر فرماتے ہیں کہ بازارِ کوفہ میں آپ نے ایک فصیح و بلیغ خطبہ انشاء فرمایا۔

جس کو ہم اختصار کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔ آپ نے اہلِ کوفہ کو یوں مخاطب کیا۔

''اے کوفہ والو تم نے نصرتِ حسینؑ میں کوتاہی کی یہاں تک کہ وہ شہید کر دیئے گئے اُن کے مال و اسباب کو لوٹ لیا گیا ان کے خیام جلا دیئے گئے۔ آج اُن کے اہلِ بیتؑ

Presented by Ziaraat.Com

بے مقنع و چادر شہر بہ شہر دیار بہ دیار پھرائے جارہے ہیں تم پر خدا کی لعنت ہو اور رحمت خداوندی تم سے دور رہے۔ افسوس کہ تم نے کتنا گناہِ عظیم کیا اور کتنے طیب و طاہر خون کو بہایا۔ رسولؐ اللہ کی بیٹیوں اور آلِ طٰہٰ ویٰسین کو اسیر کیا۔ میں تم کو یقین دلاتی ہوں کہ قیامت کے دن تمہارا مقام جہنم ہوگا اور تم ضرور اپنے ظلم کی سزا پاؤ گے۔ اب رہی میں جب تک زندہ ہوں اپنے بھائی کا برابر ماتم کرتی رہوں گی کہ وہ رسولؐ خدا کے فرزند تھے اور خدا کی بہترین مخلوق سے تھے''۔

صاحب ناسخ التواریخ تحریر فرماتے ہیں کہ سیدہ اُم کلثومؑ نے بھرے ہوئے دربار میں ابنِ زیاد کو یوں مخاطب کیا کہ ''اے زیاد کے بیٹے حسینؑ ابنِ علیؑ کے قتل پر تو آج شاد و مسرور ہے۔ حسینؑ ابنِ علیؑ کو دیکھ کر رسولؐ مقبول کا دل باغ باغ ہو جاتا تھا۔ یہ وہی حسینؑ ہیں جن کے لب ہائے مبارک کے بوسے رسولؐ اللہ لیا کرتے تھے اور بار بار اپنی گود میں لے کر پیار کرتے تھے۔ اب تو تیار ہو جا تجھ کو روزِ قیامت رسولؐ اللہ کو منہ دکھانا پڑے گا۔ سوچ لے کہ تو کیا جواب دے گا''۔

مسلم حصاص کہتا ہے کہ میں نے دیکھا کہ جب آلِ رسولؐ کا لٹا ہوا قافلہ بازارِ کوفہ میں پہنچا تو کوفہ کی عورتیں اور بچے دھاڑیں مار کر رونے لگے۔ بعض عورتیں کھجور اور روٹیاں اُن معصوم بچوں کو دینے آگے بڑھیں جن کے سروں پر خاک تھی، چہرے گرد و غبار سے اَٹے ہوئے تھے، آنکھوں سے آنسو مسلسل جاری تھے۔ کوئی ہائے بابا کہہ رہا تھا کوئی ہائے چچا۔ اس موقع پر میں نے دیکھا کہ جنابِ اُمِ کلثومؑ نے اُن عورتوں کو یوں مخاطب کیا کہ ''اے کوفہ کی عورتوں تمہارے مردوں نے ہمارے مردوں کو شہید کیا اور تم اب رو رہی ہو۔ دیکھو قیامت کے دن خدا کیا فیصلہ کرتا ہے اور آگاہ ہو جاؤ ہم اہلِ بیتؑ رسولؐ ہیں۔ ہم پر ہر قسم کا صدقہ حرام ہے۔ تم اِن روٹیوں اور کھجوروں کو واپس لے جاؤ

Presented by Ziaraat.Com

ہمارے بچے کسی طرح اس کو نہیں کھا سکتے"۔ (مخدرات اسلام)

ڈاکٹر احمد بہشتی اپنی کتاب "مثالی خواتین" میں لکھتے ہیں:۔

حضرت اُم کلثومؑ اپنے عہد کی بہت با فضیلت عورت تھیں۔ حیاتِ رسولؐ میں پیدا ہو چکی تھیں۔ قریش میں سے آپ اپنے زمانے کی فصیح عورت تھیں۔ آپ کے والد حضرت علیؑ اور والدہ حضرت فاطمہ زہراؑ ہیں۔

مامقانی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں: "اُم کلثوم زینبؑ صغریٰ کی کنیت ہے آپ اپنے بھائی حسین علیہ السلام کے ساتھ کربلا آئیں اور وہاں سے امام زین العابدینؑ کے ہمراہ شام اور پھر مدینہ پہنچی۔ بہت جلیل القدر فہمیدہ اور سخنور عورت تھیں۔

فاطمہ زہراؑ کی بیٹیاں صرف شجاعت و دلیری ہی کا نمونہ نہیں ہیں بلکہ خطابت و سخنوری کی دنیا میں بھی نمایاں حیثیت رکھتی ہیں۔ اپنی خواہر گرامی زینبؑ کبریٰ کی طرح بامشقت اسیری کے دوران ہاتھ آنے والی فرصت سے خوب فائدہ اُٹھایا اور اپنے آتشیں اور ولولہ انگیز خطبوں سے استبداد کے قصر کو ہلا ڈالا اور اموی ظالموں کے خلاف مسلمانوں کے جذبات کو برانگیختہ کیا۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ دل جلے اور غم زدہ لوگ اچھی طرح پُرسوز و دل گداز تقریر کر سکتے ہیں اور اپنی آہ وفغاں سے ستمگروں کی زندگی کو تباہ کر سکتے ہیں۔

اُمِ کلثومؑ ذاتی صلاحیت کی بھی مالک ہیں اور ظالم و جابر حکومت کے کارندوں نے آپ کے بھائی اور دیگر عزیزوں کو شہید بھی کر دیا ہے۔

اُم کلثومؑ کی شجاعت وفضیلت کی سب سے بڑی دلیل وہ خطبہ ہے جو اہلِ کوفہ کے سامنے دیا اور اس کے ذریعہ انھیں محوِ حیرت کر دیا۔ آپ کا خطبہ سن کر وہ ایک دوسرے کے سر اور شانہ پر ہاتھ مارتے تھے، ان کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ کیا کر رہے ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

غدار اور ظالم لوگوں کا مقدر رسوائی ہے! آخر کار وہ اپنی بداعمالیوں کے عذاب میں مبتلا ہو گئے اور جہنم میں گر پڑے ہیں۔

خزام اسدی کہتے: ۶۱ھ یعنی سالِ شہادتِ امام حسینؑ میں کوفہ گیا تو دیکھا کہ کوفہ کی عورتیں کھڑی ہیں اور علی بن الحسینؑ جو کہ بیماری سے لاغر ہو گئے تھے۔ فرما رہے ہیں۔

''اے کوفہ والو! تم ہمارے اوپر گریہ کر رہے ہو، کیا تمہارے علاوہ کسی اور نے ہمیں قتل کیا ہے؟ اس موقعے پر اُم کلثومؑ نے لوگوں کو خاموش ہونے کا حکم دیا اور جب لوگوں کی آہ و بکا کی آواز بند ہو گئی تو فرمایا:

تمام تعریفیں عالمین کے پروردگار کے لئے ہیں، درود و سلام ہو میرے نانا سید المرسلینؐ پر..... کوفہ والو! تم بہت خصیر اور پست لوگ ہو۔ تمہارے آنسو خشک نہ ہوں اور تمہیں کبھی آرام میسر نہ ہو۔ تمہاری مثال اس عورت کی سی ہے کہ جس نے محنت و مشقت سے کاتے ہوئے کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ تم پیمان شکن ہو۔ تمہارا ظاہر پُر فریب اور باطن آلودہ ہے۔ بالکل گھورے و مزبلہ پر اُگی ہوئی ہریالی کی مانند یا کیچڑ پر پڑی ہوئی چاندی کی طرح ہو۔ کتنا برا کام کیا ہے تم نے خدا تم پر قہر نازل کرے اور ہمیشہ رہنے والے عذاب میں مبتلا کرے۔ اب کیا روتے ہو؟ روؤ کہ تم اسی کے لائق ہو۔ ہنسو کم روؤ زیادہ اپنے دامن کو تم نے ذلت و رسوائی سے داغدار کر لیا ہے۔ یہ داغ تمہارے دامن سے چھڑائے نہیں جا سکیں گے۔ سلالۂ نبوت، حسین بن علیؑ .... کہ جس کے نورِ ہدایت نے دنیا کو روشن کیا۔ کے قتل سے تم خود کو کیسے بری کر سکتے ہو؟ تف ہو تم پر! تم نے بڑا نقصان اُٹھایا اور خدا کو اپنے اوپر غضبناک کیا اور ذلت و پستی میں گر پڑے ہو۔ قریب تھا کہ تمہارے کرتوت سے آسمان گر پڑے اور زمین شگافتہ اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں۔ تم جانتے ہو کہ تم نے رسولِ خدا کے پارۂ جگر کو کس طرح ٹکڑے ٹکڑے

Presented by Ziaraat.Com

کیا ہے اور ان کے اہلِ حرم کو اسیر کیا ہے اور ان کے خون سے زمین کو رنگین کیا ہے؟

بے حیائی اور سرکشی سے تم نے یہ ظلم ڈھائے ہیں! اگر آسمان سے خون کی بارش ہو تو تعجب کی بات نہیں ہے، لیکن آخر کار رُسوا کرنے والا عذاب بہت زیادہ سخت ہے اور جن پر عذاب ہوگا ان کا کوئی مددگار نہیں ہے! دنیا کی چند روزہ مہلت تمہیں غفلت میں نہ ڈالے، خدا ظالموں کی گھات میں ہے اور کوئی بھی اس کے ہاتھ سے بچ نہیں سکتا''

اس پُرشکوہ خطبہ کے بعد ان کی طرف سے منہ پھرا لیا۔ مجمع دریائے حیرت میں ڈوبا ہوا تھا۔ سب دانتوں سے اپنے ہاتھ کی انگلیاں کاٹ رہے تھے۔ خاندانِ جعفی کا ایک ضعیف العمر آدمی، کہ جس کی داڑھی آنسوؤں سے تر تھی، کہہ رہا تھا:

اس خاندان کے بوڑھے اور عورتیں دوسرے خاندان کے بوڑھوں اور عورتوں پر برتری رکھتی ہیں اور ہرگز رُسوا نہیں ہوتے ہیں۔ (کتاب ''مثالی خواتین'')

مولانا سید محمد مہدی لواعج الاحزان میں لکھتے ہیں:۔

کیونکہ مومنین جس بزرگوار کی رحم دلی کا یہ حال ہو کہ حیوان تک کو تازیانہ نہ لگائیں ایسے بزرگوار کو اشقیاء کوفہ و شام گلے میں طوق اور پاؤں میں زنجیر پہنائیں اور جب بہ سبب بیماری کے چلنے میں کمی ہو تو تازیانہ پر تازیانہ لگائیں اور کشاں کشاں کربلا سے کوفہ، کوفہ سے شام تک لے جائیں۔ اتنی بھی مہلت نہ دیں کہ کربلا میں رہ کر اپنے باپ کی لاش کو دفن کرتے۔ بلکہ نہایت ذلت سے شام کی طرف لے گئے جیسا کہ شاعر کہتا ہے۔

ماند او بہ کربلائے پدر؟ نے بشام رفت با عز و احتشام؟ نہ با ذلت و عنا

تنہا؟ نہ بازنان حرم نامِ شاں چہ بودہ زینبؑ سکینہؑ ، فاطمہؑ کلثومؑ بے نوا

برتن لباس داشت؟ بلے گردِ رہ گذر برسر عمامہ داشت؟ بلے چوب اشقیاء

Presented by Ziaraat.Com

یعنی مجھے اشقیاء اس طرح ذلت کے ساتھ کھینچتے ہوئے دمشق میں لے گئے تھے جس طرح غلامانِ حبش و زنگبار کو قید کر کے لے جاتے ہیں اور غلام بھی وہ غلام جس کا آقا مر گیا ہو اور کوئی اس کا حامی و مددگار نہ ہو اور وہی حضرت فرماتے ہیں رَبَقُوْنَا مِثْلَ الْاَغْنَامِ ہم لوگوں کو ایک رسی میں اس طرح باندھا تھا جس طرح قصاب گوسفندوں کو باندھتے ہیں۔ حضرت فرماتے ہیں کہ میرے گلے میں اور پھوپھی اُمِّ کلثومؑ کے گلے میں رسی بندھی تھی۔ (اوایج الاحزان، جلد ا ص ۴۳۳)

لکھا ہے کہ جب اہلِ بیتؑ رسولؐ اُونٹوں پر سوار با حالتِ زار کوفہ میں پہنچے تو جنابِ زینبؑ کی نظر اُس نیزہ پر پڑی جس پر امام حسینؑ کا سر تھا۔ دیکھتے ہی بے چین ہو گئیں اور اپنے سر کو محمل پر دے مارا سر پھٹ گیا اور مقنعے کے نیچے سے خون جاری ہوا۔ سر امام مظلوم کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگیں۔

یَا هِلَالًا لَمَّا اسْتَتَمَّ كَمَالًا
غَالَهُ خَسْفُهُ فَأَبْدَا غُرُوْبًا
مَا تَوَهَّمْتُ يَا شَقِيْقَ فُؤَادِيْ
كَانَ هٰذَا مُقَدَّرًا مَكْتُوْبًا

اے بھائی! اے چاند! ابھی تم بدرِ کامل نہ ہوئے تھے کہ موت کے خوف نے تم کو گھیر لیا اور تم نظروں سے غروب ہو گئے۔ اے بھائی! اے میرے جگر کے ٹکڑے میں یہ نہ جانتی تھی کہ یہ سب تقدیر میں لکھا ہوا ہے۔

وجہ تشبیہ سر امام ہلال سے:

مومنین! سرِ امامؑ کو جناب زینبؑ نے ہلال سے تشبیہ دی ہے اس کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ ہلال کا اطلاق تین روز تک ہوا کرتا ہے اور اُس سر کو جناب زینبؑ نے تین دن کے

Presented by Ziaraat.Com

بعد دیکھا تھا یا اس وجہ سے ہو کہ جس طرح چاند کو دیکھنے کے وقت لوگ اُنگلی سے بتایا کرتے ہیں اُسی طرح سرِ حسینؑ اشقیاء کوفہ اُنگلی سے اشارہ کر کے بتاتے تھے دیکھو وہ حسینؑ کا سر ہے۔

الحاصل اس کے بعد جناب اُمِ کلثومؑ نے رو رو کر بآوازِ بلند ایک خطبہ پڑھا ہے وہ خطبہ طولانی ہے۔ میں مختصر اُس کے چند فقرات کا ترجمہ لکھتا ہوں فرمایا اے اہلِ کوفہ وائے ہو تم پر تم لوگوں کو کیا ہو گیا تھا جو حسینؑ کو بے پناہ کر کے قتل کر دیا۔ اُن کے مال و اسباب کو لوٹ لیا۔ اُن کی عورتوں کو قید کیا۔ وائے ہو تم پر تم لوگ کچھ سمجھے کہ کتنے بڑے امر عظیم کے مرتکب ہوئے ہو کون سا خون تم نے بہایا کون سا مال تم نے غارت کیا۔ تم نے عورتوں کے سروں سے چادریں چھین لیں تم نے اُن لوگوں کو قتل کیا جو بعد پیغمبر کے سب خلائق سے افضل تھے۔ تم نے میرے بھائی کو چاروں طرف سے گھیر کے بے کس و مجبور کر کے قتل کر ڈالا۔ اب تم سب عذاب جہنم کے لئے مستعد رہو۔ اسی طرح کے کلمات اور بھی فرمائے یہ سن کر سب اہلِ کوفہ بآوازِ بلند رونے لگے۔ ان کی عورتوں نے سر کے بال کھول دئے۔ اپنے سروں پر خاک ڈالتی تھیں اور منہ پر طمانچے مارتی تھیں۔

اس کے بعد امام زین العابدینؑ نے اُن لوگوں سے فرمایا۔ اب تم سب کے سب چپ رہو جب وہ لوگ چپ ہوئے تو کھڑے ہو کر ایک خطبہ ارشاد کیا بعد حمد و ثنا کے فرمایا ایہا الناس! جو مجھے پہچانتا ہے وہ تو پہچانتا ہے جو نہیں جانتا وہ جان لے کہ میں ہوں علی بن الحسینؑ بن علیؑ بن ابی طالبؑ اس کے بعد فرمایا: اَنَا ابْنُ مَنِ انْتُهِكَ حَرِيْمُهٗ وَسُلِبَ نَعِيْمُهٗ وَ انْتُهِبَ مَالُهٗ وَسُبِيَ عَيَالُهٗ اِنَا ابْنُ مَنْ قُتِلَ صَبْرًا وَ كَفٰى بِذٰلِكَ فَخْرًا ایہا الناس! میں! میں فرزند اُس شخص کا ہوں جو بغیر کسی جرم و قصور کے فرات کے کنارے ذبح کیا گیا۔ میں فرزند اُس کا ہوں جس کی ہتکِ حرمت کی گئی اور مال و اسباب اس کا لوٹ لیا گیا،

Presented by Ziaraat.Com

عیال اُس کے قید کئے گئے۔ میں فرزند اس کا ہوں جو بے بس اور مجبور کر کے قتل کیا گیا اور یہ باعث فخر کا ہوا۔ ایہا الناس! میں تم کو خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تم کو یاد نہیں ہے کہ تم نے میرے باپ کو خط لکھ لکھ کر بلایا اور تم لوگوں نے عہد کیا تھا کہ ہم اُن کی بیعت سے نہ پھریں گے جب وہ حضرت آئے تو مکروفریب سے اُن کو قتل کر دیا۔ وائے ہو تم پر اب روزِ قیامت کیونکر رسولؐ خدا سے ملاقات کرو گے اور کس آنکھ سے اُن کو دیکھو گے اور جب وہ حضرت تم سے فرمائیں گے کہ تم لوگوں نے میری عترت کو قتل کیا اور میری حرمت کو ضائع کیا۔ اب تم میری اُمت سے نہیں ہو تو اس وقت کیا جواب دو گے؟ یہ سن کر اہل کوفہ چیخ مار کر رونے لگے اور آپس میں کہتے تھے ہائے ہم سے کیسی لغزش ہوئی کچھ نہ سمجھے کہ کیا کرتے ہیں دنیا کے واسطے حسینؑ فرزند رسولؐ کو قتل کر دیا۔ (لواعج الاحزان، جلد۲ ص ۳۰۹)

مولانا جعفر الزمان نقوی لکھتے ہیں:-

اور اب ۶۱ ہجری میں وہ وقت آ گیا۔ شب میں کسی وقت کربلا سے لٹا ہوا کاروان مسجد حنانہ پہنچا۔ رات گذر گئی جیسے بھی گزری۔ صبح ہوئی۔ روانگی کا طبل بجا۔ محمل درِ مسجد پر آئے۔ بیمارِ کربلاؑ نے سب کو پھر سوار کرایا۔ ابنِ سعد ملعون نے فوراً ایک ایک شخص کو کوفے بھیجا کہ منادی کر آئے۔ آمدِ قافلہ کی منادی ہوئی خوشیوں کے طبل بجنے لگے۔ کوفے کی لاتعداد عورتیں صدر دروازے سے باہر انتظار کر رہی تھیں۔ کئی مرد اور بچے کھجوروں کے درختوں پر چڑھے تھے اور نیچے سے لوگ بار بار پوچھتے تھے کہ محمل نظر آئے۔

اچانک نقاروں اور طبلوں کی آوازیں کانوں میں پڑیں۔ درختوں پر چڑھے لوگوں نے بتایا کہ کئی علم اور محمل نظر آ رہے ہیں۔ عورتیں زمین پر بیٹھی تھیں محملوں کی جانب چل پڑیں۔ کافی دور مرد و زن نے قافلے کا استقبال کیا۔ کوفے میں عورتیں چھتوں پر چڑھ گئیں۔ ابنِ زیاد ملعون نے خولی بن یزید اصبحی ملعون کو حکم دیا کہ جس وقت

Presented by Ziaraat.Com

اسیروں کا قافلہ شہر میں داخل ہوتو تُو تب سرِ اقدس لے کر قافلے کے ہمراہ شہر میں آنا۔ خولی ملعون سرِ اطہر کو نیزے پر چڑھائے ہوئے کوفے کے صدر دروازے کے باہر آملا۔

لوگوں کے ہجوم، میں سرِ اطہر کو لے کر لشکر کے سامنے آیا، ''نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ حضرت زینبؑ کی نگاہ پاک بھائی کے سرِ اقدس پر پڑی۔ عالم مظلومیت دیکھ کر محمل کی چوب پر بے ساختہ اِس طرح پیشانی ماری کہ ہائے حسینؑ کی صدا کے ساتھ ہی نورانی پیشانی خون سے رنگین ہوگئی۔ محمل کو دیکھتے ہی عورتوں کے ہوش آ گئے۔ سب کو امیر المومنینؑ کا دور یاد آیا۔ مسند پر بال بکھرا کر سب نے ماتم شروع کر دیا۔ جب پہلی دفعہ تشریف لائیں تو ان ہی گلیوں میں خوشبوؤں کی صدائیں گونجتیں تھیں آج پورا کوفہ صدائے ماتم سے غم کدہ بنا ہوا ہے۔

ابو جدیلہ اسدی البصری شیعانِ علیؑ سے تھا روایت کرتا ہے کہ میں نے پہلی آمد کا منظر بھی دیکھا تھا۔ انتظامات ہوتے دیکھے، کوفے کی گلیوں میں قناتیں لگتی دیکھیں اور اسدِ کردگار ابوالفضل العباسؑ کی طرقوا بطرقوا کی صدائیں بھی سنیں۔ کہاں وہ شاندار منظر اور کہاں آج کی آمد۔ وہ کہتا ہے کہ میں اتفاقاً بصرے سے کوفے آیا تھا۔

سارے بازار بند تھے۔ سوچ رہا تھا کوفے والے کہاں گئے۔ میں حالات سے لا علم تھا۔ ۱۲ محرم کا دن تھا جب میں کوفہ آیا راہِ کوفہ و بصرہ میں کوئی نہ ملا جو مجھے باخبر کرتا۔ میں کناسۂ کوفہ کی جانب بڑھ رہا تھا کہ گلیوں میں عورتوں کے کئی جلوس نظر آئے۔ بال کھلے، سر میں خاک اور آنکھوں میں آنسو، میں حیران تھا کہ یہ کیا ہوگیا۔

میں گریہ کناں عورتوں کے پیچھے چل پڑا۔ کچھ دور چل کر اِسی طرح کا ایک اور گروہ ان میں شامل ہوگیا مگر اس گروہ کے پیچھے ایک سفید ریش بزرگ تھے، عمامہ گلے میں تھا، کمر جھکی ہوئی تھی، روتے ہوئے آ رہے تھے۔ میں نے سلام کے بعد پوچھا کہ آج

Presented by Ziaraat.Com

کوفہ ماتم کدہ کیوں بنا ہے؟ اُس نے جوابِ سلام کے بعد کہا کہ تمہیں علم نہیں نواسۂ رسولؐ کو شہید کر دیا گیا ہے۔ میں نے کہا مجھے تو کوئی علم نہیں ہے۔ اُس نے بتایا کہ پاک پردہ داروں کو اُمت اپنے ظلم کا مہمان بنا کر کوفے لا رہی ہے۔ کوفے کی عورتیں رو رہی ہیں اور دشمن جشن منا رہا ہے۔

میں نے پوچھا وہ کدھر سے تشریف لائیں گے۔ اُس نے بتایا کہ وہ بابِ بادیہ سے داخل ہونگے اور کناسۂ کوفہ میں روکے جائیں گے۔ ابو جدید اسدی کہتا ہے کہ میں اُس دروازے کی طرف چل پڑا۔ میرے آگے آگے عورتیں ماتم کرتی ہوئی جا رہی تھیں۔ بال کھلے تھے سر میں خاک تھی۔

جب ہم بابِ بادیہ پر جا کھڑے ہوئے تو لوگوں کا بڑا ہجوم تھا۔ بابِ بادیہ کے اندرونی طرف ایک بہت بڑا میدان تھا۔ فوجی اپنے ساتھیوں کے منتظر تھے۔ اِس جگہ کوئی بھی قافلہ روانگی سے قبل خیمے لگا کر ایک دن شامل ہونے والوں کا انتظار کرتا تھا۔ ہم کھڑے تھے کہ باہر سے نقاروں اور طبل کی آوازیں سنائی دیں۔ دروازے کے باہر علم لہرا رہے تھے کئی گھوڑے سوار تھے جن کے پیچھے چالیس محمل تھے۔ ایک زمانے میں اُن کا شاہی اِستقبال ہوا تھا بڑا انتظام تھا آج غریبوں کا کوئی پُرسانِ حال نہ تھا۔ استقبال جیسے ہوا بس ہوگیا۔ میں نے کوشش کی کہ بیمارِ کربلا وارثِ دستارِ امامت سے جا کر تعزیت کروں۔ بڑی جدوجہد کے بعد اُس ناقہ تک پہنچ سکا۔ جس پر سرکار سوار تھے۔ خاموش تھے ہاتھ میں ہتھکڑیاں تھیں آہستہ آہستہ لب جنبش میں تھے۔ اللہ جانے کیا تلاوت کر رہے تھے؟۔

میں نے بڑھ کر اپنی پیشانی کو ناقے کے سینے سے مَس کیا اور عرض کیا سرکار آپ کے بابا امام حسینؑ کو دیکھنے کا بڑا ارمان ہے۔ مجھے بتائیں کیا ہوا؟ سرکار سید الساجدین

Presented by Ziaraat.Com

نے فرمایا ہم خیمہ میں تھے کہ صدائے ذوالجناح کان میں آئی۔ خیمے کا پردہ اُٹھا کر دیکھا ذوالجناح شدید زخمی تھا۔ زین ڈھلی ہوئی تھی ہم سمجھ گئے کہ ہم یتیم ہو گئے۔ اتنا حال سنانے کے بعد اونٹ چل دیئے میں ناقے کے ساتھ ساتھ چل پڑا۔ اچانک ایک ہیبت ناک آواز سنی۔

یا اھل الکوفة غضوا ابصارکم عن حرم رسول اللّٰہ۔

آواز بلند ہوتے ہی ہر آنکھ پیوندِ زمین ہوگئی۔ کوئی آنکھ اُٹھا کر نہ دیکھ سکتا تھا۔ وارثِ دستارِ امامت نے فرمایا اے ہاتفِ غیبی کی صدا کون ہے ہمیں آگاہ کرو۔ جواباً عرض کیا

انا ملك من ملوك الجن الذی اسلمنا علی ید جدك علی علیه الصلوٰة والسلام

میں شاہِ جنات سے ہوں جس کو آپ کے پاک دادا نے کلمہ پڑھایا تھا۔ جب امامِ مظلومؑ نے صدائے غربت بلند کی تھی۔

آتیتُ انا و قومی فی نصرت الحسینؑ فعافنا فی الطریق امراً

میں برائے نصرت قوم سمیت حاضر ہوا تھا مگر میری نصرت قبول نہیں فرمائی گئی تھی۔ ہمارے اصرار پر ارشاد فرمایا تھا ہو سکے تو ہمارے پردہ داروں کی حفاظت کرنا۔ ہم پابند حکم قافلے کے ساتھ ساتھ چل رہے ہیں۔

﴿۸۶﴾...روایت سھل ابنِ حبیب اور حضرت اُمِّ کلثومؑ کا پُردرد بیان:

کچھ لوگوں نے سھل ابنِ حبیب کو سھل ابنِ سعد سمجھا ہے مگر در حقیقت سھل ابنِ سعد کا

Presented by Ziaraat.Com

واقعہ شام کا ہے اور سھل ابنِ حبیب شہزوری کا واقعہ کوفے کا ہے جو روایت کرتے ہیں۔

قال کنت فی سنة التی قتل فیه الحسینؑ قد اردت الحج واعتقت عنه فلبثت بالکوفة۔

جس سال امام حسینؑ کو شہید کیا گیا میں حج کرنے گیا تھا۔ واپسی پر ارادہ کوفے کا تھا مگر مدینے میں مجھے دیر ہوگئی۔ میں ۱۱ محرم کو کوفے شام کے وقت پہنچا۔ مجھے حالات کا کچھ علم نہ تھا۔ تھکا ہوا تھا جلد سو گیا۔ صبح سرائے سے باہر آیا تو لوگوں کی عجیب حالت تھی۔ مجھے کوفہ دو حصوں میں منقسم نظر آیا۔

منهم من یبکی سراً و منهم من یضحك جهراً

کچھ تو چھپ چھپ کے رو رہے تھے کئی ظاہر بظاہر خوش ہو رہے تھے ہنس رہے تھے۔ کئی بہت خوش باش تھے جیسے اُن کے لئے عید ہے۔ میں نے ایک بزرگ سے پوچھا کہ اہلِ کوفہ کی کوئی عید ہے جس کا ہمیں علم نہیں۔ شیخ رو پڑا اور بولا مسافر معلوم ہوتے ہو۔ حالات سے لاعلم بھی ہو۔ میں نے جواب دیا حج کرنے گیا تھا۔ واپس اپنے وطن موصل جا رہا ہوں۔ اُس نے کہا اس سرزمینِ عراق پر ایک جنگ ہوئی ہے۔ ایک لشکر فتح یاب ہوا دوسرے کو شکست۔ یہاں کے لوگوں کی ہمدردیاں تقسیم ہو چکی ہیں کچھ فاتح لشکر کے ہمنوا ہیں کچھ کی ہمدردیاں مفتوح لشکر کے ساتھ ہیں۔ یہی وجہ ہے کچھ رو رہے ہیں کچھ جشن منا رہے ہیں۔ میں نے پوچھا کیا بہت بڑی جنگ تھی؟

بزرگ نے کہا ہاں بہت بڑی جنگ تھی میں نے دونوں لشکروں کی تعداد دریافت کی۔ جواب ملا ایک لشکر ایک لاکھ چالیس ہزار تھا دوسرا صرف ایک سو چوالیس افراد پر مشتمل تھا۔ لڑنے کے قابل ۷۲ تھے باقی ۷۲ بچے تھے۔

میں نے کہا کیا جنگیں اس طرح ہوتی ہیں ایک طرف صرف ۷۲ دوسری طرف

Presented by Ziaraat.Com

لاکھوں۔ صاف صاف کیوں نہیں کہتا کہ راہ جاتے مسافروں کو دن دہاڑے لوٹ لیا گیا۔

یہ سُن کر وہ بزرگ رو پڑے اور کہا حقیقت یہی ہے پہلے تو اُنھیں گھروں سے بلوایا جب وہ بمعہ پردہ داراُن کے پاس آ گئے تو جنگ کا بہانہ بنا کر شہید کر دیا۔ اب جشن منا رہے ہیں۔ میں نے مظلومؑ کا نام پوچھا۔ روتے ہوئے جواب دیا کہ اُس کا اسم گرامی حسینؑ ہے۔ سہل کہتا ہے کہ میں سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ کوئی فرزند رسولؐ کو بھی شہید کر سکتا ہے۔ میں نے فوراً پوچھا کون حسینؑ؟ وہ بزرگ بولا جس کا تو کلمہ پڑھتا ہے اُس رسولِ کریمؐ کا نواسہ حسینؑ۔ بس یہ جواب مجھ پر بجلی بن کر گرا۔ میرے ہوش جواب دے گئے۔ میں مزید کچھ نہ کہہ سکا بلکہ رونے لگا۔

ہوش بحال ہوئے کہ کانوں میں نقاروں، دفوں، ڈھولوں اور جنگی طبلوں کی آوازیں آنے لگیں۔ کوفے کے صدر دروازے سے ایک لشکر داخل ہوتا نظر آیا۔ علم لہرا رہے تھے۔ لشکر کی پشت پر چالیس محمل تھے۔ محمل نمودار ہوتے ہی لوگوں کی توجہ لشکر سے ہٹ کر محملوں کی جانب ہوگئی۔ عین اُس وقت پہلے محمل سے ایک پُر جلال آواز آئی۔

غضوا ابصارکم عن النظر الینا

نگاہیں زمین کی طرف کرو ہم ازلی پردہ دار ہیں۔ گویا یہ کن فیکون تھا کہ جس کے بعد

فغضوا الناس ابصارھم الیھم لوگوں کی نگاہیں فرشِ زمین سے اُٹھ ہی نہ سکیں۔ کہتا ہے میں پاک کاروان کے ساتھ چلتا رہا حتی قال حتی او فقوا بباب خزیمیة والراس علی القنا

میں نے دیکھا کہ سرِ حسینؑ نے سورۂ کہف کی تلاوت شروع کر دی۔ مجھے غش آ گیا اور میں زمین پر گر گیا۔ آنکھ کھلی تو معراجِ مصلیٰ سے آخری آیات کی تلاوت جاری تھی۔ محمل سامنے تھے میں نے عرض کی مخدومہ معظمہ عالیہ بی بی میں آپ کا غلام کوئی خدمت

Presented by Ziaraat.Com

میرے لائق تو حکم فرمائیں۔ارشاد فرمایا۔(ترجمہ)

کافی دیر ہو گئی ہے مخلوق راستہ نہیں دے رہی ہے۔رسولؐ خدا کی بیٹیاں اور بہوویں میرے ساتھ ہیں غیرت درد بڑھا رہی ہے۔ہو سکے تو مخلوق کو ہٹا دو بہت دیر ہو رہی ہے۔میری معصومہ بیٹی تھک گئی ہے جبھی تو آنسو بہا رہی ہے۔

(مجالس المنتظرین علی روضۃ المظلومین...جلد۴...)

﴿۸۷﴾...حضرت اُمِّ کلثومؑ کا شام کی طرف سفر:

ابنِ زیاد نے جب یہ انتشار دیکھا تو شمر لعین، خولی شیث بن ربعی اور عمر بن سعد کو طلب کیا اور ان کو حکم دیا کہ قیدیوں کو اور سروں کو یزید کے پاس لے جائیں اور اہلِ بیتؑ کی تشہیر کریں۔

﴿۸۸﴾...اہلِ بیتؑ کا قادسیہ میں ورود:

بعض معتبر تاریخوں میں ہے کہ اشقیا نے اسیرانِ اہلِ بیتؑ اطہار کو ۱۵ ارمحرم کو کوفہ سے شام کی طرف روانہ کیا۔

جب وہ لوگ مقامِ قادسیہ پر پہنچے تو حضرت اُمِّ کلثوم سلام اللہ علیہا نے عربی میں ایک نوحہ پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے:۔

''ہمارے مرد شہید ہو چکے ہیں اور ہمارے بزرگوں کا سایہ ہمارے سروں سے اُٹھ گیا اور پرسوز شیون کے بعد سوزش و حسرتوں کا اضافہ کر دیا اور کمینوں نے یہ جان بوجھ کر کہ ہم اس رسولؐ کی اولاد ہیں جو ہدایت لے کر آئے تھے۔ہم پر حملہ کر دیا ہم خالی کجاؤں پر سفر کر رہے ہیں اور ان میں تُرک و روم کے قیدیوں کی طرح نظر آ رہے ہیں اے رسولؐ اللہ! اے دنیا کو روشن کرنے والے جو کچھ سلوک ان لوگوں نے آپ کے

Presented by Ziaraat.Com

اہلِ بیتؑ کے ساتھ کیا ہے وہ آپؐ پر گراں گزرتا ہے اے اشقیاء تم غارت اور ہلاک ہو جاؤ! تم نے تو ایسے رسولؐ کی نافرمانی کی جس نے گمراہوں کو راستہ بتلایا

(مقتل ابی مخنف)

﴿۸۹﴾...اہلِ بیتؑ کا تکریت میں ورود:

تکریت ایک مشہور شہر ہے جو بغداد اور موصل کے درمیان ہے تکریت اور بغداد کے درمیان تیس فرسخ کا فاصلہ ہے۔

ابو مخنف لوط بن یحییٰ نے روایت کی کہ اشقیاء اہلِ بیتؑ اور سر ہائے شہدا کو لے کر مشرقی جانب سے گزر کر تکریت کی طرف روانہ ہوئے اور اس شہر کے حاکم کو خط لکھا کہ خوراک اور چارہ مہیا کرے اور ہمیں شہر میں داخل ہونے کی اجازت بھی دے۔ حاکم تکریت نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ گلیاں، کوچے اور بازار سجالیں اور جھنڈے بھی اپنے ہاتھوں میں اُٹھالیں شہر کے کافی لوگ استقبال کرنے کے لئے شہر سے باہر چلے گئے اور سپاہیوں سے جا ملے اہلِ تکریت سر ہائے شہدا کے متعلق دریافت کرنے لگے۔ اشقیاء نے جواب دیا کہ ایک خارجی نے یزید بن معاویہ کے خلاف بغاوت کی عبیداللہ ابنِ زیاد نے اسے قتل کر دیا یہ اس کا سر ہے اور یہ سر اس کے اصحاب کے ہیں جو یزید بن معاویہ کے پاس بھیجے جا رہے ہیں۔ نصرانیوں میں سے ایک مرد نے کہا کہ "اے میری قوم کے لوگو! میں کوفہ میں موجود تھا کہ اس سرِ مبارک کو لائے تھے"۔ لوگوں نے جب یہ بات سنی تو اپنی رائے تبدیل کر لی اور ان سے بے توجہی کی۔ نصاریٰ نے انہیں دھتکارا اور روک دیا اور نصاریٰ کی جماعت بھی ان سے متفق ہو گئی اور ناقوس بجائے اور کہا ایک ایسے گروہ کو جس نے اپنے نبی کی دختر کے دلبند کو قتل کیا ہے ہم ہرگز اپنے شہر میں داخل نہیں ہونے دیں گے۔ جب اشقیاء نے یہ حالت دیکھی تو تکریت سے روانہ

Presented by Ziaraat.Com

ہو گئے۔

﴿۹۰﴾ ...اہلِ بیتؑ کا وادیٔ نخلہ میں ورود:

بروایت لوط بن یحییٰ تکریت سے آگے بڑھ کر بر کے راستے اعمیٰ اور وہاں سے بڑھ کر دیرِ عروہ اور دیرِ عروہ سے صلیتا ہوتے ہوئے وادی نخلہ میں جا پہنچے اور وہیں پڑاؤ ڈال کر شب باش ہو گئے اسی جگہ ان لوگوں نے جنوں کی عورتوں کو حسین علیہ السلام پر نوحہ خوانی کرتے ہوئے سنا جو یہ کہہ رہی تھیں ''اے جنوں کی عورتیں! زنانِ ہاشمیہ کا ساتھ دو جو احمد مصطفیٰؐ کی بیٹیوں کے ساتھ وفورِ غم سے روتی ہیں۔ وہی عورتیں اولاد فاطمہؑ کے گھروں میں ماتم برپا کر رہی ہیں اور وہی سوگواری کے سیاہ لباس میں نظر آتی ہیں وہ اپنے رخساروں پر طمانچے مار مار کر حسینؑ پر گریہ وزاری کر رہی ہیں اور درحقیقت یہ مصیبتیں بہت ہی اہم ہیں بیشک وہ عورتیں محمد مصطفیٰؐ کی اولاد پر رو رہی ہیں۔

(مقتل ابی مخنف)

﴿۹۱﴾ ...اہلِ بیتؑ کا موصل میں ورود:

موصل ایک بڑا شہر ہے اس کا نام موصل اس لئے رکھا گیا کہ وہ جزیرہ اور عراق کو ملاتا ہے موصل کے درمیان جناب جرجیس نبیؑ کا مزار ہے۔

بروایت ابی مخنف لوط بن یحییٰ ان لوگوں نے وادیٔ نخلہ سے روانہ ہو کر ارمیا کے رُخ کوچ کیا، چلتے چلتے جب ارمیا پہنچے جو اس زمانے میں آدمیوں سے بھرپور ہو رہا تھا تو وہاں کی پردہ نشین عورتیں، بوڑھے، نوجوان سب کے سب زیارتِ سرِ حسینؑ کے لئے نکل آئے سرِ حسینؑ دیکھ کر ان پر اور ان کے نانا اور دادا پر درود بھیجنے لگے اور اشقیاء سے کہنے لگے ''اے اولادِ انبیاء کے قتل کرنے والو! ہمارے شہر سے نکل جاؤ یہ خبر سن کر وہ

Presented by Ziaraat.Com

لوگ وہاں سے کترا گئے اور موصل کے حاکم کے پاس پیغام بھیجا کہ ہم سے آ کر مل جائے اس لئے کہ ہمارے پاس حضرت امام حسینؑ کا سر ہے۔ اس نے جس وقت یہ خط پڑھا حکم دیا کہ شہر میں اطلاع دے دی جائے فوراً ہی شہر آراستہ کیا گیا اور لوگ ہر سمت اور ہر گوشہ سے باہر نکلنا شروع ہو گئے حاکم شہر نے چھ میل آگے بڑھ کر رسم استقبال ادا کی بعض لوگ آپس میں دریافت کرنے لگے کہ کیا بات ہے، انہوں نے جواب دیا کہ ایک خارجی کا سر ہے جس نے سرزمین عراق میں سر اُبھارا تھا عبیداللہ ابنِ زیاد نے قتل کر کے اس کا سر یزید کو بھیجا ہے۔ ان میں سے ایک شخص نے کہا ''اے لوگو! یہ تو حسینؑ کا سر ہے ان لوگوں کے نزدیک جب یہ ثابت ہو گیا تو اوس اور خزرج کے چار ہزار سوار جمع ہوئے اور آپس میں قول و اقرار کئے کہ ان سے لڑ کر امام کا سر لے لیں اور اپنے پاس ہی دفن کر لیں تا کہ قیامت تک بات رہ جائے۔ (ترجمہ مقتل ابی مخنف)

مُلاّ حسین نے روضۃ الشہدا مطبع تہران صفحہ ۳۴۸ پر اور علامہ محمد تقی نے ناسخ التواریخ جلد ششم مطبع تہران صفحہ ۳۴۴ پر لکھا ہے کہ جب اہلِ بیتؑ موصل کے نزدیک پہنچے تو شمر ذی الجوشن نے حکم موصل امیر عماد الدولہ کے پاس اپنا ایک آدمی بھیج کر پیغام بھیجا کہ تم شہر کے لوگوں کو حکم دے دو کہ وہ گلیاں اور بازار سجالیں اور تم شہر سے باہر رسم استقبال ادا کرو۔ سونے اور چاندی سے بھرے ہوئے طشت بھی اپنے ساتھ لے آؤ اور انہیں ہم پر نچھاور کرو۔ کیونکہ ہم تمہارے شہر میں آ گئے ہیں۔ تم اہلِ جزیرہ پر فخر کرو کیونکہ ہم تمہارے شہر کے نزدیک حضرت امام حسینؑ اور فرزندان، برادران، اقربا اور دوستانِ حسینؑ کے سر اپنے ہمراہ لائے ہیں اور اس کے اہلِ بیتؑ بھی ہمارے ساتھ ہیں حاکم موصل عماد الدولہ نے اہلِ شہر کو جمع کیا اور انہیں صورتِ حال سے آگاہ کیا اور کہا تم ہرگز ان باتوں کی طرف توجہ نہ دو اور اس بات کا آپس میں ذکر بھی نہ کرو اہل موصل نے

Presented by Ziaraat.Com

عمادالدولہ کے ساتھ اس بات پر اتفاق کر لیا اور ان کے لئے خوراک اور ان کی سواریوں کے لئے چارہ مہیا کر کے ان کے پاس بھیج دیا اور کہلا بھیجا کہ تمہارا ہمارے شہر میں آنا مناسب نہیں ہے کیونکہ اس شہر کے اکثر لوگ شیعیانِ علیؑ اور دوستِ آلِ عباؑ ہیں اگر تم اس شہر میں داخل ہو گے تو فتنہ وفساد برپا ہو جائے گا اس لئے اشقیاء نے اس شہر کے باہر ایک فرسخ کی منزل پر سامان اُتارا اور اس مقام پر حضرت امام حسینؑ کے سرِ اقدس کو ایک پتھر پر رکھ دیا اور حضرت امام حسینؑ کے سر اقدس سے ایک خون کا قطرہ اس پتھر پر گر گیا اس کے بعد ہر سال عاشورا کے دن اس پتھر سے تازہ خون نکلتا تھا اور لوگ ہر طرف سے جمع ہو کر اس مقام پر عزاداری کی رسومات ادا کرتے تھے یہ سلسلہ عبدالملک بن مروان کے دورِ حکومت تک جاری رہا یہاں تک کہ اس پتھر کو اس مقام سے اُٹھا لیا گیا اور اس کی جگہ ایک دوسرا پتھر رکھ دیا گیا اس کے بعد کسی نے اس پتھر کے نشان کا تذکرہ نہیں کیا ہے لیکن اس جگہ ایک گنبد بنایا گیا ہے جس کا نام مشہد نقطہ رکھا گیا ہے اور ہر سال محرم کے مہینے میں لوگ وہاں جمع ہو کر رسومات عزاداری ادا کرتے ہیں۔

﴿۹۲﴾ ... نصیبین میں اہلِ بیتؑ کا ورود:

بروایت ابی مخنف لوط بن یحییٰ لشکر ابنِ زیاد نے جب یہ سنا تو شہر میں پہنچ گئے بلکہ وہیں سے تل اعفر کی راہ لی اور وہاں سے کوہ سنجار کو طے کرتے ہوئے نصیبین پہنچ گئے اور وہیں پڑاؤ ڈال کر سر اور قیدیوں کو تمام شہر میں تشہیر کیا۔

ابی مخنف راوی ہیں کہ حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے بھائی کا سر دیکھا تو رو کر چند اشعار ارشاد فرمائے جن کا ترجمہ یہ ہے:-

ہمارے ہی نانا پر تو خدائے جلیل نے وحی نازل فرمائی اور ہم ہی کو تم جبراً در بدر پھرا رہے ہو تم نے مالکِ عرش اور اس کے نبیؐ کی نافرمانی کی اور ایسے بن گئے جیسے تمہارے

Presented by Ziaraat.Com

پاس کوئی رسولؐ آیا ہی نہ تھا اے بدترین اُمت خدائے عرش تم کو برباد کرے اور قیامت کے بھڑکتے ہوئے شعلوں میں تمہاری ہی فریادیں بلند ہوں۔ (مقتل ابومخنف)

﴿۹۳﴾ ...اہلِ بیتؑ کا عین الورد اور دعوات میں ورود:

ابی مخنف لوط بن یحییٰ کہتے ہیں کہ اہلِ بیتؑ محمدؐ کے اسیر قافلے کو اشقیا لے کر عین الورد کی سمت روانہ ہوئے اور مقامِ دعوات کے قریب پہنچ کر اشقیا نے وہاں کے حاکم کو اطلاع دی کہ ہمارے پاس حضرت امام حسینؑ کا سر ہے اس لئے یہاں پہنچ کر ہم سے مل لو اس نے یہ سن کر بگل بجانے کا حکم دیا اور شہر سے باہر نکل کر ان لوگوں سے جاملا لشکر یزید نے سرِ امام حسینؑ کو تشہیر کر دیا اور دروازہ اربعین سے داخل کر کے رحبہ میں ظہر کے وقت سے عصر تک لٹکائے رکھا اہلِ دعوات میں سے بعض تو رو رہے تھے اور بعض ہنس ہنس کر پکار رہے تھے کہ یہ اس خارجی (معاذ اللہ) کا سر ہے جس نے یزید بن معاویہ سے جنگ کی طرح ڈالی تھی۔

ابی مخنف لوط بن یحییٰ راوی ہیں کہ جس مقام پر حضرت امام حسینؑ کا سر نصب کیا تھا قیامت تک جو شخص اُدھر سے گذرے گا اللہ تعالیٰ اس کی حاجت برلائے گا۔

لشکرِ یزید شراب میں چُور صبح تک وہیں پڑا رہا اور صبح ہونے پر پھر سفر شروع کر دیا اس وقت حضرت امام زین العابدینؑ نے دو شعر پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے۔

(کاش مجھ کو یہ پتہ چل جاتا کہ شب کی تاریکیوں میں کسی عقلمند نے
مصیبت زمانہ کے تذکرے میں شب بسر کی ہے کہ میں فرزند امامؑ
ہوں اور ہمیشہ میرا حق اِن ظالموں میں ضائع اور برباد رہا ہے)۔

(مقتل ابومخنف)

Presented by Ziaraat.Com

﴿۹۴﴾...اہلِ بیتؑ کا قنسرین میں ورود:

شہر والوں پر حضرت اُمِّ کلثومؑ کی نفرین

بروایت لوط بن یحییٰ وہاں سے روانہ ہو کر وہ اشقیا مقام قنسرین پہنچے جو اس زمانہ میں بہت آباد تھا، وہاں کے باشندوں کو جب یہ اطلاع پہنچی تو شہر کے دروازے بند کر کے لعنت ملامت شروع کر دی اور لشکرِ یزید پر پتھروں کی بوچھاڑ کر کے کہنے لگے اے گنہ گارو! اے اولادِ انبیاء کے قاتلو! خدا کی قسم ہم تم کو اپنے شہر میں نہیں گھسنے دیں گے لشکر نے یہ دیکھ کر وہاں سے کُوچ کر دیا حضرت اُمِّ کلثوم سلام اللہ نے یہ دیکھا تو رو کر فرمانے لگیں۔

اے ظالمو! تم کیوں ہمارے لئے اونٹوں پر برہنہ پالان کستے ہو؟ اس سلوک سے معلوم ہوتا ہے کہ گویا ہم یہاں پر اہلِ روم کی اولاد ہیں۔ خدا تمہیں برباد کرے کیا ہم رسول اللہ کی بیٹیاں نہیں ہیں اسی رسولؐ نے تو تم کو ہدایت کی راہ دکھلائی، اے بدترین گروہ تمہارے مقامات کبھی سرسبز نہ ہوں اور ایسے عذاب کے مستحق ہوں جس نے اہلِ عاد کو برباد کر دیا تھا (مقتل ابومخنف)

﴿۹۵﴾...اہلِ بیتؑ کا معرۃ النعمان میں ورود:

بروایت لوط بن یحییٰ وہاں سے چل کر وہ لوگ معرۃ النعمان پہنچے وہاں کے رہنے والوں نے لشکرِ یزید کا استقبال کر کے شہر کے دروازے کھول دیئے اور آب و غذا اُن کے لئے مہیا کر دیا، لشکر یزید نے بقیہ دن وہیں گزار کر پھر کوچ شروع کر دیا

(مقتل ابومخنف)

Presented by Ziaraat.Com

﴿۹۶﴾ ...اہلِ بیتؑ کا شیراز اور کفرطاب میں ورود:

بروایت لوط بن یحییٰ اس کے بعد شیراز جا کر رُکے جہاں ایک مرد بزرگ رہتا تھا جس نے اپنی قوم کو بلا کر یہ کہا کہ اے قوم! یہ امام حسینؑ کا سر ہے۔ پس حلف اُٹھالو کہ ادھر سے نہ گزرنے پائے لشکر یزید یہ رنگ دیکھ کر وہاں نہیں گیا بلکہ وہاں سے روانہ ہو کر کفرطاب پہنچا جو ایک چھوٹا سا قلعہ تھا اس قلعہ کے لوگوں نے بھی دروازہ بند کر لیا اسی وقت خولی ملعون آگے بڑھا اور کہا کہ کیا تم لوگ ہماری اطاعت میں نہیں رہے اگر ہو تو پانی پلا دو ان لوگوں نے کہا خدا کی قسم چونکہ تم ہی نے حضرت امام حسینؑ اور ان کے اصحاب کو پانی پینے سے روک دیا تھا اس لئے ہم تم کو ایک قطرہ پانی کا نہیں دیں گے۔

(مقتل ابو مخنف)

﴿۹۷﴾ ...اہلِ بیتؑ کا سیبور میں ورود:

شہر والوں کے لئے حضرت اُمِّ کلثومؑ کی دعا:

بروایت لوط بن یحییٰ لشکرِ یزید نے پھر سفر شروع کیا اور سیبور جا پہنچے حضرت امام علیؑ بن حسینؑ نے ارشاد فرمایا۔ کافر سردار بن گئے اور پیچ قوم شرفاء کے افسر بننے لگے عرب اس پر رضامند نہیں ہو سکتے۔ لوگوں ہم سے زمانہ جو برتاؤ کر رہا ہے اس پر کس قدر تعجب ہے اور اس سے زیادہ تعجب دہ امر کیا ہو سکتا ہے کہ آلِ رسولؐ تو برہنہ پالان شتر پر سوار ہوں اور اولادِ مروان کی سواری میں اصیل و نجیب گھوڑے رہتے ہیں۔

ابی مخنف لوط بن یحییٰ راوی ہیں کہ سیبور میں ایک بزرگوار تھے جنہوں نے زمانہ خلافت بھی دیکھا تھا انہوں نے اہل سیبور کو جمع کر کے ارشاد فرمایا کہ اے لوگوں یہ سر حسینؑ بن علیؑ کا ہے جن کو ان ملعونوں نے شہید کر دیا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

خدا کی قسم۔ ہمارے علاقوں میں سے اس کو نہ گزرنے دینا چاہیئے یہ سن کر وہاں کے امراء نے کہا کہ اے قوم! اللہ تعالیٰ شرارت کو ناپسند فرماتا ہے۔ یہ سر تمام شہروں میں گشت کر چکا ہے اور کسی نے اس کو روکا نہیں، تم بھی کچھ خیال نہ کرو۔ اپنے شہر میں سے بھی گزر جانے دو نوجوانوں نے کہا خدا کی قسم! یہ ہرگز نہیں ہوسکتا۔ یہ قرارداد ٹھہرا کر پل کی راہ روک دی اور خود لشکرِ یزید کے مقابلے میں مسلح ہوکر نکل آئے خولی نے ان کو دیکھا تو کہنے لگا کہ ہمارے سامنے سے ہٹ جاؤ لیکن ان لوگوں نے خولی اور اس کے لشکر پر دھاوا بول ہی دیا، بڑے معرکے کا رن پڑا خولی کے چھ سو آدمی کام آئے اور نوجوان سیبور کے بھی پچاس شہسوار راہیٔ جنّت ہوئے حضرت اُمِّ کلثوم سلام اللہ علیہا نے یہ واقعہ دیکھ کر دریافت فرمایا کہ اس شہر کا نام کیا ہے؟ لوگوں نے عرض کی اسے سیبور کہتے ہیں۔ اسی وقت آپ نے یہ دعا فرمائی کہ :-

بارِالٰہا! ان کے پانی شیریں اور ان کی مشکلیں آسان رکھنا اور ظالموں کی ان تک رسائی نہ رکھنا۔

ابی مخنف لوط بن یحییٰ کہتے ہیں کہ خواہ دنیا ظلم وستم سے بھر جائے لیکن اس شہر کے لوگ انصاف وعدالت ہی کے مالک رہیں گے (مقتل ابی مخنف)

﴿۹۸﴾ ...اہلِ بیتؑ کا حماۃ میں ورود:

بروایت مقتل ابومخنف لشکر وہاں سے کوچ کر کے حماۃ میں پہنچا تو اہلِ حماۃ نے دروازۂ شہر بند کرلیا اور فصیل پر چڑھ کر کہنے لگے کہ خدا کی قسم خواہ سب کے سب ہی کیوں نہ مارے جائیں لیکن ہم شہر میں نہیں گھسنے دیں گے۔ (مقتل ابی مخنف)

Presented by Ziaraat.Com

﴿۹۹﴾...اہلِ بیتؑ کا حمص اور کنیسہ قسیس میں ورود:

بروایت لوط بن یحییٰ لشکر یزید یہ جواب سن کر وہاں سے کُوچ کر کے حمص پہنچا۔ وہاں کے حاکم کو جس کا نام خالد النشیط تھا لکھا کہ ہمارے پاس سر امام حسینؑ ہے اس نے جب یہ سنا تو حکم دیا کہ پھریرے اُڑائے جائیں شہر آراستہ کیا جائے خالد لوگوں کو ہر طرف سے جمع کر کے استقبال لشکر یزید کے لئے شہر سے تین میل باہر نکل آیا لشکر سروں کو تشہیر کر کے شہر کی طرف بڑھا لیکن جونہی دروازے میں گھسنے لگا اہلِ شہر دروازے کی طرف ٹوٹ پڑے اور پتھر مار مار کے دروازے ہی میں چھبیس آدمیوں کو ڈھیر کر کے دروازہ بند کر دیا لشکر یزید کہنے لگا کہ کیوں اے قوم! کیا ایمان کے بعد تم لوگوں نے کفر اور ہدایت کے بعد گمراہی اختیار کی ہے اور کنیسہ قسیس کے پاس کہ وہیں خالد النشیط کا مکان بھی تھا پڑاؤ ڈال دیا اہلِ شہر نے آپس میں حلف اُٹھایا کہ خولی کو قتل کر کے اس سے سر حسینؑ چھین لو کہ قیام قیامت تک یہ فخر ہمارے نصیب میں رہے (مقتل ابی مخنف)

﴿۱۰۰﴾...اہلِ بیتؑ کا بعلبک میں ورود:

بروایت لوط بن یحییٰ، لشکر نے جب یہ خبر سنی تو ڈر کے مارے وہاں سے بچ کر بعلبک پہنچا اور وہاں کے حاکم کو اطلاع دی کہ سر اقدس حضرت امام حسینؑ ہمارے ہمراہ ہے اس نے لونڈیوں کو دف بجانے کا حکم دیا شہر پر پھریرے اُڑائے گئے۔ بگل بجائے گئے خوشبوئے خلوق، شکر اور ستو اُن کو پہنچا دیئے گئے۔ اس لشکر نے تمام شب شراب خوری میں بسر کر دی۔

حضرت اُمِّ کلثوم سلام اللہ علیہا نے دریافت فرمایا کہ اس شہر کا کیا نام ہے؟ لوگوں نے عرض کی کہ ''بعلبک'' آپ نے ارشاد فرمایا کہ

Presented by Ziaraat.Com

"خداوند کریم یہاں کے رہنے والوں کو برباد کردے اور یہاں کے
پانی کو تلخ فرمادے اور ہمیشہ یہاں ظالموں کی دسترس رکھے"۔

کہا جاتا ہے کہ خواہ دنیا میں عدل وانصاف ہوتا رہے لیکن یہاں سدا ظلم وستم کا دور دورہ رہتا ہے۔ شب بسر کر کے صبح کو پھر لشکر نے کوچ کردیا اور صومعہ راہب کے پاس جا پہنچے۔ حضرت امام زین العابدینؑ نے اس وقت عربی کے اشعار پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے:-

یہ زمانہ ہی تو ہے کہ جس کا شرفاء کے ساتھ انوکھا پن کبھی ختم نہیں ہوتا اور نہ اس کی مصیبتیں کبھی کم ہونے میں آتی ہیں کاش، کچھ تو پتہ چلتا کہ کب تک یہ زمانہ ہم کو بلاؤں کی طرف دھکیلتا رہے گا۔ حالانکہ مالک خلق اس سے آگاہ ہے ہم کو تو برہنہ پالان شتر پر لئے جاتے ہیں اور اونٹوں کے ساربان تک کے لئے آرام وآسائش مہیا کیا جاتا ہے گویا ہم ان لوگوں میں اہل روم کی طرح ہیں اور خدائے رحمٰن نے جس قدر بھی ہمارے امور بیان فرمائے ہیں وہ سرے سے غلط ہیں۔ تم پر ہزار افسوس ہے کہ رسولؐ سے پھر گئے اے گروہ بدترین تمہارے تو ڈھنگ ہی بگڑ گئے۔ (جامع التواریخ جلد۲...صفحہ ۷۰ تا ۷۷)

﴿۱۰۱﴾... حضرت اُمِّ کلثومؑ کی قومِ جنات سے گفتگو:

جب یہ قافلہ منازل طے کرتا ہوا شہر بعلبک کے قریب پہنچا تو ان لعینوں نے پہلے شہر کے والی کو خط تحریر کیا کہ ہمارے استقبال کے لئے لوگ حاضر ہوں، یہ لوگ قریباً چھ میل پہلے خوشی اور سرود کے ساتھ ان سے ملے جناب اُمِّ کلثوم صلوٰۃ اللہ علیہا نے ان لوگوں کو بددعا دی

Presented by Ziaraat.Com

اللہ تعالیٰ تمہاری کثرت کو تباہ کرے اس وقت سیّد سجاد علیؑ بن حسینؑ رو
پڑے اور یہ اشعار پڑھے کہ مصائب اور مکروہات زمانے کے کم نہیں
ہوتے کب تک ہم کشاکش میں گرفتار رہیں گے۔ ہم کو شترانِ برہنہ
پر لئے جاتے ہیں۔ گویا ہم اسیران روم سے ہیں۔ اے قوم تم اپنے
پیغمبر سے منکر ہو گئے۔ (ینابیع المودۃ صفحہ ۵۶۹)

ابومخنف نے لکھا ہے کہ جس نیزے پر امام حسینؑ کا سر نصب تھا اس کو راہب کے گرجا کے قریب رکھ دیا اُنہوں نے نے ہاتف کی آواز کو سنا جو یہ اشعار کہہ رہا تھا جس کا ترجمہ یہ ہے۔

''اللہ کی قسم ہم آئے اور کیا دیکھا کہ میدان میں ایک شخص پچھاڑا ہوا ہے جس کے رخسار غبار آلود ہیں اور وہ شتر کی مانند ذبح کیا ہوا ہے اور اس کے اردگرد کچھ جوان ہیں کہ جن کی گردنوں سے خون رواں ہیں وہ مثل چراغوں کے ہیں کہ جن کے نور نے تاریکی کو ڈھانپ دیا، حسینؑ ایک چراغ ہے جس کی ضیاء لی جاتی ہے اللہ جانتا ہے کہ میں کہنے میں سچا ہوں۔''

جناب اُمِ کلثومؑ نے فرمایا اے آواز دینے والے تم کون ہو اس نے کہا میں جنات کا بادشاہ ہوں اور اپنی قوم کے ساتھ امام حسینؑ کی مدد کے لئے حاضر ہوا تھا ہم لوگوں نے آپ کے وارثوں کو مقتول پایا لشکر نے جن کی بات کو سنا اور ان کو یقین ہو گیا لیکن ان کے دل ختم اللّٰہُ عَلٰی قلوبھم کے مصداق تھے۔ حقیقت کو دیکھتے ہوئے بھی حقیقت کو نہ پہچان سکے۔

سیّد طاؤس علیہ الرحمہ فرماتے ہیں جب اشقیاء مع سرہائے شہداء و مخدرات قریب دمشق پہنچے شہزادی اُمِ کلثومؑ نے شمر سے فرمایا کہ :-

Presented by Ziaraat.Com

اے شمر میری ایک حاجت ہے اس نے کہا بیان کیجئے فرمایا ہم کو شہر
میں ایسی راہ سے لے جا کہ تماشائی کم ہوں اور حکم دے کہ سرہائے
شہداء کو ہم سے علیحدہ لے چلیں کیوں کہ تماشائی کے اژدحام میں ہم
تماشہ بنائے جا رہے ہیں

یہ سُن کر شمر ستم گر نے ازراہِ کفر و عناد اس مخدومہ کے کہنے کے خلاف حکم دیا کہ سرہائے شہداء قیدیوں کے ہمراہ لے جائیں اور ایسی راہ سے لے گئے جہاں تماشائیوں کا ہجوم تھا ایسی حالت میں دروازہ دمشق تک پہنچے۔ (بحارالانوار جلد۲ صفحہ ۳۱)

سہل ساعدی کہتے ہیں کہ جب اسیروں کا قافلہ بازار شام سے گزر رہا تھا ہر طرف تماشائیوں کا ہجوم تھا اُونٹوں کی قطار کے آخری اُونٹ پر ایک بی بی بیٹھی ہوئی تھی، اس نے مجھے دیکھتے ہی نہایت ضعیف آواز میں پکارا اے سہل ذرا میرے قریب آیئے میں نے قریب جا کر پوچھا آپ کس قبیلہ و قوم سے ہیں اس مخدومہ نے جواب دیا میں عبداللہ بن عمیر کی زوجہ ہوں میرا شوہر نصرت حسینؑ کے لئے کربلا میں آیا وہ شہید کر دیا گیا۔ خاندانِ رسالتؐ تباہ ہو گیا اور زنانِ اہلِ حرمؑ کے ساتھ ہمیں بھی قید کر لیا گیا۔

سہل کہتے ہیں میں نے پوچھا اس وقت بے کسی میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں۔ اُنہوں نے فرمایا اے سہل مجھے تو کسی خدمت کی ضرورت نہیں۔ ہماری شہزادیاں زینبؑ و اُمّ کلثومؑ سر ننگے اُونٹوں پر بیٹھی ہیں اگر ممکن ہو کچھ چادریں لا کر ان کو دو تا کہ وہ اپنا سر چھپا لیں۔

سہل کہتے ہیں کہ جب میں نے سنا کہ اس قافلے میں زینبؑ و اُمِ کلثومؑ ہیں میں نے اپنا منہ پیٹ لیا میں دوڑتا ہوا گیا اور جس طرح ممکن ہوا چار چادریں حاصل کیں۔ وہ میں نے جناب زینبؑ کی خدمت میں پیش کیں۔ جب شمر نے دیکھا کہ بیبیوں کو

Presented by Ziaraat.Com

چادریں مل گئی ہیں اس نے سپاہیوں کو حکم دیا کہ ان چادروں کو چھین لو ان ظالموں نے نیزوں کی انیوں سے بیبیوں کو زخمی کرنا شروع کر دیا میں نے دیکھا کہ ایک بی بی کا پہلو نیزہ کی انی سے زخمی ہو گیا ہے اور وہ پہلو کو ہاتھوں سے پکڑے فریاد کر رہی ہیں۔ وامحمدا واعلیاہ وا حسیناہ وا عباساہ میں نے کسی سے پوچھا یہ ستم رسیدہ بی بی کون ہیں معلوم ہوا یہ اُمِّ کلثوم بنت علیؑ ہیں۔ (مصباح المجالس جلد ۴ صفحہ ۲۹۲)

سہل کہتے ہیں کہ لوگ شہر دمشق باب خیزران سے داخل ہوے میں بھی لوگوں کے ساتھ تھا میں نے دیکھا اٹھارہ سر نوک نیزہ پر بلند ہیں اور کچھ قیدی بے کجاوہ اونٹوں پر سوار ہیں اور امام حسینؑ کا سر مبارک شمر کے ہاتھ میں تھا اور کہتا تھا میں بڑے نیزے والا ہوں میں حقیقی دین کے مالک کا قاتل ہوں میں نے ہی سردار اوصیاء کے فرزند حسینؑ کو قتل کیا اور میں ہی ان کے سر مبارک امیر المومنین (یزید) کے پاس لایا ہوں یہ سن کر حضرت اُمِّ کلثوم نے فرمایا:-

''اے لعین ابن لعین تو نے غلط کیا خدا کی لعنت ہے اس قوم پر جو ظالم ہے''

ہجوم عام کجا آلِ بوتراب کجا
سر حسینؑ کجا مجلسِ شراب کجا

اے شمر تجھ پر خدا کی لعنت تو ایسی ذات کو شہید کر کے فخر کرتا ہے جس کو گہوارے میں جبریلؑ و میکائیل نے جھولا جھلایا اور جس کا نام پروردگار عالم کے عرش کے پردوں پر لکھا ہوا ہے جس کے نانا محمد مصطفیٰ پر خدا نے رسالت کو ختم کیا اور جس کا باپ علیؑ کے ذریعے خدا نے مشرکین کا قلع قمع کیا دنیا میں کون ہے جو میرے نانا محمد مصطفیٰؐ میرے باپ علی مرتضیٰ اور میری ماں فاطمہ زہراؑ کے مثل ہو اتنے میں

Presented by Ziaraat.Com

ایک شخص سامنے آیا اور بولا کیا کہنا اس شجاعت کا اور آپ تو ایک بہادر شخص (حضرت علیؑ) کی صاحبزادی ہیں۔

(الشہداء صفحہ ۱۰۱، مخدرات اسلام صفحہ ۱۷)

علامہ حسن بن محمد علی یزدی ''مہیج الاحزان'' میں لکھتے ہیں:-

سید ابنِ طاؤس لکھتے ہیں کہ جیسے ہی اسیرانِ کربلا دمشق کے نزدیک پہنچے جناب اُمِ کلثومؑ نے شمر ملعون سے فرمایا کہ:-

اے شمر لعین تو جانتا ہے کہ ہم نبیؐ زادیاں ہیں تو ہمیں شہر میں کسی ایسے راستے سے لے چل جہاں ہجوم کم ہو اور یہ بے شرم لوگ ہمیں نہ دیکھ سکیں۔ ہم پر ان کی نظریں نہ پڑیں۔ اور یہ بھی فرمایا نیزوں کو کہ جن پر شہیدوں کے سر ہیں محمل سے علیحدہ کردے کہ ان کی وجہ سے عام ہجوم رہتا ہے اور ہمیں لوگوں کی نگاہوں میں شرمندہ ہونا پڑتا ہے۔

شمر ولد الحرام نے کہا کہ سرہائے شہدا محملوں کے نزدیک رہیں گے تاکہ نظارہ کرنے والے نظارہ کرسکیں اور یہ صورت جب تک کہ ہم دروازہ دمشق پر پہنچیں برقرار رہے گی اور جامع مسجد کے دروازہ پر اسیرانِ کربلا ٹھہریں گے۔ بعض روایات میں ہے کہ یزید ملعون جیرون میں تھا۔ یہ ایک مقام ہے کہ جو دمشق کے راستہ پر واقع ہے۔ جب اس ملعون نے وہاں پر یہ سنا کہ سرہائے شہدا اور اسیر واردِ دمشق ہوئے ہیں تو اس ملعون شقی نے یہ شعر پڑھا:-

لَمّا بَدَت تِلکَ الحمُولُ واَشرقت ۔ تلک الرُّؤس عَلٰی رُمیٰ جِیرونی

وَنَعَقَ الغُرابُ فَقُلتُ صِحَ وَلَا ۔ فتح قضیت من النَّبِی دیُوٗنیِ

یعنی کہ جیسے ہی اسیرانِ اہلِ بیتؑ اطہار اور سر ہائے شہدا علیہم السلام آتے ہوئے نظر آئے اور ان کی علامات نظر آئیں اور یہ قافلہ منزل جیرون میں پہنچا تو اس حرام زادے نے اپنے شعر کو پڑھنا شروع کیا کہ نوحہ وزاری نہ کرو بلکہ خوشی کی صدائیں بلند کرو کہ میں نے دین رسولؐ خدا کو اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے۔ مقصد یہ تھا کہ میں جس طرح چاہوں دین کا تماشا بناؤں۔ (مہیج الاحزان.... صفحہ ۵۳۹ تا ۵۴۰)

﴿۱۰۲﴾... نصرانی کی شہادت پر حضرت اُمِّ کلثومؑ کے تاثرات:

سہل سے روایت ہے کہ میں اپنے ایک نصرانی ساتھی کے ہمراہ بیت المقدس جا رہا تھا اور بازارِ شام میں اُس دن پہنچے جس دن اہلِ بیتؑ کا اسیر قافلہ داخل ہو رہا تھا۔ میرے نصرانی ساتھی کے پاس تلوار تھی جو کپڑوں میں اس نے چھپائی ہوئی تھی۔ جب اس نے سر مظلومؑ کربلا کو تلاوتِ قرآن کرتے دیکھا تو اس کی بصیرت کی آنکھیں روشن ہو گئیں۔ پس کلمہ شہادتین زبان پر جاری کر کے اسلام کے حلقہ میں داخل ہو گیا اور تلوار میان سے نکال کر ان ملاعین پر حملہ آور ہو گیا۔ چنانچہ چند منافقین کو تہِ تیغ کر کے جامِ شہادت پی کر راہیٔ جنت ہوا۔ جب جنابِ اُمِّ کلثومؑ نے شور وغل سنا اور پوچھا تو معلوم ہوا کہ ایک نصرانی آپ کی نصرت کے لئے جہاد کر کے شہید ہو چکا ہے۔ پس بی بی نے حسرت بھرے لہجے میں فرمایا کہ کیا حال ہے ان لوگوں کا کہ نصرانی تو دین اسلام کے لئے غیرت کر رہے ہیں لیکن یہ لوگ اولادِ محمدؐ کو قتل کر کے اور ان کے اہلِ حرم کو قید کر کے خوش ہو رہے ہیں۔ (مخزن البکا مجلس ۱۳)

جب حضرت اُمِّ کلثومؑ نے دیکھا کہ ایک مرد نصاریٰ مارا گیا۔ تو سہل سے دریافت کیا کہ یہ کون شخص ہے۔ سہل نے اس کا سارا واقعہ بیان کیا۔

حضرت اُمِّ کلثومؑ نے فرمایا: وَا عجباهُ النَّصاریٰ یحتشِمُونَ لِدین الاسلام

Presented by Ziaraat.Com

واُمَّةِ محمدٍ الَّذِیْنَ یزعمُوْن اَنَّھُمْ عَلٰی دِیْنِ محمدٍ یَقْتُلُوْنَ اَوْلادہُ وَ یَسْبُوْنَ حریمہُ تعجب ہے کہ نصاریٰ تو اسلام کی سچائی کے معترف ہیں اور اس شخص نصاریٰ نے اسلام پر جان نثار کردی اور اُمت پیغمبر اسلام نے کہ جو دینِ محمدؐ پر ہے یعنی آپ کا کلمہ پڑھتی ہے۔ اپنے نبیؐ کی اولاد کو قتل کر ڈالا اور ان کے اہلِ بیتؑ کو قید کر لیا اور نصاریٰ کو قتل کر دیا۔

بعض روایات میں وارد ہوا ہے کہ جب اسیرانِ کربلا اور سرہائے شہدا باب الساعات پر پہنچے تو وہاں ٹھہر گئے۔ اس خیال سے کہ یزید ملعون سے اجازت لیں کہ اہلِ بیتؑ اطہار کو کہاں ٹھہرایا جائے۔ اسی اثناء میں مروان ابنِ حکم ملعون باہر آیا۔ جب اس ملعون کی نظر امام حسینؑ کے سرِ مطہر پر پڑی تو خوشی کے مارے اس سے سنبھلا نہ گیا۔ اس وقت اس کا بھائی عبدالرحمٰن باہر آیا اور اس کی نظر سرِ مبارک امام حسینؑ پر پڑی۔ بے ساختہ آنکھوں سے آنسو گرنے لگے اور اس کو گریہ گلوگیر ہوگیا۔ اور کہا بخدا یہ لوگ آنحضرتؐ سے بہت دُور ہوگئے۔ یعنی دین سے خارج ہوگئے پس اصل خارجی وہ ہیں کہ جنھوں نے اولادِ رسول خدا کو قتل و غارت کیا اور کہا اے ابوعبداللہ الحسینؑ مجھ پر کس قدر گراں ہے یہ وقت کہ آپ کا سرِ مبارک نیزہ پر دیکھ رہا ہوں اس نے یہ شعر پڑھا۔

سُمَیَّةَ اَمْسٰی نَسْلُھَا عدد الحصٰی
وبنت رسول اللّٰہ لَیْس لھا نَسْلٌ

سُمیہ زانیہ کی نسل۔ آنحضرتؐ کی اولاد کو قتل کرے اور اولادِ رسولؐ میں سے کوئی نہ بچا۔ واویلاہ واحسرتاہُ۔ اہلِ بیتؑ رسولؐ شام کو روانہ کر دیئے گئے۔

شیخ صدوقؒ اور ایک دوسری جماعت نے بیان کیا ہے کہ جب اہلِ بیتؑ اطہار شام میں وارد ہوئے اور اہلِ شام کی نظر ان اسیروں پر پڑی تو ان کے چہروں سے آثار سجدہ و

Presented by Ziaraat.Com

بزرگی دیکھی۔ وہ لوگ کہنے لگے کہ تم سے زیادہ نیک سیرت دوسرے قیدی نہیں دیکھے۔ تم لوگ کون ہو کس شہر کے قیدی ہو کس قبیلہ سے تعلق ہے۔ جناب سکینہؑ دختر امام حسینؑ نے فرمایا کہ نَحْنُ سبایا اٰلِ محمدٍ یعنی ہم قیدی آلِ رسولؐ ہیں جب اہلِ بیتؑ اطہار اسیری کی صورت میں وارد شام ہوئے تو حضرت سیدالساجدین امام زین العابدینؑ شتر برہنہ پر سوار تھے یعنی اس پر کوئی باضابطہ کجاوہ وغیرہ نہ تھا۔ بیمار کربلا طوق زنجیر پہنے ہوئے تھے آپ نے فرمایا ہے

اُقَادَ ذَلِیْلاً فِیْ دِمِشْقٍ کَاَنَّنِی مِنَ الزِّنْجِ عَبْدٌ غَابَ عَنْہُ نَصِیْرٌ وَجَدِّیْ رسولُ اللّٰہِ فِیْ کُلِّ مَشْھَدٍ و شیخی امیرالمؤمنین امیرٌ

یعنی کہ مجھے دمشق میں باذلت وخواری اس طرح لے گئے جیسے کسی غلام سیاہ رو کو لے جاتے ہیں حالانکہ میرے جدامجد حضرت رسولؐ خدا ہیں اور میرے دادا علی ابنِ ابی طالبؑ ہیں جو تمام مومنین کے امیر ہیں۔

سید ابن طاؤس لکھتے ہیں کہ اسیروں کو مسجد اعظم میں لائے اور ان کو اسیری ہی کی حالت میں مسجد میں ٹھہرایا۔

شیخ فخر الدین طریحی لکھتے ہیں کہ جب اسیروں کی آمد کی خبر یزید پلید کو ہوئی اس وقت اس بدبخت کے پاس ایک طبیب بیٹھا تھا وہ اس کے معالجے کے لئے آیا تھا کہ اس کو خبر ملی کہ تیری آنکھیں روشن ہوں (نور ہوں) کہ سر حسینؑ اور قیدی آگئے ہیں۔ یزید لعین نے طبیب سے کہا کہ علاج میں تاخیر مت کر۔ اس ملعون نے ابنِ زیاد کا نامہ لیا اور پڑھنا شروع کیا۔ لیکن یزید انگشت بدندان رہ گیا اور وہ نامہ حاضرین میں سے کسی کو دے دیا۔ ناگاہ صدائے تکبیر کا غل بلند ہوا۔ اس غلغلہ میں لوگ تکبیر کی آواز نہ پہچان سکے۔ بروایت ہاتفِ غیبی کی ندا آئی اور یہ اشعار سننے میں آئے:۔

www.ziaraat.com Sabeel-e-Sakina

Presented by Ziaraat.Com

جَاء وابراسِكَ يابن بنت محمدٍ مترمِلاً بِدِمَائِهٖ ترمِیْلاً

وَكَانَّمَا بِكَ يابن بنت محمدٍ قَتَلُوْا جهاراً عامدين رسولاً

یعنی کہ اے فرزند دختر رسولؐ خدا تیرا سر مطہر خون و خاک میں آلودہ لایا گیا ہے اور اے حسینؑ تجھے قتل کر کے گویا رسولِ خداؐ کو قتل کر ڈالا۔

تَنَلُوْكَ عَطْشَاناً وَلَمَّا يَرْتَبوْ انى قَتْلِكَ التَاويل والتنزيلاً۔

اے نور دیدۂ پیغمبرؐ خدا تو پیاسا شہید کر دیا گیا اور مطلقاً رعایت تنزیل کلام خدا نہ کی حالانکہ آپ ہی کی ذات تاویل قرآن کی عالم ہے۔

بان قُتِلَتَ وَاَنَّما قَتَلُوْابِكَ التكبير والتهليلاً

کیا تیرا قتل ہونا سہل ہے نہیں بلکہ عظیم ہے اور تکبیر یہ کہتی ہے کہ حسینؑ کا قتل دراصل تکبیر و تہلیل کا قتل ہے۔

قطب راوندی منہال سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے کہ میں نے دمشق میں سر حضرت امام حسینؑ دیکھا کہ جو نیزہ پر تھا اور کوئی حضرت کے پیش رو سورہ کہف پڑھتا تھا جب وہ اس آیت پر پہنچا کہ

اَنَّ اَصْحَابَ الْكَهْفِ وَالرَّقيم كَانُوْا مِنْ اٰياتِنَا عِجَباً

تو حضرت سید الشہدا کا سرِ مبارک گویا ہوا اور فرمایا کہ میرا قصہ تو اصحابِ کہف کے قصہ سے بھی عجیب تر ہے۔ (یہ آیت امام حسینؑ کی رجعت پر دلالت کرتی ہے کہ آپ کی رجعت کے موقع پر حضرت صاحب الامر علیہ السلام کفار و منافقین اور قاتلان دشمنانِ اہلبیتؑ سے انتقام لیں گے)۔ جب اہلِ بیت اطہارؑ اسیری کی حالت میں دربارِ یزید پلید میں پہنچے۔ اس وقت اس ملعون کا دربار آراستہ تھا۔ درباری لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ جب دربار میں اہلبیتؑ پہنچ گئے تو محضر بن ثعلبہ عائذی نے کہا (معاذ اللہ) فاجر لوگ یہ

Presented by Ziaraat.Com

نزدامیر المومنین آ گئے ہیں یہ جملہ اثنائے سفر میں کسی ملعون نے نہیں کہا تھا۔ جب امام زین العابدینؑ نے یہ جملہ اس بد بخت لعین بدنہاد کی زبان سے سنا تو فرمایا۔ وَلَدَتْ اُمُّ مَحْضَرَ اَشَدُّ وَالاُمُ کہ خدا پر اور اس کی مخلوق پر یہ ظاہر ہے کہ فاجر ولیئم کون شخص ہے۔ جب سر بریدۂ امامِ حسینؑ دربار میں بُلایا گیا تو اس ملعون نے خوشی کے نعرے لگائے اور اظہارِ خوشی کرتے ہوئے کہا کہ اس سر بریدہ کا صاحب (امامِ حسینؑ) کہا کرتا تھا کہ میرا باپ (علی المرتضیٰ) یزید لعین کے باپ (معاویہ) سے بہتر ہے اور میری ماں اور میرا جد اس کی ماں اور نانا سے بہتر ہے اور میں یزید لعین سے بہتر ہوں اور یہ باتیں یزید پلید نے ازراہ فاتح کہی تھیں۔ غرض کہ اہلِ بیت اطہار اور امام زین العابدینؑ دربار میں کھڑے ہیں وامصیبتاہ آلِ رسول کجا اور دربار یزید لعین کجا ابن نما روایت کرتے ہیں کہ حضرت سید سجاد علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم بارہ اشخاص تھے کہ مجلس یزید لعین میں گئے۔ میں طوق و زنجیر میں محبوس تھا اور مخدراتِ عصمت و طہارت سب ہی رسن بستہ تھے جو دربار میں لائے گئے۔ حضرت سید سجاد فرماتے ہیں کہ میں نے یزید سے کہا کہ اگر رسولِ خدا موجود ہوتے اور وہ ہم کو اس حال میں دیکھتے تو وہ کیا فرمائیں گے۔

سید ابن طاؤس فرماتے ہیں کہ جس وقت اہلِ حرم اسیر ہو کر دربار میں آئے تو اس طرح کہ وَهُمْ مُقرنُونَ فِي الجِبَالِ ..... یعنی کہ مخدراتِ عصمت وطہارت رسن بستہ تھیں۔ فَمَنْ مُبْلِغ الكرّارِ ذا الياسِ والتّقى بأنّ بنيهِ بَعْدَ عِزّ تَذَلّلُوا یعنی کہ کون ہے کہ جو عقدہ کشائے عالم حیدر کرار کو خبر کرے کہ آپ کی اولاد طاہرہ اور آپ کی بیٹیوں کو کہ جو ہمیشہ باعزت رہیں آج یزید ملعون نے قید کیا ہے۔ اور خوار کیا ہے۔

وَانّ الوجوه النيّراتِ ذَوُالبهَاء تهادى اِلى رِجسِ ذَوُو البهَاء تهادى اِلى رِجسٍ زِنيمٍ وَتَحْمِلُ

Presented by Ziaraat.Com

خبر کرو حیدر کرار علی مرتضیٰ علیہ السلام کو کہ ان کی اولاد طاہرہ کو مثل غلام و کنیز ہدیہ کیا گیا ہے اور دربار میں لایا گیا ہے۔

وَآلُ یزیدَ فی المقاصِیرِ و خباتُنَاط عَلَیْھِنَ السَّتُورُ وتُسْدَلُ وَاِنَّ بَنِیْ الزَھْراءِ بنتِ محمدٍ وجُوھُھمْ لِلنّاسِ تبدو تبدِلُوا یعنی کہ عورات و دختران یزید منحوس قصرہاء عالیہ میں ہیں ان کے پردہ کا خاص اہتمام ہے اور دختران فاطمہ بغیر چادروں کے دربار میں رسن بستہ موجود ہیں۔ اور بدترین خلق تماشائی ہے۔

ایا غَیْرَۃً ھُدیٰ بناتُ مُحمّدٍ یُلا حظھنَّ النَّاسُ والاعُبدُ الرذُلُ

آیا کوئی صاحبِ غیرت نہیں ہے کہ جو اپنے منہ پر طمانچہ لگائے، اپنا گریبان چاک کرے۔ آنکھوں سے اشک برسائے اور رذیل لوگ ہمارا تماشا دیکھ رہے ہیں۔ شیخ فخر الدین طریحی لکھتے ہیں کہ جب اسیران اہلبیتؑ دربار یزید ملعون میں تھے تو حضرت امام حسینؑ کی دختر فاطمہ ثانی نے یزید سے کہا تو نے دختران رسولؐ خدا کو اسیر کیا ہے اور دربار میں بُلایا ہے حالانکہ ان کے سر کھلے ہوئے ہیں یہ سن کر حاضرین دربار میں اکثر لوگ رونے لگے اور صدائے گریہ بلند ہوئی اور عورات یزید لعین کے رونے کی آواز اس کے گھر سے بلند ہوئی۔ اس وقت حضرت امام زین العابدین علیہ السلام طوق و زنجیر میں مقید تھے فرمایا کہ مجھے اجازت دے کہ کچھ بیان کروں۔ وہ بدبخت کہنے لگا کہ ہذیان نہ کہنا۔ آپ نے فرمایا کہ ہم اہلبیتؑ نبوت میں سے ہذیان کا کیا تعلق؟

مَا ظَنُّكَ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ لَوْ یَرانی فِی الغِلّ..... یعنی کہ کیا تیرا گمان ہے کہ رسولِ خدا اگر مجھے طوق و زنجیر میں دیکھیں تو کیا محسوس نہ کریں گے۔ اس ملعون نے کہا کہ طوق و زنجیر کھول دی جائیں چنانچہ طوق و زنجیر اُتار لی گئیں۔

حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب سر بریدہ امام

Presented by Ziaraat.Com

حسین علیہ السلام کو یزید ملعون کے سامنے لایا گیا تو اس وقت ہمارے جدِّ نامدار حضرت زین العابدینؑ طوق وزنجیر پہنے ہوئے تھے۔ یزید لعین نے کہا اے علی ابن الحسینؑ خدا کا شکر اور اس کی حمد ادا کرتا ہوں کہ تمہارے باپ حسینؑ قتل کر دیئے گئے۔ آپ نے فرمایا کہ خدا میرے پدر بزرگوار کے قاتل پر لعنت کرے۔ ان پر لعنت ہو کہ جنہوں نے میرے پدر کو قتل کیا۔ وہ ملعون غصہ میں بھر گیا اور جلاّد سے کہا کہ علی ابن الحسینؑ کو قتل کرے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تو مجھے قتل کرے گا تو دخترانِ رسولؐ خدا کو ان کے گھروں تک کون پہنچائے گا کہ سوائے میرے ان کا کوئی والی و وارث اور محرم نہیں ہے۔ اس ملعون نے شرمندہ ہو کر کہا کہ تم ہی ان کو لے جاؤ گے۔

سید ابنِ طاؤس فرماتے ہیں کہ حکم دیا اسیرانِ اہلبیتؑ اطہار میں عورتوں اور بچوں کو پس پردہ لے جاؤ تا کہ سر سید الشہدا پر ان کی نظر نہ پڑے۔ ناگاہ سید سجادؑ کی نظر سر بریدہ بزرگوار پر پڑی اور آپ نے ایک سرد آہ کھینچی اور اشک خوں آنکھوں سے جاری ہو گئے اور اس کے بعد کبھی گلّہ گوسفند پر نظر نہیں ڈالی۔ یہ بھی روایت میں وارد ہوا ہے کہ جب اہلبیتؑ اطہار کی نظر سرِ بریدہ پر پڑی گریہ و بکا کا شور برپا ہو گیا۔ جناب سکینہؑ خاتون نے فرمایا:

یایزیدُ البَشُرکَ هٰذا آیا تو اس سر کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے۔ ابن نما کہتے ہیں کہ جب زینبؑ خاتون کی نظر اپنے بھائی کے سر مطہر پر پڑی فریاد کی۔

یا حسینا یا حَبِیْبَ قَلْبِ رَسُوْلِ اللّٰہِ یابن مکّة و مَنٰی یَابْنَ فاطمة الزهرا یابن سیّدة النساء یابن بنت المصطفٰی

یعنی کہ یا حسینؑ! یا حبیب قلب رسولؐ، اے فرزند فاطمہؑ اے فرزند سیدہ زنان عالمین اے جگر گوشہ خاتم النبیین۔ اے نور دیدۂ علی مرتضٰی بس اس کلام سے دربار میں

Presented by Ziaraat.Com

کہرام مچ گیا۔ یزید ملعون خاموش تھا اس وقت ایک زن مومنہ جو یزید لعین کے گھر میں تھی نوحہ وفریاد کرنے لگی اور کہتی تھی یا حسیناہ اے بزرگ اہلِ بیتؑ رسولؐ خدا اے فرزند محمد مصطفیٰؐ، اے فریادرس مسافران یتیموں اور بیوگان کی فریاد سننے والے اے کشتۂ تیغِ جفا۔ اولاد زنا کار نے آپ کو قتل کر ڈالا۔ پس پھر دوبارہ رونے کی صدائیں بلند ہوئیں۔ لیکن یزید بے حیا پر کچھ اثر نہ ہوا۔ اور وہ ملعون خیزران کی چھڑی آپ کے دندان مبارک پر لگاتا اور خوش ہوتا اور کہہ رہا تھا۔

رَحِمَكَ اللّٰه یا حسینؑ لَقَدْ كُنْتَ حَسَنَ الْمضحَكَ کہ اے حسینؑ تجھ پر خدا رحمت کرے کس قدر خوب تر دندان مبارک ہیں۔ ابو بردہ اسلمیٰ نے کہا۔

وَيحكَ يا يَزِيْدُ اَتَنكُبُ بقضيبك بأثقر الحسينؑ ابن فاطمةؑ

یعنی کہ وائے ہو تجھ پر اے یزید پلید تو حسینؑ ابنِ فاطمہ کے لب و دندان پر چھڑی لگا رہا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ رسولؐ خدا ان کے لب اور دندان مبارک چوما کرتے تھے۔ یعنی بوسہ دیتے تھے۔ (از مترجم: آنحضرت حسین علیہ السلام کے لبوں اور دندان مبارک کو بوسہ دیتے تھے لیکن آج مقصرین علماء کہتے ہیں کہ روضۂ مبارک سیدالشہداؑ کو بوسہ دینا اور عتبہ عالیہ پر پیشانی رکھنا ناجائز ہے۔ حالانکہ شیعہ علمائے حق کا یہ فیصلہ ہے کہ ضریحِ عالیہ مبارکہ پر سجدہ کرنا صرف اس لئے ہے کہ خدا نے سجدہ کرنے والے کو توفیق عطا کی اور وہ حاضر دربار حسینیہؑ ہوا اور اسی نیت سے وہ سجدہ کرتا ہے۔ پس سجدہ کرنا شکر خدا کے لئے ہے اور یہ عمل کفر پر مبنی نہیں ہوسکتا۔ اس لئے کہ جب رسولؐ خدا حسینؑ کے لبوں اور دندانِ مبارک کو بوسہ دیتے تھے تو رسولِؐ خدا کا سر مبارک بھی تو جھکتا تھا۔ وہاں حسینؑ بذاتِ خود موجود تھے جو اللہ کی پاک مخلوق ہیں اور یہاں جب ہم عتبہ عالیہ پر پیشانی جھکاتے ہیں تو حسینؑ کی طرف نسبت برقرار ہے اور عتبہ عالیہ پر پیشانی

Presented by Ziaraat.Com

رکھتے ہوئے ذکرِ تسبیح نہیں کی جاتی۔ کیونکہ یہ سجدہ تعظیمی ہے اور ایسا ہی سجدہ تعظیمی فرشتوں نے جناب آدم کو کیا تھا۔ جس میں از روئے روایات ذکرِ تسبیح نہیں پایا جاتا۔ حسینؑ اور ان کے بھائی کو رسولؐ خدا نے جوانانِ بہشت کا سردار فرمایا ہے)، ابو بردہ سلمٰی کا یہ کلام سن کر یزید ملعون برہم ہوگیا اور حکم دیا کہ اس کو دربار سے نکال دیا جائے۔ جب اس کو دربار سے باہر کھینچتے ہوئے لے جایا جارہا تھا حضرت زینبؑ خاتون نے کھڑے ہوکر فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ العالمین و صلّی اللّٰہ علیٰ محمد و آلہٖ اجمعین

پس زینبؑ خاتون نے اول حمد و ثناء الٰہی ادا کی اور اپنے نانا پر درود و سلام بھیجا اور برہمی کے عالم میں یزید لعین سے خطاب کیا۔

اِمِنَ العَدلِ یابن الطلقاء کہ اے آزاد کردۂ رسولؐ خدا کی اولاد، جفا کار و بدکار کیا یہی عدل ہے کہ تیری عورتیں تو پردہ میں رہیں اور نبی زادیاں برہنہ سر دربار میں موجود ہوں۔ یزید ملعون زینبؑ کے کلام کی فصاحت و بلاغت دیکھ کر حیران و ششدر رہ گیا۔ پھر حضرت زینبؑ نے فرمایا کہ تو لب و دندانِ حسینؑ مظلوم کو چھڑی لگا رہا ہے اور فرزند رسولؐ خدا کے سر مبارک کے ساتھ بے ادبی کر رہا ہے۔ پھر فرمایا

فکدِ کَیْدَکَ واسعَ سَعِیَکَ وَجَھْدَکَ فواللّٰہِ لَاتمحُوا ذکرنا وَلَاتمیت وحینَا وَلَا تدرک اَمْدنا ولا یرحض عَنْکَ عارھا

پس تیرا ہر ایک مکر و دغا اور تیری کوششیں خواہ کس قدر ہی ہمارے بارے میں خلاف ہوں لیکن تیرا کوئی عمل ہمارے ذکرِ خیر کو ہمارے منازلؑ وحی کو اور ہماری فیض رسانی کو نہیں مٹا سکتا۔ تو ہمیں ذلیل و خوار نہیں کرسکتا۔ خدا کی راہ میں قتل ہونا عزت ہے۔ اور تو عنقریب دیکھے گا کہ لوگ تجھ پر لعنت کریں گے۔

Presented by Ziaraat.Com

بہ سندِ معتبر ابن بابویہ نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب سر مطہر امام حسینؑ کو یزید لعین کی مجلس شراب میں لے گئے۔ اس وقت وہ ملعون اپنے رفقا بدکردار کے ہمراہ شراب نوشی میں مشغول تھا۔ جب وہ شراب سے فارغ ہوا تو اس نے حکم دیا کہ سر مطہر کو طشت میں رکھا جائے اور اسے تخت کے نزدیک رکھا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ طشت طلاء میں سر مطہر رکھا گیا۔ بساط شطرنج کھلی ہوئی تھی اور وہ بدنہاد شطرنج کھیلنے میں مشغول تھا۔ سر مبارک کو دیکھ کر خوش ہوتا تھا۔

اور کبھی کبھی سر مبارک کے ساتھ بے ادبی کرتا تھا اور پیالہ میں بچی ہوئی شراب کو سر مطہر پر ڈال دیتا اور کہتا تھا کہ یہ میرے دشمن کا سر ہے۔ (حضرت فرماتے ہیں کہ جو ہمارے شیعوں میں سے ہے اسے لازم ہے کہ شطرنج اور شراب دونوں سے بیزار رہے ان کے پاس نہ جائے اور شطرنج پر نظر بھی نہ ڈالے بلکہ اگر شطرنج پر نظر پڑ جائے تو یزید ملعون پر لعنت کرے تو خداوند عالم اس کے تمام گناہ بخش دے گا۔ کہاں ہیں رسولؐ خدا اس ملعون کو دیکھتے کہ کس طرح سر مطہر پر شراب پھینک رہا ہے اور شطرنج کھیل رہا ہے۔

روایت ہے کہ جب اسیرانِ کربلا دربار یزید ملعون میں پہنچے تو اس نے نگاہ اُٹھا کر ان کی طرف دیکھا اور ہر ایک اسیر کے بارے میں دریافت کیا کہ یہ کون ہے یہ کون ہے تو شمر والد الحرام نے بتایا کہ

هٰذاهِ زينبُ هٰذهِ اُمِ كلثومِ، وهٰذِهِ صفيّة وهٰذهِ اُمّ هانی، وهٰذهِ رقيّة بناتُ عَلِيٍ و هٰذهِ سكينة، وهٰذهِ فاطمة بنت الحسينً

یعنی کہ یہ زینبؑ خاتون ہیں یہ اُمِ کلثوم ہیں۔ یہ اُم ہانی، یہ رقیہ دختران علی ابن ابی طالبؑ ہیں یہ سکینہ خاتونؑ اور یہ فاطمہ کبریٰ دختران امام حسین علیہ السلام ہیں۔

(مہیج الاحزان صفحہ ۵۴۳ تا ۵۵۲)

Presented by Ziaraat.Com

محترمہ محمودہ نسرین صاحبہ اپنی کتاب ''ہماری شہزادیاں میں لکھتی ہیں:-

کوفے میں ایک دِن قیام کر کے اور اس کے بعد پے در پے اٹھارہ منزلیں طے کرتے ہوئے اسیرانِ اہلِ حرم نہایت خراب وخستہ اور پریشان کن حالات میں شہرِ شام میں داخل ہوئے۔ یزید کے حکم سے شہر کی خوب آئینہ بندی کی گئی تھی اور اِس لٹے ہوئے قافلے کو دیکھنے کے لئے تمام سڑکیں اور بازار ہجومِ خلائق سے بھرے ہوئے تھے۔

بازارِ شام میں سرہائے شہدا اور اہلِ بیتؑ کی تشہیر کرنے کے بعد شمر و عمر سعد نہایت فاتحانہ انداز سے اِن تمام اسیران کو لے کر دربارِ یزید میں حاضر ہوئے۔ جس وقت اہلِ حرم یزید کے سامنے لائے گئے تو یہ بدبخت درباریوں کے حلقے میں بیٹھا ہوا شراب کے جام پر جام اُڑا رہا تھا اور شطرنج کھیلنے میں مصروف تھا۔

اہلِ حرم مجرموں کی طرح یزید کے سامنے کھڑے کیے گئے امام حسینؑ کا سر دیکھ کر اُس نے کہا کہ اسے میرے تخت شاہی کے نیچے رکھ دیا جائے۔ سرِ امامِ مظلوم کی بے ادبی کرتے ہوئے یزید بدنہاد امام زین العابدینؑ سے مخاطب ہو کر بولا تمہارے باپ اور دادا نے اِس کی تمنا کی تھی کہ حکومت ان کے ہاتھ آئے لیکن شکر ہے اُس خدا کا جس نے اِنہیں قتل کرایا۔ یہ ناشائستہ کلمات سُن کر امام علیہ السلام نے فرمایا۔ اے پسرِ معاویہ یہ خلافت اور حکومت ہم اہلِ بیتؑ کے لئے ہی مخصوص ہے۔ تُو اُس وقت پیدا بھی نہ ہوا تھا جب معرکہ بدر۔ اُحد اور خندق میں حضرت رسولِ خدا کا علم ہمارے ہی دادا کے ہاتھ میں تھا۔ اے یزید اگر تُو اِس ظلم کو سمجھتا ہے جو تُو نے میرے باپ، بھائیوں، چچا اور چچا زاد بھائیوں پر کیا۔ تو مجھے یقین ہے کہ دیوانہ ہو کر جنگلوں اور پہاڑوں میں نکل جاتا اور ہمیشہ خاک پر بیٹھا نالہ و فریاد کیا کرتا۔ افسوس میرے باپ فرزندِ علیؑ و فاطمہؑ کا سر مبارک تیرے جیسے فاسق و فاجر کے تخت کے نیچے رکھا جائے اور تُو اسے دیکھ کر خوشی منائے اور

Presented by Ziaraat.Com

بے ادبی کرے اب اُس اذیت کے لئے تیار ہو جا جو میرے سچے خدا کی جانب سے تجھے جلد ملنے والی ہے اور تیرے لئے اُس وقت سوائے کفِ افسوس ملنے کے کوئی چارہ نہ ہوگا۔

امام زین العابدینؑ کا یہ کلام سُن کر یزید سخت غضب ناک ہوا اور حکم دیا کہ ان تمام اسیروں کو اس قید خانے میں قید کیا جائے جو میرے محل کی دیوار کے نیچے ہے۔

جس قید خانے میں اسیرانِ خاندانِ نبوت کو قید کیا گیا وہ ایک زمین دوز تہہ خانہ تھا جس میں روشنی اور ہوا کا گذر بہت کم تھا اور برسوں سے خالی پڑا ہوا تھا۔ آہ! اولادِ رسولؐ چھوٹے چھوٹے بچے۔ فلک ستائی بیبیاں اور اِس قدر تنگ و تاریک قید خانہ۔

اِس قید خانے میں ہر روز شام کے وقت تھوڑا سا کھانا اور تھوڑا سا پانی اہلبیتؑ کے لئے بھیج دیا جاتا تھا۔ یہ کھانا مقدار میں اِس قدر کم ہوتا تھا کہ سب شکم سیر ہو کر نہ کھا سکتے تھے۔ بی بیاں بچوں کو پہلے کھلا دیتی تھیں جو بچتا تھا وہ رو رو کر خود کھا لیتی تھیں۔ کسی کو اجازت نہ تھی کہ ان بیکسوں سے ملنے کے لئے قید خانہ میں جا سکے۔ بیبیوں کو زور زور سے رونے کی بھی سخت ممانعت تھی ایک سال تک اہلِ حرم اِتنے تنگ و تاریک قید خانے میں مقید رہے۔ جس تکلیف اور مصیبت سے یہ وقت گذرا اُس کا اندازہ ہو ہی نہیں سکتا۔ (کتاب ''ہماری شہزادیاں)

ڈاکٹر زاہد حیدری.... کتاب ''مخدراتِ اسلام'' میں لکھتے ہیں:-

سید بن طاؤس لہوف میں تحریر فرماتے ہیں کہ اہلِ بیتؑ رسولؐ جب شہر شام کے بالکل قریب پہنچ گئے جنابِ اُمِّ کلثومؑ نے شمر کو طلب کیا اور فرمایا اے شمر ہم کو شہر میں ایسے دروازے سے داخل کر جہاں تماشائیوں کا زیادہ ہجوم نہ ہو اور سر ہائے شہدا کو ہم سے آگے لے جا تا کہ لوگ شہیدوں کے سروں کی طرف متوجہ ہو جائیں اور اہلِ بیتؑ

Presented by Ziaraat.Com

رسولِؐ خدا کا تماشا نہ کر سکیں۔ اس دشمن خدا و رسولؐ نے برعکس اس کے آلِ رسولؐ کو دروازہ ساعات سے داخل کیا جو کہ شہر کا سب سے بڑا دروازہ تھا جہاں پر لاکھوں تماشائی بوڑھے جوان، عورتیں بچے اس لٹے ہوئے قافلہ کو دیکھنے کے لئے جمع ہوئے تھے۔ شمر ملعون نے سرہائے شہدا کو جو کہ نیزوں پر بلند تھے اس قافلہ کے سامنے رکھا جس بڑے نیزے پر امام حسین علیہ السلام کا سر مبارک تھا وہ نیزہ اپنے ہاتھ میں لے لیا اور اہلِ شام کو مخاطب کرتے ہوئے بلند آواز میں یہ کہتا جاتا تھا کہ میں ہوں فرزندِ سید الاوصیاء کا قاتل میں نے حسینؑ ابنِ علیؑ کو قتل کیا ہے اور یہ سر تحفتاً یزید کے پاس لے جا رہا ہوں۔

اہلِ بیتؑ رسولؐ کے لئے یہ نئی مصیبت کچھ کم نہ تھی۔ برہنہ پشت اونٹوں پر رسولؐ اللہ کی نواسیاں کھلے سر بے مقنع و چادر تشریف رکھتی تھیں گرد آلود لباس چہروں پر خاک، معصوم بچوں کا گریہ و ماتم اُدھر تماشائیوں کا بے پناہ ہجوم جو کہ قیمتی اور خوش رنگ پوشاک میں ملبوس تھے شہادت حسینؑ کی عید شام میں منائی جا رہی تھی اس طرح اہلِ بیتؑ رسولؐ دروازہ ساعات سے شہرِ شام میں داخل ہوئے۔ اس موقع پر سیدہ اُمِّ کلثومؑ نے شمر کو یوں مخاطب کیا کہ "اے شقی تیرے منہ میں خاک ہو اور خدا کی ہزار ہزار لعنت تو فخر کرتا ہے کہ تو نے حسین ابن علیؑ کو شہید کیا اے ملعون تو نے اس برگزیدۂ خدا کو شہید کیا جس کی گہوارہ جنبانی کا شرف جبریل امین کو حاصل تھا جس کا نامِ نامی عرشِ خداوند جلیل پر لکھا ہوا ہے۔ جس کے نانا پر خداوند عالم نے نبوت ختم فرما دی جو کہ رحمت اللعالمین تھے۔ افسوس تو ایسے بزرگ کو قتل کر کے خوش ہو رہا ہے۔ اے شمر کیا تو ہمارے ماں باپ دادا دادی کی سی مثال پیش کر سکتا ہے۔ ہم اس خاندان سے ہیں جس کی پردۂ عالم میں مثال نہیں"۔ خولی اصبحی یہ ملعون جناب اُمِّ کلثومؑ کے سواری کے بالکل قریب ہی تھا اس شہزادی کو مخاطب کر کے کہنے لگا کہ "اے اُمِّ کلثوم واقعی آپ شجیع ترین زنانِ

Presented by Ziaraat.Com

عالم سے ہیں کیوں نہ ہو کہ آپ کے والد کا شجاعت میں کوئی ثانی نہ تھا۔

(مخدراتِ اسلام)

ڈاکٹر احمد بہشتی اپنی کتاب ''مثالی خواتین'' میں لکھتے ہیں:۔

دمشق میں داخلہ کے وقت حضرت اُمِّ کلثومؑ نے شمر کو طلب کیا اور فرمایا: یہ دمشق ہے، ہمیں ایسے دروازہ سے شہر میں لے چلو کہ جہاں تماشائیوں کی تعداد کم سے کم ہو۔ شہیدوں کے سر ہم سے الگ رکھو تا کہ دیکھنے والے سروں کی طرف متوجہ رہیں اور حرمِ رسولؐ پر ان کی نگاہیں مرکوز نہ ہوسکیں۔

شمر نے آپ کی یہ بات سن کر حکم دیا کہ سروں کو محملوں سے قریب کر دو۔ اور انھیں دروازۂ ساعات سے کہ جہاں بے پناہ مجمع تھا۔ شہر میں داخل کرو تا کہ زیادہ تماشا دیکھیں۔ باوجودیکہ دمشق مرکزِ خلافت تھا۔

اور یزید نے پوری طاقت کے ساتھ اس پر کنٹرول کر رکھا تھا۔ جب تک اُمِّ کلثومؑ اس شہر میں رہیں حقیقت کو بیان کرتی رہیں اور یزید کی حکومت اور اس کے کارندوں سے جرأت کے ساتھ مبارزہ کرتی رہیں۔

آخر کار حریت پسندوں کے سردار امام حسینؑ کے پسماندگان کو رہائی ملی اور وہ اپنے اصلی وطن مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔ مدینہ اسلام کے مقدس ترین شہروں میں سے ایک ہے، اس شہر سے رسولؐ اسلام نے وحی کے ملکوتی ساز کو لوگوں کے کان تک پہنچایا اور اس شہر میں اسلامی حکومت کی بنیاد رکھی۔

جس دن اس شہر سے حسینی قافلہ چلا تھا اس دن دنیائے اسلام کے لئے جاہلیت کے تاریک دور کی طرف بازگشت کی گھنٹی بجنے لگی تھی۔ امت کی زمامِ ایک اموی کے ہاتھوں میں پہنچ گئی تھی اور اموی اسلام و بنی ہاشم کے سخت دشمن تھے۔

Presented by Ziaraat.Com

امام حسینؑ نے اسلام و مسلمانوں کی حفاظت کے پیشِ نظر اس رجعت پسند حکومت کی اطاعت نہ کی اور مدینے سے مکّے اور وہاں سے عراق چلے گئے۔

عراق میں سرزمینِ کربلا پر حسینؑ اور آپ کے پاک دامن و جراٗت مند اصحاب و انصار کو یزید کی فوج نے شہید کردیا۔ ان کی عورتوں اور بیٹیوں کو اسیر کرلیا۔ شہادت و اسیری دو قوی عوامل تھے جنہوں نے یزید کی حکومت کو متزلزل کر دیا کیونکہ ملت اسلامیہ کی نابودی کے لئے سب سے بڑا خطرہ عام لوگوں کی حالات سے بے خبری اور روشن فکر طبقہ کی خاموشی تھی۔ شہادت اور اس کے بعد لرزا دینے والے اسیری کے پروگرام نے عوام کو بیدار کر دیا اور روشن فکر طبقہ کے منہ پر لگی ہوئی مہرِ سکوت کو توڑ دیا۔ حسینؑ ابنِ علیؑ کے لئے جو کہ اپنے نانا اور والد و بھائی کے اسلام اور مسلمانوں کے محافظ تھے۔ یہ عظیم کامیابی تھی۔ (مثالی خواتین)

﴿۱۰۳﴾... بازارِ شام میں داخلہ:

جناب زینبؑ عالیہ کو اس وقت بازار شام میں لایا گیا جب کہ پانچ لاکھ فاسق و فاجر امیہ پرستوں کا ہجوم جمع ہوگیا تھا سارا دن بی بی کو بازار عبور کرنے میں گزر گیا کسی شخص نے امام زین العابدینؑ سے دریافت کیا کہ آپ کو بازار سے گزرنے میں اتنی دیر کیوں لگ گئی امام خون کے آنسو رو دیئے اور فرمایا۔

اوقفونا فی السکک والشوارع والدور و یجتمع علینا الجهال بالطنابیر والمزامیر یضربون بارجلهم علیٰ الارض

ہم کو ہر گلی ہر کوچہ اور ہر بازار میں روک لیا جاتا تھا اور شام کے جاہل لوگ طنبورہ سارنگیاں لے کر ہمارے اردگرد جمع ہو جاتے اور رقص کرنے لگتے تھے۔

(مراۃ الایقان جلد اول صفحہ ۱۸۴ طبع ایران)

Presented by Ziaraat.Com

خدا جانے شرم و حیاء کی ملکہ حضرت زینبؑ اور وفا پیکر بی بی حضرت اُمِ کلثومؑ نے بازارِ شام کی سخت ترین مصیبت کو کس طرح برداشت کر کے اتنا وقت صبر و رضا کا دامن تھامے رکھا چشم فلک نے فاطمہ زہراؑ کی بیٹیوں کو کس قدر عظیم و جسیم امتحان سے گزرتے دیکھا بازار شام کے چشم دید منظر کو ایک صحابی رسول سہل بن سعد ساعدی انصاری نے اس طرح بیان کیا ہے۔

میں اپنے شہر شہروز سے بیت المقدس کی طرف سفر کر رہا تھا کہ دمشق سے میرا گزر ہوا میں نے دیکھا کہ شہر کے دروازے کھلے ہوئے ہیں دکانیں بند ہیں گھوڑوں پر زینیں کسی ہوئی ہیں جھنڈے لہرا رہے ہیں لوگوں کا اتنا ہجوم ہے کہ شہر کی تمام گلیاں اور بازار کھچا کھچ بھرے ہوئے ہیں ہر شخص لباس فاخرہ میں ملبوس ہے ہر کسی کے چہرے سے خوشی کے آثار نمایاں ہیں ہر طرف سے ہنسی خوشی کی آوازیں آ رہی ہیں میں نے کسی شخص سے پوچھا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آج کوئی عید ہے حالانکہ مجھ کو آج تو کوئی عید معلوم نہیں ہوتی اس نے جواب دیا کہ عید تو کوئی نہیں ہے میں نے کہا پھر کیا وجہ ہے کہ تمام لوگ ہشاش بشاش نظر آ رہے ہیں لوگوں نے کہا تم کوئی نو وارد معلوم ہوتے ہو میں نے کہا کہ ہاں میں مسافر ہوں انہوں نے بتلایا کہ آج ہمارے امیر کو عظیم فتح حاصل ہوئی ہے میں نے کہا کیا فتح حاصل ہوئی ہے انہوں نے بتلایا کہ عراق میں ایک باغی (نعوذ باللہ) نے امیر شام کے خلاف خروج کیا تھا وہ قتل ہو گیا ہے میں نے کہا اس باغی (نعوذ باللہ) کا نام کیا تھا انہوں نے کہا کہ حسینؑ بن علیؑ میں نے کہا وہی حسینؑ جو فاطمہؑ بنت رسولؐ اللہ کے فرزند ہیں انہوں نے کہا ہاں میں نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون کیا یہ خوشیاں فرزند رسولؐ کو قتل کرنے پر کی جا رہی ہیں کیا فرزند رسولؐ کا قتل ہی کافی نہ تھا کہ تم لوگوں نے ان کو باغی بھی کہنا شروع کر دیا۔ انہوں نے کہا اے شخص

Presented by Ziaraat.Com

خاموش رہ یہاں حسینؑ بن علیؑ کا ذکر خیر کرنے والے کو قتل کر دینے کا حکم نافذ ہے میں روتا ہوا آگے بڑھا میں نے دیکھا کہ ایک بڑے دروازے سے لوگ جھنڈے اور طبل اندر لا رہے ہیں لوگوں نے بتلایا کہ اسی دروازے سے سر لایا جا رہا ہے میں وہاں کھڑا ہوگیا جونہی سر نیزے پر دروازہ کے اندر داخل ہوا لوگوں میں فرح و مسرت کی آوازیں بلند ہوئیں میں نے دیکھا تو میں نے پہچان لیا کہ یہ سر تو امام حسینؑ کا ہے جس سے اس قدر نور کی شعاعیں بلند ہو رہی ہیں جس طرح جناب رسولؐ اللہ کے چہرے سے بلند ہوا کرتی تھیں میں نے یہ دیکھ کر منہ پیٹ لیا اور کہا رسولؐ اللہ آپ آکر دیکھئے کہ آپ کے فرزند کے سر سے کیا سلوک کیا جا رہا ہے آہ حسینؑ کے چہرے پر خاک پڑی ہوئی ہے ریش مبارک خون سے آلودہ ہوگئی ہے یا رسول آکر دیکھئے کہ آپ کی شہزادیوں کو بے پالان اونٹوں پر سوار کر کے شام کے بازاروں میں برسرِ عام پھرایا جا رہا ہے علی بن ابی طالبؑ کہاں ہیں۔ کاش وہ اپنی عصمت مآب بیٹیوں کا حال دیکھتے میرے گریہ کی آواز سن کر اکثر لوگ رونے لگے اچانک میری نگاہ ان عورتوں پر پڑی جو بے پالان اونٹوں پر بے پردہ بیٹھی تھیں اور ان میں سے ایک بی بی کہہ رہی تھی۔

وا محمداہ وا علیاہ وا حسناہ وا حسیناہ

کاش آپ دیکھتے کہ دشمنوں نے ہمارے ساتھ کیا کیا یا رسول اللہ آپ کی بیٹیوں سے وہی سلوک کیا جا رہا ہے جو یہود و نصاریٰ کی عورتوں سے کیا جاتا ہے وہ شہزادی درد بھری آواز سے کبھی شیر خوار بچے کو یاد کر کے روتی کبھی کسی بزرگ کو یاد کر کے روتی تھی کبھی کس بے کفن و دفن گلو بریدہ شہید کو روتی تھی میں جا کر محمل کے قریب کھڑا ہوگیا اور بلند آواز سے کہا۔

السلام علیکم یا اهلبیت محمد و رحمة الله وبر کاته

Presented by Ziaraat.Com

میں نے پہچان لیا کہ یہ شہزادی علی کی بیٹی اُمِ کلثومؑ تھی کہا اے شخص تم کون ہو ہم پر سلام کرنے والے جب سے میرے بھائی کربلا میں شہید کئے گئے ہم پر کسی نے سلام نہیں کیا میں نے کہا بی بی میں آپ کے نانا کا صحابی سہل بن ساعدی ہوں میرا وطن شہروز ہے بی بی نے رو کر کہا اے سہل تم دیکھ لو کہ رسولؐ اللہ کی نواسیوں سے کیا سلوک کیا جارہا ہے۔ خدا قسم اگر ہم ایسے زمانے میں ہوتے جس زمانے میں آنحضرتؐ کو نہیں دیکھا گیا تو ہم سے اس طرح کا سلوک نہ کیا جاتا ان میں سے بعض نے میرے بھائی حسینؑ کو قتل کر دیا اور بعض نے ہم کو اس طرح قید کر دیا جس طرح سے غلاموں اور کنیزوں کو قید کیا جاتا ہے اور ہم کو بلا پردہ بے عماری اونٹوں پر سوار کیا گیا میں نے کہا اے میری شہزادی خدا کی قسم یہ قیامت خیز مصائب و آلام آپ کے جد امجد اور آپ کے والد بزرگوار اور آپ کی ماں زہراؑ پر کس قدر ناگوار گزر رہے ہوں گے۔ شہزادی نے کہا اے سہل ذرا ہمارے محملوں کے نگران سے کہہ دو کہ سروں کو آگے بڑھائے تا کہ لوگوں کی نگاہیں ہم پر نہ پڑسکیں چونکہ تماش بینوں کی کثرت سے ہم بہت ہی آزردہ اور پریشان ہیں میں آگے بڑھا اور میں نے اس شخص کو اللہ کا واسطہ دے کر کہا کہ سروں کو آگے بڑھاؤ مگر اس نے مجھ کو ڈانٹ دیا اور سروں کو آگے کرنے سے انکار کر دیا سہل کا بیان ہے کہ میرے ساتھ ایک نصرانی تھا جو میرے ساتھ بیت المقدس جارہا تھا جب اس نے امام حسینؑ کے سر کو قرآن پڑھتے دیکھا تو کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمان ہو گیا اور تلوار کھینچ کر قومِ اشقیاء پر حملہ کر دیا اور ساتھ ہی وہ رو رہا تھا کہ حتیٰ کہ اکثر ملعونوں کو فی النار کر دیا جب جناب اُمِ کلثومؑ نے شور وغل سنا تو پوچھا کہ یہ کیا شور وغل ہے میں نے بتلایا کہ بی بی ایک نصرانی نے آپ کی نصرت میں جوش میں آ کر حملہ کر دیا ہے اور اکثر ملعونوں کو فی النار کر دیا ہے بی بی نے رو کر فرمایا۔ کس قدر باعثِ تعجب ہے کہ نصاریٰ دین اسلام

Presented by Ziaraat.Com

کی عزت کر رہے ہیں اور اپنے آپ کو اُمت محمدی کہلانے والی قوم نے رسولؐ اللہ کی اولاد کو قتل کر دیا ہے اور ان کی بیٹیوں کو قید کیا ہے۔

(معالی السبطین جلد دوم صفحہ ۸۴ الدمعۃ الساکبہ ص ۳۳۳ ریاض القدس جلد دوم ص ۳۸۷ الطراز المذھب ۲۹۹ الدمع السجوم ترجمہ نفس المہوم صفحہ ۲۴۱)

﴿۱۰۴﴾... زندانِ شام میں ہند کی آمد:

ہند بنت عبداللہ بن عامر بن کریز اپنے باپ کے مرنے کے بعد جناب امیرالمومنینؑ کے پاس رہی جب امامِ عالی مقام کی شہادت ہوگئی تو امام حسنؑ کے پاس رہی اور پھر جب امام حسنؑ کو زہر سے شہید کیا گیا تو گردشِ دوراں نے اس کو معاویہ کے پاس پہنچا دیا اور معاویہ نے اس کی شادی یزید سے کر دی یہ مسلسل یزید کے پاس رہی تھی کہ اسیرانِ آلِ محمد علیہم السلام کا قافلہ شام میں آیا تو اس کو امام حسینؑ کی شہادت کا کوئی علم نہ تھا۔ جب اسیران حرم شام میں پہنچے تو ایک عورت ہند کے پاس گئی اور کہا اے ہند ابھی ابھی ایک اسیروں کا قافلہ آیا ہے نہ معلوم کہاں کا رہنے والا ہے بہتر ہے کہ تم جا کر دیکھو شاید تمہاری وجہ سے ان کو رہائی حاصل ہو جائے۔

فقامت ھند ولبست افخر ثیابھا و تخمرت نجمارھا ولبیست ازارھا وامرت خادتہً لھا ان تحمل الکرسی

پس ہند اُٹھی اور اپنے لباسِ فاخرہ میں ملبوس ہوئی چادر اوڑھی اور ایک خادمہ کو حکم دیا کہ کرسی لے کر اس کے ساتھ چلے جب یہ زندان میں آئی تو دیکھا کہ کچھ عورتیں زمین پر بیٹھی ہیں آئی اور کرسی بچھا کر بیٹھ گئی۔

فلما راتھا زینبؑ التفت الیٰ اختھا اُم کلثومؑ وقالت اختیہ تعرفین ھذہ الجارتہ قالت لا واللّٰہ قالت لھا اخیہ غدی خادمتنا ھند بن عبداللّٰہ

Presented by Ziaraat.Com

فسکنت اُم کلثومؑ و نکت راسها و کذالك زینبؑ

جب جنابِ زینبؑ نے ہند کو دیکھا تو جنابِ اُم کلثومؑ کی طرف متوجہ ہوئیں ہند نے پوچھا اے بہن اس عورت کو پہچانتی ہو بی بی نے کہا بخدا میں نہیں پہچانتی جناب زینبؑ نے فرمایا اے بہن یہ ہماری خادمہ ہند بن عبداللہ ہے یہ سن کر دونوں شہزادیوں نے سر جھکالیا۔ پس ہند نے کہا اے بہنو! تم نے سر کیوں جھکالیا شہزادیوں نے کوئی جواب نہ دیا پھر کہا۔

اختیه من ای البلاد انتم

اے میری بہن تم کس شہر کی رہنے والی ہو۔

فقالت لها زینبؑ من بلاد المدینت

جناب زینبؑ نے فرمایا ہم مدینے کے رہنے والے ہیں جونہی مدینہ کا نام آیا تو ہند نے کرسی چھوڑ دی اور تعظیم کے لئے اُٹھی جنابِ زینبؑ نے فرمایا تم کرسی سے کیوں اُتر گئیں ہند نے کہا اہلِ مدینہ کی تعظیم میں کرسی سے اُتری ہوں پھر ہند نے کہا

اریدان اسئلك عن بیت فی المدینت

اے بی بی میں تم سے مدینہ کے ایک گھر کے متعلق دریافت کرنا چاہتی ہوں بی بی نے فرمایا پوچھ لو اس نے کہا۔

اسئالك عن دار علی

میں تم سے علیؑ کے گھر کے متعلق دریافت کرتی ہوں جناب زینبؑ نے فرمایا تم کس طرح علی بن ابی طالب کے گھر سے واقف ہو ہند نے کہا۔

کنت خادمتہً عندهم

میں ان کے پاس خادمہ رہ چکی ہوں جنابِ زینبؑ نے پوچھا

Presented by Ziaraat.Com

عن اکا تسئلین

اس گھر کے کس شخص کے متعلق تم دریافت کرنا چاہتی ہو ہند نے کہا

عن الحسینؑ و اخوتہ و اولادہ و عن بقیۃ اولاد علی عن سیدتی زینبؑ و عن اختھا اُم کلثومؑ و عن بقیۃ مخدرات فاطمۃ الزھراؑ

میں تم سے امام حسینؑ اور ان کے بھائیوں اور ان کی اولاد اور باقی حضرت علیؑ کی اولاد کے متعلق دریافت کر رہی ہوں اور میں تم سے اپنی سیدہ معظمہ جناب زینبؑ اور ان کی بہن جناب اُمِّ کلثومؑ اور دیگر فاطمہ کی شہزادیوں کے متعلق دریافت کر رہی ہوں۔

فبکت عند ذلك زینبؑ بکا شدیداً

یہ سن کر جناب زینبؑ بہت روئیں اور فرمایا۔

ان سئلت عن دار علی فقد خلفنا ھاتنعی اھلھا و اما ان سئلت عن الحسین فھذا راسہ بین یدی یزید و اما ان سئلت عن العباس و من بقیۃ اولاد علی فقد خلفنا ھم علیٰ الارض مجزرین کالا ضاحی بلا رؤس و سئلت عن زین العابدینؑ فھا ھو علیل نحیل لا یطیق النھوض منکثرۃ الامراض والاسقام فان سئلت عن زینبؑ فانا زینبؑ وھذہ اُم کلثومؑ وھولاء مخدرات فاطمۃ

اگر تم علیؑ کے گھر کے متعلق پوچھتی ہو تم تو ہم جب چلے تو وہاں کہرام ماتم برپا تھا اگر حسینؑ کے متعلق پوچھتی ہو تو ان کا سر یزید کے سامنے پڑا ہے اگر عباسؑ اور دیگر اولادِ علیؑ کے بارے میں پوچھتی ہو تو میں ان کو کربلا کی تپتی ہوئی ریت پر ان کی ذبح شدہ۔ سر بریدہ لاشوں کو بے گور و کفن چھوڑ آئے ہیں اگر زین العابدینؑ کے متعلق پوچھتی ہو تو وہ بیمار اور کمزور ہیں اور کثرتِ مرض سے اُٹھنے کی طاقت بھی نہیں رکھتے اگر تم زینبؑ کے

Presented by Ziaraat.Com

بارے میں پوچھتی ہو تو لو میں زینبؑ ہوں اور یہ میری بہن اُمِّ کلثومؑ ہے اور یہ دیگر شہزادیاں ہیں۔ جونہی ہند نے یہ ماجرا سنا تو ایک مرتبہ چیخیں مار کر رونا شروع کر دیا اور زندان میں

وا حسیناہ واماہ وا سیداہ

کی آوازیں بلند ہوئیں اور کہرامِ ماتم برپا ہو گیا ہند نے کہا کاش میں اندھی ہو جاتی اور فاطمہؑ کی بیٹیوں کو اس طرح نہ دیکھتی پھر ایک پتھر لیا اور اپنے سر پر مارا حتیٰ کہ سارا چہرہ خون سے بھر گیا اور بے ہوش ہو گئی جب ہوش آیا تو جنابِ زینبؑ قریب گئیں اور فرمایا اے ہند جلدی اپنے گھر واپس چلی جاؤ ایسا نہ ہو کہ تمہارا شوہر تم کو تکلیف دے ہند نے کہا خدا کی قسم میں جب تک اپنے سردار پر ماتم نہ کرلوں ہرگز گھر نہیں جاؤں گی پس ہند نے سر سے چادر اُتار پھینکی اور گریبان کو پھاڑ دیا اور پابرہنہ یزید کے دربار میں چلی گئی اور کہا اے یزید تو نے حکم دیا ہے کہ امام حسینؑ کے سر کو نیزہ پر سوار کیا جائے اس وقت یزید جواہرات سے لٹکے ہوئے قیمتی تاج میں ملبوس بھرے دربار میں تخت پر بیٹھا تھا جونہی اس نے اپنی زوجہ کو سر برہنہ دربار میں دیکھا تو دوڑا اور اُس کے سر پر چادر ڈال دی ہند نے فوراً چادر اُتار پھینکی اور کہا

ویلك یا یزید فلم لا اخذتك الحمیة علی بنات الزهرا حتی حتکت ستورهن وابدیت وجوههن وانزلتهن فی دار خربته

تیرے لئے ہلاکت ہو اے یزید تجھ کو میرے پردے کا اتنا خیال ہے اور تجھ کو فاطمہؑ کی بیٹیوں پر غیرت نہ آئی کہ تو نے ان کی چادریں چھنوا دیں اور ان کو برہنہ سر بازاروں اور درباروں میں پھرایا اور تو نے ان کو ایک اُجاڑ قید خانے میں قید کر دیا۔

(الطراز المذہب)

Presented by Ziaraat.Com

﴿۱۰۵﴾...حضرت اُمِّ کلثومؑ دربارِ یزید میں:

آخر وہ منحوس گھڑی آ پہنچی جب اہلِ بیتؑ رسولؐ دربار یزید میں گئے۔

ابنِ جوزی لکھتے ہیں کہ دمشق میں ایک خاص تفریح گاہ تھی جہاں وہ اکثر عیش و عشرت منانے جایا کرتا تھا۔ اس تفریح گاہ میں ایک وسیع عمارت تھی جو بے شمار ستونوں پر کھڑی تھی جب یزید کو اہل بیتؑ کے دمشق پہنچنے کی اطلاع ہوئی تو اس نے اس عمارت میں دربار لگوایا اہلِ بیتؑ کو وہاں لانے کا حکم دیا بعض کتب میں جناب امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے جب ہم کو یزید بن معاویہ کے دربار میں لے چلے تو اشقیاء نے ہم کو رسیوں سے کس کر باندھ دیا جیسے بھیڑ بکریوں کو باندھتے ہیں میرے گلے میں اور پھوپھی اُمِ کلثومؑ کے گلے میں رسی تھی پھوپھی زینبؑ اور دوسری بیبیوں کے بازوؤں میں رسی بندھی ہوئی تھی ہم کو چھڑی سے ہانکا جا رہا تھا اگر ہم سے کسی کی چال سست ہو جاتی تو کوڑے لگائے جاتے یہاں تک کہ ہم دربار میں پہنچے یزید تخت شاہی پر بیٹھا تھا۔ بحر المصائب میں روایت ہے کہ اسیران اہلِ بیتؑ دربار یزید میں لائے گئے تھے ان کی تعداد چوالیس تھی جب اہلِ بیتؑ طہارت دربار میں داخل ہوئے اور سرہائے شہداء کو دیکھا تو میں نے واہ محمد و اعلیاہ کہہ کر نالہ وفریاد بلند کی اس وقت اُمِ کلثومؑ نے یزید سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا اے یزید کیا تجھے شرم وحیا نہیں آتی کہ تو نے اپنی عورتوں کو پس پردہ رکھا ہے اور رسولؐ اللہ کی بیٹیوں کی اس طرح تشہیر کر رہا ہے۔

(مخدراتِ اسلام صفحہ ۶۴)

ناسخ التواریخ میں ہے کہ جب اہل بیتؑ اطہار دربار یزید میں لائے گئے تو سب استادہ تھے ایک شامی نے جناب فاطمہ کبریٰ بنت الحسینؑ کو بتا کر یزید سے درخواست کی کہ اس لڑکی کو مجھے دے دے یہ سن کر جناب فاطمہؑ کانپنے لگیں اور جناب زینبؑ کا

Presented by Ziaraat.Com

دامن تھام کر عرض کیا پھوپھی اماں میں یتیم ہوگئی اور اب کنیز بنائی جارہی ہوں۔

جنابِ زینبؑ نے اس شامی کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تو جھوٹا ہے اگر تو مر بھی جائے تو اپنے مقصد کو نہیں پہنچ سکتا اور نہ یزید کی یہ مجال ہے کہ لڑکی کو تجھے دے۔ یزید نے جب یہ سنا تو جناب زینبؑ سے کہا نعوذ باللہ خدا کی قسم تم جھوٹی ہو یہ میرا اختیاری معاملہ ہے اگر میں چاہوں تو اس کو کر دکھاؤں جنابِ زینبؑ نے ارشاد فرمایا تو ہرگز ایسا نہیں کر سکتا جناب زینبؑ نے باکمال علم وحلم وصبر ارشاد فرمایا تو حاکم ہے اور دشنام دے کر اپنے ظلم اور سلطانی قہر کا مظاہرہ کر رہا ہے آپ کا یہ کلام سن کر یزید شرمندہ ہوگیا۔ جب جنابِ زینبؑ اور یزید کی گفتگو ختم ہوگئی تو پھر اس شامی نے یزید سے مکرر درخواست کی یزید نے برہم ہو کر کہا خدا تجھے ہلاک کرے دور ہو مردود جناب اُمِّ کلثومؑ نے فرمایا اے ملعون خاموش ہو جا خدا تیری زبان کو قطع کرے تیرے ہاتھوں کو خشک کر ڈالے اور تجھے جہنم میں پہنچائے، اے مردود انبیاء کی اولاد حرام زادوں کی باندی غلام نہیں ہو سکتی۔ راوی کہتا ہے خدا کی قسم ابھی حضرت اُمِّ کلثومؑ کی یہ دعا ختم بھی نہیں ہونے پائی تھی کہ فوراً خدا نے سب باتیں پوری کر دیں اس وقت وہ شامی گونگا ہوگیا فوراً اس کی آنکھیں اندھی ہوگئیں ہاتھ خشک ہوگئے اور وہ فالج زدہ ہو کر مر گیا۔

(مخدراتِ اسلام صفحہ ۶۵، مجالس خاتون حصہ ۲ صفحہ ۱۸۲، بحار الانوار حصہ ۲ صفحہ ۴۱)

گو اشقیاء نے اہلِ بیتؑ کی عظمتوں پر پردے ڈالے حق کو چھپانے کی بے شمار کوششیں کیں مگر حق تو ہمیشہ سے بلند ہوتا آیا ہے اور بلند ہوتا رہے گا، گلشن زہرا کا ہر پھول اپنے اندر اتنی مہک لئے ہوئے ہے جو قیامت تک ختم نہیں ہو سکتی۔

ابی مخنف سے روایت ہے جب اہلِ بیتؑ رسالت دربار یزید میں داخل ہوئے تو وہ شقی کچھ دیر تک سر نیچے کئے بیٹھا رہا۔ پھر سر اُٹھایا اور جنابِ اُمِّ کلثومؑ سے مخاطب ہو کر کہا

Presented by Ziaraat.Com

کہ تم نے دیکھا کہ خدا نے مجھے کیسی فتح دی اور جناب اُمِ کلثومؑ نے جواب دیا اے آزاد کردہ کے بیٹے (یہ اشارہ ابوسفیان کی طرف ہے) تو ایسی بات نہ کر کہ خدا تیرا منہ توڑے افسوس ہے تجھ پر اے ملعون کہ تیری عورتیں اور کنیزیں تو اس مجلس میں پس پردہ رہیں اور رسولؐ کی بیٹیاں شترانِ بے کجاوہ پر بٹھائی جائیں اور اس طرح دربار عام میں بے پردہ لائی جائیں کہ اچھے برے لوگ اُنہیں دیکھیں اور یہود و نصاریٰ صدقات دیں۔

یزید جناب اُمِ کلثومؑ کا یہ کلام سن کر برہم ہوا۔ عبداللہ بن عمر عاص جو اس کے قریب بیٹھا تھا یزید پر غصہ کے آثار پا کر اپنی جگہ سے اُٹھا اور یزید کے سر کا بوسہ لے کر کہا کہ اے یزید اس بی بی نے جو کچھ کہا ہے وہ کوئی ایسا کلام نہیں کہ جس کا مواخذہ کیا جائے اور پھر یہ ستم رسیدہ بی بی ہے عبداللہ کی اس گفتگو سے یزید کا غصہ کافور ہوا۔

(مخدراتِ اسلام صفحہ ٦٧)

جب مخدراتِ اسلام ابھی دربارِ یزید میں تھے تو وہ ملعون دندانِ مبارک کو اپنی چھڑی سے بے ادبی کر رہا تھا، اس وقت حضرت اُمِ کلثومؑ نے اُٹھ کر کہا اے یزید اگر تو اجازت دے تو میں اپنے بھائی امام حسینؑ کا سر ہاتھ میں لے کر اس کی آخری زیارت کرلوں۔ یزید نے اجازت دے دی۔ جنابِ اُمِ کلثومؑ نے بڑھ کر امام حسینؑ کا سر اُٹھالیا اور حضرت کے منہ پر منہ رکھ کر اتنا روئیں کہ بیہوش ہو گئیں۔ یزید نے پوچھا کہ یہ عورت بھی حسینؑ کی بہن ہے۔ لوگوں نے کہا ہاں۔ (مجالسِ خاتون جلد۲ صفحہ ۲۸٦)

پھر یزید ملعون نے اُنہیں ایسے قید خانے میں قید کیا جہاں حشرات الارض عام تھے اس قدر تاریک تھا کہ نہ دن کی روشنی تھی۔

جس پہ نازل ہوا قرآن نواسی اسی کی
قیدی اُمت کی بنی شام کے زندان گئی

Presented by Ziaraat.Com

اس شہزادی نے قید خانہ میں صعوبتیں اُٹھائی جنابِ سکینہؑ کو زندانِ شام میں کھویا اور پھر جب اہلِ حرم نے قید خانہ شام میں ایک سال گزرا، دورانِ قیام جنابِ سکینہؑ نے شہادت پائی۔ اہلِ بیتؑ رسولؐ ایک سال تک مصائبوں کے پہاڑ اُٹھاتے رہے۔ یزید نے ملکی حالات کے پیش نظر اہلِ بیتؑ رسولؐ کو رہائی کا حکم دیا اس نے اسی مقصد کے لئے امام عالی مقام کو دربار میں بلایا اور کہا کہ آپ اب رہا ہیں چاہے شام میں رہیں اب آپ کی مرضی ہے مدینہ واپس چلے جائیں امام عالی مقام نے جب پھوپھی سے اس بات کا تذکرہ کیا پھوپھی جان یزید نے رہائی کا حکم دیا ہے۔ کوئی بی بی رہا ہونے پر آمادہ نہ تھی۔ امام نے فرمایا پھوپھی مدینے میں ہمارا کوئی انتظار کر رہا ہے جنابِ زینبؑ واُمِ کلثومؑ نے فرمایا بیٹا یزید سے کہہ دو۔ جب سے ہمارے وارث شہید ہوئے ہیں ہم اُنہیں جی بھر کر نہ رو سکے ہمارے لئے ایک مکان خالی کروا دے مکان خالی ہوا، شہداء کے سر ملے، ہر بی بی نے اپنے اپنے شہید کا سر لیا رباب، نے جب علی اصغرؑ کا سر لیا تو فرمایا آ میرے لال آج جی بھر کے لوریاں دوں گی ، اُمِ لیلیٰؑ نے سرِ علی اکبرؑ لیا فرمایا میرے غروب ہونے والے چاند بتا ظالم نے کس طرح برچھی کا پھل تیرے سینے میں لگا۔ اُمِ فروہؑ قاسمؑ کا سر لے کر بین کر رہی ہیں۔ سرِ حسینؑ جنابِ زینبؑ کے پاس تھا اس کے بعد جب سرِ عباسؑ آیا جنابِ اُمِ کلثومؑ نے ہاتھ پھیلا کر آگے بڑھیں اور فرمانے لگیں بھیا عباسؑ آپ کربلا میں میری طرف سے ماں جائے حسینؑ کا فدیہ بنے تھے۔ دکھیا بہن آپ کے سر کے قربان جائے میری آغوش میں آئیں اس کے بعد آپ نے بے پناہ گریہ کیا۔ (مصباح المجالس جلد ۱، صفحہ ۲۶۵، توضیح عزا صفحہ ۳۷، ذکر العباس صفحہ ۲۹۴)

﴿۱۰۶﴾ .. دربارِ شام میں حضرت اُمِ کلثومؑ کا معجزہ:

اہلِ بیتؑ کا لٹا ہوا قافلہ جب شام کے دربار میں پہنچا اور حاکم شام نے کسی بات پر

Presented by Ziaraat.Com

ناراض ہوکر زین العابدینؑ کو کوڑے مارنے کا حکم دیا۔ جب عابدِ بیمار کی پشت کو کوڑوں سے زخمی کیا جارہا تھا حضرت کلثوم سے دیکھا نہ گیا۔ بندھے ہاتھوں کو بلند کر کے عرض کی خداوندا میں تیرے حبیب کی نواسی ہوں۔ میں علیؑ و فاطمہؑ کی بیٹی کلثومؑ ہوں۔ میرے تمام سہارے ٹوٹ چکے ہیں۔ صرف ایک سہارا باقی ہے بیمارِ کربلا کا اس کی جان بھی خطرے میں ہے۔ اے خدا اس کوڑے مارنے والے کے ہاتھ شل کردے۔ تاکہ میرے بیمار بھتیجے کی پشت کوڑوں سے بچ جائے۔ اِدھر بددعا کی اُدھر اس کے ہاتھ شل ہوگئے۔

زین العابدینؑ کی آواز آئی پھوپھی اماں آپ نے وعدہ کیا تھا کہ آپ صبر کریں گی۔ پھوپھی اماں! صبر کیجئے۔ عابد کی اس آواز کو کوڑے مارنے والے شامی اور درباریوں نے سنا سمجھے کہ یہ قیدی کوڑے کھانے میں خوش ہے چنانچہ اس شامی نے جس کا ہاتھ خشک ہوگیا تھا۔ اپنے دوسرے ہاتھ سے کوڑے مارنے شروع کیے۔ حضرت اُمِ کلثومؑ اور بے تاب ہوگئیں۔ پکاریں "خداوندا! میں اُس کی نواسی ہوں جس نے چاند کے دو ٹکڑے کئے تھے۔

میں اس کی بیٹی ہوں جس نے ڈوبے ہوئے سورج کو لوٹایا تھا، خداوندا! میں تجھ سے سوال کرتی ہوں کہ اس کا دوسرا ہاتھ بھی شل کردے۔ اس بددعا کے فوراً بعد اس شامی کا دوسرا ہاتھ بھی شل ہوگیا۔

یہ دیکھ کر وہ کہنے لگا نعوذ باللہ یہ جادوگروں کا خاندان ہے۔ غصے میں آکر اس نے دوسرے آدمی کو حکم دیا کہ اس بددعا کرنے والی پر کوڑے برساؤ۔ حکم ملتے ہی آپ پر کوڑے برسنے لگے۔ مگر اس صابرہ بی بی نے سر نہیں اُٹھایا فرماتی تھیں مجھے اپنی پشت پر کوڑے برسنا گوارا ہیں مگر عابدؑ بیمار کی پشت پر کوڑے پڑنا برداشت نہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

کچھ درباری کہنے لگے اے بی بی اب اس کوڑے مارنے والے کے ہاتھ کیوں نہیں شل ہوئے۔ آپ نے یہ سن کر بددعا کی بخدا اس مارنے والے کے ہاتھ بھی شل ہو گئے۔ اب درباری سمجھ گئے کہ یہ جادوگر نہیں بلکہ کچھ عظیم ہستیاں ہیں۔

مگر جناب زینبؑ پکاریں کلثومؑ میری ماں جائی! میری بہن! صبر سے کام لو۔ اگر تمہارے سہارے ٹوٹ گئے ہیں تو میرے بھی دونوں بازو کٹ گئے ہیں۔ صبر سے کام لو اور اللہ کی رضا پر راضی ہو جاؤ۔ حضرتِ کلثومؑ نے آسمان کی طرف نظر کی اور رو کر فرمایا خداوندا! میں تیری رضا پر راضی ہوں۔ (کتاب حضرت اُمِّ کلثومؑ از ڈاکٹر عطیہ بتول)

کتاب منتخب اور مقتل ابی مخنف میں ہے کہ یزید نے سکینہ خاتون سے کہا کہ اے سکینہؑ تمہارے بابا حسینؑ میرے حق کا انکار کرتے تھے اور میرے لئے قطع رحم کرتے تھے اور میری سلطنت کے بارے میں نزاع کرتے تھے۔ تو نے دیکھا کہ ان کے سر پر کیسی مصیبت آئی۔ جناب سکینہؑ کو اگرچہ یزید کی یہ گفتگو انتہائی دل شکن تھی۔ جو کہ گراں گزری مگر فرمایا اے یزید میرے بابا کے قتل کرنے پر خوش مت ہو میرے بابا مطیع خدا اور رسولؐ تھے۔ مقرب بارگاہِ ایزدی تھے۔ خدا نے ان کو داعیٔ حق بنایا تھا وہ شہید ہو کر فائز المرام ہوئے ہیں۔

اور اے یزید تجھے روزِ قیامت اپنے اعمال زشت کے جواب دہی کے لئے تیار رہنا چاہئے کیونکہ روز حساب ضرور ہے اس نے مردود نے جناب سکینہؑ کو جھڑک دیا اور خموش کر دیا اس وقت ایک شخص گروہ لخم سے کھڑا ہوا اور کہا اے یزید اس دختر کو میری کنیزی میں دے دے۔ جناب سکینہؑ نے سنا تو اپنی پھوپھی اماں زینب خاتون سے لپٹ گئیں اور کہا کیا اماں جان۔ نبی زادیاں بھی کنیز بنتی ہیں؟ حضرت اُمِّ کلثومؑ نے بڑی غضب آلود نگاہ سے اس مردِ نابکار کو دیکھا اور فرمایا کہ خموش ہو جا۔ خدا تیری زبان

Presented by Ziaraat.Com

قطع کرے اور تجھے اندھا کر دے اور تیرے ہاتھ خشک ہو جائیں تو اولادِ محمد مصطفیٰ پیغمبرؐ خدا کو کنیزی میں طلب کرتا ہے راوی کہتا ہے فواللّٰہ ما استتم کلامھا حتی اجاب اللّٰہ دعائھا کہ بخدا ابھی جناب اُمِّ کلثومؑ کا کلام تمام نہ ہوا تھا کہ خداوند عالم نے دعا قبول کی۔ اور اس ملعون نے چیخ ماری اس کی زبان خود اس کے دانتوں سے کٹ گئی۔ اور اس کے دونوں ہاتھ اس کی گردن میں مثلِ طوق ہو گئے اور اس کی آنکھیں جاتی رہیں یعنی بینائی سلب ہو گئی۔ اس وقت حضرت اُمِّ کلثومؑ نے فرمایا کہ

الحمدللّٰہِ الذی عجل علیك العقوبۃ فی الدنیا قبل الاخرۃ

دختران رسولؐ کی بے حرمتی کرنے والے کی یہ سزا ہے۔

بہرحال حضرت زینبؑ خاتون ہوں یا جناب اُمِّ کلثومؑ ہوں دونوں ہی خداوند عالم کی بارگاہ میں مقرب ہیں اور خاص مرتبہ رکھتی ہیں۔ (ریاض القدس.... صفحہ ۹۵۶، ۶۶۰)

﴿۱۰۷﴾ ...دربارِ شام میں حضرت اُمِّ کلثومؑ کا دوسرا معجزہ:

ناسخ التواریخ میں ہے کہ جب اہلِ بیتؑ اطہار دربارِ یزید میں کھڑے تھے۔ ایک شامی نے یزید سے کہا۔ اے یزید حسینؑ کی بیٹی کبریٰ میری کنیزی میں دے دے۔ حضرتِ کبریٰ نے تڑپ کر اپنی پھوپھی کا دامن تھام لیا۔ پھوپھی اماں! مجھے ان کے شر سے بچایئے۔ کیا یہ لوگ مجھے کنیز بنائیں گے حضرتِ زینبؑ نے شامی کو جواب دیا:

اے بدبخت! اگر تو مر بھی جائے تب بھی تیری خواہش پوری نہیں ہو سکتی اور نہ یزید کی مجال ہے جو اس لڑکی کو تیرے حوالے کر سکے۔

یزید یہ سن کر کہنے لگا (نعوذ باللہ) تو جھوٹی ہے۔ اگر میں چاہوں تو اس معاملہ کو ابھی کر دکھاؤں۔ یہ میرا اختیاری معاملہ ہے۔

جنابِ زینبؑ نے بہ جلال فرمایا: تو ایسا ہرگز نہیں کر سکتا۔ تو محض گالیاں دے کر اپنے

Presented by Ziaraat.Com

جبر و ظلم کا مظاہرہ کر رہا ہے۔ آپ کے کلام کا اُس کے دل پر ایسا اثر ہوا کہ وہ خاموش اور شرمندہ ہوگیا۔

شامی نے پھر یزید سے کہا۔ اے یزید! یہ لڑکی مجھے دے دے۔ اس کی دوبارہ اس جسارت کرنے پر حضرتِ اُمِّ کلثومؑ کو جلال آگیا فرمایا:

اے مردود! اے ملعون! خاموش ہوجا، خدا تیری زبان کو قطع کرے۔ تیرے ہاتھوں کو خشک کرے اور تجھے جہنم رسید کرے۔ اے مردود! انبیاء کی اولاد حرام زادوں کی کنیز نہیں ہوسکتیں۔

راوی کہتا ہے خدا کی قسم ابھی حضرتِ اُمِّ کلثومؑ کی یہ بددعا پوری نہ ہوئی تھی کہ فوراً خدا نے سب باتیں پوری کردیں۔

پہلے اس شامی کی زبان بند ہوئی۔ پھر وہ اندھا ہوا، پھر اس کے ہاتھ خشک ہوگئے۔ اس کے بعد اس کے جسم پر فالج گرا اور وہ زمین پر گرتے ہی واصلِ جہنم ہوگیا۔

جب بھی وہ چاہتیں اک حشر اُٹھا سکتی تھیں — کاخ کو بنتِ علیؑ خاک بنا سکتی تھیں
پوری دنیا کے یزیدوں کو مٹا سکتی تھیں — نوحؑ کی طرح سے طوفان بھی لا سکتی تھیں

بنتِ زہراؑ تھیں نبوت کی ادا تھی اُن میں
قوتِ صبر و رضا، حد سے سوا تھی اُن میں

(کتاب حضرت اُمِّ کلثومؑ ....ڈاکٹر عطیہ بتول... صفحہ ۶۶ تا ۶۸)

﴿۱۰۸﴾ ... یزید ملعون کے محل میں اسیرانِ اہلبیتؑ کے زنانِ بنی امیہ سے مکالمے:

یزید ملعون نے اپنی بہن ہند اور اپنی بیٹی عاتکہ واپنی زوجہ اُمِّ حبیبہ کو تیار کیا کہ وہ فاخرہ لباس پہن کر اور سج دھج کر آلِ رسولؐ کو اپنی بنی امیہ کی شان دکھائیں اور یزید کی

Presented by Ziaraat.Com

بہن امام حسینؑ کی بہن کو اور یزید کی بیٹی امام حسینؑ کی بیٹی کو اور یزید کی زوجہ امام حسینؑ کی زوجہ کو مخاطب کر کے اپنا فخر جتائیں تا کہ اہلِ بیتؑ کی تحقیر و توہین ہو اور بنی امیہ کو فوقیت حاصل ہو جائے، بنی ہاشمؑ پر اور مستوراتِ بنی ہاشم کا تمسخر اُڑایا جائے چنانچہ اس نے اسیرانِ اہلبیتؑ کے مختصر قافلہ کو اپنے محل میں بھجوادیا جنھیں فرشِ زمین پر بٹھایا گیا۔

﴿۱۰۹﴾... یزید کی بہن کا مکالمہ اُمِّ کلثومؑ خواہرِ حسینؑ سے:

(شعبی نے روایت کی ہے از کتاب الدمعۃ الساکبہ)

یزید کی ایک بہن بھی تھی جس کا نام ہند تھا جب اموی عورتوں کے اصرار پر دخترانِ زہراؑ کو خانۂ یزید میں لے جایا گیا تو خواہرِ یزید ہند نے کہا۔

تم میں سے اُمِّ کلثومؑ زینبؑ بنتِ علیؑ کون ہے؟

دخترِ زہراؑ نے فرمایا۔ امام زکی، ہمام متقی، امیر المومنین علیؑ جس کی اطاعت کو اللہ نے اپنی اور اپنے نبیؐ کی اطاعت کے ساتھ واجب قرار دیا ہے۔ جس کی نافرمانی کو اللہ نے اپنی نافرمانی فرمایا ہے، جس کی ولایت اللہ نے شہری اور دیہاتی پر واجب قرار دی ہے جس نے اپنے ہر مدِ مقابل کو جہنم رسید کیا، جس کے سر اللہ نے ہمیشہ فتح کا سہرا سجایا اور جس نے لات، منات اور ہبل کے ٹکڑے کیے اس کی بیٹی اُمِّ کلثومؑ زینبؑ صغریٰ میں ہوں۔

ہند خواہرِ یزید نے کہا، اے اُمِّ کلثومؑ! یہی وہ باتیں تھیں جن کی وجہ سے تمہارا مواخذہ کیا گیا اور وہی انتقام تھے جو تم سے لئے گئے اور تمہاری توہین کی گئی۔ اے بنی عبد المطلب تمہارا کیا خیال ہے کہ ہمیں ربیعہ، عتبہ اور ابو جہل جیسے روسائے مکہ کے خون بھول گئے تھے۔

کیا جنگِ بدر میں تیرے باپ نے جو کچھ کیا تھا بھلا ہم اسے بھول سکتے ہیں؟ جناب اُمِّ کلثومؑ زینبِ صغریٰ نے فرمایا۔ اے بدترین اولاد کی بدترین ماں اور جگر خوار

Presented by Ziaraat.Com

ماں کی بیٹی یقیناً تجھے یہ معلوم ہوگا کہ بنی ہاشم کی کوئی بھی مستور تمہاری طرح بدکرداری میں شہرت نہیں رکھتی اور نہ ہی ہمارے مرد تمہارے مردوں کی طرح اپنے ہاتھ سے تراشے ہوئے بتوں کے سامنے بیٹھ کر ہاتھ جوڑتے ہیں۔

کیا ابوسفیان تیرا ہی دادا نہ تھا جس نے آنحضورؐ کے خلاف قدم قدم پر آتش جنگ سلگائی؟

کیا وہ تیری ماں نہ تھی جس نے اسد اللہ حضرت حمزہؓ کو قتل کرنے کے عوض اپنے آپ کو ایک وحشی غلام کے سپرد کر دیا تھا؟

کیا وہ تیری ماں ہند نہ تھی جس نے اسد اللہ اور سید الشہداءؑ حضرت حمزہؓ کا کچا کلیجہ چبایا تھا؟

کیا وہ تیرا باپ نہ تھا جس نے امامِ حق کے خلاف بغاوت کی تھی؟

کیا یہ تیرا بھائی نہیں ہے جس نے راکبِ دوشِ نبیؐ کو تین دن کا پیاسا شہید کیا ہے؟

یاد رکھ! آج دنیا میں جتنا بھی تمہارے پاس ہے آخرت میں اس کی ایک رتی بھی تمہارے پاس نہ ہوگی۔

ہند اپنا سا منہ لے کر رہ گئی اور کوئی جواب نہ دے سکی۔

(شہادتِ عظمیٰ.... مولوی سید بو علی زیدی)

﴿۱۱۰﴾....رسمِ عزاداری کی بنیاد:

عزاداری سید الشہداءؑ کی بنیاد بھی حضرت زینبؑ نے ڈالی چونکہ یہ شہزادی مدت سے بھائی کے ماتم کو ترس رہی تھی مگر کوئی ایسا موقع نہ ملا تا کہ شہزادی جی بھر کر بھائی کا ماتم کرے چنانچہ یزید سے اپنی دوسری حاجت اس طرح طلب کی۔

یا یزید نحن فارقنا الحسین وھو جسد بلا راس ولم یمکننا

Presented by Ziaraat.Com

عبیداللّٰہ بن زیاد ان تنوح علیه و نند به

اے یزید ہم نے بھائی حسینؑ کی لاش کو اس حالت میں چھوڑا جب کہ وہ سر بریدہ تھی اور ہماری حسرت تھی کہ ہم جی بھر کے لاش پر ماتم کریں گے مگر عبیداللہ بن زیاد نے ہمیں اتنی مہلت نہ دی تا کہ ہم نوحہ خوانی کر سکیں اور بھائی پر آنسو بہا سکیں اس کے علاوہ ہمارے جگر پر دختر حسینؑ سکینہؑ بی بی کی وفات کا غم ابھی تک تازہ ہے ہمارے لئے کوئی مکان علیحدہ کرایا جائے تا کہ ہم بھائی کے سوگواری کے لئے جمع ہو سکیں۔ نیز تمام دختران قریش اور زنانِ بنی ہاشم کو اجازت دی جائے تا کہ وہ بھی ہمارے ساتھ ماتم داری میں شرکت کر سکیں۔ پس یزید نے حکم دیا کہ ایک وسیع عمارت خالی کرائی جائے تمام دمشق میں منادی کرائی جائے اور تمام عورتیں سیاہ لباس پہن کر جناب زینبؑ عالیہ کو پرسہ دینے آئیں جب تمام عورتیں جمع ہو گئیں تو جناب زینبؑ عالیہ نے امام زین العابدینؑ کا ہاتھ پکڑا اور ان کو سید الشہداء کی مسند پر بٹھا دیا اور ایک قیامت خیز منظر بن گیا اور اس قدر گریہ وزاری ہوئی کہ عرش کانپ گیا جناب زینبؑ عالیہ نے شام کی عورتوں کی طرف منہ کر کے فرمایا اے اہلِ عزا دیکھو یہ تمہارے سامنے شہدا کے سر ہیں ظالموں نے علیؑ کی اولاد سے کیا وحشیانہ برتاؤ کیا ہے تم نے وہ قیامت خیز مناظر تو نہیں دیکھے جو روزِ عاشور بچوں کی پیاس کی وجہ سے ہم پر گزرے اور حضرت سجادؑ کن کن زبردست مصائب سے دوچار ہوئے بی بی کے ان درد بھرے الفاظ نے ایک قیامت برپا کر دی مخدرہ عالیہ نے بھائی حسینؑ کے سر مبارک کو سینے سے لگایا اور بقیع کی طرف منہ کر کے ماں زہراؑ کو خطاب کیا۔ بحر المصائب میں ہے کہ جناب زینبؑ نے یزید سے کہلا بھیجا کہ شہدا کربلا کے سروں کو بھی مجلس عزا میں بھیجا جائے جناب اُمِّ کلثومؑ نے حضرت عباسؑ کے سر مبارک کو گود میں لیا اور فرمایا۔

Presented by Ziaraat.Com

یا عباس یا عزالارا مل ویا کھف العفاۃ المستکین ایا حامی الحمی

حاشاك تقتل اخواتك فی الاعادی سائبین

اے عباسؑ اے بہنوں کے آسرے اور اے بیکس غرباء کی جائے پناہ اے ہمارے محافظ تم قتل ہونے کے لائق نہ تھے۔ تمہارے بعد تمہاری بہنوں کو دشمنوں نے اسیر کر دیا۔ (الطراز المذھب...ص ۳۸۶، ۳۹۰ بحوالہ بحر المصائب وتوضیح عزا...ص ۳۸۲)

ابومخنف نے ''مقتل کبیر'' میں روایت کی ہے کہ سوگواری کے سات روز مکمل ہونے کے بعد آٹھویں روز یزید نے اسیرانِ آلِ رسولؐ کو مدینہ روانہ کرنے کے انتظام کئے محمل ترتیب دیئے گئے ان کو ریشم کے قیمتی کپڑوں سے مزین کیا گیا۔

جناب حضرت زینبؑ واُمِّ کلثومؑ سے اسی وقت یزید نے بہت سا مال ومتاع جمع کر کے کہا کہ آپ کو مجھ سے جو تکالیف پہنچی ہیں ان کے عوض میں یہ مال لے لیں جناب اُمِّ کلثومؑ نے فرمایا اے یزید تو کس قدر بے حیا ہے کہ میرے بھائی حسینؑ کو شہید کر کے ہم کو اس کا عوض دے رہا ہے پس آپ نے وہ سب اموال ٹھکرا دیئے۔ یزید نے ایک ساربان بلوایا اور اس کے ہمراہ ایک جماعت روانہ کی جو بروایتے پانچ سو یا بروایتے صرف تیس عدد اشخاص پر مشتمل تھی۔ نیز یزید نے دو ہزار سرخ سونے کے مثقال بھی امام علیہ السلام کو دیئے مگر امام نے ان کو قبول کرنے سے انکار کر دیا پس یزید نے امام حسینؑ کے سر مبارک کو مشک کافور سے مزین کر کے جناب سجاد علیہ السلام کے سپرد کیا۔

صاحب بیت الاحزان نے روایت کی ہے کہ جب محملوں کے ریشم ودیبا کے قیمتی پارچہ جات سے آراستہ کیا گیا تو جناب زینبؑ عالیہ نے دیکھا تو فرمایا۔

اجعلوھا سوداء حتی یعلم الناس انا فی مصیبۃ و عزا لقتل اولاد الزھرا

ان محملوں کو سیاہ لباس سے آراستہ کرو تا کہ لوگوں کو معلوم ہو سکے کہ ہم فاطمہ زہراؑ کی

Presented by Ziaraat.Com

اولاد کے قتل ہونے کی وجہ سے عزاو مصیبت میں ہیں۔

صاحب کامل البہائی نے روایت کی ہے کہ ساربان کا نام عمرو بن خالد قرشی تھا لیکن سجادالانوار حرقۃ الفواد طوفان البکا ءفخر البکا ءمحرق القلوب وغیرہ کی مشہور روایت کے موجب وہ شخص صحابیِ رسول نعمان بن بشیر تھا صاحب طراز نے ایک روایت کے موجب ساربان کا نام بشیر بن حذلم بھی نقل کیا ہے اور سید ابن طاؤس نے بھی یہی نام لکھا ہے۔(الطراز المذہب صفحہ ۳۹۸،۴۰۵)

صاحب طراز المظفری کا بیان ہے کہ نہایت ہی احترام واحتشام سے اہلِ بیت علیہم السلام کا اسباب سفر مہیا کیا گیا تمام اہلِ شام کی عورتیں سیاہ لباس میں ملبوس ہو کر گلیوں اور بازاروں میں جمع ہو کر انتظار کرنے لگیں اُس وقت شہزادیوں کا اُجڑا ہوا قافلہ روانہ ہوا تمام اہلِ شام سادات کو الوداع کرنے کے لئے جمع ہو گئے۔ اتنے میں یزید کے دربار سے امام سجادؑ برآمد ہوئے اور شہزادیاں بھی سرائے یزید سے نکلیں ان کے ہمراہ آلِ ابی سفیان کی خواتین بھی شہزادیوں کے مشایعت کے لئے نکلیں اور ہر طرف آہ و بکا کی صدائیں بلند ہوئیں جب شہزادیاں محملوں کے قریب پہنچیں اور جناب زینبؑ کی نگاہ محملوں پر پڑی تو شاید وہ وقت یاد آیا جب کہ عباسؑ نے دوزانو ہو کو شہزادی کو سوار کیا تھا اور دائیں بائیں جناب علی اکبرؑ اور جنابِ قاسمؑ اور دیگر جوانانِ بنی ہاشم تھے۔ شہزادی کی فریاد نکل گئی اور بے تحاشا گریہ وزاری فرمانے لگیں اور ایک کنیز کو پیغام دے کر بھیجا کہ عماریوں پر سیاہ پردے لٹکا دو۔ تا کہ لوگوں کو معلوم ہو سکے کہ اہلِ بیتؑ کا اُجڑا ہوا قافلہ سوگواری سید الشہداؑ میں مشغول ہے۔

جب تمام شہزادیاں سوار ہونے لگیں تو مدینے سے روانگی کا منظر یاد کر کے رونا شروع کر دیا۔ امام زین العابدینؑ نے جناب زینبؑ کو صبر کی تلقین کی اور تسلی دی صاحب

Presented by Ziaraat.Com

ریاض نے لکھا ہے کہ بی بی جب سوار ہوچکیں تو زنانِ شام کی طرف رُخ کر کے فرمایا اے شام کی عورتو زینبؑ تم میں اپنے بھائی کی نشانی چھوڑ کر جارہی ہے اور وہ میرے حسینؑ کی کم سِن مظلوم بچی سکینہؑ جو زندان میں انتقال کرگئی تھی تم اس کی قبر سے غافل نہ رہنا۔ (ریاض القدس جلد۲ صفحہ ۳۴۷)

نہایت ہی اندوہ ناک چہروں اور اشکبار آنکھوں میں یہ ستم رسیدہ قافلہ شام سے چلا اور دروازہ شام تک آہ و بکا کی فلک شگاف صداؤں کی وجہ سے قیامت برپا تھی جب تک یہ قافلہ آنکھوں سے اوجھل نہ ہوگیا۔ یہ قیامت خیز منظر برپا رہا۔ یونہی یہ اُجڑا ہوا قافلہ سفر کرنے لگا اور نہایت ہی احترام و احتشام سے شہزادیوں کی حاجات پوری کی گئیں اور پوری طرح ان کے آرام و آسائش کا خیال کیا گیا۔ جس منزل پر بھی یہ قافلہ قیام کرتا تھا غیر مرد دور ہوجاتے تھے اور شہزادیاں ماتم برپا کرتی تھیں حتیٰ کہ زمین ان کے آنسوؤں سے تر ہوجاتی تھی۔

(الطراز المذہب مؤرخ مظفری صفحہ ۴۰۴ تا ۴۰۷ طبع جدید ایران)

بحر المصائب میں بحوالہ ابن طاؤس و مجلسی منقول ہے کہ جب یہ قافلہ حدود عراق میں داخل ہوا تو ایک مقام ایسا آیا جہاں سے دو راستے جدا ہورہے تھے ایک یثرب کو جاتا تھا اور دوسرا کربلا معلّی کو۔ جنابِ زینبؑ نے ساربان سے دریافت کیا کہ یہ راستے کہاں کہاں جارہے ہیں ساربان نے بتلایا کہ ایک راستہ کوفہ و کربلا جارہا ہے اور دوسرا مدینہ منورجہ جونہی حضرت ثانی زہرؑ شہزادی نے کربلا کا نام سنا تو رنج و الم کا طوفان دل میں اُٹھا اور آہ و بکا شروع کردی اور فرمایا کہ ہمیں کربلا کی طرف لے جاؤ اس مقام پر اتفاق سے نعمان بن بشیر پیچھے رہ گیا اس کا انتظار کیا گیا۔ جب وہ آیا تو جنابِ زینبؑ عالیہ نے اُمِّ کلثومؑ سے فرمایا کہ اس شخص نے ہمارے ساتھ نیک سلوک کیا ہے اس کا

Presented by Ziaraat.Com

اس کو عوض دینا چاہیے چنانچہ جناب اُمِّ کلثومؑ نے اپنا زیور پیش کر دیا۔ اسی طرح دیگر مستورات بنی ہاشم نے بھی زیورات پیش کر دیئے بی بی نے نعمان بن بشیر کو بلا کر یہ تمام زیورات اس کے حوالے کر دیے اور عذر پیش کیا نعمان رونے لگا اور کہا میری جان و مال اور میری اولاد آپ پر قربان ہو جائے میں نے تو خوشنودی پروردگار کے لئے آپ کو پہنچایا ہے اگر میں مال و دنیا کی طمع کروں تو میری آنکھیں اندھی ہو جائیں پس نعمان نے کہا یہ آپ نے قافلہ کیوں روک لیا ہے۔ شہزادیوں نے کہا ہم کربلا جانا چاہتے ہیں۔ پس تم ہم کو کربلا تک پہنچا دو پس نعمان اس قافلہ ستم رسیدہ کو لے کر کربلا میں وارد ہوا۔ (الطراز المذھب صفحہ ۴۱۹)

۱۱۱... حضرت اُمِّ کلثومؑ کا چہلم کے روز ورودِ کربلا

جب یہ قافلہ شام سے روانہ ہونے لگا یزید نے آراستہ محملیں حاضر کیں اور ریشمی فرشوں پر اموال انڈیل دیئے اور جناب اُمِّ کلثومؑ سے کہا کہ جو مصائب آپ کو پہنچے ہیں ان کے بدلے یہ اموال قبول کریں جنابِ اُمِّ کلثومؑ نے یہ سن کر فرمایا کہ اے یزید تو کتنا بے حیاء اور ڈھیٹ ہے تو نے میرے بھائی اور گھر والوں کو قتل کر ڈالا، اس پر ان کا خون بہا دیتا ہے۔ راوی کہتا ہے کہ اُمِّ کلثومؑ جب مدینہ جانے لگیں تو روتی تھیں۔

(بحار الانوار حصہ دوم باب ۲ صفحہ ۸۴)

جب اہلِ بیتِ رسولؐ کا قافلہ ۲۰ رتاریخ صفر کی ۶۲ ھ میں کربلا پہنچا تمام بیبیاں شہداء کی قبروں سے لپٹ گئیں مدتوں سے بچھڑوں کی ملاقات عجب انداز سے ہوئی یہ وہ کربلا کی سرزمین تھی جس پر سال گزشتہ زہراؑ کا گھرانہ آ کر صرف دس دن کے لئے رُکا تھا۔ اب وہی زمین تھی جس پر قبروں کے ڈھیر تھے تمام بیبیاں تڑپ تڑپ کر بین کر رہی تھیں، حضرت اُمِّ کلثومؑ گریہ کرتی ہوئی بھائی کی لاش پر پہنچی۔ دونوں ہاتھوں سے

Presented by Ziaraat.Com

رخساروں پر طمانچے مارتی ہوئی چلا چلا کر کہتی جاتی تھیں آج محمد مصطفیٰ نے انتقال کیا آج علیؑ مرتضیٰ نے رحلت کی آج میری ماں فاطمۃ الزہراؑ نے وفات پائی۔

(لواعج الاحزان جلد۲ صفحہ ۳۷۵)

محترمہ محمودہ نسرین صاحب اپنی کتاب ''ہماری شہزادیاں میں لکھتی ہیں:-

ایک سال کا زمانہ گزرنے کے بعد ایک روز یزید نے امام زین العابدینؑ کو بُلا کر کہا کہ میں نے تم سب کو رہا کیا۔ اب تم کو اختیار ہے کہ چاہے یہاں رہو چاہے مدینے چلے جاؤ۔ انہوں نے فرمایا اے یزید ہم آج تک اپنے شہیدوں کو جی بھر کر نہیں رو سکے۔ ہمارے لئے یہیں ایک مکان خالی کرادے تاکہ ہم صفِ ماتم بچھا کر اچھی طرح سے رولیں۔ چنانچہ بہتر شہدا کے سوگوار قید خانے سے نکل کر ایک مکان میں آئے اور اپنے شہیدوں کو یاد کر کے نوحہ خوانی شروع کردی۔ دن رات سوائے رونے اور ماتم کرنے کے انہیں اور کوئی کام نہ تھا۔ تمام دمشق میں قریشی یا ہاشمی خاندان کا کوئی آدمی ایسا نہ تھا جس نے وہاں آکر امامِ مظلوم کا پُرسا نہ دیا ہو۔ جو لوگ یزید کے خوف سے شہادتِ حسینؑ پر اُف نہ کر سکے تھے اب وہ گروہ در گروہ پُرسے کے لئے آرہے تھے اور رو رو کر اپنے قصور کی معافی چاہتے تھے۔ اب دمشق کے ہر گھر میں قتلِ حسینؑ پر افسوس تھا اور یزید اور اُس کے مشیروں کو بُرا کہا جارہا تھا۔

قیدِ یزید کے بعد اہلِ حرم نے ایک ہفتہ دمشق میں قیام کیا اور پھر اپنے وطن مدینہ روانہ ہو گئے۔ (ہماری شہزادیاں صفحہ.....۱۸۲)

﴿۱۱۲﴾... جنابِ زینبؑ اور اُمّ کلثومؑ دوبارہ کربلا میں:

شام کے جانکاہ مصائب و آلام برداشت کرنے کے بعد جنابِ زینبؑ عالیہ ۲۰ صفر المظفر کو کربلا کی اس سرزمین پر پہنچیں جہاں چشمِ فلک نے اس جلیل القدر خاتون کا

Presented by Ziaraat.Com

وقت بھی دیکھا جب کہ جناب عباسؑ و علیؑ اکبر اور دیگر جوانانِ بنی ہاشم کی زیرِ حفاظت نہایت ہی عزت و احترام سے اس زمین پر اُتریں اور وہ وقت دیکھا جب کہ وہ شہزادی تمام اعزاء و اقارب کی شہادتوں کے المناک خونی مناظر دیکھ کر امام زین العابدینؑ کی زیرِ نگرانی اسیر ہو کر سوار ہوئیں اور شام کی طرف چلیں۔

جیسے ہی بی بی کی نگاہ کربلا کی سرزمین پر پڑی تو روز عاشور کا خوفناک منظر سامنے آ گیا اور تمام شہزادیوں میں

وا غوثاه وا مصيبتاه واقتلاه وا ضيعتاه و حسيناه

کے جگر خراش نعرے بلند ہونے لگے جوں جوں مقتل قریب آتا گیا آہ و بکاء کی المناک صدائیں بڑھتی گئیں۔ حتیٰ کہ سید الشہداء کی قبر پر پہنچیں تمام مستورات بے اختیار قبر پر گر پڑیں اور جنابِ زینبؑ عالیہ نے ایک نہایت ہی دردناک لہجہ میں فرمایا۔

يا اخاه يا اخاه وابن اماه وقرة عيناه باى لسان اشكو اليك من الكوفة وايداه القوم النام ومن اى المصائب الشرح من الضرب والشتم وشماتة اهل الشام

اے میرے برادر اے میرے برادر اے میری اماں زہراؑ کے لختِ جگر میں کس زبان سے تم کو کوفہ کے حال سناؤں اور کیونکر بتلاؤں کہ رذیل قوم نے ہم کو کیا کیا اذیتیں پہنچائیں ہیں اور میں تم کو کیا کیاں سناؤں کہ کس طرح ہم پر ظلم و ستم کیا گیا ہماری شان میں گستاخی کی گئی اور اہلِ شام نے ہمارے مصائب و آلام پر شماتت کا مظاہرہ کیا گیا اور شہزادی نے اپنے مصائب کو نہایت ہی درد بھرے انداز میں بیان کیا اور ان اشعار سے اپنی سرگزشت بیان کی۔

يا نور عيني والدنيا وزينتها يا نور مسجدنا يا نور دنيانا واضيعتي يا

Presented by Ziaraat.Com

اخی من ذایلاحطنا من کان یکفلنا من ذایداریِنا

خلفتنا للهدی ما بی صنادینا وبین ساجننا او بین سابنا کنا فرجیك

للشدات وانقلب بنا اللیالی فخاب الظن راجینا

یا لتینی مت لم انظر مصارکم والم ترالطف ما عثناء ولاجینا

یسرونا علی القتاب عاریة کاننالم نسید فیهم دنیا

(۱) میرے دین و دنیا کے نور اور زینبؑ اور اے ہمارے مسجد اور دنیا کے نور

(۲) اے برادر تمہارے بعد ہم ضائع ہو گئے ہیں کون ہے جو ہمارے حفاظت کرے کون ہے جو ہماری کفالت کرے اور ہماری دلجوئی کرے۔

(۳) تم ہم کو دشمنوں کے درمیان چھوڑ گئے کوئی ہم پر ظلم و ستم ڈھار ہا ہے۔ کوئی ہم کو قید کر رہا ہے۔

(۴) مصائب و آلام میں ہماری تم سے ہی امیدیں وابستہ تھیں اور راتیں ہمارے لئے تبدیل ہو گئیں اور ہمارے آرزوں پر پانی پھر گیا۔

(۵) کاش کہ میں مر جاتی اور تم کو شہید ہوتا نہ دیکھتی اور ساری زندگی مجھ کو کربلا کی زمین دیکھنے کا اتفاق نہ ہوتا۔

(۶) ہم کو بے مقنعہ و چادر بے کجاوا اونٹوں پر اسیر کرتے ہیں گویا کہ ہم نے دین کے قواعد کی پابندی نہیں کی تھی۔

مورخ بصیر شیخ حسین بن محمد تبریزی اپنے مقتل قرۃ العیون میں روایت کرتے ہیں۔

روی ان اُم کلثومؑ القت نفسها علی قبر اخیها الحسینؑ وصاحت وقالت یا اخاه جعلت فلاك قتلوك فما عرفوك وترکوك عریاناً وذبحوك عطشانا ولم یوجد احدان یرحمك ویرحم عیالك

Presented by Ziaraat.Com

روایت ہے کہ جنابِ اُمِّ کلثومؑ نے اپنے آپ کو اپنے بھائی امام حسینؑ کی قبر پر گرا دیا اور فریاد کی اے برادر جان میں آپ پر قربان ہو جاؤں۔ ظالموں نے آپ کو شہید کر دیا مگر آپ کی قدر و منزل نہ پہچانی اور آپ کو پیاسا ذبح کر دیا گیا۔ مگر کوئی ایسا شخص نہ تھا جو آپ پر اور آپ کے اہل و اعیال پر رحم کرتا۔

پس اسیرانِ آلِ رسولؐ کے واویلا سے گرد و نواح کی تمام عورتیں بھی جمع ہو گئیں اور گریہ و زاری میں مشغول ہو کر بنت زہراؑ کو پرسہ دینے لگیں۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جونہی شہدا کی قبریں نظر آئیں۔ تو مخدراتِ عصمت نے اپنے تئیں اونٹوں سے گرانا شروع کر دیا اور آہ و فغاں کا ایک فلک شگاف شور بلند ہوا۔ صاحب مہیج الاحزان لکھتے ہیں کہ جنابِ زینبؑ جب اپنے بھائی امام حسینؑ کی قبرِ اقدس پر پہنچیں تو اخاہ واحبیب رسول اللہ کے نعرے بلند کرتی ہوئی قبر پر گریں اور یوں مرثیہ پڑھا۔

الیوم مات ابی علی المرتضی

الیوم حل النکل بالزھرا

صاحبِ مقتل الشہدا کی روایت ہے کہ تمام شہدا مقدسہ کے سرہائے مبارک بھی اہل بیتؑ کے ہمراہ تھے جب ان کو نمایاں کیا گیا تو درد انگیز اور قیامت خیز منظر برپا ہو گیا اور تمام زائرین اور اہلِ بیتؑ نے گریہ و زاری کی۔ جنابِ زینبؑ عالیہ نے حضرت عباسؑ کے مزارِ مقدس پر جگر خراش بین کئے اور ان کو اپنے مصائب و آلام سے آگاہ کیا۔ علامہ مجلسی اور علامہ عبداللہ بحرانی صاحب عوالم اور سید ابن طاؤس اور ابن طریح نجفی اور ابو اسحاق اسفرائنی وغیرہ فریقین کے مورخین نے لکھا ہے کہ جب آلِ رسولؐ کا اُجڑا ہوا قافلہ کربلا پہنچا تو جناب جابر بن عبداللہ انصاری اور بنی ہاشم کی ایک جماعت بھی زیارت کے لئے وہاں پہلے سے موجود تھی اور دونوں ایک ہی وقت میں کربلا میں جمع

Presented by Ziaraat.Com

ہو گئے۔

﴿۱۱۳﴾ ...حضرت اُمّ کلثومؑ کی مدینے واپسی:

کربلا سے رخصت ہو کر یہ قافلہ ۸ ربیع الاوّل ۶۲ھ مدینہ میں پہنچا اس وقت جناب اُمِ کلثومؑ آبدیدہ ہو گئیں اور اسی حالتِ بے قراری میں آپ نے پُر درد تقریر فرمائی۔

﴿۱۱۴﴾ ...مدینے کے درودیوار کو دیکھ کر اُمّ کلثوم کا نوحۂ غم:

محترمہ محمودہ نسرین صاحبہ اپنی کتاب ''ہماری شہزادیاں'' میں لکھتی ہیں:-

سید الشہدا حضرت امام حسینؑ اور جوانانِ بنی ہاشم کی موت کا داغ اپنے دلوں پر لئے ہوئے کربلا کا لٹا ہوا قافلہ کوفہ وشام کی دربدری کے بعد جب اپنے وطن مدینہ پہنچا اور اہلِ قافلہ کی نظریں شہرِ مدینہ کے درودیوار پر پڑیں تو مظلوم حسینؑ کی درد رسیدہ اور غم نصیب بہن جناب اُمِ کلثومؑ بے اختیار ہو کر آبدیدہ ہو گئیں اور اسی حالتِ بے قراری میں آپ نے جو تقریر فرمائی اُس کا مفہوم کچھ اس طرح تھا:-

شہرِ مدینہ سے خطاب کرتے ہوئے دُکھیا نے فرمایا۔ اے ہمارے نانا کے شہر ہمیں اندر نہ بُلا۔ اس لئے کہ ہم مصیبتوں اور حسرتوں کے حامل ہیں۔

ہاں اِتنا احسان کر کہ ہماری داستانِ غم جنابِ رسولِؐ خدا کے گوش گذار کر دے اور وہ دُکھ درد جو ہمیں اپنے بھائی حسینؑ اور جوانانِ بنی ہاشم کے متعلق اُٹھانا پڑا ہے وہ ہمارے جدِّ امجد کو سنا دے۔

اے شہرِ مدینہ ایک دن وہ تھا کہ ہم بھرے گھر کے ساتھ یہاں سے نکلے تھے اور آج اِس حال میں واپس آئے ہیں کہ ہمارے مردوں کا سایہ ہمارے سروں سے اُٹھ چکا ہے اور بچوں سے گودیں خالی ہو چکی ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

اُن دنوں خدا کی امان ہم سب پر سایہ کیے ہوئے تھے اور آج حالت یہ ہے کہ ہم انتہائی نا اُمیدی اور کسمپرسی کے عالم میں اِس جگہ ڈرتے ڈرتے قدم رکھ رہے ہیں۔

اے ہمارے وطن مدینہ! جس دن ہم تجھ سے رخصت ہوئے تھے حسینؑ سا آقا ہمارے ساتھ تھا۔ مگر اب وہ کہاں؟ اُنہیں تو ہم کربلا میں سونپ آئے ہیں۔

اے مدینہ! ہم اب وہ نہیں رہے بلکہ اب تو بالکل لاوارث اور برباد ہو چکے ہیں۔ صرف اپنے بھائی حسینؑ اور جوانانِ بنی ہاشم پر رونا پیٹنا ہی ہمارا مشغلہ اور زندگی کا حصول ہے۔

اُمِ کلثومؑ کرب وزاری سے پھر اپنے نانا رسولِ خدا شہنشاہِ مدینہ سے خطاب کرتی ہیں

''اے نانا جان! آپ مدینہ میں گنبدِ خضرا کے نیچے آرام سے سو رہے ہیں۔ اُٹھیے اور اپنے خاندان کی فلک ستائی اور ستم رسیدہ بہو بیٹیوں کی خبر لیجیے۔ میدانِ کربلا سے ہم یہ سنانی لے کر آئی ہیں کہ آپ کے جگر پارے حسینؑ کو آپ کی اُمت نے تین دن بھوکا پیاسا رکھ کر شہید کر دیا اور ہمارے ساتھ سختی وبدسلوکی کرنے میں ذرا بھی خوفِ خدا نہ کیا''۔

''اے نانا جان! بھائی حسینؑ کے شہید ہونے کے بعد آپ کے گھرانے کی عورتوں کو بے پردہ کر دیا گیا۔ اِن کو بے کجاوہ اونٹوں پر بٹھا کر سرِ بازار مجمع عام میں پھرایا گیا۔ خاندان کی بزرگ اور قابلِ تعظیم خاتون جنابِ زینبؑ کی عظمت وفضیلت کا بھی کوئی لحاظ نہ کیا گیا اور اُن کی بھی بے مقنعہ وچادر تشہیر کی گئی''۔

''اے نانا جان! آپ کی بے رحم اُمت نے نہ صرف آپ کے آغوش کے پالے حسینؑ کو ہی شہید کر ڈالا بلکہ آپ کے خاندان کے تمام مردوں اور بچوں تک کو قربانی کے جانوروں کی طرح ذبح کر دیا اور ذرا بھی آپ کا پاسِ ادب نہ کیا''۔

''اے نانا جان! ظالموں نے آپ کی بہو بیٹیوں کو اسیر کر کے اور قیدی بنا کر قید

Presented by Ziaraat.Com

خانے بھیج دیا اور اِس بے عزتی سے بھیجا کہ اسیروں کا یہ قافلہ سر و پا برہنہ تماشائیوں کے ہجوم کے درمیان عام شاہراہوں سے گزر رہا تھا"۔

"اے نانا جان! کاش آپ اپنی آنکھوں سے یہ دلگداز اور خونی منظر ملاحظہ فرماتے تو آپ بیتاب ہو کر خون کے آنسو روتے"۔

اِس کے بعد جنابِ اُمِّ کلثومؑ اپنے بھائی کے نورِ نظر، سید الشہدا کی آخری نشانی امامِ چہارم حضرت زین العابدینؑ سے متوجہ ہوتی ہیں اور فرماتی ہیں کہ :-

"بیٹا سجاد! ذرا تم ہی بقیع چلے جاؤ اور اپنے امام حسنؑ سے پکار کر کہو کہ اے حبیبِ خدا کے لاڈلے فرزند دلبند، اے ہمارے بزرگوار چچا۔ اے پاکیزہ صفات حسنؑ مجتبیٰ اُٹھئے اور دیکھئے کہ آپ کے بھائی کی عیال کو تباہ و برباد کر دیا گیا ہے اور خود آپ کا بھائی حسینؑ آپ سے بہت دُور...... کربلا کی دہکتی ہوئی اور سنگلاخ زمین پر بے کس و مجبور پڑا ہوا ہے۔ ستم تو یہ ہے کہ ظالموں نے لاش پر سر بھی تو نہیں رہنے دیا۔ اب جنگل کے جانور اور فضا کے طائر دن بھر لاش پر پہرہ دیتے ہیں"۔

"بیٹا سجادؑ! بقیع میں اپنی دادی اماں جناب فاطمہ زہراؑ سے بھی جا کر فریاد کرو اور اُن کو بھی اپنی اور ہماری یہ دکھ بھری کہانی سناؤ۔ اُن کی قبرِ مطہر سے لپٹ کر کہو کہ اے مادرِ گرامی آپ کی بہو بیٹیاں آپ کے فرزند حسینؑ کو اُمتِ رسولؐ کے ہاتھوں شہید کروا کر کربلا میں سونپ آئی ہیں"۔

"میرے بیٹے! دادی اماں سے یہ بھی کہنا کہ جس طرح آپ کی بہو بیٹیوں کو قیدی بنا کر شہر بہ شہر اور قریہ بہ قریہ پھرایا گیا اور ذلیل و رسوا کیا گیا اُس کے اظہار سے کلیجہ منہ کو آتا ہے باوجود عظمت و بزرگی کی جائز وارث ہونے کے اُن کی اتنی بیقدری کی گئی اور اُن کو ایسی حالت تک پہنچایا گیا کہ عامۃ الناس اور نامحرم لوگ اُنہیں بلا روک ٹوک دیکھ

Presented by Ziaraat.Com

سکتے تھے‘‘۔

’’میرے لعل! مادرِ محترم سے یہ گذارش بھی کرنا کہ اے ماں! جو مصائب ہم نے برداشت کئے ہیں اور نانا جان کی اِس بے وفا دنیا سے رحلت کے بعد اُمتِ رسول صلعم نے جو ناروا سلوک ہم سے کیا ہے اُس کا عشرِ عشیر بھی دنیا کے کسی انسان کے حصے میں نہیں آیا‘‘۔

’’اے ماں! اب آپ کی بہو بیٹیاں اُمتِ محمدیؐ اور کلمہ گویانِ رسولؐ کے جور و ستم کا نشانہ بننے اور خاندان کے سب چھوٹے بڑے مردوں کو تیغِ ظلم سے شہید کروانے کے بعد پریشان کُن اور خستہ حالات میں واپس اپنے وطن آئی ہیں۔ آیئے۔ ان کی خبر گیری کیجئے اور ان کے غم خوردہ دُکھی دلوں کو تسکین دیجئے‘‘۔

یہاں تک کہنے کے بعد جناب اُمِّ کلثومؑ کو اپنے اسلاف کی شان یاد آ جاتی ہے چنانچہ آپ نہایت مضطربانہ حالت سے فرماتی ہیں:۔

’’اگرچہ اِن مصائب نے ہمارے اسلاف کے غم کو تازہ کر دیا ہے اور ہماری ذِلتوں نے ہمیں خون کے آنسو رُلایا ہے پھر بھی ہم آلِ یٰسین وطٰہٰ ہیں کسے شبہ ہو سکتا ہے کہ ہم خاندانِ عصمت وطہارت سے نہیں ہیں‘‘۔

بے شک ہم ہی وہ ہیں جنہیں ہر طرح کی کثافتوں سے پاک وصاف رکھا گیا ہے۔ صداقت۔ راستی۔ تحمل و بردباری اور عامۃ الناس کا مفاد ہمارا شیوہ اور مصائب پر صبر و شکر بجالانا ہمارے حصے میں آیا ہے‘‘۔

اے اہلِ مدینہ! ہم نے کبھی صبر کو ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔ نام کے مسلمانوں نے ہم پر جو ظلم و ستم کئے اس کا بدلہ قیامت کے دن خدائے واحد ہی لے گا اور داورِ محشر کے سامنے ہی یہ لوگ اپنے کئے کی سزا پائیں گے‘‘۔

Presented by Ziaraat.Com

جناب اُمِ کلثومؑ کا یہ نوحۂ غم سن کر حاضرین دھاڑیں مار مار کر رونے لگے۔ ایک کہرام برپا ہوگیا اور ہائے حسینؑ، وائے حسینؑ کی جگر خراش چیخوں سے مدینۂ رسولؐ کے درودیوار کانپ اُٹھے۔

کتنی درد انگیز یہ تقریر جو اُمِ کلثومؑ نے کربلا اور زندانِ شام سے رہا ہونے کے بعد مدینۂ منورہ میں پہنچ کر کی۔ اِس سے یہ اندازہ ہوسکتا ہے کہ ہماری شہزادیاں فصاحت و بلاغت میں اپنی نظیر آپ تھیں۔ (ہماری شہزادیاں.... صفحہ ۸۹ تا ۹۵)

﴿۱۱۵﴾ ...واپس مدینے آنے کے بعد نبیؐ زادیوں کے حالات:

محترمہ محمودہ نسرین صاحبہ اپنی کتاب ''ہماری شہزادیاں'' میں لکھتی ہیں:-

کربلا کے خونچکاں واقعہ کوفہ وشام کی بحالتِ اسیری در بدری اور تشہیر نیز دمشق کے قید خانے میں ایک سال تک قید رہنے کے بعد اہلبیت علیہم السلام کا لٹا ہوا قافلہ جب اپنے نانا رسولؐ اللہ کے شہر مدینہ منورہ واپس پہنچا تو مردوں میں حضرت امام زین العابدینؑ اور بچوں میں امام محمد باقرؑ باقی رہ گئے تھے ان کے علاوہ صفِ ماتم کی سوگوار مظلوم عورتیں تھیں جو میدانِ کربلا میں اپنا سب کچھ جناب فاطمہ زہراؑ کے جگر بند حضرتِ حسینؑ پر قربان کر کے اور قیدِ یزید کی انتہائی سختیاں برداشت کر کے نہایت خستہ اور ناگفتہ بہ حالت میں اپنے غیر آباد گھر میں داخل ہوئیں۔

ہائے وہ گھر جو کبھی جوانانِ علوی فاطمی، جعفری اور عقیلی سے بھرا ہوا تھا وہ اب سُونا اور ویران نظر آرہا تھا اس کے درودیوار سے وحشت وحسرت برس رہی تھی کنبہ موئی بیبیاں۔ غم نصیب بیبیاں، دل شکستہ بیبیاں جو کہ اب اِس گھر کی مکین تھیں اُنہوں نے جس طرح رو رو کر اور کربلا کے خونی واقعہ کو یاد کر کر کے اپنی زندگیوں کو ختم کردیا۔ شاید دنیا کے کسی خاندان نے ایسی بے کیف اور غم آلود زندگی بسر نہ کی ہوگی۔

Presented by Ziaraat.Com

وہ گھر جس کے دروازے پر فرشتے جُبّہ سائی کرتے تھے جہاں اہلِ ایمان درسِ روحانی حاصل کرنے کے لئے آتے تھے۔ جہاں صبح وشام "السّلام علیکم یا اہل البیت" کی صدائیں گونجتی تھیں۔ اب اس مکان کا دروازہ بند تھا۔ بنی ہاشم کا محلّہ سنسان تھا اور اس پر قبرستان کا سا گمان ہوتا تھا وہ گھر جو علیؑ و فاطمہؑ کا مسکن تھا اور جسے بیت الشرف ہونے کا فخر حاصل تھا وہ اب ویران نظر آرہا تھا اِس گھر کے قدر دان اِس آستان مبارک کو بوسہ دینے والے اب اِس دنیا میں موجود نہ تھے کوئی یہ بھی پوچھنے والا نہ تھا کہ اِن غم نصیب فلک ستائی بی بیوں پر کیا گذر رہی ہے۔ امام زین العابدینؑ کس حال میں ہیں۔ کبھی کبھی کوئی مردِ مومن تعزیت کے لئے آگیا تو کہرام برپا ہوگیا۔ دِلوں کے زخم تازہ ہوگئے کربلا کا خونی واقعہ آنکھوں کے آگے آگیا۔ کس کی طاقت ہے کہ اہلِ حرم کی اِس پُرمحن اور دردناک زندگی کا حال بیان کرسکے۔ جس کسی پر غم والم کے پہاڑ گرے ہوں وہی اِسے جان سکتا ہے۔

اِس اُجڑے گھر کے رہنے والے اب کون ہیں؟ مردوں میں امام زین العابدینؑ اور محمد باقرؑ۔ آنے جانے والوں میں حضرت محمد حنفیہ اور جناب عبداللہ بن جعفر۔ بی بیوں میں جناب اُمِّ سلمٰی جو اب کافی بوڑھی اور ضعیف ہوچکی تھیں اور جناب اُمّ البنین مادرِ حضرت عباسؑ علمدار۔

فلک ستائی اور کربلا سے واپس آئی ہوئی بی بیوں میں۔ جنابِ زینبؑ۔ جنابِ اُمِّ کلثومؑ، جناب فاطمہ کبریٰؑ، جناب فاطمہ بنتِ حسنؑ، جناب ربابؑ، جناب اُم لیلیٰ، جناب اُمِّ فروہؑ، جناب رقیہ زوجہ حضرت مسلمؑ، جناب کلثومؑ دُختر حضرت زینبؑ، جناب زینبؑ صغریٰ زوجہ محمد بن عقیلؑ، حمیدہ بنت مسلمؑ زوجہ جناب عبداللہ اکبر بن جناب مسلم بن عقیل جناب فِضّہؑ وغیرہ۔ ان مخدرات کی تعداد بعض کتب میں ۲۵، بعض میں ۱۹ اور

Presented by Ziaraat.Com

بعض میں سترہ پائی جاتی ہے اِن میں بیوائیں بھی تھیں اور یتیم لڑکیاں بھی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ان سب نے کئی سال ایک ہی گھر میں رہ کر شہدائے کربلا پر گریہ وزاری کی اور مظلوم کربلا کا پُرسہ لیا۔

یہ لکھتے ہوئے کلیجہ منہ کو آتا ہے کہ اِن مخدرات نے اپنی اِس بے کیف زندگی کے باقی ماندہ ایام کس طرح گزارے مختصر طور پر یہ منظر بھی آپ کے سامنے پیش کیا جاتا ہے تا کہ آپ کو نبیؐ زادیوں کی بیکسی اور لذاتِ دنیا سے نفرت اور بے رُخی کا علم ہو جائے۔

واقعہ کربلا نے اِن بی بیوں کو اِتنا متاثر اور غم آلود کر دیا تھا کہ انہیں سوائے اس مصیبت عظمیٰ کو یاد کر کے آنسو بہانے کے اور کوئی کام اچھا نہ لگتا تھا۔ انہوں نے آنکھوں میں سرمہ لگانا۔ بالوں میں کنگھی کرنا، خوشبو لگانا بالکل ترک کر دیا تھا۔ ٹھنڈا پانی پینا چھوڑ دیا تھا۔ برسوں تک یہ حال رہا کہ جب اِن بی بیوں کے سامنے پانی آتا تو کلیجے کٹ جاتے اور کربلا والوں کی پیاس یاد کر کے اتنا روتیں کہ آنسوؤں کے تار بندھ جاتے۔ تقریباً چار پانچ سال کسی نے اس گھر سے دھواں اُٹھتے نہ دیکھا۔ ہاں آہوں کا دھواں ضرور بلند ہوتا تھا۔ تنور روشن کرنے اور روٹیاں پکانے کی ان غم نصیبوں کو فرصت کہاں تھی۔ ان کو تو گریہ وبکا سے ہی فراغت نہ ملتی تھی۔ صرف حفاظت جان کے لئے کسی نہ کسی وقت تھوڑا سا بھنا ہوا غلہ کھا لیا اور کبھی بازار سے چند روٹیاں منگوا کر ایک ایک ٹکڑا کھا کر اور دو چار گھونٹ پانی پی کر گزارہ کیا۔

جناب زینبؑ، جناب اُمِّ کلثومؑ، جناب اُم البنینؑ، جناب ربابؑ، جناب اُم لیلیٰؑ، جناب اُم فروہؑ اور جناب رقیہؑ کا تو یہ حال تھا کہ زیادہ تر دھوپ میں ہی بیٹھی رہتی تھیں اگر کوئی انہیں سایہ میں جانے کے لئے کہتا تو وہ رو رو کر کہتیں۔ آہ! ہمارے وارثوں کی لاشیں تو دھوپ میں پڑی رہیں اور ہم سایہ میں آرام سے بیٹھیں۔ یہ ہم سے نہ ہوگا۔

Presented by Ziaraat.Com

اِس دُکھ بھری زندگی نے ان بیبیوں کے اجسام کو حد درجہ نحیف و کمزور بنا دیا تھا۔ اُن کے چہروں کی رنگت بدل گئی تھی۔ اُنہیں آسانی سے پہچانا بھی نہ جا سکتا تھا۔ تمام عمر سیاہ لباس ہی پہنے رکھا۔ اگر چہ ابنِ زیاد اور عمر سعد کے قتل کے بعد اُن کے سروں کے آنے سے تین سال کے بعد صفِ ماتم اور سوگ بڑھا دیا گیا تھا۔ لیکن ماتمی لباس تا زندگی ان غمزدہ مخدرات کے جسم سے جدا نہ ہوا۔ خاندانِ بنی ہاشم میں ہر قسم کی خوشی کی تقاریب عرصہ دراز تک بند رہیں۔ انتہا تو یہ ہے کہ ہنسی کا کیا ذکر ان کے لبوں پر مسکراہٹ تک نہ آتی تھی۔ روتے روتے رخسار تک اِن دکھیا بیبیوں کے آنسو بہہ بہہ کر گل گئے تھے۔

حقیقت یہ ہے کہ واقعہ کربلا نے اہلِ حرم کی زندگیوں کا خاتمہ کر دیا تھا۔ اُنہوں نے اپنے ایام زندگی رو دھو کر گزار تو دیئے مگر زندہ در گور ہو کر۔ آہ! یہ ناپائیدار اور ناہنجار دنیا۔

(ہماری شہزادیاں صفحہ.....۱۸۳ تا ۱۸۸)

ڈاکٹر زاہد حیدری کتاب ''مخدراتِ اسلام'' میں لکھتے ہیں:-

جب خانوادۂ رسالت مدینہ کے قریب پہنچا اور جناب اُمِ کلثومؑ کی نگاہ دور سے شہر پر پڑی آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور آپ کی زبان سے بے ساختہ اشعار بطور مرثیہ جاری ہوئے۔

جس کے مشہور دو شعر درج ذیل کئے جاتے ہیں:-

مدینةُ جَدِّنا لا تقبلینا فبالحسرات والاحزان جئنا

خرجنا منك والاهلین جمعا رجعنا لا رجال ولا بنینا

مرزا دبیر نے اس مفہوم کو یوں ادا کیا ہے:-

لُٹا کے آئے ہیں نانا کے سب گھرانے کو

نہ کر قبول مدینہ ہمارے آنے کو

Presented by Ziaraat.Com

آپ کے اس مرثیہ سے اہلِ بیتؑ رسولؐ میں کہرام برپا ہوگیا۔ اس بین سے زمین و آسمان کانپ اُٹھے۔ جب اہلِ بیتؑ رسولؐ قبرِ مطہر جناب سیدہ فاطمہ زہراؑ پر پہنچے جناب اُمِ کلثوم نے ایک جگر سوز مرثیہ پڑھا ہر سمت سے واحسینا واحسینا کی صدا بلند تھی روتے روتے ہر ایک پر غشی کا عالم طاری تھا۔ اہلِ مدینہ خصوصاً بنی ہاشم سر و سینہ پیٹ رہے تھے۔ ایک محشر تھا جو برپا تھا۔ آپ کی وفات کب واقع ہوئی اس کی تحقیق صحیح طور پر نہ ہوسکی۔

اور کسی تاریخ سے یہ پتہ نہیں چلتا کہ آپ نے مدینہ سے باہر انتقال فرمایا ہو۔ ہر ایک مورخ اس امر پر متفق ہے کہ آپ مدینہ ہی میں دفن ہوئیں۔

سَلَامُ اللّٰہِ عَلَیْھَا وَعَلٰی جَدِّھَا وَاُمِّھَا وَاَبِیْھَا وَاَخَوَیْھَا

(مخدراتِ اسلام..... صفحہ ۱۳ تا ۱۹)

ڈاکٹر احمد بہشتی اپنی کتاب ''مثالی خواتین'' میں لکھتے ہیں:-

جب اسیروں کا قافلہ مدینے کے قریب پہنچا تو اُمِ کلثومؑ نے طولانی سفر اور قافلہ کی پُر آشوب روداد اہلِ مدینہ کو سنائی۔ مدینہ والوں نے شہادت و اسیری کے کم و بیش حالات سنے تھے لیکن اس روداد کو کسی ایسے آدمی سے سننا چاہتے تھے جو روانگی کے وقت سے واپسی تک ساتھ رہا، جس کے سامنے تمام حوادث گزرے ہوں۔

آپ فرماتی ہیں:

نانا کے مدینے! ہمارا آنا قبول نہ کر، بہت رنج و محن کے ساتھ واپس آئے ہیں۔ رسولؐ کو خبر کردے کہ ہم اپنے بھائی کے غم میں مبتلا ہیں۔ ہمارے مردوں کے جسد سربریدہ کربلا میں چھوڑ دیئے گئے ہمارے بیٹوں کے سر قلم کر لئے گئے، ہمارے نانا سے بتا دے کہ ہمارا مال و اسباب لوٹ لیا گیا اور ہمیں اسیر کیا گیا۔

Presented by Ziaraat.Com

اے اللہ کے رسولؐ! آپؐ کے عزیزوں کے جسد بے گور وکفن کربلا کی سرزمین پر چھوڑ دیئے گئے۔ اے اللہ کے رسولؐ! حسینؑ کا سر قلم کرلیا گیا اور آپؐ کی حرمت کا خیال نہ رکھا گیا۔ زینبؑ کو خیمہ سے باہر نکالا گیا اور فاطمہؑ کو رُلایا گیا۔ سکینہؑ روتی تھی اور کائنات کے پروردگار سے فریادرسی کی دعا کرتی تھی، عابدؑ کے ہاتھ پاؤں میں زنجیر پہنائی۔ انھیں قتل کرنا چاہتے تھے۔ یہ ہے ہمارے سفر کی روداد۔ سننے والو! ہمارے حال پر گریہ کرو۔

اس کے بعد اپنی والدہ حضرت فاطمہ زہراؑ کی قبر پر گئیں اور آہ وگریہ کے ساتھ کہا:

اے فاطمہؑ! کاش آپ دیکھتیں کہ آپ کی بیٹیوں کو قید کر کے کس طرح شہر بہ شہر پھرایا گیا اگر آپؐ کی عمر وفا کرتی تو اس مصیبت پر آپؐ قیامت تک روتیں۔ (مثالی خواتین)

﴿۱۱۶﴾... حضرت اُمِّ کلثومؑ نانا رسولِؐ خدا کے روضے پر:

راوی بیان کرتا ہے کہ جب شہزادی اُمِّ کلثومؑ مدینے میں پہنچی تو مدینے کو دیکھ کر یوں خطاب فرمایا:

اے ہمارے نانا کے مدینہ تو ہم کو قبول نہ کر کیونکہ ہم غم واندوہ لے کر آئے ہیں اے مدینہ! رسولِؐ خدا کی خدمت میں ہماری طرف سے عرض کر کہ ہم اپنے والد بزرگوار کی مصیبت میں گرفتار ہوئے۔ اے مدینہ ہمارے مرد کربلا میں بے سر پڑے ہیں اور فرزند ہمارے ذبح ہو گئے۔ ہمارے جد کو خبر کر کہ ہم گرفتار کر کے قیدی بنائے گئے اور اے خدا کے رسولؐ! آپ کا خاندان کربلا میں بے گور وکفن پڑا ہے ان کے لباس تک چھین لئے گئے اور حسینؑ کو شہید کیا اور آپ کی رعایت ہمارے باب میں نہ کی۔ اے رسولؐ اللہ! پردہ وحجاب کے بعد یہ نوبت پہنچی کہ لوگ ہمارے تماشے کے لئے آئے۔ یا رسولؐ اللہ آپ ہماری حفاظت ونگہداشت فرماتے تھے آپ کے بعد دشمنوں نے ہم پر ہجوم کیا ہے۔ اے فاطمہؑ کاش آپ اپنی بیٹیوں کو دیکھتیں کہ کس طرح شہر بہ شہر اسیر کر کے

Presented by Ziaraat.Com

پھرائی گئی۔ اے فاطمہؑ کاش آپ دیکھتیں کہ راتوں کو بیداری نے ہم کو اندھا کر دیا ہے۔
اے فاطمہؑ جو مصائب ہم نے دشمنوں کے ہاتھوں برداشت کئے ہیں ان مظالم سے
کہیں سوا ہیں۔ جو آپ نے اپنے دشمنوں سے اُٹھائے تھے۔ اے فاطمہؑ اگر آپ زندہ
ہوتیں تو ہماری حالت دیکھ کر قیامت تک روتیں اور نوحہ کرتیں۔ ذرا جنّت البقیع میں جا
کر فرزند حبیبِ خدا کو پکارو اور کہو چچا آپ کا ماں جایا آپ سے بہت دُور کربلا کی ریگ
پر بغیر سر کے آرام کر رہا ہے۔ جس پر پرندے و درندے نوحہ و بکا کرتے ہیں۔ اے آقا!
کاش کہ آپ وہ منظر دیکھتے جب کہ بے یار و مددگار اہلِ حرم کو شترانِ بے کجاوہ پر تشہیر کیا
جا رہا تھا۔ اس وقت آپ اپنے عیال و اطفال کو سر برہنہ دیکھتے۔ اے ہمارے نانا کے
مدینے! اب ہم تجھ میں رہنے کے قابل نہیں رہے کیونکہ بڑے رنج و غم لے کر آئے
ہیں۔ جب ہم تجھ سے نکلے تھے تو تمام اہل و عیال و اطفال کے ساتھ نکلے تھے، اور اب
جو پلٹے ہیں تو نہ مردوں کا سایہ ہمارے سروں پر ہے نہ بچے ہماری گودیوں میں ہیں۔
مدینے سے نکلتے وقت ہم سب اکٹھا ہو کر نکلے تھے لیکن جب پلٹے تو سر برہنہ ہو چکے
تھے۔ ہماری چادریں چھینی جا چکی تھیں۔ مدینہ سے نکلتے وقت ہم اللہ کی امان میں تھے
جب پلٹے تو خائف و ترساں ہیں۔ جب ہم نکلے تھے ہمارا والی و وارث حسینؑ ہمارے
سر پر موجود تھے اور اب ان کو کربلا میں دفن کر کے آ رہے ہیں۔ ہم وہ ہیں جن کو شترانِ
برہنہ پر در بہ در پھرایا گیا۔ ہم یٰسین و طٰہٰ کی بیٹیاں ہیں۔ ہم اپنے باپ کی نوحہ گر ہیں۔
ہم وہ پاکیزہ مخدرات ہیں جن کی طہارت پر قرآن نازاں ہے۔ ہم خالص برگزیدہ
ہیں۔ ہم بلاؤں پر صبر کرنے والے ہیں۔ ہم صدق و صفا والے ہیں۔ اے نانا آپ کی
اُمت نے حسینؑ کو مار ڈالا اور آپ کی کوئی رعایت نہ کی۔ اے نانا دشمن اپنی مراد کو پہنچ
گئے اور ہمارے بارے میں اُنہوں نے اپنی شقاوت کی انتہا کر دی۔ انہوں نے اپنی

Presented by Ziaraat.Com

عورتوں کی بے حرمتی کی اور یہ ظلم و قہر کہ اُونٹوں پر پھرایا۔ اُنہوں نے زینبؑ کو خیمے سے باہر نکالا فاطمہؑ گریاں ہیں۔ سکینہؑ سوزش غم سے فریاد کناں تھی اور پروردگار عالم کو مدد کے لئے پکار رہی تھی اور سیّد سجادؑ کے قتل کا ارادہ کیا ان مرنے والوں کے بعد زندگانی دنیا پر خاک ہے۔ کیونکہ اسی دنیا کا رن ہم کو موت کا جام پلایا گیا ہے یہ ہے ہماری داستانِ غم اور میری شرح حال اے سننے والو! ہم پر گریہ و بکا کرو۔

(بحار الانوار جلد۲، باب۲ صفحہ ۸۴، مظلومہ کربلا صفحہ ۳۸۹، سیرت جناب فاطمۃ الزہراؑ صفحہ ۳۲۲)

ان اشعار مرثیہ کے تاثرات جو ساکنانِ مدینہ پر طاری ہوئے اور ان کا اندازہ لگانا محال ہے اس جگر خراش، دل سوز کلام کو سن کر اہل مدینہ کے دل پگھل گئے۔ یثرب کی مقدس سرزمین لرز اُٹھی، مدینے کے در و دیوار سے رونے کی صدائیں بلند ہوئیں اس کے بعد یہ لُٹا ہوا قافلہ روضہ رسولؐ پر پہنچا شہزادی اُمِ کلثومؑ نے نانا سے اپنی داستانِ غم بیان کی ماں سے اُمت کے مظالم بیان کئے۔ کربلا و کوفہ و شام کی داستانِ غم بیان کی جب یہ لٹا ہوا قافلہ محلّہ بنی ہاشم میں آیا۔ بند حجروں کو دیکھا ہر شہید کی یاد تازہ ہوگئی۔ اس اُجڑے گھر میں ایک کہرام برپا تھا۔ جنابِ زینبؑ و کلثومؑ کی صورتیں پہچانی نہیں جاتی تھیں۔ آہ کس زبان سے کہوں کہ آیندہ اہلِ حرم نے اپنی دردناک زندگی کے دن کس طرح گزارے نہ کسی کے لب پر ہنسی آئی نہ سوائے ذکر کربلا کسی سے کوئی بات کی کبھی کسی نے ٹھنڈا پانی پیتے نہ دیکھا، آنکھوں میں سرمہ نہ لگایا، کسی نے کنگھی نہ کی لباس کے بدلنے کی خواہش نہ کی گھر کا دروازہ بند رہتا۔ (مجالس خواتین صفحہ ۱۸۶، مخدرات اسلام صفحہ ۱۸)

﴿۱۱۷﴾... حضرت اُمِّ کلثومؑ نے نانا کو پرسہ دیا:

راوی کہتا ہے کہ تمام مرد و زن مدینہ میں امام حسین علیہ السلام کی مصیبت پر نوحہ و ماتم کرتے تھے یہاں تک کہ پندرہ دن تک ماتم و عزا اُس مظلومؑ کا بپا رہا آہ یہ حال تو اہلِ

Presented by Ziaraat.Com

مدینہ کا تھا اور اہل بیتِ رسالت تو مدت العمر اس غم میں رویا کیے

وَاَقبَلَتْ اُمُّ کُلْثُومِ اِلٰی مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ بَاکِیَۃَ الْعَیْنِینِ حَزِیْنَۃَ الْقَلْبِ فَقَالَتْ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا جَدَّاہُ اِنِّی نَاعِیَۃٌ اِلَیْکَ بِوَلَدِکَ الْحُسَیْنِ

غرضیکہ جب اہلِ بیت رسالت قریب روضۂ اقدس کے پہنچے تو اُس وقت جناب اُمِّ کلثومؑ طرف مسجد رسولؐ خدا کے متوجہ ہوئیں۔ اس طرح سے کہ آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور نہایت حزین اور اندوہناک تھیں پس قبرِ انور اُن حضرت کی طرف خطاب کر کے عرض کی کہ سلام ہو آپ پر اے جد بزرگوار میں خبر مرگ سنانے آئی ہوں اور پُرسا دیتی ہوں آپ کو آپ کے فرزند امام حسین علیہ السلام کا آہ وہ پارۂ جگر آپ کا دست ظلم اشقیائے امت سے صحرائے کربلا میں تشنہ لب شہید ہوا۔

قَالَ فَحَنَّ الْقَبْرُ حَنِیْناً عَالِیاً وَضَجبت النَّاسُ بِالْبُکَاءِ وَالنحیب

راوی کہتا ہے کہ اُس وقت قبرِ مطہر رسولؐ خدا سے آواز رونے کی بلند ہوئی یہ سن کر سب لوگ فریاد کرنے لگے اور بشدت روتے تھے۔

﴿۱۱۸﴾...اُمِّ کلثومؑ ماں فاطمہ زہراؑ کے مزار پر:

اس کے بعد جناب زینبؑ عالیہ اور جناب اُمِّ کلثومؑ اپنی ماں فاطمہ زہراؑ کے مزار پر آئیں اور شہزادی زینبؑ نے فرمایا:-

یَا اماہ رجعنا وقلوبنا مقروحۃ وجفوننا من البکاء مجروحۃ ورجالنا مقتولۃ واموالنا منھوبۃ

اے اماں ہم واپس آ گئے ہیں اور ہمارے دل کربلا و شام کے صدمات سے زخمی ہیں اور ہماری آنکھیں رو رو کر زخمی ہو چکی ہیں اور ہمارے مرد قتل ہو گئے ہیں اور ہمارے مال لوٹ لئے گئے ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

صاحب ریاض القدس نے لکھا ہے کہ جناب زینبؑ عالیہ نے امام حسینؑ کی خون سے بھری قمیص قبرِ مادر پر رکھ دی اور فرمایا اے امی جان میں تمہارے حسینؑ کو ساتھ لے کر گئی تھی مگر افسوس کہ ان کے لاش کو کربلا میں چھوڑ آئی ہوں ہاں اپنے بھائی کی ایک نشانی لائی ہوں پس بی بی نے چادر کو نیچے ہاتھ ڈالا اور خون آلود قمیص نکال کر قبر پر رکھ دی اچانک قبر پھٹی اور ایک ہاتھ نکلا اور قمیص کو لے کر قبر میں غائب ہو گیا۔

صاحبِ ریاض القدس لکھتے ہیں کہ فطرتاً بیٹی اپنے دل کے تمام راز اپنی ماں کو بتلاتی ہے جونہی شہزادی کی نگاہ اماں کی قبر پر پڑی بی بی نے اپنے آپ کو قبر پر گرا دیا اور اپنے دردناک مصائب و آلام ماں کی قبر پر بیان کر دیئے۔

اس کے بعد جناب اُمِ کلثومؑ نے اس طرح ماں سے خطاب کیا:۔

افاطم مالقیت من عداك والا قیراط مما قد لقینا

افاطم لو نظرت الی البسایا بناتك فی البلاد مشینا

افاطم لو نظرت الی الیتامی ولو ابصرت زین العابدینا

ولداعت حیاتك ولم تزالی الی یوم القیامة تندبین

اے اماں زہراؑ آپ کو بھی دشمنوں سے صدمات پہنچے تھے مگر ہمارے صدمات اور مصائب آپ پر واقع ہونے والے مصائب سے کئی حصے زیادہ ہیں۔

اے اماں زہراؑ کاش کہ آپ دیکھتیں جب کہ آپ کی بیٹیاں قید ہو کر شہر شہر بازاروں اور درباروں میں پھرائی جا رہی تھیں۔

اے فاطمہ کاش کہ آپ یتیموں کو دیکھتیں اور امام زین العابدینؑ کو دیکھتیں۔

اگر آپ کی زندگی ہمیشہ رہتی تو آپ ہمارے مصائب پر قیامت تک آنسو بہاتیں۔

Presented by Ziaraat.Com

﴿۱۱۹﴾...اس کے بعد شہزادیاں امام حسنؑ کے مزار پر آئیں:

تمام مورخین لکھتے ہیں کہ پندرہ روز تک مدینے میں ماتم قائم رہا۔

اور حضرت اُمِّ کلثومؑ نے فرمایا، بخدا ہمارے پاس کوئی چیز نہیں رہی جو ہم اس کو دیں صرف چند زیورات باقی ہیں۔ بی بی نے دو کنگن، دو بازو بند بی بی کے اپنے زیور تھے کنیز کے ذریعے بھجوائے اور فرمایا اگر ہمارے پاس اس سے زیادہ ہوتا تو بھی ہم ضرور دے دیتیں مگر نعمان نے یہ قبول نہ کئے اور کہا کہ میں نے تو صرف خوشنودی خدا کے لئے ایسا کیا ہے۔ اس کے لئے میرے لئے دعائے مغفرت کریں اور قیامت کے دن مجھ کو فراموش نہ کریں۔

علامہ محمد علی کاظمینی صاحب کتاب لسان الواعظین اپنی دوسری تصنیف سرور المومنینؑ میں لکھتے ہیں کہ بشیر نے جب زینب عالیہ کی خدمت میں گزارش کی کہ مجھ کو کوئی ایسی چیز عطا فرمایئے جو میرے لئے باعثِ نجات ہو بی بی نے ایک خون سے بھرا ہوا رومال دے دیا۔ جس پر شگاف پڑے تھے اور فرمایا یہ وہی رومال جو شہزادہ علی اصغرؑ کی گردن میں بندھا ہوا تھا مگر جب ان کی گردن پر تیر آ لگا تو یہ تیر کی وجہ سے پھٹ گیا اور خون سے بھر گیا۔

﴿۱۲۰﴾...رسّی کے نشان:

بعض معتبر مقاتل سے نقل ہے کہ جنابِ زینبِ عالیہ کے بازوؤں پر ابھی تک رسیوں کے نشان باقی تھے جب شہزادی محمد بن حنفیہ سے ملیں تو ہاتھوں کو چھپا لیا جب مدینہ کی عورتیں آپ کے ہاتھوں پر بوسہ دینے کی کوشش کرتی تھیں تو آپ ہاتھوں کو چھپا لیتی تھیں اور فرماتی تھیں کہ میرے ہاتھ بوسہ کے قابل نہیں ہیں۔ بعد میں جب آپ کی کلائیوں پر یہ نشانات دیکھے گئے تو معلوم ہوا کہ اسی وجہ سے بی بی ہاتھوں کو چھپا لیا کرتی تھیں۔ (مجموعہ نادرہ... ص ۳۹ جلد ۲)

Presented by Ziaraat.Com

﴿۱۲۱﴾...مدینے کے اُجڑے مکان:

جب شہزادیاں مزارات سے فارغ ہو کر گھروں میں تشریف لائیں تو ان گھروں کو خالی اور سنسان پایا جو پہلے امام حسینؑ اور جناب عباس علی اکبرؑ جیسے جلیل القدر شہزادوں کی بدولت آباد تھے جہاں سے تلاوت قرآن کی صدائیں سنائی دیتی تھیں مگر آج خاک اُڑتی ہوئی نظر آئی اور تمام دکھیاری شہزادیوں کے رنج والم کے داغ پھر سے ہرے ہوگئے مورخین کی ایک جماعت نے اپنی کتاب مقاتل میں لکھا ہے کہ اسی اثناء میں ایک حجرے سے جناب اُم سلمہ اُم المومنین روتی ہوئی برآمد ہوئیں اور ان کے ایک ہاتھ میں وہ شیشی تھی جس میں خاک دخون سے تبدیل ہوئی تھی اور دوسرے ہاتھ میں امامِ مظلومؑ کی دختر بیمار جناب فاطمہ صغریٰ تھیں ایک دوسرے سے گلے ملیں اور بہت گریہ وزاری ہوئی۔ (معالی السبطین، الدمعۃ الساکبہ)

صاحب ناسخ نے لکھا ہے کہ جب جناب عباسؑ کی والدہ گرامی اُم البنینؑ کو قافلہ کی آمد کا علم ہوا تو وہ بھی تشریف لائیں اور آتے ہی بجائے اپنے لختِ جگر کے فاطمہؑ کے لختِ جگر امام حسینؑ کے متعلق دریافت کیا چونکہ حضرت اُمِّ البنینؑ کو جناب عباسؑ کی بجائے امام حسینؑ سے والہانہ محبت تھی (ناسخ التواریخ، مسافرۂ شام...ص ۳۳۷، ۳۴۰)

جب حضرت امام زین العابدینؑ، حضرت زینبؑ اور حضرت اُمِّ کلثومؑ اپنے عزیزوں کے مکانات میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ وہ زبانِ حال سے نوحہ کر رہے ہیں اور اس ماں کی طرح جس کی گود اُجڑ جائے اور گود خالی ہو جائے، اپنے مکینوں کے لئے رو رہے ہیں اور یہ بین کر رہے ہیں اے آنے والو! تم نے ہمارے مکینوں کو کہاں چھوڑا؟ رونے میں ہمارا ساتھ دو اور ماتم میں ہمارے شریک ہو جاؤ ان کی جدائی نے ہم کو گھلا دیا اور ان کے کریمانہ اخلاق کی یاد نے ہماری آنکھوں سے آنسوؤں کا دریا بہا

Presented by Ziaraat.Com

دیا۔ انہیں سے رات بھر ہماری دلبستگی تھی۔ وہی ہمارے اندھیرے کے اندر چراغ تھے ان کے ہوتے ہوئے ہمیں سورج و چاند کی ضرورت نہ تھی۔ انہیں کے دم سے ہم اشرف تھے، انہیں کی قوت سے ہم کو قوت حاصل تھی، انہیں کی بدولت ہماری زینت تھی اور انہیں کی عطاوسخا سے مالا مال ہونے کے سبب خلقت کی نظروں میں ہماری عزت تھی۔ انہیں کی عبادت ومناجات سحری سے ہم مسجدیں بن گئے تھے۔ انہیں کے صدقہ میں خدا نے ہم کو اپنے اسرار اور احکام کے اُترنے کی جگہ قرار دیا تھا، آج ان کے نہ ہونے سے ہم ویران پڑے ہیں۔ کل تک ان کے دم سے آباد تھے اور گلزار بنے ہوئے تھے ہم سراپا سعادت تھے، ہر بلا سے محفوظ تھے نحوست کا نام نہ تھا۔ زبانوں پر ہماری رفعت وشوکت کے چرچے تھے اور انہیں وجوہ سے ہم دنیا کے تمام قصروں اور محلوں پر فخر کرتے تھے، ہمارے ہی دروازوں سے گمراہوں کو ہدایت نصیب ہوتی تھی۔ زمانہ ہماری آبادی اور خوشحالی نہ دیکھ سکا اور موت نے آخر ان کو ہم سے چھین لیا۔ مدینہ سے ان کو نکالا گیا اور وہ آوارہ وطن ہو کر دشمنوں کے نرغہ میں گھر گئے۔ پھر ان نازنین جسموں پر تیر وتلوار کے وار ہونے لگے اور ہر عضو کے کٹنے کے ساتھ خوبیاں مٹنے لگیں۔ انگشت مبارک کے قطع ہو جانے سے تسبیحِ خدا میں فرق آ گیا، ہاتھ کٹتے ہی دنیا سے جود و کرم اُٹھ گیا زبان بند ہوتے ہی وعظ ونصیحت کا خاتمہ ہو گیا، سر کٹتے ہی اسلامی دنیا سے سرداری رخصت ہو گئی، بہتّر گھنٹے کی بھوک اور پیاس میں گردن کی رگیں کٹتے ہی دنیا کی نعمتوں سے برکت جاتی رہی، حسین علیہ السلام قتل ہو گئے تو اسلام نے جامع شریعت کی نعش پر رو رو کر یہ بین کیے۔

کس قدر خداوند تعالیٰ کے اخلاق کا مظہر تھی وہ ہستی جس کا خون ظالموں نے کربلا میں گھیر کر ناحق بہا دیا کس درجہ اوصاف انبیاء کی جامع تھی وہ ذات جس کو مسلمانوں نے

Presented by Ziaraat.Com

خاک میں ملا دیا، افسوس باعث ایجاد عالم کا نواسہ تین دن کا بھوکا پیاسا قتل ہو جائے اور اُمت کو آنسو بہانے سے بھی دریغ ہو اور روئے تو کون بے زبان مکان مدینہ کے چٹیل میدان، مسجد کی محرابیں، سنت اور واجب نمازیں، مدینہ والو! کربلا میں رسولؐ خدا کا گھر اُجڑ گیا عالم میں تہلکہ پڑ گیا، مگر تمہیں مطلق خبر نہیں، اپنی اس بے خبری کا اگر تم کو کچھ بھی احساس ہو جائے تو تمہاری آنکھوں میں خون منظر کا وہ نقشہ پھر جائے جو تمہارے دل کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے اور ہمیشہ کے لئے حزن و ملال میں مبتلا کر دے بلاؤں نے ہم کو گھیر لیا اور دشمنوں کو ہم پر ہنسنے کا موقع ہاتھ آ گیا۔ کاش! ہم اپنے آقا کی تربت پر پہنچ سکتے یا ہم ان کی تربت بن جاتے بلکہ ہم اگر انسان ہوتے تو ان پر یہ ظلم ہونے ہی نہ دیتے اور وفاداری و خدمت گزاری کا حق ادا کر دیتے ہائے ہمارا کوئی ارمان نہ نکلا اور اب حشر تک ہمارے لئے ان کی جدائی کا صدمہ اُٹھانا ہے۔

ان مکانات پر جب ابن قتیبہ کا گزر ہوا تو وہ بے قرار ہو گئے اور رو رو کر کہنے لگے ''افسوس ان گھروں میں کل تک تو بڑی چہل پہل تھی آج یہ ویران پڑے ہیں خدایا! جس طرح مسلمانوں نے تیرے نبیؐ کا گھر اُجاڑا ہے اسی طرح تو دشمن کا گھر بھی اُجاڑ لے واضح رہے کہ اصل فتح تو حسینؑ اور اصحابِ حسینؑ نے ہی تین دن کی بھوک اور پیاس میں قتل ہو کر حاصل کی ہے اور اسی فتح سے انہوں نے تمام عالم کو مسخر کر لیا رونا تو اس بات کا ہے کہ آلِ رسولؐ جو ہر مظلوم کی فریاد کو پہنچا کرتے تھے جب وہ خود نرغۂ اعدا میں گھر گئے تو ان کی فریاد کو کوئی بھی نہ پہنچا حسینؑ کے غم میں سورج کو گہن لگ گیا زمین لرز گئی اور ملکوں میں قحط پڑ گیا تعجب ہے کہ قاتل کا ہاتھ مظلومِ کربلا کیونکر اُٹھا اور اس بے رحم نے کیونکر فرزندِ رسولؐ جگر گوشۂ علیؑ و بتولؑ پر تلوار چلائی۔ کاش کہ وہ ہاتھ جو مظلومِ کربلا پر وار کرنے کے لئے اُٹھا شل ہو جاتا (مقتل لہوف.....از سید علامہ ابن طاؤس،

Presented by Ziaraat.Com

منتخب طریحی....از علامہ فخر الدین طریحی نجفی)، (جامع التواریخ....جلد دوئم...ص۱۲۲ تا ۱۲۴)

﴿۱۲۲﴾...مدینے کی خواتین شہزادیوں کی قدم بوسی کو آئیں ہیں:

ایک روایت میں وارد ہوا ہے جب اہلِ بیتِ عصمت وطہارت قید غربت ومصیبت سے رہائی پا کر واردِ مدینہ طیبہ ہوئے اور خواتین شہر مطلع ہوئیں کہ نور دیدۂ رسولؐ و راحت جان علیؑ و بتولؑ خواہر امام تشنہ لب جناب زینبؑ تشریف لائی ہیں جس عورت نے جہاں سے سنا جس حالت میں تھی چھوڑ کر فوراً دولت سرائے جنابِ رسالت میں حاضر ہوئی اور بہ اشتیاق تمام خدمتِ جنابِ زینبؑ و اُمِ کلثومؑ میں حاضر ہوکر آدابِ خدمت بجالائی کسی نے سر تسلیم خم کیا کسی نے قدم لئے کسی نے دستِ حق پرست کو آنکھوں سے لگانے کا قصد کیا راوی کہتا ہے کہ جب عورات مدینہ نے چاہا کہ جنابِ زینبؑ کے ہاتھوں کو بوسہ دیں اُس وقت اُس مخدومہ نے اپنے دستِ مبارک کو زیرِ چادر چھپالیا اور رو کے فرمایا اب میں اس قابل نہ رہی کہ تم لوگ دست بوسی کرو فاطمہ صغریٰ فرماتی ہیں میں نے بہ لجاجت تمام دست مبارک اپنی پھوپھی کے آنکھوں سے لگائے دیکھا دونوں ہاتھ میری پھوپھی کے نیلے ہیں اور ریسمان ظلم کا نشان نمایاں ہیں اُس وقت سمجھی کہ میری عمہ عالی مقدار نے اسی وجہ سے اپنے ہاتھ زنانِ مدینہ سے پوشیدہ کیئے تھے۔(بحور الغمہ....جلد۳....ص۷۸۶)

﴿۱۲۳﴾...قاتلانِ حسینؑ کے انجام کے بعد حضرت زینبؑ اور حضرت اُمِ کلثومؑ کی وفات ہوئی تھی:-

حضرت مختار نے جب قاتلانِ حسینؑ کو گرفتار کیا اُن میں سے جن ظالموں نے حضرت امام حسینؑ کی لاش پر گھوڑے دوڑائے تھے اور آپ کا سر کاٹا تھا، آپ کا پیراہن

Presented by Ziaraat.Com

لوٹا تھا۔ جن ظالموں نے حضرت علی اکبرؑ، حضرت عباسؑ اور حضرت قاسمؑ کو قتل کیا تھا، جن ظالموں نے شہزادی زینبؑ اور حضرت اُمِّ کلثومؑ کے خیموں کو جلایا تھا اور شہزادیوں کی چادریں لوٹی تھیں انھیں چُن چُن کر قتل کیا ابنِ زیاد جس نے اپنے دربار میں شہزادیوں کو قیدی بنا کر اذیت دی تھی اُس کو سخت سزا دے کر قتل کیا اور ان قاتلوں کے سر محمد حنفیہ کی خدمت میں روانہ کیے۔

حضرت محمد حنفیہ نے سجدۂ شکر کرنے اور حضرت مختار و ابراہیم کو دعائیں دینے کے بعد ابنِ زیاد، عمر سعد، حصین بن نمیر اور شمر ذی الجوشن وغیرہم کے سر کو حضرت امام زین العابدینؑ کی خدمت میں ارسال فرمایا:

حضرت امام زین العابدینؑ کی خدمت میں جس وقت ابنِ زیاد وغیرہ کا سر پہنچا اور آپ کی نگاہ ان سروں پر پڑی آپ نے فوراً سجدۂ شکر کے لئے اپنی پیشانی جھکا دی اور خدا کی بارگاہ میں آپ عرض پرداز ہوئے:- **الحمد للّٰہ الذی ادرك لی ثاری من عدوی**

تمام تعریفیں اُس خدا کے لئے ہیں جس نے ہمارے دشمنوں سے دنیا میں فی الجملہ بدلہ لینے کی مختار کو توفیق عطا فرمائی۔ (رجال کشی، دمعۃ الساکبہ، نور الابصار، مجالس المومنین، اخذ الثار، ابومخنف، اسرار اللغات)

پھر سجدہ سے سر اُٹھانے کے بعد آپ نے فرمایا، **جز اللّٰہ المختار خیراً** کہ خداوند عالم مختار کو جزائے خیر دے کہ انہوں نے پوری جانفشانی اور مشقت سے ہمارے دشمنوں کو قتل کیا، علامہ ابن نما کا بیان ہے کہ جس وقت ابن زیاد کا سر امام زین العابدینؑ کی خدمت میں پہنچا اُس وقت آپ ناشتہ فرما رہے تھے۔ آپ نے فوراً سجدۂ شکر ادا کر کے حضرت مختار کو دعا دی۔ (ذوب النضار، کشف الغمہ، واخذ الثار)

Presented by Ziaraat.Com

مختار نے ابنِ زیاد کا سر حضرت امام زین العابدینؑ کی خدمت میں بھیج دیا جس وقت سر پہنچا آپ کھانا تناول فرما رہے تھے (عقد فرید.....ج ۲)

علماء مورخین کا بیان ہے کہ حضرت امام زین العابدینؑ نے سجدہ شکر سے سر اُٹھانے کے بعد مختار و ابراہیم کو دعا دی اور فرمایا کہ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے میری وہ دعا قبول فرما لی جو میں نے دربار کوفہ میں کی تھی، آپ نے فرمایا کہ جس وقت فرزند رسول حضرت امام حسینؑ کا سرِ مبارک طشت طلا میں رکھا ہوا تھا اس وقت یہ ابنِ زیاد ملعون ناشتہ کر رہا تھا۔ میں نے اس وقت دعا کی تھی۔

"اللّٰھُم لا تھتنی حتی ترینی راس ابن زیاد"

خدایا مجھے اس وقت تک موت نہ دے جب تک مجھے ابنِ زیاد کا سر کٹا ہوا نہ دکھا دے (اصدق الاخبار، اخذ الثار، نور الابصار، مجالس المومنین)

علامہ مجلسی تحریر فرماتے ہیں کہ قتل ابن زیاد سے تین سال قبل حضرت امام زین العابدینؑ نے اپنے اصحاب سے فرمایا تھا کہ وہ زمانہ قریب ہے کہ مختار ابنِ عبیدہ ثقفی ابنِ زیاد جیسے ملعون کا سر کاٹ کر میرے پاس بھیجیں گے اور جس وقت وہ سر میرے پاس پہنچے گا میں اس وقت اپنے اصحاب کے ہمراہ ناشتہ کر رہا ہوں گا، پھر جب وہ زمانہ قریب آیا جس کا حوالہ حضرت نے دیا تھا تو بہت سے اصحاب آپ کی خدمت میں جمع ہو گئے اور وہ لوگ اس وقت کا انتظار کرنے لگے جس وقت سر ابنِ زیاد بقول امامؑ آنے کا یقین تھا۔ ایک دن ناشتہ کا کھانا کھاتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ فلاں تاریخ اور فلاں دن ابنِ زیاد وغیرہ کا سر میرے پاس پہنچ جائے گا۔

جب وہ دن آیا اور حضرت تعقیب نماز صبح سے فارغ ہوئے تو آپ کے اصحاب آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے ان لوگوں کے لئے ناشتہ طلب فرمایا جونہی

Presented by Ziaraat.Com

ناشتہ لا کر رکھا گیا وہ سر جن کا آپ نے حوالہ دیا تھا لائے گئے، آپ کی نگاہ جیسے ہی اُن سروں پر پڑی آپ فوراً خداوند عالم کا شکر ادا کرنے کے لئے سجدہ میں چلے گئے، پھر سر اُٹھانے کے بعد آپ نے فرمایا کہ خدا کا شکر ہے کہ اُس نے مجھے دنیا سے اب تک نہ اُٹھایا تھا کہ میں نے آج ان ملعونوں کا سر دیکھ لیا، اس کے بعد آپ بار بار اُن سروں کی طرف دیکھنے لگے اور انتہائی خوشی کی حالت میں بار بار حمدِ خدا کرنے لگے، آپ کا دستور تھا کہ ناشتے کے بعد آخر میں آپ اپنے مہمانوں کے لئے حلوہ منگوایا کرتے تھے، اصحاب ناشتہ کرنے کے بعد اس اُمید میں تھے کہ اب حلوہ لایا جائے گا، لیکن حضرت حلوہ منگوانے کی طرف متوجہ نہ ہوئے۔ کیونکہ آپ اُن سروں کو دیکھنے میں مشغول تھے جب مہمانوں کو حلوہ نہ ملا تو ان میں سے کسی نے درخواست کی اور حضرت کی بارگاہ میں حلوہ کی یاددہانی کرائی، آپ نے فرمایا کہ اے میرے اصحاب آج حلوہ کیا مانگ رہے ہو، ارے اس وقت ان سرہائے دشمنانِ خدا کے دیکھنے سے زیادہ اور کون سا حلوہ شیریں ہوگا، اے میرے اصحاب:-

لانرید حلوا حلی من نظرنا الی ھذین الراسین

میں ان دونوں سروں کے دیکھنے سے زیادہ کسی حلوے میں شیرینی اور لذت نہیں پاتا

(جلاء العیون، بحار الانوار...ج ۱۰)

بالآخر وہ سر ایک روایت کی بنا پر جلا ڈالے گئے اور ایک روایت کی بنا پر اسے شہر کی کسی گھاٹی میں ڈال دیا گیا (بحار الانوار...ج ۱۰)، علامہ سروی کا بیان ہے کہ ان سروں کے لئے حضرت محمد حنفیہ نے حکم دیا کہ انہیں نمایاں جگہ پر آویزاں کر دیا جائے۔

(روضۃ الصفا)

سروں کے پہنچنے کے بعد حضرت امام زین العابدینؑ انتہائی مسرت کے عالم میں

Presented by Ziaraat.Com

داخلِ خانہ ہوئے اور آپ نے اپنی مخدّراتِ عصمت وطہارت کو حکم دیا کہ اب غم کا لباس اُتار دو آنکھوں میں سرمہ لگانا اور سروں میں تیل ڈالنا شروع کر دو۔ چنانچہ مخدّراتِ عصمت وطہارت نے غم کے کپڑے بدل ڈالے اور آنکھوں مین سرمہ لگانا، سروں میں تیل ڈالنا شروع کر دیا، حضرت امام جعفر صادقؑ ارشاد فرماتے ہیں کہ واقعہ کربلا کے بعد سے ہماری عورتوں نے اس وقت تک نہ سر میں تیل ڈالا تھا نہ خضاب کیا تھا نہ آنکھوں میں سرمہ لگایا تھا نہ گھر میں چولھا روشن کیا تھا جب تک ابنِ زیاد قتل نہیں ہو گیا۔ حضرت فاطمہ بنت امیر المومنینؑ کا بیان ہے کہ ہم لوگوں نے اس دن سر میں تیل ڈالا، بالوں میں کنگھی کیا، آنکھوں میں سرمہ لگایا، بالوں میں خضاب کیا اور گھر میں چولھا جلایا جس دن مختار بن ابی عبیدہ ثقفی نے ابنِ زیاد وغیرہ کا سر حضرت امام زین العابدینؑ کے پاس ارسال کیا تھا۔ روایت کے عیون الفاظ یہ ہیں:-

''مرزبانی اپنے اسناد سے بیان کرتا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ کسی ہاشمیہ نے اُس وقت تک سرمہ نہیں لگایا اور خضاب نہیں کیا گھر میں چولھا نہیں جلایا جب تک ابنِ زیاد قتل نہیں ہو گیا اور یہ سلسلہ واقعۂ کربلا کے بعد پانچ حجوں کے گزرنے تک جاری رہا''۔

یحییٰ بن ابی راشد کا بیان ہے کہ حضرت فاطمہ بنتِ علیؑ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب تک مختار نے ابنِ زیاد کا سر نہیں بھیجا اُس وقت تک ہم میں سے کسی عورت نے نہ کوئی خوشی منائی ہے نہ آنکھوں میں سلائی پھیری ہے نہ بالوں میں کنگھی کی ہے۔

(دمعۃ الساکبہ، صدق الاخبار، مجالس المومنین، نور الابصار، جلاء العیون، ذوب النضار، رجال کشی)

علامہ ابو عمرو محمد بن عمر بن عبدالعزیز الکشی تحریر فرماتے ہیں کہ ابنِ زیاد کے سر کے ہمراہ عمر بن سعد اور بہت سے قاتلان حسینؑ کے سر حضرت امام زین العابدینؑ کی

Presented by Ziaraat.Com

خدمت میں بھیجے گئے تھے (رجال کشی)

علامہ مجلسی تحریر فرماتے ہیں کہ ابنِ زیاد کے سر کے ہمراہ عمر سعد کا بھی سر تھا (جلاء العیون، بحار الانوار ... ج ۱۰) علامہ ابن نما تحریر فرماتے ہیں کہ عمر سعد کا سر دیکھ کر حضرت محمد حنفیہ نے سجدۂ شکر ادا کرنے کے بعد دونوں ہاتھوں کو بلند کرتے ہوئے کہا

اَللّٰھُمَّ لاتنس ھذا الیوم للمختار"

خدایا اس دن کو مختار کے لئے فراموش نہ فرمانا اور انہیں اہلِ بیتِ رسولؐ کی طرف سے جزائے خیر عنایت فرما۔ (ذوب النضار)

مذکورہ روایت اور تاریخی شواہد سے دو باتوں کا ثبوت ملتا ہے، ایک تو یہ کہ جس تاریخ کو ابنِ زیاد، عمر سعد اور دیگر ملاعین کے سر حضرت امام زین العابدینؑ کی خدمت میں پہنچے تھے اُس دن خوشی منانی چاہیئے، تحفۃ العوام مصدقہ علماء کرام مطبوعہ نظامی پریس لکھنؤ کے صفحہ ۶۸ میں نویں ربیع الاوّل کو بحوالہ سرکار ناصر الملت اعلیٰ اللہ مقامہٗ قتل عمر سعد و عید شجاع مرقوم ہے، دوسرے یہ کہ قید خانہ شام سے اہلِ بیتِ حسینیؑ ۶۲ھ میں رہا ہو کر کربلا پہنچے تھے، کیونکہ مدینہ پہنچنے کے بعد سے پانچ حج کے گزرنے کے بعد ربیع الاوّل ۶۷ ہجری میں مخدراتِ عصمت نے ظاہری سوگ بڑھایا تھا۔

حضرت زینبؑ اور حضرت اُمِّ کلثومؑ نے جب قاتلوں کے سر دیکھ لئے اس کے بعد ۶۷ ہجری میں حضرت زینبؑ کی وفات ہے۔ حضرت اُمِّ کلثومؑ کی وفات ۸۰ ہجری میں ہوئی۔ پروردگارِ عالم کی مشیت تھی کہ شہزادیاں ظالموں کا انجام دیکھیں پھر دنیا سے رخصت ہوں۔ ان ظالموں سے اصل انتقام حضرت امام مہدیؑ لیں گے اور آخری انتقام محشر کے میدان میں حضرت فاطمہ زہراؑ کی خوشنودی کے لئے پروردگار خود لے گا۔

(مختارِ آلِ محمدؐ ..... ۳۸۱ تا ۳۸۶)

Presented by Ziaraat.Com

حضرت محمد حنفیہ اور حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں سرِ ابن زیاد وغیرہ کے پہنچنے سے متعلق حضرت شاعر اجل سید سرفراز حسین صاحب خبیرؔ لکھنوی ارشاد فرماتے ہیں:-

(حضرت امام زین العابدینؑ نے حضرت زینبؑ سے فرمایا)

جزائے خیر دے مختار کو خدائے جلیل — یہ سر نہیں عوض فرق سرور جبریل
کہا امام نے تائیدِ حق تھی اس کی کفیل — یہی محبتِ آلِ رسولؐ کی ہے دلیل
ہے اُس کو فکر کہ دل سے غبارِ غم دھو جائے
سب اس لئے تھا کہ خوش عترت نبی ہو جائے

اگرچہ باغِ نبیؐ بن میں یوں ہوا ہے تباہ — کہ روند ڈالے کوئی جس طرح سے خشک گیاہ
ہے کم جو کیجئے تا روزِ حشر نالہ و آہ — اُتاریئے مری خاطر سے اب لباسِ سیاہ
یہی نہیں کہ حضور اس جہاں میں روتی ہیں
یہ حال دیکھ کے زہراؑ جناں میں روتی ہیں

یہ سُن کے صبر کی کشتی ہوئی جو طوفانی — پکاریں زینبؑ مضطر باشک افشانی
پھریں گے نہر سے عباسؑ لے کے جب پانی — میں تب بڑھاؤں گی سوگ اے حسینؑ کے جانی
نہ کھانا کھانے کا حظ ہے نہ پانی پینے کا
حسینؑ لے گئے سب لطف میرے جینے کا

پھریں گے رن سے برادر تو میں بڑھاؤں گی سوگ — ملیں گے قاسمؑ و جعفرؑ تو میں بڑھاؤں گی سوگ
پلٹ کے آئیں گے اصغرؑ تو میں بڑھاؤں گی سوگ — منائیں گے مجھے اکبرؑ تو میں بڑھاؤں گی سوگ
گلے لگاؤں گی منہ آنسوؤں سے دھو دھو کے
دکھاؤں گی انہیں شانوں کے نیل رو رو کے

Presented by Ziaraat.Com

مرزا دبیر کہتے ہیں:-

حضرت امام زین العابدینؑ کے سامنے ملعون ابن زیاد کا سر لایا گیا، آپ نے سر کو دیکھ کر فرمایا "جب قیدی بنے دربار میں اس کے سامنے کھڑے تھے یہ ہم کو دِکھا دِکھا کر کھانا کھا رہا تھا، ہم آنسو بہا رہے تھے اور یہ مزے لے لے کر کھانا کھا رہا تھا۔

حضرت امام زین العابدینؑ بزمِ اصحاب سے اُٹھ کر حرم سرا میں تشریف لے گئے اور اپنی دونوں پھوپھیوں حضرت زینبؑ اور حضرت اُمِ کلثومؑ کو مختار ثقفی کا خط پڑھ کر سنایا۔ اس وقت حضرت زینبؑ نے زانو سے سر اُٹھایا اور بھتیجے کو پاس بلا کر آہستہ سے پیشانی پر بوسہ دے کر فرمایا میرے لعل کیا میں اپنے بھائی شیر خوار کے فرزند کا سوگ بڑھاؤں لیکن اے میرے نورِ نظر رات کو میں نے خواب میں اماں کو کھلے سر دیکھا، وہ کالے لباس میں بال پریشان کھڑی تھیں اور کہہ رہی تھیں میں سیاہ لباس نہیں بدلوں گی اور میں قیامت تک اپنے حسینؑ کا ماتم کروں گی زینبؑ کیا تم میرا ساتھ دے سکتی ہو، میں نے ابھی تک سوگ نہیں بڑھایا۔

میں نے اماں سے کہا میں بھی تا حشر غمِ حسینؑ مناؤں گی میں بھی مرتے دم تک سیاہ لباس پہنوں گی اور سوگ کے کپڑوں میں بھائی سے فردوس میں ملاقات کروں گی۔

سیّد سجادؑ اماں سے میں یہ وعدہ کر چکی ہوں، اب جو تمہاری مرضی ہو تم امام وقت ہو۔

امام زین العابدینؑ گھر کے دروازے پر تشریف لائے اور اپنے خادم سے کہا کہ مدینے کے شیعوں سے میرا یہ پیغام کہو کہ آج ہمارے گھر مجلس ہے ایک سیّد ایک مسافر مجلس میں آ کر شریک ہو جاؤ، جس جس کو مجلس میں شرکت کرنا ہے وہ جلدی آئے مدینے کی عورتوں سے کہو وہ بھی سوگوار بن کر آئیں اور سیدانیوں کے ساتھ شریکِ غم ہوں۔ سیدانیاں آج مجلس کے بعد سر پر دوپٹہ ڈالیں گی، آ ؤ لو سوگ بڑھا جاؤ حسینؑ

Presented by Ziaraat.Com

ابنِ علیؑ کا۔

مجلس منعقد ہوئی سیدانیاں مجلس میں تشریف لائیں، بنی ہاشم کی تمام عورتیں بھی بصد غم آ گئیں سوگ بڑھانے کا اہتمام ہوا، زینبؑ واُمِّ کلثومؑ نے آنچل سے منھ ڈھانپ کر بین کئے، مجلس میں حضرت فاطمہ زہراؑ کی آواز گریہ بھی آنے لگی، ناگاہ حضرت عابدؑ نے کھانا منگوایا، اس وقت حضرت زینبؑ نے فرمایا مجھے بھائی کی وصیت یاد آ گئی، آپ نے فرمایا تھا زینبؑ بھول نہ جانا شربت پر میرا فاتحہ دلوانا۔

مجلس غم میں شربت لایا گیا، حضرت سیّد سجادؑ نے شربت پر فاتحہ دیا اس وقت حضرت زینبؑ نے فرمایا شربت پر میرے لعل علی اکبرؑ کا فاتحہ بھی دو۔

سوگ بڑھانے کے لئے سُرمہ لایا گیا، شہزادی زینبؑ نے فرمایا اگر میں نے یہ سُرمہ آنکھ میں لگالیا کیا میرے بھائی مجھے نظر آئیں گے؟

میں سر میں کنگھی کیسے کروں، میرے بھائی کی زلفیں نیزے سے باندھی گئی تھیں میں تا حشر ماتم کروں گی، جنّت میں جا کر اماں سے سر گندھواؤں گی۔

میرے بھائی کے ہاتھ کاٹے گئے میں اپنے ہاتھ میں مہندی کیسے لگاؤں گی مجھے بھائی کی خوں بھری انگلیاں یاد آتی ہیں میں اگر مہندی لگاؤں گی اماں شکوہ کریں گی کہ تم نے سوگ بڑھا دیا۔

مرزا دبیر کے غیر مطبوعہ مرثیے سے اقتباس:۔

آیا جو سر ابنِ زیادِ ستم ایجاد عابدؑ تو یہ فرماتے تھے سب کرتے تھے فریاد
فرمایا کہ ایک روز وہ تھا ہم پہ تھی بیداد تب شکر کے سجدے کو جھکے حضرتِ سجادؑ
لالا کے ہمیں دُور سے دکھلاتا تھا کھانا
ہم آگے کھڑے روتے تھے یہ کھاتا تھا کھانا

Presented by Ziaraat.Com

پھر اُٹھ کے حرم میں وہ گیا شاہ کا جایا ایک ایک کو پڑھ کر خطِ مختار سنایا
سر زانو سے تب بنتِ یداللہ نے اُٹھایا آہستہ سے پاس اپنے بھتیجے کو بلایا
منہ کہنے لگی چوم کے اُس ماہ لقا کا
میں سوگ بڑھاؤں پسرِ شیرِ خدا کا

یہ رات کا ہے تذکرہ اے عابد ذیشاں سر کھولے ہوئے رات کو آئیں میری اماں
کالی کفنی پہنے تھیں اور بال پریشاں کہتی تھیں کہ یہ کپڑے نہ بدلوں گی میں نالاں
تا حشر نہ ماں رونے سے دم لیوے گی زینبؑ
کب تک تو میرا ساتھ بھلا دیوے گی زینبؑ

تب میں نے کہا دل کو جو جائے گا سنبھالا بھولیں گے نہ تا حشر غمِ سیّد والا
مر جاؤں گی اس غم سے اگر کر کے میں نالا مرقد میں بھی رنگوا کے کفن پہنوں گی کالا
تا مرگ یہ کالی کفنی پہنے رہوں گی
بھائی سے میں جا کر انہی کپڑوں سے ملوں گی

اماں سے تو اقرار یہ میں کر چکی واری اب تو میں ہوں دکھیاری جو مرضی ہو تمہاری
اس رسم سے آگاہ تو یہ خلق ہے ساری مر جاتا ہے دنیا میں جو اے عاشقِ باری
اُس شخص کی تربت جہاں بنواتے ہیں بیٹا
سب سوگ بڑھانے کو وہاں جاتے ہیں بیٹا

القصہ کہ سمجھا کے پھوپھی کو بدلِ زار گھر سے گئے دروازے پہ سجادؑ خوش اطوار
خادم سے کہا شیعوں سے کر جا کے یہ اظہار برپا ہوئی ہے مجلسِ شاہنشہِ ابرار
یہ قبرِ پیمبرؐ کے مجاور کی ہے مجلس
سیّد کی ہے مجلس یہ مسافر کی ہے مجلس

Presented by Ziaraat.Com

منظور ہو جس جس کو عزائے شہِ مضطر کچھ دیر نہ ہو آئیں سرِ قبرِ پیمبرؐ
عورات سے کہنا کہ چلو تم بھی کھلے سر منہ ڈھانپیں گی سیدانیاں سب ساتھ دو آکر
موجود ہے غم حشر تلک سبطِ نبیؐ کا
لو سوگ بڑھا جاؤ حسینؑ ابنِ علیؑ کا

اک مرتبہ اظہار ہوئی مجلسِ ماتم سیدانیاں آئیں وہاں بادیدۂ پُر نم
عوراتِ بنی ہاشمیہ ساتھ بصد غم اسباب ہوا سوگ بڑھانے کا فراہم
منہ ڈھانپ کے زینبؑ جو لگی بین سنانے
بیٹے کا دیا ساتھ بتولِ عذرا نے

ناگاہ یہ عابدؑ نے کہا بادلِ ناچار لو فاتحہ دلواؤ کہ کھانا ہوا تیار
زینبؑ نے کہا ٹھہرو ذرا عابدِ بیمار بھائی کی وصیت مجھے یاد آئی ہے دلدار
فرمایا تھا یہ بھول نہ تم جائیو زینبؑ
شربت پہ میرا فاتحہ دلوائیو زینبؑ

عابدؑ نے کہا جا کے بنا لاؤں میں نالاں وہ بولی کہ ہاں صدقے گئی مجھ پہ ہے احساں
حاضر ہوا بس کھانا بھی شربت بھی اُسی آں اور فاتحہ دلوانے کا ہونے لگا ساماں
رونے لگیں سیدانیاں ہاتھ آنکھوں پہ دھر کے
عابدؑ ہوئے استاد وضو جلدی سے کر کے

جب فاتحہ سب دے چکے سجادِ حق آگاہ دو چار قدم واں سے چلے ہونگے کہ ناگاہ
چلّا کے یہ فرمانے لگی بنتِ یداللہ بیٹوں سے تو مطلب نہیں اے عابدِ ذی جاہ
زینبؑ سے دعا جینے کی لیتے ہوئے جاؤ
اکبرؑ کا میرے فاتحہ دیتے ہوئے جاؤ

Presented by Ziaraat.Com

اس بات سے سجادؑ حزیں بھی ہوئے نالاں　　اور سوگ بڑھانے کا سبھوں نے کیا ساماں
سرمہ کی طرف دیکھ کے زینبؑ ہوئی گریاں　　کرنے لگی یہ بین بصد نالہ و افغاں

کیوں صاحبو صورت مجھے دکھلائیں گے بھائی
سرمہ میں لگاؤں نظر آجائیں گے بھائی

کنگھی میں کروں بالوں میں یہ کب ہے سزاوار　　وابستہ ہوئی نیزہ سے زلفِ شہ ابرار
حاشا نہیں مجھ کو یہ گوارا نہیں زنہار　　دل شانہ کی مانند ہوا جاتا ہے افگار

پیٹوں گی میں تا مرگ شہ جنّ و بشر کو
فردوس میں گندھواؤں گی اماں سے میں سر کو

بھائی کے کٹیں ہاتھ لگاؤں میں حنا آہ　　یہ مجھ کو گوارا نہیں اے عابدِ ذی جاہ
وہ خوں بھری اُنگلیاں یاد آتی ہیں واللہ　　اماں نہ کہیں گی مجھے کیا سوگ رکھا واہ

اس آتشِ اندوہ سے دن رات جلوں گی
مہندی کے عیوض میں کفِ افسوس ملوں گی

خاموش دبیرؔ اب نہیں قابو میں دلِ زار　　مولا سے یہ کر عرض کہ یا سیّد ابرار
دینداریِ مختار کا صدقہ میرے مختار　　کہلاتا ہوں تیرا تو ہے مالک مرا غفار

اب یہ ترا الطاف بس اے شاہِ شہاں ہو
طاقت ہو مجھے نظم کی اور زورِ بیاں ہو

﴿۱۲۴﴾ ...حضرت اُمّ کلثومؑ تاحیات عزائے حسینؑ میں سوگوار رہیں:

جناب مولوی میر سید علی ''مجالس علویہ'' میں لکھتے ہیں:-

Presented by Ziaraat.Com

زرارہ سے منقول ہے کہ کہا اُس نے، فرمایا مجھ سے جناب صادق علیہ السلام نے کہ اے زرارہ بہ تحقیق کہ آسمان رویا مصیبت میں امام حسینؑ کی چالیس دن بخون، اے زرارہ بہ تحقیق کہ زمین بھی روئی اُس امامِ مظلومؑ پر چالیس روز بہ سیاہی اور چالیس دن آفتاب کو گہن رہا اور پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اور دریا جوش و خروش میں آئے اور فرشتہائے آسمان بھی چالیس روز تک روئے امام حسینؑ کو، اے زرارہ جب سے میرے جد مظلوم شہید ہوئے اُس روز سے کسی عورت نے عوراتِ بنی ہاشم سے نہ خضاب کیا اور نہ مہندی لگائی اور نہ سر میں تیل ڈالا اور نہ کنگھی کی اور نہ آنکھوں میں سرمہ لگایا جب تک سر عبید اللہ ابن زیاد کا کٹ کر ہمارے پاس نہ آیا، ہائے ہائے مومنین یہ عوراتِ بنی ہاشم کا حال ہوا کہ سوگ جب اُترا جب ابنِ زیاد کا سر آیا عزیزوں میں سے کسی کا سوگ نہیں اُترا تصور کیجئے کہ سوگ کون اُتارے۔

جنابِ زینبؑ سوگ اُتاریں گی جنابِ اُمِ کلثومؑ سوگ اُتاریں گی فاطمہؑ صغریٰ، فاطمہؑ کبریٰ، دُلھن جنابِ قاسمؑ کی آہ آہ یہ سب معظمات جب تک بقید حیات رہیں ماتم امام حسینؑ میں دن رات رویا کیں اور کسی بی بی سوگوار نے نہ سر میں کنگھی کی اور نہ سر میں تیل لگایا نہ سرمہ دیا آنکھوں میں نہ ہاتھوں میں مہندی لگائی اور نہ سیاہ پوشاک اُتاری یہاں تک کہ اسی حالتِ غم میں دنیا سے رحلت کی۔ (مجالس علویہ صفحہ ۴۲۳، ۴۲۴)

﴿۱۲۵﴾ ... حضرت زینبؑ کی وفات کا صدمہ

حضرت اُمِ کلثومؑ نے بہن کا جنازہ دیکھا:

صاحب لسان الواعظین لکھتے ہیں کہ واقعہ کربلا کے چند سال کے بعد مروان ابن حکم نے یزید کو لکھا ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ علی بن الحسینؑ فوج جمع کر کے عنقریب تجھ

Presented by Ziaraat.Com

سے اپنے باپ بھائیوں کے خون کا بدلا لیں گے اور اپنی ماں بہنوں کی طرح تیرے ناموس کو بھی دربدر پھرائیں گے پس بروایتے یزید نے مسلم بن عقبہ کو لشکر گران کا سردار کر کے امام زین العابدینؑ کی گرفتاری کے واسطے مدینہ روانہ کیا اُس شقی نے جا کر اس قدر کشت وخون کیا کہ مدینہ کے کوچوں میں خون کا دریا بہنے لگا اور ایک روایت میں ہے کہ یزید نے افسران فوج کو جمع کر کے کہا تم میں کون ایسا ہے کہ پھر اہلِ بیتؑ رسولؐ کو مقید کر کے میرے دربار میں لائے کسی نے کچھ جواب نہ دیا مگر شمر ملعون کہنے لگا اگر چالیس ہزار نو آزمودہ کار میرے ساتھ ہوں تو البتہ میں اس مہم کو سر کر سکتا ہوں۔ غرض شمر مع چالیس ہزار سوار کے داخل مدینہ ہوا اور بیمارِ کربلاؑ سے کہنے لگا یزید کا حکم ہے کہ پھر آپ کو طوق و زنجیر میں گرفتار کر کے مع اہلِ بیتؑ اطہار شام میں پہنچاؤں جناب زینبؑ نے جو یہ حال سنا بازار شام میں بلوائے عام میں سر برہنہ پھرنا یاد آ گیا نہایت مضطر ہوئیں امام زین العابدینؑ نے عرض کی پریشان نہ ہو جیئے انشاء اللہ آپ دوبارا شام تک نہ جائیں گی یہ کہہ کے خود روضہ رسولؐ میں گئے اور عرض کی یا جداہ ابھی تک یزید ہماری ایذا رسانی سے باز نہیں آیا دیکھیئے پھر اشقیاء ہمیں آپ کے روضہ سے چھڑاتے ہیں اور طوق و زنجیر میں گرفتار کر کے لئے جاتے ہیں غرض آپ مرقدِ رسولؐ سے رخصت ہو کے مع اہلِ بیتؑ شام کی طرف روانہ ہوئے اثنائے راہ میں جناب زینبؑ کو تپ آ گئی جب تھوڑی دور شام باقی رہ گیا عارضے نے شدت کی غش پر غش آنے لگے بیمارِ کربلاؑ نے مصلحتاً توقف کیا اور شمر وہیں اسیروں کو مع لشکر چھوڑ کے خود شام میں گرفتاریٔ اہل بیتؑ کی یزید کو خوشخبری دینے گیا۔ یہاں جناب زینبؑ نے سب اہلِ بیتؑ کو جمع کر کے وداع کیا اور وصیت بہ صبر فرمائی اور بعض مقاتل میں مرقوم ہے کہ جناب زینبؑ نے فرمایا اس شب میں نے اپنے بھائی حسینؑ کو خواب میں دیکھا ہے کہ وہ جناب

Presented by Ziaraat.Com

سر جھکائے خاک پر بیٹھے ہیں اور میری طرف نہ دیکھتے ہیں نہ بات کرتے ہیں میں حیران ہوئی کہ مجھ سے کیا خطا ہوئی جو حضرت میری طرف متوجہ نہیں ہوتے بے تاب ہو کے عرض کی اے بھائی آپ کیوں خفا ہیں میری طرف دیکھتے بھی نہیں میں نے تو آپ کے بعد سکینہؑ ورقیہؑ کی پرستاری میں کبھی کوتاہی نہ کی خود برابر اعدا کے ظلم اُٹھاتی رہی مگر حتی الامکان آپ کے اطفال سے غافل نہ ہوئی یہ سن کر حضرت کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہوئے اور فرمایا اے بہن میں تم سے آزردہ نہیں بلکہ شرمندہ ہوں کیونکر آنکھ چار کروں میں نے تمہیں دشمنوں میں اکیلا چھوڑ دیا اور تم نے میری وجہ سے بڑی بڑی مصیبتیں اُٹھائیں بازارِ شام میں بلوائے عام میں پھرائی گئیں قید خانے میں رہیں اب بھی میرے ہی فرزند کی محبت میں سفر کی صعوبتیں بیماری کی اذیتیں اُٹھاتی یہاں تک نظر بند ہو کر آئی ہو ناگاہ پہلو سے میری ماں فاطمہ زہراؑ کی آواز آئی اے زینبؑ نہ گھبرا سختیوں کے دن گذر گئے آج کی رات تو میرے پاس ہوگی غرض جناب زینبؑ نے اُمِ کلثومؑ سے فرمایا اے بہن جب میں دنیا سے گذر جاؤں تو اس وقت میری آنکھیں بند کر دینا اور گوشۂ چادر سے سر میرا چھپا کر قبلہ کی جانب پاؤں پھیلا دینا اور اے اُمِ کلثومؑ جس طرح میں اپنے بھائی کے بچوں کی خدمت گذاری کرتی رہی تم بھی اطفالِ حسینؑ سے غافل نہ ہونا اور جب بھائی حسینؑ کی مجلس برپا کرنا تو زینبؑ کو بھی یاد کر لینا بعد اس کے جناب زینبؑ نے سب سے فرمایا اس وقت مجھے اکیلا چھوڑ دو کہ اپنی ماں کی طرح وقت آخر خدا سے کچھ راز و نیاز کی باتیں کرلوں۔

جناب اُمِ کلثومؑ فرماتی ہیں حسبِ وصیت میں نے اپنی بہن کو تنہا ایک خیمے میں چھوڑ دیا اور بیرونِ در ایک کنیز کو بٹھا دیا وہ کنیز کہتی ہے کہ میں نے سنا کہ نزع کے وقت میری بی بی دعا کرتی ہیں بارِ الٰہا زینبؑ کو اسیری کی تاب نہیں اور اس سے زیادہ بھائی حسینؑ کی

Presented by Ziaraat.Com

جدائی کا تحمل نہیں تیری رحمت سے امیدوار ہوں کہ مجھے میرے آبا وٗ اجداد سے ملحق کر پھر کلمہ شہادتین زبان پر جاری کیا اور طائر روح گلشنِ جنّت کو پرواز کر گیا جب اہلِ بیتؑ کو معلوم ہوا کہ جنابِ زینبؑ نے قضا کی بی بیوں نے بچوں نے گریبان اپنے پھاڑ ڈالے چادریں سروں سے پھینک دیں جناب امام زین العابدینؑ نے روتے روتے اپنی عجیب حالت بنائی بار بار فرماتے تھے آہ آہ اپنے برادر مظلوم کے بچوں کی چاہنے والی یتیموں کی پرستاری کرنے والی دنیا سے گذر گئی الغرض حضرت سجادؑ نے اُس قریہ سے جہاں قیام پذیر تھے مومنات کو بلوایا اور اپنی پھوپھی کی تجہیز و تکفین کا سامان کیا لکھا ہے کہ جب حضرت اُمِّ کلثومؑ نے جب کفن پنہایا تو بدن میں نیلے داغ دکھائی دیتے تھے شانوں پر گردن میں رسیوں کے نشان تھے پشت پر نیزوں کے، تازیانوں کے داغ معلوم ہوتے تھے الغرض اہلِ بیتؑ نے اُسی مقام پر جناب زینبؑ کو دفن کردیا چنانچہ دو فرسخ پر شام سے آپ کا روضۂ اقدس بنا ہوا ہے زوّار جاتے ہیں اور شرفِ زیارت سے فیض یاب ہوتے ہیں اور صاحب خلاصۃ المصائب نے جو روایت آپ کی وفات کی لکھی ہے اُس میں لکھا ہے کہ آپ راہِ شام میں جس درخت تغر کی شاخ سے ملا کے جناب امام حسینؑ کا سر بریدہ رکھا گیا تھا اُسی شاخ سے جناب زینبؑ لپٹی اپنے بھائی کے غم میں روتی تھیں زہیر بن تمیم ملعون کو کہ اُس باغ کا باغبان تھا یہ معلوم ہوا کہ جناب زینبؑ خواہرِ امام حسینؑ درخت سے لپٹی روتی ہیں اُس شقی نے پسِ پشت سے آ کے ایک بیلچہ اس روز سے جناب زینبؑ کی پشت مبارک پر مارا کہ وہیں آپ کی روحِ مطہر جنّت کو پرواز کر گئی اور اُسی سرزمین پر جناب زین العابدینؑ نے اپنی پھوپھی کو دفن کیا اور وہیں سے حضرت مدینہ کو تشریف لے گئے جنابِ فضّہؑ نے اپنی شہزادی کی قبر منور سے مفارقت نہ کی اور کئی برس کے بعد انتقال کیا اور جناب زینبؑ کے پائین پا دفن ہوئیں۔

(بحور الغم۔ جلد ۳...صفحہ ۷۷۹، ۷۸۱)

Presented by Ziaraat.Com

حضرت زینبؑ کی شہادت ۲۷ر جمادی الاوّل کو ہوئی، ۱۵ر رجب جو مشہور ہے وہ زینبؑ بنتِ احمد بن عبداللہ بن جعفر بن محمد حنفیہ بن علی بن ابی طالب کی وفات ہے۔ یہ زینبؑ محمد حنفیہ کی اولاد میں سے تھیں قبر پر کتبہ لگا ہے اور اس پر شجرہ لکھا ہے۔ مصر میں بوہری اور خوجے آباد ہیں۔ برصغیر ہندوستان و پاکستان کے خوجے بھی یہ سمجھتے ہیں کہ یہ زینبؑ حضرتِ علیؑ کی بیٹی ہیں اس لئے تمام خوجے ۱۵ر رجب کو حضرت زینبؑ کی وفات پر مجلس کرتے ہیں۔ خوجوں میں علمی و ادبی تحقیق اور ریسرچ سے بالکل دلچسپی نہیں ہے اور کسی کی بات بھی نہیں مانتے ہیں۔ اور نہ یہ دینی اردو کی کتابیں پڑھتے ہیں۔ اس لئے زیادہ تر خوجے کم علم ہیں اور ضدی بھی بہت ہیں۔

﴿۱۲۶﴾... حضرت اُمِّ کلثومؑ کی وفات

تاریخ بتلاتی ہے کہ غم کا اثر سب سے زیادہ اس بی بی نے لیا مدینے میں واپسی کے اٹھارہ برس کے بعد آپ نے داعی اجل کو لبیک کہی آپ کے وفورِ غم والم کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ زندگی کے آخری لمحات میں بھی شہیدانِ کربلا کی یاد آپ کے دل مغموم سے محو نہ ہوئی اور زندگی کے آخری لمحوں میں بھی یہ کلمات آپ کے وردِ زبان رہے۔

ٹھہرو۔ اے مسافرانِ عدم ہمیں وداع کر لو قبل اس کے ہم سے دور رہو۔ کشادہ زمین تمہارے بعد ہم پر قید خانہ بن گئی۔

تم پر سلام اے شہیدانِ کربلا! تمہارا فراق کس قدر تلخ ہے؟

جب آفتاب طلوع کرتا ہے تو اہل وطن تم یاد آتے ہو اور جب غروب کرتا ہے تو تمہاری وجہ سے غم تازہ ہو جاتا ہے۔ (مظلومہ کربلا صفحہ ۳۹۹)

جب حضرت مختار نے قاتلانِ حسینؑ کے سر بھجوائے اس کے بعد ۲۴ر صفر ۸۰ ہجری میں حضرت اُمِّ کلثومؑ نے وفات فرمائی اور کسی تاریخ سے یہ پتہ نہیں چلتا کہ آپ نے

Presented by Ziaraat.Com

مدینے سے باہر انتقال فرمایا ہے۔ ہر ایک مورخ اس امر پر متفق ہے کہ آپ مدینے ہی میں دفن ہیں۔

مگر شام میں آپ کا مزار موجود ہے۔ ہوسکتا ہے یہ روضے کی شبیہ ہو۔

حقیقتاً اہلِ بیتؑ اور حسینؑ کا امتحان موت کی اندھیری وادیوں میں لیا جا رہا تھا ظاہر تو یہی ہے جب آپ قید سے آزاد ہوئیں تو شہزادی اُمِّ کلثومؑ کی حالت پر غور کریں نہ تو والدین کا سہارا تھا اور نہ سرتاج کا سہارا اور نہ کوئی ایسا بھائی رہا جو سر پر دست شفقت رکھتا نہ اولاد جو کہ اُمید کا چراغ ہوتی ہے، فرزند قاسمؑ بن عون کربلا میں شہید ہوگیا۔

سو اب اس بی بی کی کیا حالت ہوئی ہوگی جس کی کوئی منزل نہ ہو۔ اگر منزل ہو تو موت کا سفر تھا۔ امام زین العابدینؑ کے مصائب اور بڑھ گئے پھوپھی کا جنازہ اُٹھایا، نمازِ جنازہ پڑھی۔ امام حسنؑ کے پہلو میں پھوپھی کو دفن کردیا۔

اُمِّ کلثومؑ بنتِ علیؑ جو کہ اپنے حصے کا فریضۂ توحید ادا کرچکی تھیں کیا وہ بی بی اس قدر غم برداشت کرسکتی تھیں اور حقیقت ہے فاطمہؑ کی مالا کے موتی اس طرح بکھرے کہ حقیقت آج تک کوئی جان نہ سکا۔

﴿۱۲۷﴾...مرثیہ درحال وفاتِ حضرت اُمِّ کلثوم صلوٰۃ اللہ علیہا

مرثیہ نگار حسینیؔ نے حضرت اُمِّ کلثومؑ کی وفات کے موضوع پر مرثیہ تصنیف کیا ہے:-

رحلتِ بنتِ مرتضیٰ ہے آج — غم سے محزوں مصطفا ہے آج

فاطمہؑ صاحبِ عزا ہے آج — شہ کی خواہر کا غم بپا ہے آج

ہائے کیا کیا اذیتیں سہہ کے

اُٹھیں کلثومؑ آج دنیا سے

Presented by Ziaraat.Com

تھی ازل ہی سے غم زدہ دکھیا — داغ پہلے اُٹھایا نانا کا
۲
بھائی محسن کا حادثہ دیکھا — ہائے پھر ماں کا ساتھ بھی چھوٹا

ہائے کیا کیا اذیتیں سہہ کے
اُٹھیں کلثومؑ آج دنیا سے

فرقِ حیدرؑ کو دیکھ کر زخمی — پیٹ کر سر کو خاک اُڑاتی تھی
۳
پڑ گئی سر بلا یتیمی کی — غم میں بابا کے سوگوار رہی

ہائے کیا کیا اذیتیں سہہ کے
اُٹھیں کلثومؑ آج دنیا سے

جانگزا تھے یہ داغ سینے پر — ہوا درپیش کربلا کا سفر
۴
راہ کی آہ سختیاں سہہ کر — پہنچی کرب و بلا میں وہ مضطر

ہائے کیا کیا اذیتیں سہہ کے
اُٹھیں کلثومؑ آج دنیا سے

آتے ہی کربلا میں اعدا کا — ہائے نرغہ جو بیکسوں پہ ہوا
۵
بیٹھا نہرِ فرات پر پہرا — پانی بھی ساتویں سے بند ہوا

ہائے کیا کیا اذیتیں سہہ کے
اُٹھیں کلثومؑ آج دنیا سے

ہوا عشرے کو خاتمہ سب کا — ذبح ہوتے حسینؑ کو دیکھا
۶
سر کھلا قید ہوگیا کنبہ — گئی دربار میں بھی وہ دکھیا

ہائے کیا کیا اذیتیں سہہ کے
اُٹھیں کلثومؑ آج دنیا سے

Presented by Ziaraat.Com

قید میں مر گئی سکینہؑ بھی دے گئی اپنا داغ وہ بچی
قید سے چھٹ کے کربلا آئی سب کو دفنا کے پھر وطن پہنچی ۷

ہائے کیا کیا اذیتیں سہہ کے
اُٹھیں کلثومؑ آج دنیا سے

جھولا اصغرؑ کا ساتھ لا نہ سکیں گیسو اکبرؑ کے پھر بنا نہ سکیں
اپنی چادر کو خود ہی پا نہ سکیں اتنے غم تھے کہ تاب لا نہ سکیں ۸

ہائے کیا کیا اذیتیں سہہ کے
اُٹھیں کلثومؑ آج دنیا سے

دیکھ کر سونے گھر کو روتی تھیں یاد میں شہ کے جان کھوتی تھیں
دن کو راحت نہ شب کو سوتی تھیں منہ کو بس آنسوؤں سے دھوتی تھیں ۹

ہائے کیا کیا اذیتیں سہہ کے
اُٹھیں کلثومؑ آج دنیا سے

روز و شب رنج سے تڑپتی تھیں بھائی کے غم میں سوگوار و حزیں
غم زدہ آہ سوئے خلد گئیں اے حسینیؔ ہیں آج سب غمگیں ۱۰

ہائے کیا کیا اذیتیں سہہ کے
اُٹھیں کلثومؑ آج دنیا سے

اور جنابِ زینبؑ واُمِ کلثومؑ کی ایسی قربانیاں ہیں جو قیامت تک فراموش نہیں کی جا سکتیں، جن کے وسیلے سے اسلام زندہ و جاوید ہو گیا۔ خداوند عالم تیرے حضور التجا ہے کہ خاندانِ رسالت کی قربانیوں کا واسطہ اسلام اور محافظِ اسلام کو ہمیشہ بلند رکھنا۔

Presented by Ziaraat.Com

﴿۱۲۸﴾ ...حضرت اُمِّ کلثومؑ کی وفات واقعۂ کربلا کے بعد ہوئی:

اب حضرت اُمِّ کلثومؑ کے سال وفات کی تحقیق بھی کرلو تو کُل غبار ہٹ جائے اور آفتابِ حقیقت صاف چمکتا ہوا نظر آنے لگے۔ حضرت اُمِّ کلثومؑ کا واقعۂ کربلا میں جو ۶۱ ھ میں ہوا موجود رہنا، امام حسینؑ کا اُن سے باتیں کرنا، بہن کا بھائی کی شہادت پر رونا، کربلا سے کوفہ اور کوفہ سے شام تک یزید کے دربار میں جانا ایسا ہی یقینی ہے جیسا حضرت امام حسینؑ کا بروز عاشور شہید ہونا۔ چنانچہ مقتل ابی مخنف، مشہد ابی اسحاق اسفرائنی و روضۃ الشہدا مُلا حسین کاشفی و روضۃ الصفا اور حبیب السیر وغیرہ میں بہ تفصیل تمام مرقوم ہے۔ ابومخنف کی عبارت کا ترجمہ یہ ہے۔ ''حضرت اُم کلثومؑ آنکھوں سے روتی ہوئی اور دل سے تڑپتی ہوئی مسجد رسولؐ کی طرف متوجہ ہوئیں اور کہا السلام علیک یا جداہ۔ اور کتاب مشہد ابی اسحاق میں ہے'' آگے بڑھیں حضرت اُم کلثومؑ اور کہا اے یزید تجھ پر وائے ہو'' اور روضۃ الشہدا میں ہے

''ناگاہ حضرت اُمِّ کلثوم یزید کے سامنے کھڑی ہوگئیں اور ارشاد فرمایا اے یزید اجازت دے کہ میں اپنے بھائی کے سر کو اُٹھا کر اُس کا آخری دیدار حاصل کرلوں''۔ یزید نے پوچھا یہ زبان دراز عورت کون ہے؟ اس سے کہا گیا حسینؑ کی بہن اُمِّ کلثوم ہیں۔ یزید نے کہا، کیوں اُمِّ کلثومؑ! تم نے دیکھ لیا کہ خدا نے تم لوگوں کا خیال کس طرح جھوٹا کردیا؟ حضرت اُمِّ کلثومؑ نے جواب دیا کہ خدا نے تو منافقوں کو جھوٹا کہا ہے۔ قرآن مجید میں ہے کہ یقیناً منافقین جھوٹے ہیں اور کتاب روضۃ الاحباب میں ہے جس کو شاہ عبدالعزیز دہلوی سیرۃ کی بہترین کتاب میں فرماتے ہیں۔

اُم کلثومؑ و زینبؑ خواہرانِ امام حسینؑ را پیش بردند۔

Presented by Ziaraat.Com

زینب را کہ چشم بر حسینؑ افتاد۔ الی ان قال ناگاہ ام کلثوم بر پائے خواست گفت اجازت دہ۔ الی قال یزید گفت ایں زن۔ زبان درازھم خواھر حسینؑ است؟ گفتند آرے اُم کلثوم است۔ (روضۃ الاحباب جلد ۳.... صفحہ ۵۸۵)

ترجمہ: امام حسینؑ کی دونوں بہنوں حضرت زینبؑ وحضرت اُمِّ کلثومؑ کو یزید کے سامنے لے گئے۔ زینبؑ کی نظر جب امام حسینؑ کے چہرے پر پڑی ناگاہ اُم کلثوم کھڑی ہوگئیں اور کہا اے یزید مجھے اجازت دے کہ میں اپنے بھائی کے سر کو اُٹھا کر اُس کا آخری دیدار حاصل کرلوں۔

یزید نے پوچھا یہ زبان دراز عورت بھی کیا امام حسینؑ کی بہن ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں یہی حضرت اُم کلثومؑ (اُن کی چھوٹی بہن) ہیں۔

جناب شاہ عبدالعزیز دہلوی مصنف کتاب تحفہ اثنا عشریہ نے واقعۂ شہادت کے متعلق ایک نہایت قابل قدر کتاب سر الشہادتین لکھی ہے اور اُن کے محترم شاگرد جناب شاہ سلامت اللہ دہلوی نے اس کتاب کی شرح فارسی زبان میں تحریر کی ہے جس کا نام ہے تحریر الشہادتین۔ اس میں ممدوح لکھتے ہیں:-

روایت کردہ اند کہ دمے کہ اسیرانِ اھلِ بیتؑ را بہ حضورِ ابن زیاد حاضر کردند گفت الحمدللّٰہِ الذی اکرب و اکربہ حضرت اُم کلثومؑ جواب داد الحمدللّٰہِ الذی اکرمنا بحمد وطھرنا تطھیرا۔ ابن زیاد گفت کیف رأیتم قدرۃ اللّٰہ۔ اُم کلثوم در جواب فرمودند بیجمع اللّٰہ بیننا و بینکم و ینصف بیننا و بینکم۔

Presented by Ziaraat.Com

کوفیان حال خرابی دو دمان نبوت دیدند و گریستند۔ اُم کلثوم گفت که اے مردم کوفه حالا برائے چه گریه می کنید؟

لوگوں نے روایت کی ہے کہ جس وقت حضرات اہلِ بیتؑ اسیر کر کے ابن زیاد کے پاس لائے گئے تو اُس نے کہا خدا کا شکر ہے کہ اُس نے تم لوگوں کو درد و اندوہ میں مبتلا کیا۔ حضرت اُمِّ کلثومؑ نے جواب دیا خدا کا شکر ہے کہ اُس نے ہم لوگوں کو حضرت محمدؐ سے عزت دی اور ہمیں خوب پاک و پاکیزہ کیا۔ ابنِ زیاد بولا کہو! تم نے خدا کی قدرت کیسی دیکھی؟ اُمِّ کلثوم نے جواب دیا بہت جلد اللہ ہمارے اور تمہارے درمیان انصاف فرمائے گا۔

جب کوفہ کے لوگوں نے خاندانِ رسالت کی تباہی و بربادی دیکھی تو رونے لگے۔ اُمِّ کلثومؑ نے اُن سے کہا اے کوفہ والو! اب کیوں روتے پیٹتے ہو؟

اور جب یزید کے پاس یہ حضرات پہنچے۔

یزید پر سید که ایں کدام زن است۔ گفتند زینب خواهر حسینؑ دختر فاطمه زهرا ست پس ازاں اُم کلثوم برخواست ابر سرِ حسینؑ افتاده لب و دنداں چنداں مالید که بے هوش بر زمین غلطید۔ چوں به هوش آمد دعائے بد درحق یزید کرد و گفت که اے یزید تمتع از دنیا نیا بی و چناں که مارا دربلا افگندی توهم و در دینار و عقبیٰ روئے راحت نه بینی یزید پلید گفت مگر ایں زن هم خواهر حسینؑ است؟ گفتند آرے ایں ام کلثوم دختر فاطمه

است۔ (کتاب تحریر الشہادتین مطبوعہ لکھنؤ صفحہ ۷۷)

یزید نے لوگوں سے پوچھا یہ کون عورت ہے؟ لوگوں نے کہا امام حسینؑ کی بہن اور فاطمہ زہراؑ کی بیٹی حضرت زینبؑ ہیں۔ اس کے بعد جناب اُمِ کلثومؑ کھڑی ہو گئیں اور امام حسینؑ کے سر پر اپنے کو گرا دیا۔ پھر حضرت کے ہونٹ اور دانتوں پر اپنا منہ اس درجہ ملا کہ بیہوش ہو کر زمین پر لوٹنے لگیں۔ جب ہوش میں آئیں تو یزید کے حق میں بددعا کرنے لگیں اور کہا اے یزید تو دنیا سے زیادہ نفع نہیں اُٹھا سکے گا اور جس طرح ہم لوگوں کو مصیبت میں ڈال دیا تو بھی دنیا و آخرت میں آرام کا منہ نہیں دیکھے گا۔ یزید پلید نے پوچھا کیا یہ عورت بھی امام حسینؑ کی بہن ہی ہے؟ لوگوں نے جواب دیا ہاں یہ اُمِ کلثومؑ حضرت فاطمہ زہراؑ کی (چھوٹی) صاحبزادی ہیں۔

اور علامہ ابنِ اثیر نے لکھا ہے:-

فی حدیث اُم کلثوم بنت علی

قالت لاهل الكوفة اتذرون امی كبد فرثتم لرسول الله الفرث تفتيت الكبد بالغم والاذى فيه۔

(کتاب نہایہ دربیان لغت فرث صفحہ ۲۶۸)

حضرت علیؑ کی (چھوٹی) صاحبزادی جناب اُمِ کلثومؑ نے (واقعہ کربلا کے بعد) کوفہ والوں سے کہا تم جانتے بھی ہو کہ حضرت رسول خدا صلعم کے کیسے جگر کو تم نے پارہ پارہ کر دیا؟

اور علامہ شیخ محمد طاہر گجراتی نے اپنی کتاب مجمع بحار الانوار جلد ۳ صفحہ ۶۴ لغتہ فرث میں بھی یہی عبارت لکھی ہے اور جناب مولوی وحید الزماں خاں حیدر آبادی نے لکھا ہے

''حضرت اُمِ کلثومؑ حضرت علیؑ کی صاحبزادی نے کوفہ والوں سے فرمایا جب اُنھوں

Presented by Ziaraat.Com

نے امام حسینؑ کو شہید کر دیا، ارے تم جانتے ہو؟ تم نے آنحضرت کے کس جگر کو پارہ پارہ کیا؟ ایسے جگر گوشہ کو جس سے آنحضرت صلعم کو عالم برزخ میں پریشانی ہوئی"۔

(انوار اللغتہ پارہ ۲۰ صفحہ ۳۱)

اور علامہ شیخ سلیمان قندوزی لکھتے ہیں:

اما ام کلثوم فحین توجهت
الی المدینة جعلت تبکی و تقول
مدینة جدنا لا تقبلینا
فبالحسرات والاحزان جئنا
خرجنا منک بالاهلین جمعا
رجعنا لا رجال ولا بنینا

حضرت اُمِّ کلثومؑ جب کربلا کوفہ وشام سے واپس ہو کر مدینے کے قریب پہنچیں تو اس شہر کی طرف منہ کر کے رونے اور نوحہ پڑھنے لگیں (جس کا ترجمہ یہ ہے) اے ہمارے نانا کے شہر مدینہ! تو اپنے میں ہم لوگوں کے آنے کو قبول نہ کر کیونکہ ہم لوگ حسرتوں اور مصیبتوں کا انبار لے کر واپس آئے ہیں۔ جب ہم تجھ سے نکلے تھے تو اپنے خاندان بھر کے ساتھ گئے تھے لیکن اب وہاں سے اس طرح پلٹے ہیں کہ نہ ہمارے مرد باقی رہے اور نہ بیٹے ہی بچے۔ سب شہید کر دیے گئے۔

ان تمام عبارتوں سے واضح ہے کہ حضرت اُمِّ کلثومؑ واقعہ کربلا میں موجود تھیں اور وہاں سے مدینے بھی واپس گئیں۔ بلکہ آپ اس کے بعد بھی بہت دنوں تک زندہ رہیں۔

(کتاب عقد اُمِّ کلثومؑ بنت ابوبکر... مولانا سید علی حیدر)

Presented by Ziaraat.Com

﴿۱۲۹﴾...حضرت اُمِّ کلثومؑ وشعروادب

اس باب میں ہم نے شہزادی اُمّ کلثومؑ کی نثر کا نمونہ لکھا ہے جو بہت مقفیٰ ہے۔ کلمات بہت موزوں ہیں غرض نظم ونثر دونوں پر شہزادیؑ کو دسترس حاصل ہے یوں تو دنیا میں ایسے بہت سے شاعر ہیں جو اچانک شعر۔ فی البدیہہ کہہ دیتے ہیں لیکن یہ شعر۔ فنون بدیعہ سے خالی ہوتے ہیں۔ (اِن میں صنائع و بدائع شعری خوبیاں نہیں ہوتی ہیں) اور اگر شاعر یہ چاہے کہ میں اپنے شعر میں ہر قسم کی خوبیاں صنائع و بدائع کی بھر دوں تو رساترین اور موزوں الفاظ ہوں مقفیٰ عبارت ہوتو یہ کام بہت ہی مشکل ہے اور ہر ایک شاعر یا شخص ایسا نہیں کرسکتا ہے لیکن صرف چند شاعر ہونگے جن کے کلام میں یہ تمام خوبیاں پائی جاتی ہونگی۔ ایسے گنتی کے چند شاعر ہی ہوسکتے ہیں۔ یہ شعروشاعری ایسی عام چیز نہیں ہے کہ ہر کوئی اِسے پاسکے بلکہ خدا کی طرف سے چند قبیلوں کو یہ خوبی دی جاتی ہے مثلاً عربی حضرات زیادہ اچھے شعر کہہ لیتے ہیں اور عجمی یعنی ایرانی لوگ اتنے اچھے شعر نہیں کہہ پاتے ہیں کچھ ہی شاعر احساسات کو قالب میں ڈھال سکتے ہیں جسے کہا جاتا ہے کہ:-

﴿۱۳۰﴾...کلمات السادات، سادات الکلمات:

غرض خاندانِ اہلِ بیتؑ کی شاعری کا ڈھنگ ہی نرالا ہے۔ جس میں ہر طرح کی خوبیاں بھری ہوتی ہیں اور اِن کا مقابلہ کرنا مشکل ہے۔

اور ایسی شاعرانہ کہ جس میں تمام صفاتِ حسنۂ شعری موجود ہوں۔ شہزادی جناب اُمِ کلثومؑ صلواۃ اللہ علیہا ہیں کہ ان کو اللہ کی طرف سے علم ملا ہے یہ نظم اور نثر دونوں ہی میں قادر الکلام ہیں۔ گویا قابلیت کے اعتبار سے اپنی والدۂ گرامی حضرت فاطمہ زہراؑ اور

Presented by Ziaraat.Com

والدِ گرامی حضرت علیؑ اور اپنی ہمشیرہ حضرت زینبؑ اور دونوں بھائیوں حسنؑ اور حسینؑ کی طرح سے قابل ترین ہیں شعر و ادب سخن میں بہت بلند مقام رکھتی ہیں کہ قابل سے قابل ترین شعرا آپ کے کلام کو سن کر دنگ رہ جاتے ہیں اور شہزادی کے کلام کا مقابلہ کرنا ممکن نہیں ہے۔ شہزادی اُمِّ کلثومؑ نے مرثیے و مصیبت کے چند شعر کہے ہیں جن سے تصورِ غم ہوتا ہے۔ اِن سے دل پر گہرا اثر ہوتا ہے۔ واقعہ کربلا پر جنابِ اُمِّ کلثومؑ کے کچھ شعر پیش کیے جائیں گے حضرت علی اصغرؑ کی شہادت پر بی بی نے معصوم علی اصغرؑ کی لاش دیکھی تو اُس مصیبت میں مرثیہ پڑھا ہے۔

یالهف قلبی علی الصغیر الظامی   فطمته السهام قبل انفطام
غر غروة بدمعه وهو طفل   یا لهف قلبی علیه فی کل عام
احرقوا قلب والدیه علیه   ورموه بذلة و انتقام

فالله یحکم بیننا و بینهم
لدی الحشر عند فصل الخصام

اور شہزادی فرماتی ہیں کہ جب میرے بھائی حسینؑ شہید ہو گئے تو ہاتفِ غیبی کی صدا آئی اور یہ شعر پڑھے۔ مگر کسی پڑھنے والے کی صورت نظر نہیں آئی۔ مرثیۂ حسینؑ جو ہاتفِ غیبی نے پڑھا ہے۔

والله ما جئتکم حتی بصرت به   بالطف معفر الخدین منحورا
وحوله فتیة تدمی نحورهم   مثل المصابیح یطفون الدجی نورا
وقدر کضت رکابی کی اصادفه   من قبل یلثم وسط الجنة الحورا
فردنی قدر والله بالغه   وکان امر قضاء الله مقدورا
کان الحسین سراجاً یستضاء به   والله یعلم انی لم اقل زورا

Presented by Ziaraat.Com

جناب اُمِّ کلثومؑ فرماتی ہیں کہ جب ہاتفِ غیبی نے یہ مرثیہ پڑھا تو میں نے اُسے قسم دی کہ تم کون ہستی ہو جو ہمارے بھائی حسینؑ کے غم میں ایسا مرثیہ پڑھ رہے ہو ہمارے سامنے آؤ۔ تو آواز آئی کہ۔ میں ایک فرشتۂ جن (آسمانی ہوں) یعنی میں جن ہوں جنات میں سے۔ اور جب بعد شہادتِ امام حسینؑ ذوالجناح باگیں کٹا ہوا زخمی تیر لگا ہوا میدانِ جنگ سے روتا چیختا ہوا آیا ہے اور خیمے کے در پر ذوالجناح نے آواز دی ہے تو اُس کی آواز سن کر خیمے کے اندر سے تمام زنانِ عصمت وطہارت و بچے باہر آ گئے ہیں اور جب ذوالجناح کا ماتھا خون سے رنگین پایا۔ باگیں کٹی ہوئی دیکھیں تو سمجھ گئیں کہ بھائی حسینؑ شہید ہو گئے اُس حالت پر جناب اُمِّ کلثومؑ نے یہ مرثیہ پڑھا ہے۔

مصیبتی فوق ان ارثی باشعاری   وان یحبط بھا علمی وافکار
شربت بکاس فی اخی فجعت بہ   وکنت من قبل ارعی کل ذی جار
فالیوم انظرہ بالتراب منجدلا   لولا التحمل طاشت فیہ افکار
کان صورتہ فی کل ناحیة   بشخص یلایم اوھامی واخطاری
جاء الجواد فلا اھلا بمقدمہ   الا لوجہ حسین طالب الثار
یا نفس صبراً علی الدنیا و محنتا   ھذا الحسین الی رب السماساری
ماللجواد لحاہ اللہ من فرس   ان لا یجدل دون الضیغم انصاری

ابی مخنف نے یہ اشعار بی بی اُمِّ کلثومؑ سے منسوب کر کے لکھے ہیں:-

لقد حملتنا فی الزمان نوایبہ   ومزقنا انیابہ ومخالبہ
واخبا علینا الدھر فی دار غربة   ودبت بما نخشی علینا عقاربہ
وافجعنا بالاقربین و شتتت   یداہ لنا شملا عزیز مطالبہ
واودی اخی والمرتجی لنوائبی   وعمت رزایا وجلت مصایبہ

Presented by Ziaraat.Com

حسین لقد امسی به التراب مشرقاً　　واظلم من دین الاله مزاهبه

لقد حل بی منه الذی لو یسهره　　اناخ علی رضوی تداعت جوانبه

ویحزننی انی اعیش وشخصه　　مغیب فی تحت التراب ترائبه

فکیف یعزی فاقد شطر نفسه　　فجانبه حی وقدمات جانبه

فلم یبن لی رکن الوذ برکنه　　اذا غالنی فی الدهر مالا اغالیه

تمزقنا ایدی الزمان وجدنا　　رسول الذی عم الانام مواهبه

اور یہ اشعار بی بی جناب اُمِّ کلثومؑ سے منسوب کئے جاتے ہیں کہ آپ نے اپنی بہن حضرت زینبؑ کے خطبے کو سن کر جوش میں مرثیہ پڑھا ہے۔

الا یا اخی قد سبتنا الاعادی　　مثل سبی العبید بین البوادی

قد سبوا مهجتی بقتل حسین　　وهو سؤلی و بغیتی و مرادی

ابن بنت الرسول وابن علی　　فهو هادی الوری الطریق الرشاد

ثم اعلوا براسه فوق رمح　　له نور کقدح الزناد

وبنی احمد یقادون قهراً　　بطعن الاعادی علی الاجساد

وکذا نحن بعد کم تهتکونا　　و رمونا بمقتهم والعناد

مارعوا حرمة الممجد احمد　　سیدا فاق بالهدی والرشاد

ظلموا فاطمة البطول وعاقوا　　جدنا منهم بکل عناد

وعلی المرتضی فقد فجمعوه　　بحسین ورهطه فی الجلاد

یابن سعد قد ارتکبت ذلا　　وناراً من اللّٰه یوم المعاد

اور پھر یہ شعر بھی اُمِّ کلثومؑ سے منسوب ہیں کہ اپنے نانا سے رو رو کر خطاب فرمایا ہے۔

یا جدنا نشکوا الیك امة　　فقد بالغوا فی ظلمنا و تبدعوا

Presented by Ziaraat.Com

ایا جدنا لوان رأیت مصابنا لکنت تری امراً له الصخر یصدع

ایا جدنا هذا الحسین معفر علی التراب مجزور الورید یقطع

فجثمانه تحت الخیول ورأسه عناداً بالطراف الاسنة یرفع

ایا جدنا لم یترکوا من رجالنا کبیراً ولا طفلا علی الثدی یرفع

ایا جدنا لم یبرکوا لنسائنا خماراً ولاثوباً ولم یبق برقع

ایا جدنا سرنا عرایا حواسرا کانا سبایا الروم بل نحن اوضع

ایا جدنا لوان ترانا اذلة اساری علی اعدائنا نتضرع

ایا جدنا نسترحم القوم لم نجد شفیعاً ولامن ذا الاسائة یدفع

ایا جدنا زین العباد مکبل علیل سقیم مد نفسا متوجع

ناگاہ چشمِ دخترِ زہراؑ امام حسینؑ کے لاشے پر پڑ گئی تو بے اختیار ہو کر منہ سے نعرہ مارا، ہائے حسینؑ اور دل میں غم کی آگ لگ گئی پھر آپ نے مدینۂ رسولؐ کی طرف رُخ کر کے فرمایا کہ اے نانا جان دیکھئے کہ آپ کے حسینؑ کا ریگِ گرم پر بے سر لاشہ پڑا ہوا ہے اور یہ حسینؑ کے آس پاس جو خون بکھرا پڑا ہے اِسی خون میں آپ کے حسینؑ نے ہاتھ پیر مارے ہیں اور یہ درختِ چمنستانِ زہراؑ آتشِ جانسوز میں جلا دیا گیا جس کا دھواں تمام عالم میں پھیل گیا ہے اور اے نانا یہ آپ کا حسینؑ خون میں اس طرح تیرا ہے جیسے مچھلی پانی میں تیرتی ہے اور اس کے جسمِ نازنین پر بے شمار زخم لگے ہیں اور تنہا حسینؑ نے ہی شہادت نہیں دی ہے بلکہ ان کے عزیز یاور و انصار بھی شہید ہو چکے ہیں اور اِن کے خون سے ہی چمنِ اسلام سر سبز و تازہ ہے یہ آپ کا حسینؑ فرات کے کنارے تین روز کا بھوکا پیاسا شہید کر دیا گیا ہے اور اُس کے خون سے بھی ایک دریا موج مار رہا ہے اور اے نانا یہ آپ کا حسینؑ جب میدانِ حق میں آیا تو چند لوگوں نے ہی ان کی مدد

Presented by Ziaraat.Com

کی اور زیادہ لوگ تماشہ ہی دیکھتے رہ گئے حالانکہ حسینؑ کو دشتِ غربت میں رُلا رُلا کر شہید کر دیا گیا اور یہ ریگِ گرم پر شہدا کے لاشے بے سر بے کفن و دفن کے پڑے ہوئے ہیں اور اِن ہی گڑھوں میں ان کی قبریں بنا دی گئی ہیں۔

جنابِ اُمِّ کلثومؑ نے داخلۂ مدینہ کے وقت یہ مرثیہ پڑھا ہے۔

مدینة جدنا لا تقبلینا	فبالحسرات والاحزان جئنا
الا فاخبر رسول اللّٰه عنا	بانا قد فجعنا فی ابینا
وان رجالنا بالطف صرعی	بلا رؤس وقد ذبحوا البنینا
واخبر جدنا انا اسرنا	و بعد الاسر یاجدنا سبینا
ورهطك یارسول اللّٰه اضحوا	عرایا بالطفوف مسلبینا
وقد ذبحوا الحسین ولم یراعوا	جنابك یا رسول اللّٰه فینا
فلو نظرت عیونك للاساری	علی اقتاب الجمال محملینا
رسول اللّٰه بعد الصون صارت	عیون الناس ناظرة الینا
وكنت تحوطنا حتی قرت	عیونك تارت الاعداء علینا
افاطم لو نظرت الی السبایا	بناتك فی البلاد مستبینا
افاطم لو نظرت الی الحیاری	ولو ابصرت زین العابدینا
افاطم لورایتینا سهاری	ومن سهر اللیالی قد عمینا
افاطم مالقینی من عداکی	ولا قیراط مما قد لقینا
فلو دامت حیواتك لم تزالی	الی یوم القیمة تندبینا
و عرج بالبقیع وقف و نادی	ابن حبیب رب العالمینا
وقل یا عم بالحسین المزکی	عیال اخیك اضحوا ضایعینا

Presented by Ziaraat.Com

ایـا عـمـاه ان اخـاك اضـحـى — بـعيداً عنك بـالـرمضـاء رهينا

بـلارأس تـنـوح عـلـيـه جهـراً — طيور والـوحـوش الـموحشيـنـا

ولـو عـايـنـت يامولاى ساقوا — حـريـمـاً لا يجدن لهم معينا

عـلـى متـن الـنيـاق بلا وطـاء — وشـاهـدت العيـال مكشفينـا

مـديـنة جـدنـا لا تـقبلينـا — وبـالحسرات والاحـزان جينـا

خرجنـا منك بـالاهلين جمعاً — رجـعـنـا لارجـال ولا بـنيـنـا

وكنـا فى الخروج بجمع شمل — رجعلنـا حـاسـرين مسلبينـا

وكـنـا فـى امـان اللّٰـه جهـراً — رجعلنـا بـالقطيعة خـائفينـا

و مولانـا الحسين لنـا انيس — رجعلنـا والحسين لـه رهينـا

فنحن الضـايعات بلا كفيل — ونحن الـنـائحات على اخينـا

ونحن السايـرات على المطايا — لشـال عـلـى جمـال مبغضينـا

ونـحـن بـنـات يـس و طـه

ونـحـن البـاكيـات عـلـى ابينـا

ونـحن الطـاهـرات بلا خفيـا — ونحن المخلصون المصطفونا

ونحن الصـابـرات على البلايا — ونحن الصـادقون الـنـاصحونا

الا يـا جـدنـا قتـلـوا حسينـا — ولـم يـرعوا جنـاب اللّٰـه فينـا

الا يـا جـدنـا بـلـغـت عـدانـا — مـنـاهـا واستقى الاعـداء فينـا

لـقد هتكوا النسـاء و حملوهـا — عـلـى الاقتـاب قهـراً جـمعينـا

وزيـنـب اخـرجوهـا من خيـاهـا — و فـاطـمة واللّٰـه تبدى الانينـا

سـكيـنة تشتـكـى مـن جـرجـد — تنـادى الغوث رب العـالمينـا

Presented by Ziaraat.Com

وزین العابدین بقید ذل — و داموا قتلہ اہل الحقونا

فبعدہم علی الدنیا تراب — فکاس الموت فیہا قد سقینا

وہذی قصتی مع شرح حالی

الا یا سامعون ابکوا علینا

(کتاب حضرت زینبؑ کبریٰ....از عمادزادہ....صفحہ ۲۰۲ تا ۲۱۰)

www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina

Presented by Ziaraat.Com

﴿۱۳۱﴾...حضرت عبداللہ ابنِ جعفرؑ (حضرت زینبؑ کے شوہر) حضرت عون محمد ابنِ جعفرؑ (حضرت اُمِ کلثومؑ کے شوہر) سیّد ہیں

﴿۱۳۲﴾...کلمہ سیّد کا لغوی و اصطلاحی مفہوم:

علامہ سید نثار عباس نقوی کتاب ''نہج السادات فی اکفاء البنات'' میں لکھتے ہیں:-

سیّد کے لغوی معنی رب، مالک، شریف، فاضل، کریم، علیم، زوج اور رئیس کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔

سَادَ قَوْمَہٗ فَسیوفھم سِیَادَۃً فَھُوَ سَیّدُ ھُمْ

کلمے سے لفظ سید مشتق ہے اس کی جمع سادۃ و سیائد اور سادات ہے۔

اکثر متکلمین کا اتفاق ہے کہ سید قابل عزت، مستحق اطاعت اور مالک کو کہا جاتا ہے۔

اضافت کے ساتھ بھی استعمال ہوتا ہے مثلاً سید القوم، سید العرب والعجم وغیرہ۔

بغیر اضافت کے بھی استعمال ہوتا ہے مثلاً

جَاءَ سَیِّدٌ سید آیا۔ سَیِّدٌ اَمَامُنا

سید ہمارا پیشوا ہے۔

بعض لوگ اپنی جہالت کی وجہ سے کہتے ہیں کہ خود سرکار دو جہاں آنحضرت محمد مصطفیٰؐ اور حضرت علیؑ سید نہیں ہیں اور جناب زینب سلام اللہ علیہا کا عقد معاذ اللہ ایک غیر سید جناب عبداللہ بن جعفر طیارؑ سے ہوا لہٰذا اس جواز پر عقد سید زادی با غیر سید جائز ہے۔ عقد سید زادی غیر سید کے ساتھ قطعاً مطلقاً حرام ہے اور یہ مخالفت قرآن اور فرمانِ معصومؑ ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

''مطالب السئول'' میں ہے کہ جو اولادِ علیؑ و فاطمہ زہراؑ سے نہیں ہے وہ اولاد بھی سید ہے لیکن ہم انہیں شرفی سادات کہیں گے کیوں شرافت نوریہ وجودیہ میں حضرت علی علیہ السلام حضرت رسالت مآبؐ کے برابر شریک ہیں اس لئے حضرت عباسؑ حضرت محمد حنفیہ دیگر اولاد کو سید کہا جاوے گا یہ الگ بات ہے کہ شرف سیادت میں اولاد فاطمہؑ کے برابر ہیں۔

کتاب لوامع التنزیل ج ۳ ص ۱۴۱ پر رقم ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کی جملہ اولاد کو سید جانتے ہیں لیکن درجات میں فرق ہے ہم اس فرق کے قائل ہیں اس لئے علماء انساب نے علوی اور فاطمی میں تفریق کی ہے۔

سرکارِ دو عالمؐ سے دریافت کیا گیا کہ صدقہ کس پر حرام ہے تو حضور نے ارشاد فرمایا کہ مجھ پر صدقہ حرام ہے۔ آلِ علیؑ پر صدقہ حرام ہے۔ آلِ جعفرؑ پر صدقہ حرام ہے، آلِ عقیلؑ پر صدقہ حرام ہے۔ ثابت ہوا کہ آلِ جعفرؑ پر صدقہ حرام ہے تو جناب عبداللہ وعون محمد جعفر طیارؑ کے بیٹے ہیں ادھر جناب سیدہ زینب سلام اللہ علیہا جناب اُمِ کلثوم سلام اللہ علیہا دونوں سیدہ ہیں ان پر بھی صدقہ حرام ہے۔ علوی شرفی سید ہیں۔

اولادِ علیؑ و فاطمہؑ ان کی سیادت نسبی ہے جو ان کی اولاد سے مخصوص ہے۔

﴿۱۳۳﴾...سیادت کی اقسام:

سیادت کی دو قسمیں ہیں:

(۱) سیادت نسبی (۲) سیادت شرفی

سیادت شرفی: علی علیہ السلام کی اولاد کے لئے ہے۔

سیادت نسبی: سیادت نسبی صرف اولاد فاطمہ زہراؑ کے لئے ہے اور یہی مخصوص عرفاً سید ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

لفظ سید علیؑ و فاطمہ سلام اللہ علیہا سے جو اولاد ہوگی اُن کے لئے مختص ہے۔

حضرت عبداللہ ابنِ جعفرؑ کا عقد جناب زینب سلام اللہ علیہا سے اس لئے ہوا کہ دونوں پر حرمت صدقہ کا اطلاق ہوتا ہے۔

کتاب "من لا یحضر الفقیہ" میں فرمان رسالتؐ مآب ہے۔

بَنَاتِنَا لِبَنِینَا وَبُنُوْنَنَا لِبَنَاتِنَا

ہماری بیٹیاں ہمارے بیٹوں کے لئے ہیں اور ہمارے بیٹے ہماری ہی بیٹیوں کے لئے ہیں۔اس لئے جناب زینب سلام اللہ علیہا کا عقد جناب عبداللہ بن جعفر طیارؑ سے ہوا۔

مگر آج تک اصحاب و اولاد اصحاب بلکہ اُمت محمدیہ پر صدقہ حلال ہے اس لئے کہ ان کے لئے لفظ "سید" وارد نہیں ہوا۔

اب یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ۔

سرکار امیر المومنینؑ کی دوسری اولاد جبکہ وہ "شرفی سید" ہیں لیکن سید کہہ کر پکارا کیوں نہیں جاتا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ وہ سادات شرفی ہیں انہیں سید پکارا جائے تو کوئی جرم نہیں ہے لیکن چونکہ ذہنی طور پر اولاد فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کو سید قبول کر لیا جا چکا ہے اور یہ کلمہ سید مختص ہو چکا ہے اس لئے دوسروں کو سید نہیں کہا جا سکتا۔

اس کی ایک مثال یہ ہے:

کہ لفظ "صلوٰۃ جس کے معنی دعا کے ہیں لیکن جب یہ لفظ "صلوٰۃ بولا جاتا ہے تو ذہن دعا کی طرف نہیں جاتا بلکہ نماز کی طرف جاتا ہے اس لئے کہ یہ مختص ہو چکا ہے معروف ہو چکا ہے نماز کے ساتھ یہ منسوب ہو چکا ہے نماز کے ساتھ۔اس لئے لفظ "سید" اولادِ زہرا سلام اللہ علیہا سے مختص ہو چکا ہے حالانکہ معانی کئی ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

﴿۱۳۴﴾...کلمہ "سید" صرف اولادِ زہراؑ کے لئے مختص ہے:

معترض یہ کہتے ہیں کہ لفظ "سید" کے معنی مختلف ہیں اسے مخصوص کسی کے لئے استعمال کرنا جائز نہیں ہے لہٰذا یہ لفظ اولادِ فاطمہ زہراؑ کے لئے مختص نہیں ہے؟

جواب: لفظ سید کے کئی معنی ہیں ایسے بہت سے الفاظ ملتے ہیں لیکن جب وہ کسی ایک کے ساتھ مختص ہو جاتے ہیں تو پھر حقیقت کا درجہ مل جاتا ہے۔

مثلاً لفظ "ذنب" ہے اس کے کم از کم سترہ معنی ہیں لیکن جب لفظ ذنب بولا جاتا ہے تو خیال صرف اور صرف "گناہ" کی طرف جاتا ہے اسی طرح لفظ "ضال" کے کئی معنی ہیں لیکن لفظ سن کر انسان فوراً متوجہ ہوتا ہے گمراہی کے معنی کی طرف۔

اس طرح کتب لغات اُٹھایئے اور دیکھئے۔

ایک لفظ ہے "عین" اس کے معنی تقریباً ستر سے زیادہ ملتے ہیں۔

(۱) "عین" بمعنی آنکھ (۲) "عین" بمعنی گھنٹہ

(۳) "عین" بمعنی سورج (۴) "عین" بمعنی روشنی آفتاب

(۵) "عین" بمعنی گھر والے (۶) "عین" بمعنی اہلِ شہر

(۷) "عین" بمعنی جاسوس (۸) "عین" بمعنی دیکھنے والا

(۹) "عین" بمعنی جماعت (۱۰) "عین" بمعنی چشمہ

لیکن جب لفظ "عین" بولا جاتا ہے تو نہ کسی کے ذہن میں سورج کا تصور آتا ہے نہ روشنی نہ گھر والے نہ اہلِ شہر نہ جاسوس نہ جماعت نہ دیکھنے والا نہ چشمہ نہ ساعت بلکہ ہوتا یوں ہے اُدھر لفظ "عین" سنا فوراً تصور آنکھ کی طرف جاتا ہے یہی حقیقی معنوں کی دلیل ہے کیونکہ عین مختص ہو چکی ہے آنکھ کے ساتھ۔

اسی طرح لفظ "سید" بے شک کئی معنوں پر مبنی کلمہ ہے لیکن یہ جناب فاطمۃ الزہراؑ

Presented by Ziaraat.Com

کی اولاد کے ساتھ مختص ہو چکا ہے۔ ذرّیت رسولؐ اللہ کے ساتھ لفظ سید آتے ہی فوراً آنکھوں میں اولادِ زہراؑ کی عزت و حرمت گردش کرنے لگی۔

حالانکہ لفظ سید کے معنی سردار، شریف، حلیم، رئیس قوم، بزرگ خاندان، سخی کریم، مصائب برداشت کرنے والا، دوست، رب، زوج وغیرہ۔

(مجمع البحرین۔ مفردات راغب اصفہانی)

حالانکہ سید حقیقت میں وہ ہوتا ہے جس کے اندر یہ سارے معانی پائے جائیں۔ لیکن جب بھی کلمہ سید زبان پر آتا ہے تو ذہن صرف اولادِ رسولؐ کی طرف پلٹ کر جاتا ہے۔

المنجد بیروت صفحہ ۳۷۲ سید، صاحبِ سیادت کو کہتے ہیں۔

و عند المسلمین من کان سلالۃ بینھم

مسلمانوں کے نزدیک سید وہ ہے جو ان کے نبیؐ کی اولاد اور نسل سے ہوں۔

''المنجد'' لفظ سلالۃ کے معنی خلاصہ، نسل اور فرزند کے ہیں۔ یہ لفظ چونکہ ازل سے ہی خاندانِ پیغمبرؐ اسلام کے ساتھ منسوب ہے اور قیامت تک رہے گا۔

صحاح الاخبار فی نسب السادۃ الفاطمۃ الاخیار، ص ۱۲۰ میں ہے:

خَصَّ بیوت النبوۃ بالسادۃ ثبت لہٗ نبوۃ النبوت سیّدٌ

''خداوندعالم نے ہر نبیؐ کے گھر والوں کو سیادت کے لئے مخصوص کیا لہٰذا جس فرد و بشر کے لئے یہ لفظ استعمال ہو جائے تو وہ نبی کی اولاد ہے لہٰذا وہ سید ہوگا''۔

متعدد شیعہ کتب میں سرکارِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ایک مشہور حدیث موجود ہے:

نَحنُ اھل البیت لا یقاس بنا احد

''ہم اہلِ بیتؑ ہیں ہم پر کسی اور کو قیاس مت کرو''۔

Presented by Ziaraat.Com

پھر جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں:

لا یقاس بآل محمد من هذه الامة احد

تہذیب المتین: اس اُمت میں کسی کا بھی آلِ محمدؐ سے قیاس نہیں کیا جاسکتا۔

قارئین کرام! جب آلِ محمدؐ کو قیاس نہیں کیا جاسکتا تو اولادِ رسولؐ و علیؑ و بتولؑ کا عقد غیر سیّد سے کس قیاس کے تحت کیا جاسکتا ہے۔

بعض لوگ یہ سہارا لیتے ہیں کہ کلمہ ''سید صفت'' ہے اور قرآن حکیم میں ارشادِ رب العزت ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقاً بِكَلِمَةٍ مِنَ اللّٰهِ وَسَيِّداً وَحَصُوراً وَنَبِيّاً مِنَ الصَّالِحِينَ (سورۂ آل عمران آیت ۳۹)

''اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریا کو خوشخبری دی یحییٰ کی، جو کلمہ عیسیٰ کی تصدیق کرے گا۔ سید و سردار ہوگا اور صالح نبی ہوگا عورتوں کی طرف راغب نہیں ہوگا۔

ا۔ اس آیت میں نبی کا نام یحییٰ ہے۔

ب۔ تصدیق کرنے والا کلمہ عیسیٰ کی

ج۔ سید ہونا

د۔ حصور یعنی عورتوں کی طرف راغب نہ ہونا۔

ہ۔ صالحون میں شمار ہونا۔

یہ سب صفات ہیں نام نہیں جس پر حضورؐ دو عالم کی اولاد کے متعلق لفظ ''سید'' بطور نام کیسے آسکتا ہے۔ یقیناً ''کلمہ سید'' صفت ہے مگر سرکار سرورِ کائناتؐ اور ان کی آل کے لئے یہ بطور صفت ہی نہیں بلکہ بطور ''نام'' بھی استعمال ہوا۔

☆ قرآن حکیم میں ایک لفظ ''دابۃ'' یعنی زمین پر رینگنے والے، چلنے والے کو کہا جاتا

Presented by Ziaraat.Com

ہے اس کے لغوی معنی ہیں ''ہر چلنے والا'' مگر بولا صرف چوپائیوں کے لئے جاتا ہے۔

☆ صلوٰۃ کے معنی ''دعا'' ہے مگر اسلامی لغت میں اسے مکمل نماز کا نام دیا جاتا ہے اور جب بھی لفظ صلوٰۃ بولا جاتا ہے تو اس سے مراد دعا ہر گز نہیں بلکہ نماز مراد ہوتی ہے۔

☆ لفظ اِسم وسم سے ہے جس کے معنی ''نشان'' کے ہیں لیکن اب مکمل طور پر کسی کے نام کے لئے بولا جاتا ہے اور زبان ''صرف ونحو میں اسم کو کہتے ہیں جو اپنے معنی خود بیان کر سکے اور اس میں کوئی زمانہ نہ پایا جائے''۔

اسی طرح لفظ ''سید'' سردار و مالک کے لئے وضع کیا گیا تھا۔ مگر اب سردار دو جہاں سرکار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے اور اُن کی آل پاک کے لئے مخصوص کر دیا گیا ہے جنہیں آج شرف سرداری حاصل ہے خود سرکار دو جہاں کو سید الانبیاء، سید المرسلین اور جناب امیر المومنین کو سید الاوصیاء کہا جاتا ہے اور ان کی اکلوتی بیٹی کو سیدۃ النساء العالمین کہا جاتا ہے اور سرکارؐ کے نواسوں کو سید اشباب اہل الجنۃ کہا جاتا ہے۔

پس یہ لفظ اور ذرّیت رسولؐ کے لئے مخصوص ہو گیا منقولات الٰہی اسی کو کہا جاتا ہے جو حقیقت ہے۔

اولادِ رسولؐ و بتولؑ کو سید کہا جاتا ہے۔

اس لئے آج بھی ان پر صدقہ حرام ہے زکوٰۃ حرام ہے۔

ان پر خمس واجب ہے اور تا قیامت ایسا ہی رہے گا۔

یہی وجہ ہے کہ آج بھی کائنات میں رہنے والے لوگ سادات کی عزت، توقیر احترام کرتے ہیں چاہے کوئی بڑا نواب، رئیس اعظم ہی کیوں نہ ہو تو یہ بھی معجزہ سید الانبیاء ہے کہ قیامت تک ان کی اولاد کو ہر غیرت مند مقروض رسالت عزت سے یاد کرتا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

جس طرح سرکار رسالت مآبؐ سرکار سیدہ کائنات اور امیر المومنین پر صدقہ حرام ہے اسی طرح قیامت تک کے لئے ان کی اولاد پاک پر بھی صدقہ حرام ہے۔ حیرت اس بات پہ ہے کہ صدقہ خور کا عقد اُس کے ساتھ کیسے ہوسکتا ہے جن پر صدقہ حرام ہے۔

کیا یہ معجزہ نہیں کہ آج چاہے کتنا بڑا امیر، رئیس، نواب، وزیر، غریب، شہنشاہ ہو سب اپنے آپ کو باعتبار نسب سید سے حقیر سمجھتے ہیں اور تعظیم سادات بجالاتے ہیں۔

حضور اکرمؐ ارشاد فرماتے ہیں:

''لوگ مختلف نسلوں سے ہیں میرا اور علیؑ کا شجرہ ایک ہے، نسب ایک ہے، نسل ایک ہے''

کیا یہ معجزہ نہیں ہے؟ کہ ایک سیّد چاہے کتنا گناہگار ہی کیوں نہ ہو وہ کہہ سکتا ہے کہ میری نسل میں ازل سے ابد تک کوئی کفر و شرک کا ذرہ تک شامل نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت فرماتے ہیں:

كُلُّ نَسَب مَقْطُوعٌ يومَ القيامة اِلَّا نسبي

''قیامت کے دن سب کے سب نسب کٹ جائیں گے لیکن میرا نسب نہیں کٹے گا''

اور پھر ارشاد فرمایا:

اَعَانَ ذُرِّيَتي فَقَدْ اَحْسنُ اِلَيّ وَاَعَانِتي و مكافاتهُ عَلَىَ

''جس نے میری ذریت کی مدد کی اور اُن پر نیکی کی اُس نے میری مدد اور مجھ پر نیکی کی ہے اس کی مدد کرنا میری ذمہ داری ہے''۔

۱۳۵... سادات کے شرعی معنی:

عارف آل محمد علامہ سید عارف حسین لکھتے ہیں:

''اسلام میں سید کائنات باعث ایجاد ممکنات فائض البرکات اور ان کی آل کا علم

Presented by Ziaraat.Com

''نامؑ'' ہو گیا ہے بعض نے شرعی معنی یوں تحریر کیے ہیں اور وہ نور پاک جو جامع جمیع خیرات و برکات وصفات کمالیہ وجلالیہ اور تمام ظاہری و باطنی نقائص سے پاک ومنزہ ہے یعنی سید موجودات فخر کائنات حضرت محمد مصطفیٰؐ اور علیؑ ابنِ ابی طالبؑ ہیں جو سارے جہاں کے مرجع و ماویٰ ہیں ان کا نور جن اصلاب طاہرہ وارحام مطہرہ (صلب عالم ملکوت رحم عالم جبروت) مراد ہیں منقلب ہوتا رہا وہ سردار تھے اس لئے کہ ظرف مظروف کے مطابق ہوتا ہے چنانچہ آنحضرت نے فرمایا کہ جہاں جہاں سے ہمارا نور گزرا ہے سب پاک وپاکیزہ ہیں۔

چونکہ مظروف سے ظرف کی مطابقت ضروری ہے لہٰذا حضرت عبداللہؑ اور جناب ابوطالبؑ بھی سردار تھے اس شرافت اور نجابت کا یہ اثر ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد قیامت تک سید قرار پائی۔

مگر خاتون قیامت سیدہ النساء العالمین سے جو نسل چلی ان کا علم ''نامؑ'' ہے۔ سید قرار دیا گیا اس لئے یہ نسل اس گھر سے چلی جہاں نانا، ماں، باپ اور خود شہزادے جوانانِ جنّت کے سردار ہیں۔

قارئین کرام! سرکارِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ'' آلِ عبدالمطلبؑ پر بھی صدقہ حرام ہے۔ آلِ ابی طالب علیہ السلام پر بھی صدقہ حرام ہے۔

اور خود سرکار عبدالمطلب علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

نَحنُ آل اللّٰہ۔ ہم آل اللہ ہیں، ہم خانوادہ خدا ہیں اسی بنا پر اولاد جعفر طیار اور اولاد جناب عقیلؑ کے ساتھ امیر المومنینؑ کی دختر ان کے عقد ہوئے اس لئے یہ ''شرعی کفو تھے انہیں کے متعلق حضور نے ارشاد فرمایا تھا:

بَنَاتِنَا لِبَنِیْنَا وَبَنُونَنَا لِبَنَاتِنَا

Presented by Ziaraat.Com

ہماری بیٹیاں ہمارے بیٹوں کے لئے ہیں اور ہمارے بیٹے ہماری بیٹیوں کے لئے ہیں۔(من لا یحضر الفقیه)

﴿۱۳۶﴾...سادات کی امتیازی حیثیت:

ا۔ سید کے لغوی معنی السیّد یفوقُ الکُلّ فِی الخیر سید ہر امرِ خیر میں سب پر فائق ہے۔

ب۔ لفظ سید شرعاً حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام ہے۔

ج۔ سید اولادِ عبدالمطلب کا اسم وصفی ہے اور اولادِ بتولؑ کا اسم ذاتی ہے۔

د۔ جب بھی سیّد یا سیّدہ کا ذکر ہو بغیر اسباب خارجی مراد اولادِ رسولؐ لی جاتی ہے۔

ہ۔ حضور نبی کریمؐ سے محبت رکھنے والے جتنے امیر و کبیر اور باعزّت ہوں مگر سادات کی توقیر واجب سمجھتے ہیں چاہے وہ علمی فضیلت رکھتے ہوں یا نہ رکھتے ہوں۔

و۔ صحیح النسب سید کا سلسلہ نسب آنحضرت تک منتہی ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے سادات کا احترام کیا جاتا ہے۔

ز۔ اولادِ علیؑ فاطمہ سلام اللہ علیہا کا یہ شرف قیامت تک باقی رہے گا۔

ح۔ بروز قیامت ہر نسب منقطع ہو جائے گا سوائے نسب رسولؐ اللہ کے۔

ط۔ صحیح النسب سیدزادہ اگرچہ مجرم بھی ہو تو توبہ کر کے دنیا سے انتقال کرتا ہے۔

ی۔ سادات پر جو بھی نیکی کرے اس کی اعانت کرے یا حُسنِ سلوک کرے وہ سمجھتے ہیں یہ نیکی حُسنِ سلوک اعانت رسولؐ اللہ کی ہے۔

ک۔ صحیح النسب سید پر آتش دوزخ حرام ہے۔

ل۔ صحیح النسب اگر ظالم لنفسہ کیوں نہ ہو اسے تنگ مقام پر رکھنے کی سزا دے کر جنّت میں داخل کیا جائے گا۔

Presented by Ziaraat.Com

م۔ حضرت نبی کریم نے اپنی ذریت کی بخشش کی دعا کی ہے اور وہ قبول ہو چکی ہے۔

ن۔ حسب فرمان رسولؐ وذاتِ معصوم اولادِ رسولؐ مغفور ہو گی۔

﴿۱۳۷﴾...بنی فاطمہؑ اور بنی ہاشم میں فرق:

ہر فاطمیؑ ہاشمی ہو سکتا ہے مگر ہر ہاشمی فاطمی نہیں ہو سکتا۔ حضرت ہاشم کے تین فرزند تھے:

(۱) شیبۃ الحمد جناب عبدالمطلب

(۲) وھب (۳) اسد

حضرت عبدالمطلب کی انیس عدد اولادیں ہیں جن میں حضرت عبداللہ جن کے بیٹے سرکار نبی معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ حضرت عبدالمطلب کے دوسرے فرزند بھی صاحب اولاد ہیں جو مومن ہوئے وہ سید ہیں وصف اور شرفی سید اور مستحق خمس بھی ہیں چونکہ سید ہونا صفت ہے ذاتی نام نہیں اس لئے وہ اسلام کے دائرہ میں داخل نہیں ہیں وہ سید نہیں ہیں نہ ہی مستحق خمس ہیں۔ بعض میراثی الہاشمی خرابی دماغ کی وجہ سے اپنے آپ کو حقدارِ خمس سمجھتے ہیں جو کہ غلط ہیں۔

خمس کے حقدار صرف شرفی وصفی سادات اولاد عبدالمطلب، اولادِ جعفر و عقیل ہیں۔

حضرت ہاشم کی باقی اولاد خمس کی حقدار نہیں ان پر صدقہ بھی حلال ہے لہٰذا کوئی ہاشمی جو فاطمی الہاشمی نہیں وہ اس غلط فہمی کا شکار نہ ہو۔ فضائل السادات میں آیۃ اللہ محمد باقر داماد لکھتے ہیں۔

کہ حضرت عبدالمطلب نے یہ ارشاد فرمایا نحن آل اللّٰہ ہم خاندان خدا ہیں اور یہی جملہ مفاتیح الجنان میں زیارات معصومینؑ میں وارد ہے۔ السلام علیکم یا آل اللہ اے خاندان خدا ہمارا سلام ہو یہ جملے مفاتیح میں زیارت سرکار امام علی نقی علیہ السلام میں موجود ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

یَا ثَارَ اللّٰہِ وَابْنَ ثَارِہٖ

''اے خونِ خدا اے خونِ خدا کے فرزند ہمارا سلام ہو''

تو جو خونِ خدا ہوں خونِ خدا کے فرزند ہوں آلِ اللہ ہوں اُن کا عقد غیر آلِ اللہ، غیر سادات سے قطعی حرام ہے۔

﴿۱۳۸﴾...ساداتِ شرفی اور ساداتِ نسبی:

ساداتِ نسبی اور ساداتِ شرفی میں فرق کیا ہے آیئے قرآنی تناظر میں اسے دیکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جیسا کہ شہرۂ آفاق قول کے مطابق انبیاء و مرسلین علیہم السلام کی تعداد عرف عام میں ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے اور یہ تمام فرقوں کا بلا اختلاف فیصلہ ہے کہ سب انبیاء و مرسلین معصوم ہیں۔

اب ان تمام انبیاء و مرسلین میں سے تین سو تیرہ رسولؑ ہیں۔ ان تین سو تیرہ رسولوں میں صرف پانچ رسول ایسے ہیں جو کہ اولی العزم کہلاتے ہیں۔ ہیں سب کے سب معصوم

ان میں سے ایک لاکھ تیئس ہزار چھ صد نواسی (۱۲۳۶۸۹) انبیاء ہیں۔ تین سو تیرہ (۳۱۳) رسول ہیں۔ ان میں پانچ اولی العزم رسول ہیں۔ ۱۲۴۰۰۰ کو تین درجوں میں تقسیم کیا گیا۔

۱۲۳۶۸۹	عام انبیاء علیہم السلام
۳۱۳	رسول ہیں
۵	اولی العزم رسولؑ

لیکن درجہ عصمت پر سب کے سب فائز ہیں۔

۱۲۳۶۸۹ / انبیاء ہیں جو معصوم ہیں مگر ان میں افضل تین سو تیرہ رسول ہیں۔ یہ سب مرسلین بھی معصومین ہیں مگر ان سے افضل ترین پانچ رسول اولی العزم ہیں جو

Presented by Ziaraat.Com

قرآن حکیم نے فیصلہ سنایا:

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ (پ۳، آیت ۱)

''ہم نے بعض رسولوں کو بعض سے افضل بنایا ہے''

اسی لئے مسئلہ سادات عظام کا ہے۔

علی علیہ السلام کے تمام فرزند معصوم ہیں مع دختران علیہا السلام۔ پھر جن بیٹوں کو حکمِ الٰہیہ سرکار رسالت مآبؐ نے اپنے بیٹے کہا ہے اولی العزم کے درجہ پر فائز ہو گئے۔

☆ اب جو اولاد زہرا سلام اللہ علیہا فرزندان رسولؐ کہلائے انہیں ہم کہیں گے نسبی سادات۔

☆ اور جو اولاد آغوش بتولؑ سے تعلق نہیں رکھتی انہیں ہم شرفی سادات کے نام سے یاد کریں گے۔

☆ اسی طرح شہزادہ پاک علی اکبر علیہ السلام، شہزادہ علی اصغر علیہ السلام یا سیدہ مخدومہ حضرت زینبؑ یا سیدہ اُمِّ کلثوم سلام اللہ علیہا یا شہزادہ پاک حضرت قاسمؑ یا ان کی مثل دوسری اولادیں بھی درجہ عصمت پر فائز ہیں۔

انبیاء و مرسلین کے اللہ تعالیٰ نے درجات مقرر کر کے سمجھایا یہی ہے کہ یہ سب کے سب معصوم ہیں مگر رسول ۳۱۳ ہیں یہ ۳۱۳ رسولؐ سارے کے سارے معصوم ہیں مگر اولی العزم صرف پانچ ہیں۔

اسی طرح سرکار عقیل علیہ السلام ہوں یا سرکار جعفر طیار علیہ السلام یہ بھی درجہ عصمت پر فائز اور آل عمران میں شامل مصطفیٰ اور معصوم ہیں ان پر بھی صدقہ حرام ہے یہ سب سادات شرفی ہیں۔ اسی لئے حضور دو جہاں نے فرمایا ''بنا تِنا لبنینا'' ہماری بیٹیاں صرف ہمارے ہی بیٹیوں کے لئے ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

بمطابق قرآن مجید آلِ عمران اور آلِ ابراہیمؑ دونوں مصطفیٰ ہیں اور مصطفیٰ، مرتضیٰ، مجتبیٰ جیسے کلمات پر اگر غور کیا جائے تو مفہوم عصمت سمجھنے میں دیر نہیں لگتی۔ چونکہ جناب عبداللہ علیہ السلام یا سرکار عون علیہ السلام بن جعفر طیار بن حضرت عمران علیہ السلام آلِ عمران ہیں۔ مصطفیٰ ہیں یعنی معصوم بھی ہیں سید بھی ہیں۔ اسی لئے امیر المومنینؑ کی دختران کے کفو ٹھہرے۔

آیئے ذرا اہم کلمہ مصطفیٰ پر تھوڑی بحث کا آغاز کرتے ہیں تاکہ شکوک وشبہات دُور ہوسکیں۔ آیئے ان تین کلمات کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

(۱) مصطفیٰ کسے کہتے ہیں۔

(۲) مجتبیٰ کسے کہتے ہیں۔

(۳) مرتضیٰ کسے کہتے ہیں۔

سرکار علامہ سید محمد سبطین سرسوی اعلیٰ اللہ مقامہٗ اپنی شہرہ آفاق کتاب ''کشف الاسرار'' ص ۱۳۹ پر یوں رقم کرتے ہیں۔ قرآن حکیم میں مندرجہ بالا تینوں الفاظ استعمال ہوئے۔

مصطفیٰ، مجتبیٰ اور مرتضیٰ: علمائے لغت نے لاپروائی سے کام لیتے ہوئے ان تینوں کا ایک ہی معنی کیا ہے یعنی پاک، پاکیزہ برگزیدہ: حالانکہ ان تینوں کے الگ الگ معنی ہیں تینوں لفظوں کا مادّہ الگ الگ ہے۔ جب مادہ الگ تو معنی ایک کیسے ہوسکتا ہے جیسا کہ۔

ا۔ مصطفیٰ مشتق ہے صفا سے۔

ب۔ مجتبیٰ بنا ہے جبا سے۔

ج۔ اور مرتضیٰ ہے رضا سے۔

اس لئے صفا۔ جبا اور رضا کے معنی الگ الگ ہیں۔ چونکہ مجتبیٰ اور مرتضیٰ یہاں زیرِ

Presented by Ziaraat.Com

بحث نہیں ہیں ہم کو اس مقام پر کلمہ مصطفےٰ پر تبصرہ کرنا ہے۔

کیونکہ آل عمرانؑ اور آلِ ابراہیمؑ دونوں پر مصطفےٰ کا اطلاق ہوتا ہے۔ چونکہ آلِ عمرانؑ سے جناب جعفر طیارؑ اور جناب عبداللہ کا ارتباط ہے لہٰذا ہمارا موضوعِ گفتگو مصطفےٰ ہے۔

زبان عرب کا قاعدہ ہے جب کوئی لفظ ثلاثی مجرد سے مزید فیہ میں منتقل ہو تو اصلی معنی مصدری عدثی اس میں محفوظ رہتے ہیں لہٰذا اصطفا، اجتباء اور ارتضا میں صفا، جبا اور رضا کے معنی ملحوظ ہیں۔

سورۂ آلِ عمران کے تناظر میں اللہ تعالیٰ نے ابراہیمؑ اور آپ کی آل کو مصطفےٰ فرمایا اور پھر جناب عمرانؑ اور آپ کی آل پاک کو مصطفےٰ فرمایا ہے۔

مصطفےٰ کا معنی ہوتا ہے پاکیزہ، برگزیدہ، چنا ہوا، معصوم، اب ہم قرآنی آیات کے تناظر میں اس لفظِ مصطفیٰ پر کچھ دلائل پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

﴿۱۳۹﴾...اصطفا اور قرآن:

سورۂ مبارکہ حج میں ارشاد ہوتا ہے:

اَللّٰہُ یَصۡطَفِیۡ مِنَ الۡمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا وَّ مِنَ النَّاسِ

''اللہ نے کچھ رسولؑ ملائکہ سے مصطفےٰ بنائے کچھ انسانوں سے مصطفےٰ بنائے''

اس آیۂ مبارکہ میں لفظ رسول مشترکہ ہے اور کلمۂ اصطفاء استعمال کیا ہے۔ اگر مصطفےٰ کے معنی پاکیزہ، مطاہر، برگزیدہ معصوم نہ ہوتے تو اللہ کبھی ملائکہ کے لئے اصطفا کا لفظ استعمال نہ کرتا بلکہ مصطفےٰ ایسے معصوم کو کہتے ہیں جو نطفے کی غلاظتوں سے پاک ہو، مبرہ ہو اس لئے یہ کلمہ اصطفاء ملائکہ پر استعمال ہوا۔

قَالَ یٰمُوۡسٰۤی اِنِّی اصۡطَفَیۡتُکَ عَلَی النَّاسِ بِرِسٰلٰتِیۡ وَ بِکَلَامِیۡ

(سورۂ مبارکہ ''اعراف'' آیت ۱۴۴)

Presented by Ziaraat.Com

فرمایا: ''اے موسیٰ ہم نے تجھے مصطفیٰ بنایا ہے لوگوں پر اس لئے کہ تو میرا رسولؑ بھی ہے اور میرا کلام بھی ہے''۔

آیۂ کریمہ میں قابلِ غور بات یہ ہے کہ جنابِ موسیٰ کو علی الناس لوگوں پر مصطفیٰ بنایا ہے۔ من الناس یعنی لوگوں میں سے مصطفیٰ نہیں بنایا، لوگوں پر بنایا ہے، لوگوں میں مصطفیٰ بننا اور بات ہے لوگوں پر مصطفیٰ بننا اور بات ہے۔

یَامَرْیَمُ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰکِ وَطَھَّرَکِ واصطفٰکِ عَلٰی النِسآءِ الْعَالَمِیْنَ

(سورۂ مبارکہ مریم آیت ۴۲)

''اے مریم اللہ نے تجھے اصطفیٰ کیا پھر طاہر بنایا پھر مصطفیٰ کیا عالمین کی عورتوں پر''

اس آیت مبارکہ میں جنابِ مریم سلام اللہ علیہا کو دو مرتبہ مصطفیٰ کہا گیا ہے۔

(۱) ایک مصطفائی جناب مریم کی ذاتی کہ وہ خود بتول تھیں۔

(۲) دوسری مصطفائی یہ کہ ماں بننے کے باوجود اولاد نطفے کی نجاست سے پاک تھیں۔

مفہوم آیت یہ ہے کہ اے مریم ہم نے تجھے مصطفیٰ بنا کر بتول بنایا اور پھر مصطفائی عطا کی، ایسی اولاد دے کر جو نطفے سے نہیں تھی۔ قرآن نے یہ تصور دیا کہ مصطفیٰ وہ ہوتا ہے جو نطفے کی نجاستوں سے پاک و پاکیزہ ہو۔

اس لئے میرے مولا امیر المومنین علیہ السلام خطبہ معرفۃ نورانیہ، مشارق انوار الیقین میں فرماتے ہیں۔

لَا نَلِدُ ولا نُولِدُ فِی الْبَطُوْنَ

''ہم اور ہمارے بچے بطنوں اور رحموں سے پیدا نہیں ہوا کرتے''

یہاں مولا نے اپنی تمام اولاد پاک کی سند عصمت عطا فرمائی ہے۔ یہ سب کے

Presented by Ziaraat.Com

سب معصوم ہیں لہٰذا سرکار عبداللہ ابن جعفر طیار اور سرکار عون محمد ابن جعفر طیار ان دونوں شہزادوں کا تعلق آلِ عمران سے ہے اور آلِ عمران مصطفےٰ ہے۔ پاکیزہ ہیں برگزیدہ ہیں ان ہی شہزادوں کی طرف دیکھتے ہوئے سرکار ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا تھا۔

بناتِنا لِبنِینَا وَ بنُونَنَا لِبَنَاتِنَا مَن لا یحضر الفقیه

''ہماری بیٹیاں ہمارے بیٹوں کے لئے ہیں اور ہمارے بیٹے ہماری بیٹیوں کے لئے ہیں۔

آلِ عمران سادات شرفی ہیں غیر سادات نہیں ہیں۔

اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ

(سورۂ آلِ عمران...آیت ۳۲)

آیۂ مجیدہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے آدم کو مصطفیٰ کہا ہے۔ آلِ آدم کو نہیں۔ صرف نوحؑ کو مصطفیٰ بنایا۔ آلِ نوحؑ کو نہیں لیکن ابراہیم علیہ السلام اور اُن کی آل کو بھی مصطفےٰ بنایا جناب عمران علیہ السلام اور آپ کی آل کو مصطفےٰ بنایا''

اور آلِ عبدالمطلبؑ پر صدقہ حرام قرار دے کر ان کے سادات شرفی ہونے کی گواہی دی۔ نسبی سادات صرف اولادِ رسولؐ و بتول سلام اللہ علیہا ہیں۔ علی علیہ السلام کی باقی اولاد اسی طرح معصوم ہے اور سید ہے جس طرح ایک لاکھ ۲۴ ہزار انبیاء مرسلین میں ۳۱۳ رسولؑ ہیں اور اولادِ بتولؑ اس طرح نسبی سادات ہے جس طرح ۳۱۳ میں ۵/ اولی العزم رسولؑ ہیں لیکن سب کے سب معصوم ہیں۔

اب ہم امیر المومنین علیہ السلام کی باقی اولاد جو جناب سیدہ کی آغوش مطاہرہ سے تعلق نہیں رکھتی یا ان چہاردہ معصومین علیہم السلام کے علاوہ سرکار عباس علمدارؑ، سرکار محمد حنفیہ، سرکار شہزادہ علی اکبرؑ، جناب شہزادہ قاسمؑ، جناب شہزادہ علی اصغرؑ، جناب زینب

Presented by Ziaraat.Com

سلام اللہ علیہا، جناب اُمِ کلثوم سلام اللہ علیہا، جناب حضرت معصومہ قم سلام اللہ علیہا کے متعلق چند مختصر اً دلائل عصمت پیش خدمت کریں گے تا کہ جو انہیں معصوم نہیں مانتے یا ان کو سادات میں شامل نہیں کرتے ان کی عقل ٹھکانے آ جائے۔

چونکہ یہ موضوع بڑا وسیع و عریض ہے اس کے لکھنے کے لئے مجھ جیسے کم علم کو بھی ہزاروں صفحات درکار ہیں۔ انشاء اللہ میرے مالک امامِ زمانہ علیہ السلام عجل اللہ فرجہٗ الشریف کی بارگاہ میں منظوری ہوئی تو اس پر بھی ضرور کام کریں گے۔

﴿۱۴۰﴾... عصمت جنابِ زینب سلام اللہ علیہا:

سرکار محمد و آلِ محمد علیہم السلام منجانب اللہ عصمت کی فصیل مطلقہ پر فائز ہیں لیکن مقصرین و ناصبین محمد و آلِ محمد علیہم السلام کے ظاہری و باطنی دشمن ہیں اور ان ذوات عالیہ کی عصمت مطلقہ کے قائل نہیں ہیں۔ انہیں اپنی میزان بشریت میں تولتے ہیں جس طرح حجۃ الٰہیہ کا بھیجا جانا اُس ذات الٰہی پر واجب ہے اسی طرح اُن کو نقائص عیوب سے پاک رکھ کر عصمت کے تاج سے سرفراز کرنا بھی اُس پر واجب ہے۔

مقصرین و ناصبین ان ذوات مقدسہ کے فضائل ظاہریہ و باطنیہ کا انکار کرتے ہوئے اکثر کہتے ہیں کہ یہ ذوات مقدسہ نعوذ باللہ گناہ کر سکتے ہیں مگر کرتے نہیں ہیں۔

حضرت امام زمانہ علیہ السلام عجل اللہ فرجہٗ الشریف فرماتے ہیں:

قلوبنا اوعیة المشیمة اللّٰه فاذ آشاء شیئنا واللّٰهُ یقول مَا تَشَاؤن الا اَنْ یَشَاء اللّٰه (بحار الانوار، جلد ۵۲، ص ۵۱)

''ہمارے قلوب مشیت خدا کے محل ہیں جو وہ چاہتا ہے وہ ہم چاہتے ہیں''

چونکہ گناہوں کا صدور ارادت قلبی سے متعلق ہے اس لئے معصومؑ نے فیصلہ فرما دیا کہ ہمارے قلوب ہی مشیتِ الٰہی کا محل ہیں۔ اگر ذات واجب سے گناہ سرزد ہو سکتا

Presented by Ziaraat.Com

ہے تو پھر ان سے بھی ہوسکتا ہے کیونکہ جو وہ چاہتا ہے وہی تو یہ چاہتے ہیں۔ اللہ چونکہ کسی سے بھی گناہ نہیں کروانا چاہتا لہٰذا جو ذوات خود قلب اللہ ہوں وہی تو عصمت کلیہ مطلقہ پر فائز ہوتے ہیں۔

السلام علیٰ نفس اللّٰہ القائمه فی بالسنن

''لہٰذا نفس اللہ سے گناہوں کا صدور ہونا ممکنات سے ہے''

﴿۱۴۱﴾... عصمت جناب سیدہ زینبؑ و جناب اُمِّ کلثومؑ:

ہمارا ایمان ہے کہ ہر معصوم کی مادرِ گرامی ''بتول'' ہوتی ہے وہ ایام نجاست سے پاک و پاکیزہ ہوتی ہیں کیونکہ ظرف عصمت کبھی غیر معصوم نہیں ہوتا۔ سیدہ مخدومہ جناب زینب سلام اللہ علیہا بلافصل جناب زہرا سلام اللہ علیہا کی نائبہ ہیں۔ آپ کی تخلیق ظہورِ پُرنور عالم بشریت سے بالکل مختلف اور جدا ہے۔

آپ چونکہ مرتبہ امامت پر فائز نہیں ہیں مگر عصمت ''ولایت'' علم ما کان وما یکون، علم لدنی۔ عالمۃ غیر معلمۃ اور قرب امامت کے اعلیٰ درجہ پر فائز ہیں۔ ان کے ظہور نزول کی مکمل تاریخ پیش کرنا ہمیں اپنے مقصد سے بہت دُور لے جائے گا بہرحال جن حضرات کو آپ کی عصمت پر کچھ تحقیق چاہیئے وہ مندرجہ ذیل کتب سے استفادہ کریں:

۱۔ جامع زندگانی حضرت زینبؑ، ج ۳، ص ۱۳۹

۲۔ بحار الانوار، ج ۵۱، ص ۲۶

۳۔ حق الیقین، ص ۳۱۳

۴۔ مدینۃ المعاجز، ج ۲، ص ۵۸۸

۵۔ جلاء العیون، ص ۵۸۴

Presented by Ziaraat.Com

۶۔ ناسخ التواریخ زندگانی حضرت زینبؑ کبریٰ، ج ا ص ۴۴

۷۔ الطراز المذاہب فی احوال سیدتنا زینبؑ، ج ا ص ۴۳۔

۸۔ صحیفۃ الابرار، ج ا، ص ۲۸۹

۹۔ الھدیۃ الکبریٰ، ص ۱۸۰، بیروت

عصمت وطہارت میں یہی مقام جناب اُمِّ کلثوم سلام اللہ علیہا کا ہے۔ ان کا ظہور اور طریقہ نزول عین عصمت ہے اس لئے ایسی پارسا کائنات کی معراج زندگی کے لئے سرکار عبداللہ سرکار عون محمد علیہم السلام بن جعفر طیار کا انتخاب کیا گیا۔

(نہج السادات فی اکفاء البنات... صفحہ ۴۷ تا ۶۴)

﴿۱۴۲﴾... ذریتِ رسولؐ کی فضیلت اور قرآن:

علامہ سید نثار عباس نقوی کتاب ''نہج السادات فی اکفاء البنات'' میں لکھتے ہیں:-

اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰٓی اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰھِیْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ ○ ذُرِّیَّۃً م بَعْضُھَا مِنْ م بَعْضٍ ط وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ

(سورۂ آلِ عمران... آیت ۳۲، ۳۳)

''یقیناً خدا آدم نوحؑ اور آلِ ابراہیمؑ اور آلِ عمران تمام جہانوں میں مصطفےٰ بنایا بعض کی اولاد کو بعض سے۔ خداوند عالم سننے والا اور جاننے والا ہے۔

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ آلِ ابراہیمؑ ہیں۔ آلِ عمران سے مراد آلِ محمد علیہم السلام ہیں۔

بلکہ تفسیر درمنثور... ج ۲، مطبع مصر میں یہاں تک الفاظ موجود ہیں کہ آیت میں آلِ عمران کے بعد آلِ محمدؐ کے الفاظ موجود تھے۔

اہلِ بیتؑ کی تفسیر میں آلِ عمران کے بعد ''و آلِ محمدٍ عَلَی العالمین'' موجود

Presented by Ziaraat.Com

ہے۔ (تفسیر مجمع البیان، ج ۱، ص ۲۲۳)

تفسیر لوامع التنزیل کی روایت کے مطابق اس آیت میں آلِ عمران سے مراد آلِ ابوطالب ہیں۔

سرکار صادق آلِ محمد علیہ السلام سے منقول ہے کہ حدیث قدسی میں ہے کہ حضرت عبداللہ، حضرت آمنہ سلام اللہ علیہا، حضرت ابوطالبؑ حضرت فاطمہ بنتِ اسد سلام اللہ علیہا پر دوزخ کی آگ حرام ہے۔

حضرت ختمی مرتبتؐ نے اولاد عبدالمطلبؑ کو ارشاد فرمایا کہ میں بھی اولادِ عبدالمطلبؑ سے ہوں۔ سید الشہداء حضرت حمزہ، حضرت جعفر طیار، جنابِ علیؑ، جناب سیدہ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا، سرکار حسن علیہ السلام، حضرت امام حسین علیہ السلام تا قائم آلِ محمد علیہم السلام سب اولاد جناب عبدالمطلبؑ سے ہیں۔

فضائل السادات میں آیۃ اللہ محمد باقر داماد لکھتے ہیں۔ ''سب سے پہلے حضرت عبدالمطلبؑ نے ارشاد فرمایا۔ نحن آل اللّٰہ ہم آلِ اللہ ہیں، ہم خاندانِ خدا ہیں۔

پھر فرمایا اولاد عبدالمطلبؑ خواہ مرد ہوں یا عورتیں سب پر صدقہ حرام ہے۔

اولاد عبدالمطلبؑ میں مومنین حقدار خمس ہیں۔

اولاد ابوطالبؑ سادات ہیں ان پر صدقہ حرام ہے اور بنی فاطمہؑ کی طرح خمس کے حقدار ہیں۔

یہی وجوہات ہیں جن کی بنا پر حضرت عبداللہ بن جعفر طیار اور سرکار عون محمد بن جعفر طیار امیر المومنینؑ کے سگے بھتیجے ہیں۔ اس لئے سرکار عالمۃ غیر معلمۃ سیدہ زینبؑ و سیدہ اُمِ کلثوم سلام اللہ علیہا کے مماثل اور کفو ہونے کی بنا پر یہ عقد سرانجام پائے۔ اس لئے انہیں غیر سید کے رشتہ کے جواز میں دلیل بنانا جہالت ہے اور ''من لایحضر

Presented by Ziaraat.Com

الفقیہ" کی حدیث مبارکہ کے پیشِ نظر "بنا تِنَا لِبَنِیْنَا وَ بُنُوتَنَا لِبنَا تِنَا" ہماری بیٹیاں ہمارے بیٹوں کے لئے اور ہمارے بیٹے ہماری بیٹیوں کے لئے۔

اس لئے علم سے کور جہالت سے آراستہ ابوجہلوں کو سوچنا چاہیئے کہ ہم کیا کہہ رہے ہیں۔ (نہج السادات فی اکفاء البنات... صفحہ ۱۰۰ تا ۱۰۲)

﴿۱۴۳﴾... سادات کو جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کا سلام:

علامہ سید نثار عباس نقوی کتاب "نہج السادات فی اکفاء البنات" میں لکھتے ہیں:-

القطرہ، ج ۱، ص ۵۲۷، بحار الانوار، ج ۴۳، ص ۲۱۴ حدیث ۴۴

"جناب سیدہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے وصیت کرتے ہوئے فرماتی ہیں یا علیؑ میں دنیا و آخرت میں آپ کی زوجہ ہوں۔ مجھے حنوط، غسل اور کفن رات کے وقت دیجئے گا۔ میرا جنازہ رات کو اُٹھایئے گا مجھے دفن رات کے وقت کیجئے گا جس کا کسی کو علم نہ ہو"۔

وَاَقرِأ ولدی السَّلام اِلٰی یوم القیامۃ

"اور قیامت تک آنے والی میری اولاد کو میرا سلام کہہ دیجئے گا"۔

☆ مندرجہ ذیل وصیت نامہ کے راوی جناب عبداللہ ابن عباس ہیں۔

☆ یہ وصیت دراصل جناب سیدہ کا نزاعی بیان ہے۔

☆ جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے تا قیام قیامت آنے والی ذرّیت کو سلام پہنچا کر ان کی بخشش کی ضمانت دی ہے۔

☆ قیامت تک آنے والی اولاد کو سلام کا مفہوم لفظ فاطمہ کا ترجمہ سمجھانا ہے۔

☆ یہ ثابت ہوگیا جس اولاد کو جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا سلام کہہ دیں اُس کے ساتھ غیر سید کا نکاح حرام ہوتا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

جھوٹے یا سچے سادات سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اپنی جدہ طاہرہ کے آخری سلام کی لاج رکھتے ہوئے غیر سادات سے رشتہ مت جوڑیں ایسا نہ ہو کہ بروز محشر جناب سیدہؑ سے شرمندہ ہونا پڑے اور نوح کے بیٹے کی طرح اولاد سے خارج ہونا پڑے اور جہنم میں جانا واجب ہو جائے۔

توبہ کا دروازہ بند ہونے سے پہلے توبۃ النصوح کرلو۔ میدانِ محشر بڑا مشکل دن ہے۔ (نہج السادات فی اکفاء البنات...صفحہ ۱۰۳)

﴿۱۴۴﴾... اولاد رسولؐ کو اذیت دینے پر جنّت حرام ہو جاتی ہے:

علامہ سید نثار عباس نقوی کتاب ''نہج السادات فی اکفاء البنات'' میں لکھتے ہیں:-

عمدۃ صحاح الاخبار فی مناقب الائمۃ الابرار۔ القطرہ.....ج ۲...۱۱۰

طویل سلسلہ اسناد کے بعد جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا:

حرمت الجنة عَلٰی من ظلم اهل بیتی وَاذانی فی عترتی

''جس نے میرے اہلِ بیتؑ پر ظلم کیا، میری اولاد کو اذیت دی اُس پر جنّت حرام ہے''

کیا اس کارِ حرام میں آپ تو شریک نہیں ہیں۔

(نہج السادات فی اکفاء البنات...صفحہ ۱۰۸)

﴿۱۴۵﴾... ہماری بیٹیاں صرف ہمارے بیٹوں کے لئے ہیں:

علامہ سید نثار عباس نقوی کتاب ''نہج السادات فی اکفاء البنات'' میں لکھتے ہیں:-

مَنْ لَا یحضر الفقیه مبحث نکاح و تزویج در باب الاکفاء وَنَظَرَ النبی صَلَّ اللّٰهُ علیه و آلهٖ اِلٰی اَوْلادِ علیٌ وجعفر علیهم السَّلامُ فقال بناتنا لبنینا وبنونا لِبَنَاتِنَا

''آنحضرتؐ نے فرمایا اولادِ علیؑ و جعفر علیہا السلام کی طرف دیکھ کر ہماری بیٹیاں صرف ہمارے ہی بیٹوں کے لئے ہیں اور ہمارے بیٹے ہماری بیٹیوں کے لئے ہیں''۔

حضورؐ سرکار دو عالم کے فرمان مقدس نے یہ وضاحت فرمادی کہ ہماری بیٹیوں کے کفو صرف ہمارے ہی بیٹے ہیں۔ کوئی غیر سید ان کا کفو نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا اگر کوئی صدقہ خور فرمانِ رسالتؐ کی خلاف ورزی کرتا ہے تو صریحاً کفر کا مرتکب ہے۔ اولادِ رسولؐ کا نکاح غیر سید سے قطعی حرام ہے۔ نکاح پڑھنے والا بھی شرعی مجرم ہے، پڑھانے والا بھی مجرم ہے۔ (نہج السادات فی اکفاء البنات... صفحہ ۱۱۸)

﴿۱۴۶﴾... خصوصیات سادات:

علامہ سید نثار عباس نقوی کتاب ''نہج السادات فی اکفاء البنات'' میں لکھتے ہیں:۔

کتاب فضائل السادات میں علامہ محمد باقر داماد لکھتے ہیں۔ حضور نبی کریمؐ نے فرمایا: ''میری اولاد میری ذرّیت'' کی خصوصیت یہ ہے جو اللہ کی طرف سے ہمیں عطا ہوئی''

ا۔ جس گھر میں ہماری ذرّیت کی عداوت ہوگی وہ گھر تباہ ہو جائے گا۔

ب۔ جو کتا میری ذرّیت پر حملہ کرے گا وہ خارش کے مرض میں مبتلا ہو کر مرے گا۔

ج۔ جو بھیڑیا میری ذرّیت پر حملہ کرے گا اس پر کتے مسلط ہو جائیں گے۔

آزمائش شرط ہے:

عداوت سادات رکھنے والا گھر تباہ ہو جائے گا۔ بنواُمیہ سے لے کر بنوعباس تک کا تاریخی جائزہ لیں۔ دشمنانِ سادات تباہ و برباد ہوئے ہیں یا نہیں۔

اُن کی قبروں کے کھنڈرات گواہ ہیں آج اُن کا نام گالی بنا ہوا ہے۔

سادات سے اُلجھنے والا جب کتا محفوظ نہیں ہے تو پھر سادات کی

Presented by Ziaraat.Com

حرمت کی دھجیاں اُڑانے والے بھی یقیناً بغض آلِ محمدؐ کی خارش میں مبتلا ہو کر خود بخود مر جائیں گے۔

(نہج السادات فی اکفاء البنات... صفحہ ۱۳۰)

﴿۱۴۷﴾...اولادِ رسولؐ پر مال خرچ کرنا جنّت میں جوارِ اہلِ بیتؑ میں مقام:

علامہ سید نثار عباس نقوی کتاب ''نہج السادات فی اکفاء البنات'' میں لکھتے ہیں:۔

کتاب ''فضائل السادات'' ص ۱۰۱، ۱۰۲ علامہ میر باقر داماد لکھتے ہیں:۔

ہشام بن حکم کہتا ہے کہ شام کے شہروں میں ایک شہر ''جبل'' کا رہنے والا ایک مالدار آدمی امام جعفر صادقؑ کے پاس حج کے دنوں میں آیا۔ حضرت نے مدینے میں اپنے گھر میں اُس کو رہنے کے لئے جگہ دی۔ اُس کے حج اور نزول کے عرصے نے طویل مدت اختیار کی جب جانے لگا تو اُس نے مبلغ دس ہزار درہم امام علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیئے اور عرض کی کہ سرکار آپ میرے لئے ایک علیحدہ گھر خرید دیں تاکہ آئندہ ایامِ حج میں سرکار کو تکلیف نہ ہو۔

جب اگلے سال حج سے فارغ ہو کر امام علیہ السلام کی خدمت میں مدینے حاضر ہوا عرض کیا میری جان آپ پر فدا ہو کیا آپ نے میرے لئے علیحدہ گھر خرید لیا ہے جس کی میں نے استدعا کی تھی۔

امام علیہ السلام نے فرمایا ہاں! یہ رجسٹری ہے اسے لے لو جب اُس شخص نے وہ نوشتہ پڑھا تو اُس پر لکھا تھا:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

Presented by Ziaraat.Com

یہ سند ہے جعفرؑ بن محمدؑ کی طرف سے فلاں بن فلاں جبلی کے لئے جس کے لئے میں نے بہشت میں ایک گھر خریدا ہے جس گھر کا حدود اربعہ اس طرح ہے کہ اُس کے ایک طرف رسولؐ اللہ کا گھر ہے، دوسری طرف امیر المومنین علیہ السلام کا گھر ہے، تیسری طرف حسن مجتبیٰؑ کا گھر ہے اور چوتھی جانب حسین علیہ السلام کا گھر ہے۔

جب اُس دولت مند نے نوشتہ پڑھا تو کہنے لگا ہر حالت میں خوش ہوں۔ سرکارِ امام علیہ السلام نے فرمایا میں نے بھی تیرے مال کو اولادِ حسنؑ اور اولادِ حسینؑ میں تقسیم کر دیا ہے۔ اُمید رکھتا ہوں کہ خداوند عالم قبول فرمائے گا اور تجھ کو اس مال کے عوض بہشت عطا فرمائے گا۔۔

راوی کہتا ہے وہ شخص جبلی گھر پہنچا وطن میں جا کر بیمار ہو گیا یہاں تک سکرات موت اُس پر طاری ہوئے تو اُس نے اپنے عزیز و اقرباء کو جمع کیا اور کہا میں تم کو قسم دے کر وصیت کرتا ہوں میرے امامؑ کے اس نوشتہ کو میرے کفن میں رکھ کر دفن کر دینا۔ انہوں نے وصیت پر عمل کیا دوسرے دن جب اُسے رشتہ دار قبر پر حاضر ہوئے تو قبر کے اوپر انہوں نے اُس نوشتہ کو دیکھا جب اُٹھایا تو اُس کی دوسری طرف یہ لکھا ہوا تھا:

وفی لی واللّٰہ جعفر بن محمد بما قال

"قسم خدا کی جعفر بن محمد نے جو وعدہ میرے ساتھ کیا تھا وہ پورا کر دیا"

وہ دس ہزار دینار جو سرکار امام صادقؑ نے اولاد حسن اور حسین علیہما السلام کے غرباء میں تقسیم کیے اللہ نے اُس کے عوض جبلی کو اصحاب خمسہ نجباء کے درمیان جنّت میں گھر عطا کیا۔ یہ ہوتا ہے اولادِ رسولؐ کی اعانت کا صلہ۔

(نہج السادات فی اکفاء البنات... صفحہ ۱۵۷، ۱۵۸)

Presented by Ziaraat.Com

﴿۱۴۸﴾... مسئلہ عقد سیّد زادی اعتقاد کا مسئلہ ہے اس میں اجتہاد کی کوئی گنجائش نہیں:

علامہ سید نثار عباس نقوی کتاب ''نہج السادات فی اکفاء البنات'' میں لکھتے ہیں:-

اپنے ''اعتقادیہ'' میں شیخ صدوق علیہ عقد سیدزادی کے متعلق یوں عقیدت کا اظہار کرتے ہیں:

اعتقاد نافِی الْعَلویه انّهمْ آلِ رَسُوْلُ اللّٰه وَانّ مودتهم واجبةِ لِاَنها اجر الرسالة قال اللّٰه تعالیٰ

قُلْ لَاۤاَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْراً اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى۔ (سورہ شوریٰ آیت ۲۳)

''شیخ علیہ رحمہ فرماتے ہیں ہم امامیہ کا اعتقاد اولاد علیؑ کے متعلق یہ ہے کہ وہ آلِ رسولؐ ہیں۔ تحقیق مودۃ اور محبت اُن کی واجب ہے کیونکہ مودۃ بدلہ اور اجرت ہے رسالت کی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اے حبیب کہہ دیجئے کہ میں کچھ بھی اجر رسالت نہیں چاہتا مگر مودۃ رکھو میرے قربیٰ سے''۔

آپ علیہ رحمہ فرماتے ہیں:

''صدقہ چونکہ لوگوں کے ہاتھوں کا میل ہے اور ان کے لئے باعثِ طہارت باطنی ہوتا ہے اس لئے صدقہ اُن سادات پر حرام قرار دیا گیا ہے مگر اولادِ رسولؐ کا صدقہ دوسرے لوگوں پر حلال ہے بلکہ ان کے غلاموں اور کنیزوں پر بھی حلال ہے چونکہ زکوٰۃ بھی اولادِ رسولؐ پر حرام ہے اس لئے اس کے عوض میں مالِ خمس اولادِ رسولؐ کے حلال قرار دیا گیا ہے''۔

(نہج السادات فی اکفاء البنات... صفحہ ۲۲۵، ۲۲۶)

Presented by Ziaraat.Com

﴿۱۴۹﴾...آلِ یٰسین سادات ہیں:

علامہ سید نثار عباس نقوی کتاب ''نہج السادات فی اکفاء البنات'' میں لکھتے ہیں:۔

سورہ مبارکہ صافات: آیت ۷۸، آیت ۱۰۹، آیت ۱۲۰

ارشاد خداوندی ہے:

سَلَامٌ عَلٰی نُوْحٍ فِی الْعٰلَمِیْنَ

سَلَامٌ عَلٰی اِبْرٰهِیْمَ

سَلَامٌ عَلٰی مُوْسٰی وَ هٰرُوْنَ

ذاتِ احدیت نے جن انبیاء پر سلام کیا ہے وہ سب اولوالعزم ہیں۔ پورے قرآن میں غیر اولوالعزم رسولوں پر اللہ نے سلام نہیں کیا۔ جناب موسیٰ کے ساتھ حضرت ہارون پر سلام بھیج کر یہ مسئلہ بھی حل کر دیا ہے کہ اولوالعزم رسولوں کے وصی بھی اولوالعزم رسولوں کا درجہ رکھتے ہیں۔

پورے قرآن میں جتنے بھی انبیاء کا ذکر ہے کسی پر اللہ تعالیٰ نے سلام نہیں بھیجا۔

مگر اولاد فاطمہ زہراؑ کی عظمت کے کیا کہنے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا ہے:

سَلَامٌ عَلٰی آلِ یٰسین

''آلِ یٰسین پر سلام ہو''۔

تو اللہ تعالیٰ نے آلِ یٰسین پر سلام کر کے تا قائم قیامت اولاد فاطمہ کو نوازا ہے۔ اب یہ ماننا پڑے گا کہ اولاد زہراؑ کی عزت و عظمت اولوالعزم رسولوں سے کم نہیں ہے۔

☆ علامہ فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر میں ابنِ عباس سے روایت کی ہے کہ آل

Presented by Ziaraat.Com

یٰسین سے مراد اولادِ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا ہے۔

☆ احقاق الحق میں علامہ حلی نے لکھا ہے کہ آلِ یٰسین سے مراد ذرّیت نبیؐ ہے۔

☆ فضل ابن روز بہان نے جہاں علامہ حلی کی ہر بات کا جواب دیا ہے وہاں اس نے آلِ یٰسین کے سلسلے میں ایک لفظ بھی نہیں لکھا بلکہ تسلیم کیا ہے کہ آلِ یٰسین سے مراد ذریت رسولؐ ہے۔

☆ علامہ آیۃ اللہ مرعشی نے احقاق الحق کے حاشیہ پر علماء اہلِ سنت کی دس تفاسیر کے حوالہ سے لکھا ہے کہ ''آلِ یٰسین'' سے مراد صرف اور صرف ذریت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا ہے۔

☆ ابنِ حجر عسقلانی نے صواعق محرقہ میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اولادِ زہراؑ کو جن خصوصیات سے نوازا ہے ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ذریت فاطمہ زہراؑ پر ''سلامٌ علیٰ آلِ یٰسین'' کے ذریعے سلام کیا ہے اور یہ سلام تا قیامت ہے۔

رجال نجاشی، باب را میں ریان بن ابوصلت ہِروی کے ذریعے روایت کی ہے کہ ایک دن مرو میں مامون رشید کے پاس گیا دیکھا کہ مامون نے سرکار امام رضا علیہ السلام سے مناظرے کی خاطر علماء کو جمع کر رکھا ہے۔ مختلف موضوعات پر مباحثہ جاری تھا۔ جب میری باری آئی تو مامون نے کہا کہ اولادِ زہراؑ کے معاملے میں قرآن میں کوئی صریح آیت نہیں ہے۔ میرے کچھ کہنے سے پہلے حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا بالکل ہے۔

پھر مولا امام رضا علیہ السلام نے علماء کو مخاطب کر کے فرمایا:

یٰسین وَالقُرآن الحکیم

اس آیت میں یٰسین سے مراد کیا ہے۔ سب نے کہا کہ سرورِ کائنات کے القاب

Presented by Ziaraat.Com

میں ایک لقب ہے۔

سرکار امام رضا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

''کہ جو شخص قرآن حکیم پر گہری نظر رکھتا ہے اور قلب سلیم سے قرآن کو سمجھتا ہے اور تسلیم کرتا ہو کہ اس متفق علیہ نبوی لقب کے ذریعے ذات احدیت نے ''سادات بنی فاطمہ'' کو وہ فضیلت دی ہے جس میں ان کا کوئی سہم اور شریک نہیں ہے''

مامون اور دیگر علماء نے کہا یہ لقب خاتم الانبیاء کا ہے اور آپ اس سے سادات بنی فاطمہ کی فضیلت کیسے گردان رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا ابھی آپ سب میری بات کی تصدیق کریں گے۔ آپ نے مامون سے مخاطب ہو کر فرمایا کیا ذاتِ احدیت نے قرآن میں کسی نبی پر سلام کیا ہے۔ مامون نے کہا ہاں اولوالعزم رسولوں پر سلام کیا ہے۔

سرکار امام رضا علیہ السلام نے فرمایا وہ آیات آپ کے ذہن میں ہیں۔ مامون نے کہا، جی ہاں!

سلامٌ عَلٰی نوحٍ فی العالمین، سَلامٌ عَلٰی ابراھیم، سلامٌ علیٰ موسیٰ و ھارون

سرکار امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: کیا کسی نبی کی آل پر سلام کیا ہے۔

مامون نے کہا ہمارے ذہن میں ایسی کوئی آیت نہیں ہے۔ سرکار امام رضا علیہ السلام نے فرمایا تمہارے ذہن میں ایسی بات نہ ہوگی لیکن قرآن میں ہے۔

''سَلامٌ عَلٰی آلِ یاسین''

مامون نے کہا ہاں یہ بات قابلِ تسلیم ہے بعض عدوان آلِ محمدؐ نے اتنا اعتراض کیا ہے کہ آلِ یٰسین کا لفظ نہیں بلکہ ''اِلْیَاسین'' ہے لیکن تفاسیر نے اس سے مراد آلِ یٰسین ہی مراد لیا ہے۔ اس آیت سے مندرجہ ذیل نتائج موصول ہوئے ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

۱۔ ابتدائی پانچ صدیوں تک تمام علماء آلِ یٰسین تسلیم کرتے تھے اور کوئی ایک بھی ''اِلْیَاسین'' کا قائل نہ تھا۔

۲۔ آلِ یٰسین سے صرف اور صرف ساداتِ بنی فاطمہ مراد ہیں۔

۳۔ آلِ محمدؐ صرف اور صرف جناب زہراؑ کی اولاد ہیں۔

۴۔ ذاتِ احدیت نے قرآن میں اولوالعزم انبیاء کے ساتھ اولادِ جنابِ زہراؑ کو یٰسین کے نام سے سلام کیا ہے۔

۵۔ ذاتِ احدیت کے سلام کا مقصد صرف ساداتِ بنی فاطمہ کی عزت افزائی ہے۔ عظمت سادات کے ہر پہلو کو اُجاگر کرنا ہے۔

۶۔ قرآن حکیم پر ذرا غور کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ اولوالعزم رسولوں پر صرف ایک مرتبہ سلام کیا ہے لیکن آلِ محمدؐ کو دو مرتبہ سلام کیا ہے۔

مناقبِ ابنِ شہر آشوب میں ابو صالح نے جناب ابن عباس سے اس آیت کے متعلق روایت کی ہے۔

سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔

اللہ کے مصطفیٰ افراد جن پر اللہ نے سلام کیا ہے۔

اُن میں حضرت علیؑ جناب فاطمہ زہراؑ سرکار امام حسنؑ سرکار امام حسینؑ اور تا قیامت آنے والی تمام اولاد ہے یہ اللہ تعالیٰ کے مصطفیٰ افراد ہیں جنہیں اللہ نے سلام کیا ہے۔

☆ لفظِ اہلِ بیتؑ سے مراد صرف معصوم ائمہ نہیں ہیں بلکہ تا قیامت آنے والے تمام سادات ہیں۔ بنی فاطمہؑ ہی مصداقِ اہلِ بیتؑ ہیں۔

☆ سادات بنی فاطمہؑ قیامت تک کے لئے مصطفیٰ ہیں۔

☆ ذاتِ احدیت نے سادات بنی فاطمہ کو دو مرتبہ سلام کیا ہے۔

(نہج السادات فی اکفاء البنات... صفحہ ۲۶۱ تا ۲۶۴)

Presented by Ziaraat.Com

﴿۱۵۰﴾...علیؑ و فاطمہؑ کی اولاد سے محبت کا اجر:

علامہ سید نثار عباس نقوی کتاب ''نہج السادات فی اکفاء البنات'' میں لکھتے ہیں:-

قال رسول اللّٰہ صَلی اللّٰہ علیہ و آلہٖ وسلم اِنَّ اللّٰہ لہٗ الحمد عرض حب علیؑ و فاطمة الزھرا سلام اللّٰہ علیھا وذریتھما علی البریة فمن بادر منھم بالاجابة جعل منھم الرسل، ومن اجاب بعد ذالك جعل منھم الشیعة ومن اجاب بعد ذالك منھم الاصفیاء وَاِنَّ اللّٰہ جمعھم فی الجنة

''بے شک اللہ تعالیٰ کی تمام حمد اسی کے ساتھ مخصوص ہے۔ خدا نے علیؑ و فاطمہؑ اور ان کی اولاد کی محبت لوگوں کے سامنے رکھی ان میں سے جنہوں نے جلدی مثبت جواب دیا انہیں رسولؐ بنا دیا گیا جنہوں نے بعد میں اقرار کیا انہیں شیعہ بنا دیا گیا اور جنہوں نے ان کے بعد اقرار کیا انہیں اصفیاء کے طور پر منتخب کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان سب کو بہشت میں جمع کر دیا''۔

(مجالس المومنین سید نوراللہ شوستری، المناقب المرتضویہ ص ۹۷، احقاق الحق ص ۱۹۱، القطرة ....ج ۲، ص ۱۱۴، نہج السادات فی اکفاء البنات... صفحہ ۳۱۷)

﴿۱۵۱﴾...نحوی طریقہ سے اس فقرہ کا مفہوم:

علامہ سید نثار عباس نقوی کتاب ''نہج السادات فی اکفاء البنات'' میں لکھتے ہیں:-

نلت مِن صھرہٖ مَالَمْ ینالاہُ

''تم آنحضرتؐ کی ایک قسم کی دامادی میں ہو جو وہ دونوں نہ حاصل کر سکے''

یہ ایک قسم کی دامادی میں ہو۔ کیا مطلب یعنی تم اصل داماد نہیں ہو۔ پھر اس جملہ میں

Presented by Ziaraat.Com

لفظ "من" استعمال ہوا ہے جو یہاں پر من بعضیہ ہے۔ یعنی جیسی وہ بیٹیاں تھیں ویسا تو داماد ہے۔

اسی لئے یہ ترجمہ ہوا کہ تم کو آنحضرتؐ کی ایک قسم کی دامادی حاصل ہے۔ حالانکہ داماد صرف داماد ہوتا ہے یعنی جس طرح وہ لڑکیاں بیٹیاں کہلا رہی ہیں ویسے تم داماد کہلا رہے ہو۔ نہج البلاغہ کے اس جملہ میں بھی حضرت عثمان اصلی داماد ثابت نہیں ہو رہے۔

مفتی جعفر حسین مرحوم کے ترجمہ میں "ایک قسم" کا لفظ بتا رہا ہے کہ آنحضرت کی حقیقی دختران نہ تھیں ورنہ ایک قسم کا دامادی نہ لکھتے بلکہ صاف لفظوں میں داماد لکھتے۔

نیز "صہرہ" کی ضمیر آنحضرتؐ کی طرف ہے۔

پس معنی یہ ہوئے کہ تو دامادِ رسول علیؑ سے نصیحت لے رہا ہے۔ مفتی جعفر حسین مرحوم نے جو ترجمہ کیا ہے وہ اگرچہ لغوی اعتبار سے دیکھا جائے تو صحیح نہیں ہے تاہم پھر بھی دامادی پر پانی پھیرنے کے لئے کافی ہے۔

قارئین نہج البلاغہ سے بھی جواز عقد کے قائلین کا مدعا پورا نہ ہوسکا لہٰذا حضرت عثمان دامادِ رسولؐ نہ تھے بلکہ پروردہ ربیبہ دختران سے نکاح کی بدولت ایک قسم کے داماد بن گئے۔

مومنین کرام! ایک سیدزادی اولاد فاطمہ زہراؑ کی شادی صرف اور صرف سید سے ہی ہوسکتی ہے۔ غیر سادات سے سیدزادی کا نکاح مطلقاً حرام ہے۔

اب اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ جناب اُمِّ کلثومؑ بنت امیر المومنین علیہ السلام کا عقد نعوذ باللہ عمر ابن خطاب سے ہوا۔

آلِ محمد علیہم السلام کی عظمت کو پامال کرنے کے لئے یہ افسانہ بھی بڑی خوبصورتی سے تراشا گیا۔ یہ بھی عداوت سادات کا ایک شاخسانہ ہے۔ اتنا بڑا جھوٹ تاریخ عالم

Presented by Ziaraat.Com

اسلام میں ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتا۔

جس عقیدے پر چلنے کی مجھے آلِ محمدؐ نے توفیق عنایت فرمائی ہے ایسے عقیدے میں تو ایسا واقعہ دہرانا بھی ایک بہت بڑا گناہ سمجھا جاتا ہے۔ میں کوشش کروں گا کہ نہایت احسن الفاظ میں اس پر بحث کر کے گزر جاؤں۔ اب ہم اس پر اختصاراً گفتگو کا آغاز کرتے ہیں۔

مورخین کے نزدیک اُس دور میں چالیس عدد تک ''اُمِ کلثومؑ'' نامی مستورات تھیں۔ سرکاری مورخین نے کثرت نام سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے جس طرح تعداد بناتِ رسولؐ مقرر فرمائی اسی طرح ان کثرت اُمِ کلثوم نامی مستورات سے ایک اُمِ کلثومؑ حضرت ابوبکر کی صاحبزادی حضرت اسماء (یاد رکھیئے یہ اسما ایک انصاری خاتون تھیں جو حضرت فاطمہ زہراؑ کی کنیز تھیں۔ یہ حضرت جعفر طیارؓ کی زوجہ نہیں ہیں) کے بطن سے بعد از انتقال حضرت ابوبکر متولد ہوئی جنہیں اپنے ساتھ لے کر حضرت امیرالمومنینؑ کے گھر میں اسماء زوجہ ابوبکر رہ رہی تھیں۔

اس مقام پر میں یہ بھی عرض کر دوں۔ اُس دور میں اسماء بنت عمیس بھی تین سے زیادہ پائی جاتی تھیں۔ یہ بات بھی ایک افسانہ کے سوائے کچھ حیثیت نہیں رکھتی کہ جناب جعفر طیار کی زوجہ محترمہ اسماء بنت عمیس بعد از شہادت جناب جعفر طیار ابوبکر کی زوجیت میں آ گئیں اور بعد ابوبکر حضرت علی علیہ السلام کے عقد میں آ گئیں۔ یہ بھی غلط ہے۔ ایک نام اور ایک ولدیت ہونے کی وجہ سے یہ اندازہ نہیں لگایا جا سکتا کہ ایک ہی عورت تین شخصوں کے گھر یکے بعد دیگرے آئی ہو۔

بلکہ جو بی بی جناب جعفر طیار کے گھر میں تھیں اُن کا نام ولدیت بھی وہی تھا جو حضرت ابوبکر کے گھر میں تھیں اور یہی نام اور ولدیت رکھنے والی بی بی امیرالمومنینؑ کے

Presented by Ziaraat.Com

عقد پاک میں تھیں۔ یہ بی بی اور تھیں بہر حال یہ ذکر میرے موضوع سے تعلق نہیں رکھتا یہ الگ آخر میں درج کر دیا جائے گا۔

اسماء بنت عمیس جو کہ زوجہ حضرت ابوبکر تھیں ان کی آغوش میں ایک بچی تھی جو ابوبکر کی صاحبزادی تھیں اور وہ جناب امیر المومنینؑ کے گھر زیر کفالت تھیں۔ وہ رشتہ جو ابنِ خطاب نے مانگا یا وہ اُمِ کلثومؓ بنت ابوبکر بن قحافہ تھیں۔

اسی بچی کا رشتہ طلب کرتے وقت جناب امیر علیہ السلام نے عمر کو جواب دیا تھا:

اِنَّھا لصغیرۃٌ یا با الفاظ دیگر اِنَّھا صبیحۃ صغیرۃ یہ بچی ابھی چھوٹی ہے یا صبیحہ اُس بچے کو کہا جاتا ہے جو دودھ پیتا ہو۔

جب کہ تاریخ طبری ج ۵، ص ۲۱۶ میں مرقوم ہے کہ حضرت اُمِ کلثومؑ بنتِ علیؑ ۱۷ ہجری میں جس کے نکاح کا تذکرہ کیا جاتا ہے کی عمر اُس وقت ۱۱ سال تھی۔ گیارہ سال کی عمر میں نہ صغیرہ کا لفظ استعمال کیا جا سکتا ہے نہ صبیحہ کا لفظ بولا جاتا ہے۔

خود جناب امیر علیہ السلام نے جب جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا سے عقد کیا تو اُس وقت سن مبارک ۹ سال تھا۔ جو علیؑ خود نو سال کے سن رکھنے والی بی بی سے عقد کر سکتے ہیں وہ گیارہ سال کی لڑکی کو انھا لصغیرۃ یا انھا صبیحۃ صغیرہ نہیں کہہ سکتے تھے۔ جس بچی کو صغیرہ یا صبیحہ کہہ کر امیر المومنینؑ نے عمر کو جواب دیا تھا وہ بنتِ علیؑ نہیں بنتِ ابوبکر تھیں۔ رہا علیؑ کو پیغام بھیجنے کا مقصد چونکہ اُس وقت حضرت ابوبکر زوجہ محترمہ معہ بیٹی جو (اُمِ کلثومؓ صغیرہ صبیحہ) کے ہمراہ خانہ علیؑ میں رہ رہی تھیں اس لئے پیغام لانے والے کو جواب دینا امیر المومنینؑ کے فرائض میں داخل تھا۔

اور پھر حضرت عمر سے عقیدت رکھنے والوں کو اس واقعہ کو دہرانا بھی سوچ سمجھ کر چاہیئے اور یہ بھی خیال رکھنا چاہیئے کہ اس واقعہ میں ابنِ خطاب کی عزت بڑھانا نہیں بلکہ

Presented by Ziaraat.Com

توہین کا پہلو نکلتا ہے۔

پھر اصابہ جلد ۸،ص ۲۷۵ پر مرقوم جملہ کہ جس وقت عقد اُمِ کلثومؑ کی درخواست دی گئی اُس وقت ابنِ خطاب کی عمر ساٹھ سال کے قریب تھی۔

ایک اور قابلِ ذکر امر یہ ہے کہ حضرت عمر کی صاحبزادی زوجیت رسولؐ خدا میں تھی اور ازواج نبی کو امہات المومنینؓ کہا گیا ہے۔ اگر زوجہ رسولؐ مومنین کی ماں ہے تو اُس ماں کی نواسی حضرت ابنِ خطاب کی پرنواسی لگتی ہے اور آیاتِ قرآن گواہ ہیں کہ نانا کا نکاح نواسیوں سے حرام ہوتا ہے۔

ایسا فعل قبیح ابنِ خطاب کبھی نہیں کر سکتے تھے۔ اب یہ عقیدت مندوں کی عقل پر انحصار ہے کہ وہ کس قدر حضرت سے عقیدہ رکھتے ہیں۔ ایک دامادی کا من گھڑت شرف دیتے دیتے محرمات کے ارتکاب کی تصدیق کر رہے ہیں۔

کتاب استیعاب، تاریخ طبری، تاریخ کامل وغیرہ میں مرقوم ہے کہ وفات ابوبکر کے بعد ۱۳ ہجری میں ان کی ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام اُمِ کلثومؑ رکھا گیا۔ اس طرح ۱۷ ہجری میں یہ بچی پانچ سال کی ہوتی ہے۔ ایسی بچی کو ''صغیرہ'' کے لفظ سے یاد کیا جا سکتا ہے۔

کنز مکتوم میں ہے کہ حضرت عائشہ کے سمجھانے پر اسماء نے اپنی بچی کا رشتہ ابنِ خطاب سے کر دیا ورنہ پہلے وہ راضی نہ تھی۔ حضرت عمر کے بعد اُس اُمِ کلثومؑ کا نکاح طلحہ سے ہوا تھا۔

اس طرح سرکار پربس سرکاری اخبار نویسوں نے سرکاری مورخوں نے جو اُمِ کلثومؑ کے نام سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے بنو اُمیہ کے دستر خوان پر جھوٹی ہڈیاں چوسنے والوں نے حق نمک خوری ادا کر دیا اور خاندانِ اہلِ بیتؑ سے اپنی دشمنی کا اظہار کرتے ہوئے

Presented by Ziaraat.Com

اس شاخسانہ کو تاریخ کا حصہ بنا دیا۔

بلکہ اصابہ ج ۴، ص ۴۹۲ پر مرقوم ہے یہ پیغام عبداللہ ابن عباس کے ذریعہ بھیجا اگر مجھے یہ دختر (اسماء) نہ ملی تو میں ان کا گھر جلا دوں گا اور ان پر ایسی تہمت لگائی جائے گی کہ وہ منہ دکھانے کے قابل نہ رہیں گی۔ اس دھمکی کے بعد جب وہ بچی آئی تو بچی کو غصہ آ گیا اور کہا اگر تو حاکم نہ ہوتا تو جواب دیتی۔

کس قدر افسوس ناک ہے یہ واقعہ کہ ایسے حیا سوز اور شرمناک قصہ کو اُمِ کلثومؑ کے عقد کے ثبوت میں پیش کیا جاتا ہے جس میں حضرت علیؑ سے زیادہ ابنِ خطاب کی توہین کی گئی ہے اور جب عزت ہی ختم ہو جائے اور یہ ثابت ہو جائے کہ وہ پابند شریعت نہ تھے تو خلافت خود بخود ختم ہو جاتی ہے۔

ابنِ خطاب کے پیغام کے جواب میں حضرت علیؑ کا یہ فرمانا کہ وہ کم سن ہے۔ (انها لصغيرة) صحیح تھا یا غلط۔ اگر صحیح تھا کہ وہ واقعی کم سن تھیں تو کم سن لڑکی کو اپنے عقد کا اختیار ہی نہیں ہوتا پھر انہیں ابن خطاب کے پاس کیوں بھیجا گیا اور اگر وہ بالغ تھیں تو پھر اس کو "اِنها لصغيرة انها صبيحة صغيرة" یعنی کم سن یا دودھ پیتی بچی کیوں کہا گیا نیز کیا ایک بالغ لڑکی کو نامحرم کے پاس بھیجنا شریعت محمدیہ میں جائز ہے؟ حالانکہ حقیقت بالکل خلاف واقعہ ہے۔

یہ واقعہ اُمِ کلثوم بنت اسماء زوجہ ابوبکر کی بیٹی تھیں جو اپنی والدہ کے ہمراہ علیؑ کے گھر آئیں یہیں پرورش پائی یہی وہ اُمّ کلثوم ہے جس کے ہاں ان کا فرزند پیدا ہوا۔ زید اور اُمِّ کلثوم ماں بیٹے کی وفات ایک ساتھ ہوئی جس میں کوئی اختلاف نہیں ہے ایک ہی دن نماز جنازہ کے بعد دفن ہو گئے۔

لیکن اُمّ کلثومؑ بنت امیر المومنین کا عقد جناب عون محمد بن جعفر طیار سے ہوا۔ یہ

Presented by Ziaraat.Com

بی بی کربلا میں موجود تھیں۔ پھر اسیر ہو کر دربارِ شام گئیں۔ ملاحظہ فرمائیں اصابہ، ج ۴، ص ۲۹۲ مصر۔

عمر ابنِ خطاب کی شادی مرنے والی اُمِّ کلثومؑ کے ساتھ ہوئی تھی لیکن بنتِ امیر المومنین حضرت جعفر طیار کی بہو تھیں جو کربلا میں موجود تھیں بلکہ تاریخ شاہد ہے کہ جناب اُمِّ کلثومؑ بنتِ امیر المومنینؑ کی شادی عون محمد بن جعفر سے ہوئی تھی۔ یہ بھی غلط ہے کہ بی بی بے اولاد تھیں۔ بی بی کی اولاد تھی جو کہ کربلا میں موجود تھی حضرت پر قربان ہو گئی۔

قارئین اختصاراً ہم نے یہ ثابت کر دیا ہے۔ ایسا عقد خاندان سادات میں کبھی نہیں ہوا۔ اولادِ رسولؐ عقد صرف ہم کفو سے کرتے ہیں اسی طرح جناب امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام نے اپنی اکیس بیٹیوں میں سے کسی کا عقد و نکاح نہیں کیا اس لئے کہ ہم کفو زمانہ میں کوئی نہ تھا۔ جس علیؑ کا چھٹا بیٹا ساتواں امام ہم کفو نہ ہونے کی وجہ سے اپنی بیٹیوں کی شادی نہ کرتے تھے وہ علیؑ کس طرح غیر کفو میں یہ رشتہ طے کر سکتے تھے۔

قائلین جواز سراسر باطل عقائد پر عمل پیرا ہیں۔ ان کا ہر حربہ ناکام، ہر کوشش بیکار ثابت ہوئی ہے۔

مذکورہ بالا واقعہ بھی اس امر کی دلیل ہے کہ عقد سیّدات غیر سیدوں پر حرام ہے، قطعی حرام ہے، منطق حرام ہے۔ ایسا نکاح جائز سمجھنے والوں کا تعلق شیعیت اور شریعت دونوں سے نہیں ہے۔

ایسے لوگوں کو اُموی عباسی دستر خوانوں کے پروردہ نمک خوار انہیں اپنا مولا و حاکم جاننے والے ہیں۔ ایسے لوگ جو دعویٰ محبت آلِ محمدؐ کرتے ہیں بالکل بے بنیاد جھوٹے کذاب ہیں کیونکہ دعویٰ محبت کرنے والے کبھی نسبی شرافت کی دھجیاں نہیں بکھیرتے جو

Presented by Ziaraat.Com

نسب کے دشمن ہیں وہ محبت نہیں کرتے۔ محبت وہ صرف ان سے کرتے ہیں جن کے عقیدہ پر کاربند ہیں۔

﴿۱۵۲﴾... حضرت اُمِّ کلثومؑ سے مروی روایات:

۱۔ فرماتی ہیں جناب فاطمہ بنت امام رضا علیہما السلام کہ ہم سے بیان کیا جناب فاطمہ، جناب زینب، جنابِ اُمِّ کلثومؑ بنات امام موسیٰ کاظم علیہم السلام نے کہ ہم سے بیان کیا جناب فاطمہ بنت جعفر صادق علیہما السلام نے کہ ہم سے بیان کیا فاطمہ بنت محمد باقر علیہما السلام نے کہ ہم سے بیان کیا فاطمہ بنت علی ابنِ الحسین علیہم السلام نے کہ ہم سے بیان کیا جنابِ فاطمہ بنات الحسین ابنِ علی علیہم السلام نے کہ ہم سے بیان کیا جناب اُمِّ کلثومؑ بنت علی علیہما السلام نے کہ ہم سے بیان کیا مادرگرامی فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نے کہ میں نے رسول اکرمؐ سے سنا۔

''جب میں معراج پر گیا اور ملاء اعلیٰ کی سیر میں داخلِ جنّت ہوا تو میں نے ایک قصر دیکھا جو چمکتے ہوئے سفید موتیوں کا بنا تھا اور اس کے دروازے پر دُر و یاقوت جڑے ہوئے تھے۔ اور پردہ بھی پڑا تھا میں نے نظر اُٹھائی تو دیکھا کہ دروازے کی لوح پر لکھا تھا۔

'' لااله الّا الله محمدٌ رسول الله عليٌّ ولی القوم''

اور پردے پر لکھا تھا۔

''بخٍ بخٍ من مثل شيعة عليٍّ بطيب المولد''۔

''مبارک ہو مبارک ہو کون ہے ولادت کی پاکیزگی میں علیؑ کے شیعہ کے مثل'' پس میں داخل ہوا اس قصر میں تو اس قصر کے اندر ایک اور قصر تھا عقیقِ احمر کا اس کا دروازہ چاندی کا تھا جو سبز زبرجد سے آراستہ تھا اس پر بھی پردہ تھا میں نے نظر اٹھائی تو لوحِ در پہ لکھا تھا۔

Presented by Ziaraat.Com

"محمدٌ الرسول اللّٰہ علیٌ وصی المصطفیٰ"[1]

اور پردے پر لکھا تھا۔

"بشّر شیعة علیٍّ بطیب المولد"

''علیؑ کے شیعہ کو پاکیزہ ولادت کی بشارت دے دو''

پس میں اس قصر میں داخل ہوا تو اس میں ایک اور قصر تھا سبز زمرد کا جس سے اچھا میں نے نہیں دیکھا

اس پہ یاقوت سرخ کا دروازہ تھا جس میں لولو جڑے ہوئے تھے۔ اس پہ پردہ پڑا تھا میں نے نظر اٹھا کے دیکھا تو پردے پہ لکھا تھا۔

" شیعة علیٍّ هم الفائزون "

''علیؑ کے شیعہ ہی کامیاب ہیں''

میں نے کہا حبیبی جبرئیل یہ قصر کس کا ہے، جبرئیل نے کہا آپ کے ابن عم (چچازاد) اور وصی علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے لئے۔ سارے اہلِ محشر حشر میں عریاں آئیں گے سوائے شیعیان علیؑ کے، اور ہر ایک کو ان کی ماں کے نام سے پکارا جائے گا سوائے شیعیان علی (علیہ السلامؑ) کے، یہ اپنے باپ کے نام سے بلائے جائیں گے۔ میں نے کہا حبیبی جبرئیل کیونکر؟۔ جبرئیل نے کہا ''اس لئے کہ وہ علیؑ سے محبت کرتے ہیں اور یہ محبت ان کی پیدائش کی پاکیزگی کا سبب ہے''

(بحارالانوار... مجلسی.....ج...۶۵...ص...۷۷ عن کتاب المسلسلات، مستدرک سفینۃ البحار.... شاہرودی...ج....۶....ص...۱۱۵، اعیان الشیعہ...الامین...ج...۴...ص...۸۳)

۲۔ فرماتی ہیں جناب فاطمہ بنت امام رضا علیہا السلام کہ ہم سے بیان کیا جناب فاطمہؑ، جنابِ زینبؑ، جنابِ اُمِ کلثومؑ بنات امام موسیٰ کاظم علیہم السلام نے کہ ہم سے بیان کیا جناب فاطمہ بنت جعفر صادق علیہا السلام نے کہ ہم سے بیان کیا فاطمہ بنت محمد

Presented by Ziaraat.Com

باقر علیہما السلام نے کہ ہم سے بیان کیا فاطمہ بنت علی ابن الحسین علیہم السلام نے کہ ہم سے بیان کیا جناب فاطمہ بنات الحسین ابن علی علیہم السلام نے کہ ہم سے بیان کیا جناب اُمِ کلثومؑ بنت علی علیہما السلام نے کہ مادرِ گرامی فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہما نے فرمایا۔

(جب اہلِ مدینہ اور انصار کی خواتین نے ملاقات کی۔)

''کیا تم لوگ بھول گئے رسولؐ اللہ کا قول غدیر خم کہ آپؐ نے فرمایا۔'' **من کنت مولاہ فعلیٌ مولاہ**'' ۔اور آپؐ کا یہ قول ۔علیؑ کے لئے۔ **انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ**''

(خلاصہ العبقات الانوار....میر حامد حسین...ج..۷..ص..۱۸۸، الغدیر..الامینی...ج۱..ص...۱۹۷، مستدرک سفینۃ البحار..... شاہرودی.....ج..۸..ص..۲۶۴، قاموس الرجال....تستری....ج۱۲ ...ص...۳۳۴، کتاب الولایۃ... ابن عقدہ الکوفی...ص..۲۴۲، شرح احقاق حق..مرعشی...ج ..۶.. ص۲۸۲، ج..۲۱..، ص...۲۷)

۳۔فرماتی ہیں جناب اُمِ کلثوم علیہا السلام۔

'' انیسویں رمضان کی شب میں جب باباؑ صحن میں آئے تو صحن میں بطیں (مرغابیاں) تھیں جو بھائی حسینؑ کو کسی نے ہدیہ کیں تھیں۔وہ بطیں (مرغابیاں) بابا کے عقب میں چلیں، پر پھڑ پھڑاتیں تھیں اور سامنے آکر چیخے زمیں پر مارتیں تھیں۔ جبکہ اس سے قبل انہوں نے کبھی کسی رات میں ایسا نہیں کیا۔ بابا نے کہا۔

'' لاالہٗ الاّاللہ، یہ نالے اور نوحہ کرنے والیاں ہیں۔صبح کو قضاء الٰہی ظاہر ہونے والی ہے'' (الفصول المہمہ ۔۔ابن الصباغ المالکی ۔۔ج۔۱۔ص۶۳۳۔۔ہ۔۴)

۴۔عطا ابن سائب نے کہا

میں نے جناب اُمِ کلثومؑ کو صدقہ پیش کیا تو آپؑ نے فرمایا۔

''ڈرو ہمارے جوانوں سے۔آنحضرتؐ کے غلام تھے مہران۔ نبیؐ نے ان سے

Presented by Ziaraat.Com

فرمایا تھا۔"ہم اہلِ بیتؑ پر صدقہ حرام ہے۔اور ہمارے غلام بھی ہم میں سے ہیں۔تو اے مہران صدقہ نہ کھانا۔" (شرح احقاق حق ۔۔مرعشی ۔۔ج ۔۳۳ ۔ص ۔۱۳۱)

۵۔فرماتیں ہیں جناب اُمِ کلثومؑ ماہِ رمضان کی انیسویں شب تھی، وقتِ افطار بابا کے پاس میں ایک طبق میں جو کی دو روٹیاں، ایک کاسہ میں دودھ اور نمک لے کر پہنچی۔ جب بابا نماز سے فارغ ہوئے۔بابا افطاری کی طرف متوجہ ہوئے، اسے دیکھا پر تامل کیا، سر اقدس کو جنبش دی اور بلند آواز سے شدید گریہ کیا، اور فرمایا۔"اے بیٹا میں نہیں سمجھتا کہ کوئی بیٹی اپنے باپ کا برا چاہے"۔میں نے کہا۔کیونکر بابا۔" آپؑ نے فرمایا بیٹا تم نے دیکھا کبھی تمہارے بابا نے ایک وقت میں دو غذائیں تناول کی ہوں۔دو میں سے ایک غذا اٹھا لو میں نہیں چاہتا کہ بارگاہ الٰہی میں طویل حساب دینا پڑے۔میں نے اپنے بھائی، ابن عم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اتباع چاہا ہے، انہوں نے بھی کبھی ایک وقت میں دو غذائیں تناول نہیں کیں یہاں تک کہ اللہ سے ملاقات کی۔اے بیٹا کوئی ایسا نہیں کہ اچھا کھائے پیئے مگر یہ کہ اسے طول حساب کا سامنا ہوگا، اے بیٹا، یہ دنیا، اس کے حلال پر حساب ہے اور حرام پر عقاب، اور شبہات پر عتاب۔

اے بیٹا مجھے میرے حبیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی ہے کہ جبرائیل آئے ان کے ساتھ زمین کے خزانوں کی کنجیاں تھیں۔اور کہا اے حبیبؐ خدا آپ کا پروردگار آپ کو سلام کہتا ہے اور کہتا ہے کہ اگر آپ چاہیں تو تہامہ کے وہ پہاڑ آپ کے ساتھ ساتھ چلیں جن میں سونا اور چاندی ہے۔اور یہ زمین کے خزانوں کی چابیاں ہیں اور یہ دولت تا قیامت آپ کے حق میں کبھی کم نہیں ہوگی۔تو آپؐ نے فرمایا۔جبرئیل پھر اسکے بعد؟۔جبرائیل نے کہا۔موت۔آپؐ نے فرمایا۔جبرئیل تب تو دنیا کی کوئی حاجت نہیں۔میرے لئے رہنے دو کہ ایک دن بھوک میں ہو اور ایک دن

Presented by Ziaraat.Com

سیری میں، اور جو دن بھوک میں وہ اس دن میں اپنے پروردگار سے گڑگڑا کر اپنی سیری کا سوال کروں، اور جو دن سیری کا ہو اس دن اس کا شکر بجالاؤں، اور اسکی حمد کروں۔ جبرائیل نے کہا۔ ہر خیر کی توفیق آپؐ سے ہے۔ پھر امیرالمومنینؑ نے فرمایا۔ اے بیٹا دنیا غرور اور بربادی کا گھر ہے۔ جو میسّر آتا ہے وہی فوت ہو جاتا ہے۔ اے بیٹا میں نہ کھاؤں گا جب تک ایک غذا بڑھا (اٹھا) نہ لوگی۔ جب میں نے بڑھالیا تو بابا نے ایک روٹی ڈلے ہوئے نمک سے تناول کی۔ پھر حمد خدا و ثناء پروردگار بجالائے۔ پھر مصلّے پر بلند ہوئے۔ پس پھر رکوع و سجود، تضرّع و انکساری خدا کے لئے تھی کبھی حجرے سے باہر آتے پھر جاتے، باہر آتے تو آسمان کو دیکھتے۔ کہتے۔ یہی ہے بخدا یہی ہے۔ پھر مصلّے پہ جاتے۔ بے قراری اور تڑپ کی کیفیت تھی۔ پھر سورہ یٰسین کی تلاوت کی۔ پھر ذرا نیند لی پھر اٹھ کر بیٹھ گئے۔ ماتھے کا پسینہ کپڑے سے پوچھا۔ اپنے قدموں پر بلند ہوئے۔ لاحول ولا قوة الّا باللّٰہ کہتے ہوئے۔ پھر مشغول نماز ہو گئے۔ یہاں تک کہ رات کا ایک حصہ بیت گیا۔ پھر تعقیب کے لئے بیٹھے۔ پھر بیٹھے بیٹھے آنکھیں خوابیدہ ہوئیں۔ پھر آنکھیں کھول دیں۔ اپنے تمام اہل و عیال کو جمع کیا۔ فرمایا اس مہینے میں تم مجھے کھودو گے۔ یہ وہ رات ہے کہ میں نے خواب دیکھا ہے جو میں تم سب سے بیان کرنا چاہتا ہوں۔ ''میں نے ابھی اسی گھڑی میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ وہ فرماتے ہیں۔ اے ابا الحسنؑ تم ہمارے پاس آنے والے ہو۔ وہ وقت آنے والا ہے کہ دنیا کا شقی ترین شخص تمہاری ریشِ اقدس کو تمہارے خون سے خضاب کرے گا۔ بخدا میں تمہارا مشتاق ہوں۔ آؤ ہمارے پاس آؤ۔ پس جو ہمارے پاس ہے وہ باقی رہنے والا اور بہتر ہے''۔ پس یہ سننا تھا کہ گریہ و بکا کا غل اٹھا۔ شدید گریہ تھا۔ آپؑ نے قسم دی کہ سکوت کرو۔ گریہ تھما۔ پھر آپ نے وصیتیں کی

Presented by Ziaraat.Com

اولادوں کو اچھائیوں کی۔ پس رات اسی طرح قیام وقعود ورکوع وسجود میں گزاری۔ ہر ایک ساعت کے بعد صحنِ خانہ میں آتے ،کواکب پر نظر کرتے اور کہتے بخدا نہ میں جھوٹ کہتا ہوں نہ مجھ سے جھوٹ کہا گیا۔ یہی وہ رات ہے جس کا مجھ سے وعدہ کیا گیا ہے۔ مصلّے کی طرف لوٹتے تو کہتے۔ "اللّٰھم بارك لی بالموت"۔ اور زیادہ تر یہ کہتے جاتے۔

انّا للّٰہ و انّا الیہ راجعون ولا حولا ولا قوۃ الّا باللّٰہ اللّٰھم صلّ علیٰ محمدؐ و آل محمدؐ استغفر اللّٰہ ربی اتوب الیہ"

میں نے بابا کو اس رات میں نہیں دیکھا مگر بے قراری، اور تڑپ میں اور کثرت ذکر میں آپ کے ساتھ میں نے وہ شب جاگ کے گزاری۔ میں نے کہا۔ بابا۔ آج کیا بات ہے کہ ساری شب بے قراری اور تڑپ میں گزری آج ذرا نیند بھی نہیں لیتے۔ فرمایا۔ اے بیٹا۔ ترے باپ نے بڑے بڑے سورماؤں کو قتل کیا بڑے بڑے بہادروں کے سرنگوں کیے مگر اپنے دل میں ذرّہ بھر کسی کا رعب نہ پایا جیسا کہ آج پاتا ہوں۔ بیٹا، آرزوئیں تمام ہوئی۔ وقت مقرّر آپہنچا۔" جناب اُمِ کلثوم سلام اللہ علیہا کہتیں ہیں۔ میں رونے لگی۔ بابا نے کہا نہ رو بیٹا۔ نبیؐ سے جو عہد ہے اسے پورا ہوتا ہے۔ پھر آنکھوں کو بند کیا۔ ایک ساعت گزر گئی۔ پھر آنکھیں کھولیں فرمایا جب وقت اذان فجر قریب ہو تو خبر کرنا۔ پھر اسی طرح عبادت میں مشغول ہو گئے جیسے رات آغاز شب سے تھے۔ جب وقت اذان آیا میں آفتابہ وسلفچی کے ساتھ قریب پہنچی وقت اذان کی خبر کی۔ بابا اٹھے ،تجدید وضو فرمایا۔ لباس تبدیل کیا۔ جب صحن خانہ میں آئے تو صحن میں وہ بطیں تھیں کسی نے بھائی حسنؑ مجتبیٰ کو تحفے میں دیں تھیں۔ بابا کے صحن میں آتے ہی وہ گریہ د فریاد کرنے لگیں۔ بابا نے کہا۔

Presented by Ziaraat.Com

" لاالہٰ الاّاللّٰہ ، یہ نالے اور نوحہ کرنے والیاں ہیں۔ صبح کو قضاء الٰہی ظاہر ہونے والی ہے۔" میں نے کہا بابا کیا آپ فال لے رہے ہیں۔ بابا نے کہا بیٹا ہم اہلِ بیتؑ فال نہیں لیا کرتے یہ تو ہونا ہے جو میری زبان پر جاری ہوا۔ بیٹا میرے حق کی قسم انہیں آزاد کردینا یہ بے زبان مخلوق خدا ہے جو اپنے بھوک اور پیاس نہیں بتاسکتی تو جہاں سے چاہے یہ اپنا رزق حاصل کریں سوا اس کے کہ تم لوگ ان کے دانے پانی کا خیال کرو۔ یہ کہہ کر دروازے کی طرف بڑھے تو زنجیرِ در کمر کے پٹکے میں لپٹ گئی۔ پس آپ نے اسے جدا کیا اور یہ شعر پڑھتے تھے۔ "کمر کو موت کے لئے کس لو کہ اس سے تو ملاقات ہونا ہی ہے۔ مت گھبراؤ موت سے جب وہ تمہیں ندا دے اور زمانے سے دھوکا نہ کھاؤ کہ زمانہ جیسے تمہیں ہنساتا ہے ایسے ہی رولاتا ہے" پھر کہتے "اللّٰھم بارک لی بالموت"۔ میں صحن میں پیچھے پیچھے چلی آپؑ کا فرمانا سنتی ہوئی۔ میں کہا۔ ہائے بابا۔ آج کی شب آپ اپنی جدائی کی خبریں دے رہے ہیں۔ فرمایا۔ بیٹا یہ فقط خبر نہیں علامات اور دلیلیں ایک کے بعد ایک واقع ہو رہی ہیں۔ میں خاموش ہوگئی۔ در کھلا، بند ہوا، اور بابا چلے گئے۔" (مقتل الامام علی علیہ السلام۔۔رسول الکاظم عبدالسادۃ۔۔ص۔۱۳۹ تا ۱۴۲، بحارالانوار۔۔۔مجلسی۔۔۔ج۔۴۲۔۔ص۔۲۷۶ تا ۲۷۸)

۶۔ فرماتیں ہیں جناب اُمِّ کلثوم سلام اللہ علیہا۔

"بابا کے مسجد کو جانے کے بعد میں بھائی حسنؑ کے پاس آئی۔ اور کہا۔ بھائی بابا سے میری یہ گفتگو ہوئی اور بابا اس عالم میں گھر سے نکلے ہیں۔ میں نے ساری کیفیت بیان کی۔ اور آج بابا رات ڈھلنے سے پہلے ہی مسجد کو چلے گئے۔ بھائی اٹھے اور راہ میں بابا کو پایا، اس سے پہلے کہ بابا مسجد میں داخل ہوتے۔ اور کہا بابا آپؑ اس وقت مسجد کو چلے آئے ابھی تو تہائی رات باقی ہے۔ باباؑ نے کہا۔ میری جان میری آنکھوں کی ٹھنڈک، وہ

Presented by Ziaraat.Com

خواب مجھے مسجد میں لایا ہے جو میں نے اس شب میں دیکھا ہے اور اُسی کے سبب یہ شب بے قراری اور تڑپ میں گزری ہے۔ بھائی نے کہا۔ بابا اچھا دیکھا ہے تو اچھا ہوگا۔ بیان کیجئے۔ باباؑ نے کہا۔ اے بیٹا میں نے دیکھا کہ جبرائیل آسمان سے کوہ ابوقبیس پہ نازل ہوئے وہاں سے دو پتھر لئے اور کعبے میں آئے پھر اپنی پشت کی طرف انہیں ایک دوسرے سے ٹکرایا وہ خاک ہوئے اور غبار ہو گئے۔ ریزہ ریزہ۔ اور کوئی گھر مکّے اور مدینے کا نہ بچا جس میں وہ غبار نہ پہنچا ہو۔ بھائی حسنؑ نے کہا۔ باباؑ اس کی کیا تعبیر ہے۔ بیٹا ترا باپؑ قتل کیا جائے گا اور مکّے اور مدینے کے گھروں میں اس کا غم ہوگا۔ بھائی حسنؑ نے کہا بابا۔ آپ کو یہ بھی خبر ہوگی کہ یہ سانحہ کب ہوگا۔ بابا نے فرمایا بیٹا کتاب خدا میں ہے۔ "وما تدری نفس ماذا تکسب غداً وما تدری نفس بأیّ ارض تموت" لیکن میرے رسول (صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا مجھ سے عہد ہے۔ کہ ماہ رمضان کے آخری عشرہ میں ابنِ ملجم مرادی مجھے قتل کرے گا۔ پس بھائی حسنؑ نے کہا باباؑ جب آپ قاتل کو جانتے ہیں تو میں اس کو قتل کر دیتا ہوں۔ باباؑ نے کہا بیٹا۔ ارتکابِ جرم سے پہلے قصاص نہیں ہے۔ بیٹا اگر جن وانس اس امر کے دفیعہ پر اجتماع کریں تب بھی قدرت نہ پائیں گے۔ جاؤ بیٹا گھر لوٹ جاؤ۔ بھائیؑ نے کہا بابا میں بھی آپؑ کے ساتھ مسجد کو چلتا ہوں۔ بابا نے کہا۔ بیٹا۔ میرے حق کی قسم لوٹ جاؤ اور سو جاؤ کچھ دیر میں تمہیں اٹھنا ہوگا۔ بھائی پلٹ آئے مجھے دروازے ہی پر پایا۔ اور مجھے اس گفتگو کی خبر دی ہم بہن بھائی حزن و ملال کے عالم میں بیٹھ کر بابا کی باتیں کرتے رہے۔ پھر بابا کے حکم کی تعمیل میں اپنے حجروں کی طرف آ گئے۔

(مقتل الامام علی علیہ السلام ۔۔ رسول الکاظم عبدالسادۃ ۔۔ ص ۔۱۴۳،۱۴۴)

(بحار الانوار ۔۔ مجلسی ۔۔ ج ۔۴۲ ۔۔ ص ۔۲۷۸،۲۷۹)

Presented by Ziaraat.Com

۶۔ کلام جناب اُمِّ کلثومؑ مدح علی علیہ السلام میں۔

جب جرّاح کی آواز بلند ہوئی کہ زخم بہت گہرا ہے۔ تو پسِ پردہ سے جناب اُمِّ کلثومؑ کی گریہ کی صدا بلند ہوئی۔ تو فرمایا۔ اُمِّ کلثومؑ کیوں رو رہی ہو۔ میں نے کہا۔ "کیوں نہ روؤں بابا۔ آپ ہاشمیوں کا فخر اور ابو طالبیوں کا آفتاب ہیں، آپؑ ان کی شمشیر یمانی ہیں جب تلواریں جنگوں میں اندھی ہو جائیں۔ آپؑ ان کے روشن اور حسین چاند ہیں جب تاریکی اپنے پردے گرا کر چہروں کو ذلت کے ساتھ قبیح کر دے۔ اور آپ ان کو مجتمع رکھنے والے ہیں جب کثرت قلت میں ڈھلنے لگے۔" بابا نے کہا۔ اے بیٹا جو میں دیکھ رہا ہوں اگر تم دیکھو تو نہ روؤ۔ میں نے کہا بابا آپ کیا دیکھ رہے ہیں۔ بابا نے کہا۔ میں دیکھ رہا ہوں رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آسمان سے ملائکہ کے پروں کے ساتھ اترے ہیں۔ ان کے ساتھ تمام انبیاء ہیں۔ بہشت کے ناقوں پر، جن کے پاؤں عنبر کے ہیں۔ رخسار زعفران کے، گردنیں زبرجد کی، تلوے موتیوں کے، جن پر نور کے ملائم اور نازک قبے جن سے عود کی لپٹیں اٹھتی ہوئیں۔ اور وہ رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو گھیرے ہوئے ہیں۔ اور یہ سب آرائش تمہارے باپ کی روح کے لئے ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں بیٹا وہ گھر جس کا فرش رضائے الٰہی کا ہے، جس کی چھت عفوِ الٰہی کی ہے، جس کی خوش گوار روشیں رحمت الٰہی کی ہیں، جس کی مٹی مشک کی اور جس میں کنکریاں نہیں بلکہ رنگ برنگ جواہرات بکھرے ہیں۔ اس میں سفید موتیوں کے قصر ہیں جن کے شکم کافورِ سفید سے پُر ہیں اور ان میں سلسبیل کی نہریں ہیں جیسے خالص شہد۔" (مقتل الامام علی علیہ السلام۔۔ رسول الکاظم عبد السادۃ۔۔ ص۔ ۱۷۰، ۱۷۱)

Presented by Ziaraat.Com

﴿۱۵۳﴾...کلامِ میر انیسؔ

ذکرِ حضرت اُمِّ کلثومؑ

شبِ ضربت حضرت علیؑ کی حضرت اُمِّ کلثومؑ سے گفتگو:

آئی مہِ صیام کی انیسویں جو شب   کلثومؑ سے طعام علیؑ نے کیا طلب
وہ لائیں نانِ جَو نمک و شِیر اور رطب   بیٹی سے تب علیؑ نے کہا ازرہِ غضب

کیا چاہتی ہو تم کہ علیؑ پر عتاب ہو
محشر میں میرے واسطے طولِ حساب ہو

جس دن سے سُوئے خلد سدھارے ہیں مصطفا   دو نعمتیں نہیں کھائی ہیں ایک جا
کلثومؑ نے لیا رطب و شِیر کو اُٹھا   حضرت نے تین لقموں پہ صرف اکتفا کیا

روئیں جو بیٹیاں تو کہا یہ زبان سے
ہے آرزو شبک میں اُٹھوں اس جہان سے

افطار کر کے روزے کو مولائے روزہ دار   اٹھے نمازِ شب کے لئے شاہ ذوالفقار
پھرتا تمام رات عجب اُن کو اضطرار   انگنائی میں علیؑ نکل آتے تھے بار بار

دل سوئے حق تھا آنکھ سوئے آسمان تھی
تھی سامنے اجل کہ شبِ امتحان تھی

Presented by Ziaraat.Com

کہتے تھے اپنی ریشِ مبارک کو وہ جناب ہوئے گا صبح خون کا اس کے لئے خضاب
جاتا رہا تھا زینبؑ و کلثومؑ کا بھی خواب تھا مرتضیٰ علیؑ سے سوا ان کو اضطراب
مایوس گفتگو سے جو بابا کی ہوتی تھیں
باہیں گلے میں ڈال کے بابا کے روتی تھیں
لے کر بلائیں دونوں یہ کہتی تھیں بابا جاں کیوں نیند آپ کو نہیں آتی ہے ایک آں
کیوں فالِ بد نکالتے ہیں آپ ہر زماں کیوں بار بار دیکھتے ہیں سوئے آسماں
ہے زندگی ہماری جو جینے سے آپ کے
ہم دونوں بیٹیاں ہوں فدا ایسے باپ کے
حضرت نے بیٹیوں کو گلے سے لگالیا ہاتھوں کو چوم زینبؑ و کلثومؑ سے کہا
اب وقت عنقریب ہے کوسِ رحیل کا کچھ اس مقام میں نہیں چارہ بجز خدا
وارث تمہارا اب حسنؑ خستہ جان ہے
بس کل کے روز اور علیؑ مہمان ہے

(مرثیہ ۲۸.........جلد سوم)

حضرت علیؑ کے جنازے کی رخصت پر حضرت اُمِ کلثومؑ کا گریہ:

فضہؑ سے تب حسینؑ نے رو کر کیا کلام چادر سے سر کو ڈھانپ یہ ہے صبر کا مقام
در بند کر کے بازوئے اُمِ البنینؑ کو تھام گھر سے کہیں نکل نہ پڑیں بیبیاں تمام
صدمے سے باپ کے دلِ کلثومؑ پھٹ نہ جائے
زینبؑ کہیں جنازے سے آ کر لپٹ نہ جائے
(مرثیہ ۱.........جلد دوم)

Presented by Ziaraat.Com

۲۸ ر رجب کی شب حضرت اُمِّ کلثومؑ کا اضطراب:

اماں تمہاری بیٹیاں ہوتی ہیں بے وطن کیوں کر بچائے بھائی کو آفت سے یہ بہن
ہے ہے اُجاڑ ہوتا ہے پھولا پھلا چمن دو دن سے بیقرار ہیں شاہنشہِ زمن
کچھ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں نے شب کو سوتے ہیں
تربت پہ ناناؐ جان کی جاجا کے روتے ہیں

(مرثیہ ۱۷..........جلد اوّل)

شبیرؑ کا منہ تکنے لگی بانوے مغموم صغراؑ کے لئے رونے لگیں زینبؑ وکلثومؑ
بیٹی سے یہ فرمانے لگے سیّدِ مظلوم پردہ رہا اب کیا تمہیں خود ہوگیا معلوم
تم چھٹتی ہو اس واسطے سب روتے ہیں صغراؑ
ہم آج سے آوارہ وطن ہوتے ہیں صغراؑ

(مرثیہ ۲..........جلد دوم)

محضرِ شہادت میں حضرت اُمِّ کلثومؑ کا تذکرہ:

جس وقت مرے خون کا محضر ہوا تیار اور بخشش اُمت کا خدا نے کیا اقرار
اس نامے میں تھا درج یہ مضمونِ دل افگار ناموس نبیؐ ہوویں گے آفت میں گرفتار
ملبوسِ ستم عابدؑ مغموم بھی ہوگا
عریان سرِ زینبؑ و کلثومؑ بھی ہوگا

(مرثیہ ۳..........جلد اوّل)

دختران علیؑ وفاطمہؑ حضرت عباسؑ کی نظر میں:

شہزادۂ عالم تو پیادہ چلے دن بھر بیٹا مرا اسوار چلے گھوڑے کے اوپر
زہراؑ کی بہو بیٹیاں بلوے میں کھلے سر زوجہ مری پردے میں ہو اوڑھے ہوئے چادر

Presented by Ziaraat.Com

آقا کا نہ دوں ساتھ میں ایسا تو نہیں ہوں
زینبؑ کی وہ لونڈی میں غلامِ شہ دیں ہوں

(مرثیہ ۱۳..........جلد دوم)

حضرت حرؑ کی لاش پر حضرت اُمِّ کلثومؑ کا گریہ:

لپٹے ہوئے غلام سے چلّاتے تھے یہ شاہ — مارا حسینؑ کو تری فرقت نے آہ! آہ
اے بیکسوں کے دوست غریبوں کے خیر خواہ — فرزند فاطمہؑ کو نہ بھولے گی تیری چاہ
مہماں ہوا حسینؑ کا اس رنج و یاس میں
فاقہ کشوں کا ساتھ دیا بھوک پیاس میں

ناگاہ نکلی خیمے سے فضہؓ بہ اضطراب — چادر قدم تک اور رُخِ پاک پر نقاب
کی عرض یا امامِ دو عالم فلک جناب — کہتی ہیں مہماں کو دعا بنتِ بوتراب
اُن کا یہی ہے کام جو خوش اعتقاد ہیں
زہراؑ کی بہویں بیٹیاں سب اُن سے شاد ہیں

دوڑے یہ سن کے اُس کی طرف شاہِ مشرقین — بھائی نہ مضطرب ہو کہ حاضر ہوا حسینؑ
ترا یہ حال ہو تو کہاں مرے دل کو چین — آئی صدا علیؑ کی کہ اے میرے نورِ عین
آتے ہیں آج حُر کی مَلک پیشوائی کو
کہہ دو کہ ہم بھی آتے ہیں مشکل کُشائی کو

آئی صدائے فاطمہؑ اے میرے نونہال — ماتم میں حُر کے میں نے بھی کھولے ہیں سر کے بال
چلّائی در سے خیمے کے زینبؑ بصد ملال — ڈیوڑھی پہ لاؤ لاشۂ حُر، اے علیؑ کے لال
زہراؑ کی بیٹیاں حُر ذی شاں کو روئیں گی
سیدانیاں حضورؐ کے مہماں کو روئیں گی

Presented by Ziaraat.Com

زاری یہ سُن کے سبطِ رسولؐ انام کی　　صف بچھی ماتمی حُر عالی مقام کی
سراپنا پیٹنے لگیں بہنیں امامؑ کی　　اور بیٹیاں بھی روئیں شہِ تشنہ کام کی
برپا تھا حشر حُر کے تنِ چاک چاک پر
بچے ذرا ذرا سے تڑپتے تھے خاک پر　　(مرثیہ ۶ جلد چہارم)

حضرت زینبؑ اور حضرت اُمِّ کلثومؑ کا زُہد:

مجھ سے بھی سخی ہیں حرمِ سیّدِ عالی　　سائل کبھی جاتا نہیں دروازے سے خالی
چہرے پہ فقیری میں بھی رہتی ہے بحالی　　شکوے کی کبھی بات نہیں منہ سے نکالی
کچھ کام انھیں لذتِ دنیا سے نہیں ہے
کہنہ تو ردائیں ہیں، غذا نانِ جویں ہے
بہنیں مری زہراؑ سے بزرگی میں نہیں کم　　اک غیرتِ حوّا ہے تو اک ثانیٔ مریمؑ
بعد اپنے انھیں کی ہے تباہی کا مجھے غم　　خنجر کے تلے نکلے گا مشکل سے مرا دم
گھبرائی ہوئی خیمۂ ویراں میں پھریں گی
سر پیٹتی لاشے پہ مرے آکے گریں گی
(مرثیہ ۲۲..........جلد دوم)

امام حسینؑ کی تنہائی اور حضرت اُمِّ کلثومؑ:

جب خاتمہ بخیر ہوا فوجِ شاہ کا　　کوثر پہ قافلہ گیا پیاسی سپاہ کا
گھر لٹ گیا جنابِ رسالت پناہ کا　　خاک اڑ رہی تھی حال یہ تھا بارگاہ کا
بھائی نہ وہ رفیق نہ وہ نورِ عین تھے
دو بہنیں رونے والیاں تھیں اِک حسینؑ تھے
(مرثیہ ۲۶..........جلد اوّل)

Presented by Ziaraat.Com

شہادتِ حسینؑ اور حضرت اُمِّ کلثومؑ:

سیدانیاں یہ سنتے ہی باہر نکل پڑیں — گریان وسینہ چاک کھلے سر نکل پڑیں
چلا کے گھر سے بانوئےؑ مضطر نکل پڑیں — کلثومؑ اور زینبؑ بے پر نکل پڑیں

غُل تھا فلک نے دفتر عصمت الٹ دیا
فضہؑ نے پردۂ درِ دولت الٹ دیا

(مرثیہ ۱۴......جلد اوّل)

ابنِ سعد نے حکم دیا کہ علیؑ کی بیٹیوں کو اسیر کرو:

محنت سے ہی تم لوگوں نے ان شیروں کو مارا — سرتن سے محمدؐ کے نواسےؑ کا اتارا
عالم کے شجاعوں میں ہوا نام تمہارا — ڈر ہے کہ بنا کام بگڑ جائے نہ سارا

گر چھوٹ گئیں بیٹیاں زہراؑ و نبیؐ کی
پھر قید پہ جرأت نہیں پڑنے کی کسی کی

(مرثیہ ۱۳......جلد اوّل)

حضرتِ زینبؑ اور اُمِّ کلثومؑ چادرِ تطہیر کی وارث تھیں:

پھوپیاں سرِ ناقہ نظر آتی تھیں کھلے سر — ہاتھوں سے چھپائے ہوئے منہ روتی تھیں مادر
بے پردہ تھی اک رات کی بیاہی ہوئی خواہر — چھپیاں تھیں اُس انبوہ میں بے مقنعہ و چادر

ناموسِ محمدؐ پہ تو یہ ظلم و ستم تھا
اور سامنے سر باپ کا نیزے پہ علم تھا

فریاد تھی رانڈوں میں کہ اے قافلہ سالار — منہ کاہے سے ڈھانپیں حرمِ حیدرِ کرار
کس درد سے فرماتے تھے سجاد دل افگار — صابر رہو شاکر رہو جو مرضیٔ غفار

چھننے کا رِداؤں کے عبث رنج و الم ہے
کیا چادر تطہیر کا پردہ تمہیں کم ہے

(مرثیہ ۲۵......جلد سوم)

Presented by Ziaraat.Com

حضرت زینبؑ اور اُمِّ کلثومؑ کے خیموں کو لوٹ کر آگ لگا دی گئی

یہ شور تھا کہ آئے ستم گر سوئے خیام　　چلایا شمر پھونک دو ہاں خیمۂ امامؑ
فضہؑ نے دی صدا کہ ادب کا ہے یہ مقام　　یاں بیٹیاں علیؑ کی ہیں اے ساکنانِ شام
جل جاؤ گے جو اہلِ حرم پہ نگاہ کی
ڈیوڑھی یہ ہے امامِ فلک بارگاہ کی

اے ناریو یہ حیدرِؑ صفدر کا ہے مکاں　　اس کا ادب کرو یہ پیمبرؐ کا ہے مکاں
پیچھے ہٹو نبیؐ کی یہ دختر کا ہے مکاں　　حق سے ڈرو یہ شافعِ محشر کا ہے مکاں
یاں اِذن جبریلؑ کو جب تک ملا نہیں
پاسِ اَدب سے وہ کبھی آگے بڑھا نہیں

رہتے تھے اس میں سیّد و سردار انس و جاں　　کعبے سے کم نہیں ہے بزرگی میں یہ مکاں
یاں کی زمیں سے پست ہے رُتبے میں آسماں　　اُس کا ہر اک دَر ہے درِ خلد بے گماں
رفعت میں اَوجِ عرشِ بریں سے دو چند ہے
کرسی سے اس مکان کا رتبہ بلند ہے

ظاہر ہے سب پہ حضرتِ خیر النساء کا حال　　فاقے پہ فاقے کر کے سدھاریں وہ خوش خصال
ہیں ان کی بیٹیاں بھی غریب و شکستہ حال　　اُس گھر کو لوٹتے ہیں جہاں ہو متاع و مال
سیدانیوں کے فقر سے آگاہ کیا نہیں
ثابت کسی کے سر پہ گزی کی ردا نہیں

فِضہؑ سے تب یہ کہنے لگا شمر بے حیا　　ہے ہم کو بغض مال اگر کچھ نہ نکلے گا
تو یہ خیام آگ سے دیویں گے ہم جلا　　اور سر سے چھین لیں گے ہر اک رانڈ کی ردا
دانستہ اہلِ بیتؑ نبیؐ کو ستائیں گے
مسند محمدؐ عربی کی جلائیں گے

Presented by Ziaraat.Com

ان کو تو قتل کر چکے تھے جن کا ہم کو ڈر لوٹیں گے اہلِ بیتؑ محمدؐ کا مال و زر
اکبرؑ نہ اب ہیں اور نہ سلطانِ بحر و بر عباسؑ بھی نہیں جو بچائیں گے آن کر
کانوں سے ننھے بچوں کے گوہر اُتاریں گے
کبرا جو پہنے ہوگی وہ زیور اُتاریں گے

فضہؑ سے جب یہ شمرِ لعیں نے کیا کلام درّانہ آئے فاطمہؑ کے گھر میں اہلِ شام
جس وقت صحن میں نظر آیا ہجومِ عام سر پیٹنے لگے حرمِ سیّدِ انام
لُٹتا تھا گھر جو بادشہِ مشرقینؑ کا
غُل تھا نبیؐ کی آل میں ہے ہے حسینؑ کا

مسند لٹی جو شاہِ فلک بارگاہ کی ہاتھوں سے دل کو تھام کے زینبؑ نے آہ کی
غُل تھا کہاں چھپیں نہیں جا کہیں پناہ کی فریاد ہے دہائی ہے شیرِ اِلٰہ کی
آقا تمہارے اہلِ حرم لوٹے جاتے ہیں
یا شیرِ حق بچاؤ کہ ہم لوٹے جاتے ہیں

شکلیں مہیب دیکھ کے بچے تھے بے قرار کرتوں سے منہ چھپاتے تھے روتے تھے زار زار
چلاتی تھی یہ بانوئے مغموم بار بار اکبرؑ بچاؤ ہوتے ہیں بے پردہ پردہ دار
نامحرموں کو قہرِ الٰہی کا ڈر نہیں
ماں بہنیں لوٹی جاتی ہیں تم کو خبر نہیں

کہتی تھی سہم کر یہ سکینہؑ جگر فگار مجھ کو کہیں چھپاؤ پھوپھی تم پہ میں نثار
غافل ہیں ہم نے دیکھ لیا بس سبھوں کا پیار اکبرؑ ہیں یاں نہ حضرتِ عباسؑ نامدار
نامحرم آکے خیمۂ عصمت میں بھر گئے
پوچھو کسی سے تم مرے بابؑا کدھر گئے

Presented by Ziaraat.Com

کیا ہوگیا جو خیمے میں آتے نہیں پدر　　　کچھ ہیں خفا جو شکل دکھاتے نہیں پدر
تشریف ایسے وقت میں لاتے نہیں پدر　　　لٹتے ہیں اہلِ بیتؑ بچاتے نہیں پدر
ہے ہے میں کیا کروں یہ مہم کون سَر کرے
کوئی خدا کے واسطے اُن کو خبر کرے

زینبؑ نے اُس یتیم سے سَر پیٹ کر کہا　　　کس کو پکارتی ہو سکینہؑ پھوپھی فدا
ہوتے اگر حسینؑ تو آسکتے اشقیا　　　ہے ہے ہوئے شہید شہنشاہِ کربلا
خالی ہوا زمانہ ترے باباؑ جان سے
پڑھ کر نمازِ عصر سدھارے جہان سے

زینبؑ ابھی سکینہؑ سے کرتی تھی یہ کلام　　　لینے لگے رِدائیں سَروں پر سے اہلِ شام
دیکھا نہ تھا جو گھر میں کبھی یہ ہجوم عام　　　حق کی دُہائی دینے لگیں بیبیاں تمام
مِنّت سُنی کسی کی نہ خوفِ خدا کیا
زہراؑ کی بہو بیٹیوں کو بے رِدا کیا

(مرثیہ ۲۲..........جلد سوم)

شہزادیاں بلوے میں کھلے سر تھیں:

عابدؑ بچا ہے ایک سو وہ بے پَر اسیر ہے　　　کبراؑ اسیر بانوئےؑ مضطر اسیر ہے
عاشق تھے جس کے شاہ وہ دختر اسیر ہے　　　سب ایک طرف ہیں شاہؑ کی خواہر اسیر ہے
نامحرموں میں پردۂ آلِ عبا نہیں
زہراؑ کی بیٹیوں کے سروں پر ردا نہیں

(مرثیہ ۲۴..........جلد چہارم)

Presented by Ziaraat.Com

زعفرِ جن اور سیدانیوں کی اسیری:

یہ سُنتے ہی میداں میں وہ کہتا ہوا آیا زندہ مجھے دکھلائیو پھر شہؑ کو خدایا
یاں ہو چکا تھا قتل یداللہ کا جایا اُس وقت وہ پہنچا کہ تڑپتا ہوا پایا
سرکاٹ کے نیزے پہ چڑھاتے تھے ستمگر
سیدانیوں کو لوٹنے جاتے تھے ستمگر

(مرثیہ ۲۲..........جلد چہارم)

زہراؑ کی بیٹیوں پر قیامت کی رات:

جب قیدیوں کو خانۂ زنداں میں شب ہوئی بچوں کی مارے خوف کے حالت عجب ہوئی
گھٹ گھٹ کے دُخترِ شہِ دیں جاں بلب ہوئی مُضطر کمال بنتِ امیرِ عرب ہوئی
آفت کا سامنا تھا نئی واردات تھی
زہراؑ کی بیٹیوں پہ قیامت کی رات تھی

(مرثیہ ۲۶..........جلد چہارم)

ہندزوجۂ یزید قیدخانے میں آئی ہے:

خاتونِ قیامت کی ہیں دو بیٹیاں ذی شاں سیدانیاں مقبولِ خدا صاحبِ ایماں
بی بی ہیں مری حضرت زینبؑ کے میں قرباں یہ بے ادبی ہے، وہ کہاں اور کہاں زنداں
اُن کو کبھی، بے مقنع و چادر نہیں دیکھا
ہم کیا کہ فلک نے بھی کُھلے سر نہیں دیکھا

(مرثیہ ۲۷..........جلد دوم)

Presented by Ziaraat.Com

﴿۱۵۴﴾... حضرت اُمِّ کلثومؑ

شاعروں کی نظر میں

انجمؔ لکھنوی

جب سروں پر زینبؑ و کلثومؑ کے چادر نہ ہو
مجرائی جنّت میں زہراؑ ننگے سر کیوں کر نہ ہو

لائقؔ حیدر آبادی

چھینی شمر نے بھی زینبؑ و کلثومؑ کی چادر
دھمکا کے سکینہؑ کے لئے کانوں سے گوہر

یہ سُن کے لگیں پیٹنے سر زینبؑ و کلثومؑ
صدقے تری میت کے میں اے اصغرِؑ معصوم

حضرتِ زینبؑ و کلثومؑ ہیں ہمشیریں دو
ہو بہ ہو فاطمہ زہراؑ کی ہیں تصویریں دو

Presented by Ziaraat.Com

میر مونس

تھا خیمۂ حسینؑ میں غل وا حسینؑ کا
چھینی تھی سر سے زینبؑ و کلثومؑ نے ردا

کس منھ سے کہوں زینبؑ و کلثومؑ کا ماتم دم میں نہیں اب دم
مونس کو نہیں تاب ہے اِس غم سے بیاں کی سر پیٹو محبّو

مرزا دبیر

قید خانۂ شام میں ہند نے شہزادیوں کی زیارت کی:-

دو بہنیں اُس حسینؑ کی تھیں بیکس و غریب
کلثومؑ ایک دوسری زینبؑ بلا نصیب

قدرتِ خالقِ قیوم نظر آتی ہے کوئی زینبؑ کوئی کلثومؑ نظر آتی ہے
بولی زینبؑ کہ نہ لے زینبؑ و کلثومؑ کا نام وہ نبیؐ زادیاں ہیں قید میں اُن کا کیا کام

اُمِ کلثومؑ ماں کی قبر پر:-

کلثومؑ نے فغاں یہ کی قبرِ بتولؑ پر لٹاں میں شام و کوفہ میں پھرتی تھی ننگے سر
واللہ زندہ ہوتیں تم اس عہد میں اگر تو روتیں بیٹیوں کی مصیبت پہ عمر بھر
آئی صدا کہ تم نہ سمجھنا میں سوتی ہوں
جب سے حسینؑ نکلا وطن سے میں روتی ہوں

Presented by Ziaraat.Com

میدانِ حشر میں کربلا کے شہیدوں کی آمد:-

کیا حشر میں ورودِ شہیداں کروں بیاں ۔۔۔ بے سر شہید گرد لباس ان کے خونفشاں
فوّارے خوں کے چاروں طرف زخموں سے رواں ۔۔۔ اور دستِ جبرئیل میں رہوار کی عناں
پُرنور چہرہ خون سے بالکل بھرا ہوا
اور سر پہ شہ کے تاجِ شفاعت دھرا ہوا

اور بعد فوج ہووے گی خیر النسا کی آل ۔۔۔ زینبؑ کا چہرہ خون سے اکبرؑ کے سارا لال
کلثومؑ بھی بکھیرے ہوئے گیسوؤں کے بال ۔۔۔ مشکیزہ تھامے زوجۂ عباسؑ خوش خصال
بانو کو رنجِ بنتِ امامِ مدینہ کا
اور ہاتھ پر دھرا ہوا کُرتا سکینہؑ کا

سبطِ نبیؐ بہا کے یہ آنسو کہیں گے آہ ۔۔۔ یہ عبدِ خاکسار ہوا قتل بے گناہ
میں سب کا خیر خواہ تھا تو ہے مرا گواہ ۔۔۔ یہ کیا مزہ ملا ہے شہادت کا مجھ کو واہ
یارب جو لاکھ بار کرے زندہ تو مجھے
ہر بار سر کٹانے کی ہو آرزو مجھے

گر میرا خوں بہا تو بہا کچھ نہیں گلا ۔۔۔ اُمت کو بخش دے یہی ہے مرا خوں بہا
محسنؑ کا واسطہ علی اصغرؑ کا واسطا ۔۔۔ اُس دم ملائکہ سے یہ فرمائے گا خدا
ہے آج اختیارِ شفاعت حسینؑ کو
دیدو کلیدِ دوزخ و جنّت حسینؑ کو

Presented by Ziaraat.Com

شامِ غریباں اور اُمِّ کلثومؑ کی چادر:

ناگہہ یہ پکارا پسرِ سعدِ بداختر　　ہاں لوٹ لو اسباب شہیدوں کا سراسر
پوشاکیں بھی عمامہ بھی اور جوشن و بکتر　　سرکاٹ کے لاشوں کے رکھو نیزوں کے اوپر

رختِ بدنِ سبطِ پیمبرؐ کو اُتارو
پھر زینبؑ و کلثومؑ کی چادر کو اُتارو

شامیانِ بستند بازو زینبؑ و کلثومؑ را
اے فلک آں ابتدائے ایں انتہائے اہلبیتؑ

ذبح کردند اہلِ کوفہ سیّد و مظلوم را
شامیاں بستند بازو زینبؑ و کلثومؑ را

مرزا اوجؔ

حضرت عباسؑ کے بازو پر اُمِّ کلثومؑ نے نادِ علیؑ دم کی:-

حالت ہوئی تغیّر شہنشاہِ امم کی
کلثومؑ نے جب نادِ علیؑ شانوں پہ دم کی

میر جلیسؔ (میر انیسؔ کے پوتے)

کلثومؑ پکاری یہ پھوپھی ہو ترے قرباں
ممکن ہو جو چادر تو لئے آنا مری جاں

Presented by Ziaraat.Com

دلگیر

قید ہو بلوے میں گر عترت کسی مظلوم کی
کیجیو تم یاد حالت زینبؑ و کلثومؑ کی

روزِ قیامت بارگاہِ الٰہی میں فاطمہ زہراؑ کی فریاد:

بعدِ مردن بھی نہ آیا چین مجھ کو ایک دم — آج تک کس پر ہوا ہے اس قدر ظلم و ستم
تو نے بلوے میں مدد مریمؑ کی کی اے ذوالکرم — بیٹیاں میری تھیں بلوے میں گرفتارِ الم

داغ ہے اُس کا یہی مجھ بیکس و مظلوم کو
کیوں نہ بلوے سے نکالا زینبؑ و کلثومؑ کو

یوں ندائے غیب آوے گی کہ اے خیر النساء — کی شفاعت ساری اُمت کی تجھے میں نے عطا
شوق سے تو دشمنانِ آلِ احمدؐ کے سوا — سب کو لے جا خلد میں اے بنتِ ختم الانبیاء

فاطمہ یہ حکمِ رب العالمیں جب پائیں گی
تعزیہ داروں کو پہلے خلد میں لے جائیں گی

دربار میں ظالم کے جب اہلِ حرم آئے
منہ زینبؑ و کلثومؑ نے بالوں سے چھپائے

کاہے کو کبھی نکلی تھیں وہ پردے سے باہر
کلثومؑ تو حیران ہوئی زینبؑ رہی ششدر

اک کہنے لگا کر کے اشارہ سوئے کلثومؑ — ہے دوسری شبیرؑ کی یہ خواہرِ مغموم
اس کو بھی بہت چاہتے تھے سرورِ مظلوم — اب اِس کی ہمیں زیست نہیں ہوتی ہے معلوم

Presented by Ziaraat.Com

بیان میں کیا کروں زینبؑ نے جیسے بیقراری کی
کہوں کیا حضرتِ کلثومؑ نے جو آہ و زاری کی

سر کھلا زہرؑا نے سُن کر زینبؑ و کلثومؑ کا
سر پہ پیٹا خلد میں جو تھی نہ چادر کی خبر

قیدِ ستم سے رہائی اور شہیدوں کے سروں کی آمد:

لئے کلثومؑ نے جو بھانجوں کے اپنے سر جلدی　　سرِ قاسمؑ لئے یہ کر رہی تھی بین ماں اُس کی
گئی لوٹی تمہارے مرنے سے پیارو، بہن میری　　سروں سے بھانجوں کے بس یہی رو رو کے کہتی تھی

بڑی قسمت کے تم مالک ہو میرے مہ لقا پیارو
سر اپنے ماموں کے سر پر کیے تم نے فدا پیارو

گھوڑے کے گرد کیا بیبیوں نے آکے ہجوم
زینبؑ اک سمت کو تھی پیٹتی اک سو کلثومؑ

امام حسینؑ کی تنہائی اور زینبؑ و کلثومؑ کا گریہ:

آ گیا روبرو آنکھوں کے تب اُسکی اندھیر　　دیکھا انصار کے لاشوں کو جو زینبؑ نے منہ پھیر
دیکھو اے بہنا کہ ہیں کھیت رہے کیا کیا شیر　　اُمِّ کلثومؑ سے کہنے لگی منہ اپنا پھیر

بیکسیِ پسرِ شیرِ الٰہی دیکھو
کشتیِ نوحِ غریباں کی تباہی دیکھو

اُمِّ کلثومؑ نے مقتل پہ کیا غور و دھیان　　مضطرب ہو کے درِ خیمہ پر آئی اُس آن
بھائی کے لشکرِ مجروح پہ خواہر قربان　　رو کے کہنے لگی زینبؑ سے کہ اے بہنا جان

ہے عجب وقت مصیبت مرے ماں جائے پر
چھا گیا رنگ شہادت مرے ماں جائے پر

Presented by Ziaraat.Com

دونوں بہنیں ابھی تقریر یہ کرتی تھیں آہ　　پڑ گئی شاہ کی جو ڈیوڑھی پہ خیمہ کی نگاہ
دیکھا رن سے ہے کیا بادشہِ عرش پناہ　　دونوں بہنیں ہیں کھڑی ڈیوڑھی پہ با حالِ تباہ

خاک چہروں پہ لگائے ہوئے جی کھوتی ہیں
دیکھ کر لاشے شہیدوں کے بہت روتی ہیں

بھانجوں سے یہ کیا سبطِ پیمبرؐ نے کلام　　جلد جاؤ درِ خیمہ پہ تم اب گلفام
اپنی اماں کو یہ پہنچاؤ مرا تم پیغام　　فی الحقیقت تمہیں بہنا نہیں اس دم آرام

ہاتھ سے صبر کی دولت نہ گنواؤ بہنا
میرے جیتے ہوئے ڈیوڑھی پہ نہ آؤ بہنا

سن چکے بھانجے جس وقت یہ فرمودۂ شاہ　　پھینک کر گھوڑوں کو آئے درِ خیمہ پہ وہ ماہ
پڑ گئی جس گھڑی اُن دونوں کی آمد پہ نگاہ　　منھ جھکا کر کہا کلثومؑ نے ماشاء اللہ

لوگو اِن کے کوئی گھوڑوں کا اُٹھانا دیکھو
تیوریاں دونوں کی دیکھو کوئی آنا دیکھو

بھانجوں کی لاشوں پر اُمِّ کلثومؑ گریہ کناں ہیں:-

کلثومؑ نے اک سمت کو ناگاہ دیکھا　　ہیں خاک پہ مرجھائے پڑے دو گلِ رعنا
دو گوہرِ غلطان ہیں و لے دونوں ہیں یکتا　　گردوں سے اُتر ہو گئے شمس و قمر اک جا

دو غنچہ دہن گویا کہ خاموش پڑے ہیں
دو سرو ہیں گویا کہ ہم آغوش پڑے ہیں

دل سے وہ لگی کہنے یہ جو خون میں تر ہیں　　کس بُرجِ منور کے یہ دو شمس و قمر ہیں
کس مادرِ ناشاد کے دونوں یہ پسر ہیں　　آپس میں بغلگیر ہیں بھائی یہ مگر ہیں

Presented by Ziaraat.Com

بو سونگھ کے پھر بولی کہ پہچان گئی میں
یہ لاڈلے زینبؑ کے ہیں قربان گئی میں

تب زینبؑ ناشاد کو یہ بات سنائی — اے بہنا یہاں لوٹی گئی تیری کمائی
کیا اُنس دِلی رکھتے ہیں آپس میں یہ بھائی — مر کر بھی گوارا نہ ہوئی ان کو جدائی
سچ یوں ہے کہ طالع ہیں بہت خوب تمہارے
شبیرؑ پہ قربان ہوئے محبوب تمہارے

اے بہنا مناسب ہے کہ اِس پاس تم آؤ — اِن لاڈلوں کو آن کے چھاتی سے لگاؤ
گرد اِن کے جو رخساروں سے لپٹی ہے چھڑاؤ — واں روتی ہو کیا آ کے یہاں خاک اُڑاؤ
یہ لاڈلے آنکھیں جو یہاں کھولے ہوئے ہیں
بس راہ تمہاری ہی فقط دیکھ رہے ہیں

کلثومؑ کے منہ جب سے سنی اُس نے یہ تقریر — اُس بی بی کی تب اور بھی حالت ہوئی تغییر
فرزندوں کی الفت جو ہوئی آ کے گلوگیر — اُن دونوں کی آنکھوں کے تلے پھر گئی تصویر
خوں روتی ہوئی دیدۂ خونبار سے زینبؑ
پیاروں کی طرف اپنے چلی پیار سے زینبؑ

اُمِّ کلثومؑ کی مدینے واپسی اور جناب فاطمہ صغراؑ سے ملاقات:

پھوپھی کے منہ سے پلا جس قدر صغرا چھڑاتی تھیں — نہ اپنے منہ سے دونوں ہاتھ پر زینبؑ اُٹھاتی تھیں
اُدھر وہ بلبلاتی تھی اِدھر یہ بلبلاتی تھیں — یہ باتیں زینبؑ و کلثومؑ صغراؑ کو سناتی تھیں
خدا کے واسطے کچھ منہ سے بولو اے پھوپھی زینبؑ
اُٹھاؤ ہاتھ دونوں منہ تو کھولو اے پھوپھی زینبؑ

Presented by Ziaraat.Com

کہا کلثومؑ نے عابد سے اب چلاتی ہے صغراؑ
در و دیوار سے رو رو کے سر ٹکراتی ہے صغراؑ
اگر ایسی ہی حالت ہے تو جی سے جاتی ہے صغراؑ
دلاسا دو بہت اس کو ذرا گھبراتی ہے صغراؑ

مرے بھائی کی بیٹی ہے مرے بھائی کی جائی ہے
مجھے تو اُس موے بھائی کی یہ بچی نشانی ہے

مرزا فصیح

بولا ، کیا تم سے کہوں آج میں گھبرایا ہوں
سر کھلے زینبؑ و کلثومؑ کو دیکھ آیا ہوں

اُدھر زینبؑ بلکتی تھی کہ ہے ہے کیا بلا آئی
کہ ایسے روئے حضرت رن میں جو گھر تک صدا آئی
اُدھر قاسمؑ کی مادر پیٹتی سرِ بے رِدا آئی
اِدھر کلثومؑ در پر کرتی فریاد و بُکا آئی

حر دشمنوں سے کہتا ہے:-

بیٹیاں زینبؑ و کلثومؑ کے اوپر صدقے
بیبیاں بانوئے شبیرؑ کے اوپر صدقے

قید کر کے مرے ناموس کو اے اہلِ جفا
خدمتِ زینبؑ و کلثومؑ میں پہنچا دینا

Presented by Ziaraat.Com

میر ضمیر

محشر میں حضرت زینبؑ واُمِ کلثومؑ بارگاہِ الٰہی میں فریادی ہوں گی

پھر آویں گی بیٹوں کو لئے زینبؑ وکلثومؑ　　اور خون میں ڈوبے ہوئے ہوویں گے وہ معصوم
زینبؑ یہ پکارے گی کہ اے خالقِ قیوم　　جو صبر کیا میں نے وہ سب ہے تجھے معلوم
بیٹوں کی ہلاکت کا نہیں مجھ کو الم ہے
سر ہوگیا عریاں جو اس بات کا غم ہے

مرزا کلبِ حسین خاں نادر

لاشِ نوشاہ پہ سر پیٹتی تھی وہ دُکھیا　　شمرِ خونریز نے خادم کو اشارہ جو کیا
سر پر اس بیوہ کے اک گرز لگایا ایسا　　لاش پر دولہا کے گرتے ہی دلہن نے کی قضا
رہ گئے دولہا دلہن کے گلے مل کر لاشے
پڑے تھے خاک پر دونوں کے برابر لاشے

یہ خبر خیمے میں رانڈوں کو ہوئی جب معلوم　　مر گئے دولہا دلہن روتے ہیں شاہِ مظلوم
مادرِ وہب کو دیکھا جو حرم نے مغموم　　دُہرا پرسا اسے دینے لگیں زینبؑ کلثومؑ
پیٹ کر سر کو وہ چلائی یہ کیسا پرسا
کیا سبب ہے جو مجھے دیتے ہو دُہرا پُرسا

ڈھانپ کر منھ کو کہا زینبؑ وکلثومؑ نے تب　　دولہا کے لاشے پہ بے جان دولہن کو کیا اب
تھام کر ہاتھوں سے دل کہنے لگی ہائے غضب　　دُہرے پرسے کا کھلا اِ گھڑی لو مجھ پہ سبب
کوہ غم کا ہے گرا دشت میں مجھ دُکھیا پر
دولہا قاسمؑ پہ تصدق تو دلہن کبریٰؑ پر

Presented by Ziaraat.Com

کیوں غلاموں کے لیے آپ کو آتا ہے ملال　　اُنکے مرنے سے ہے اس وقت خوشی مجھ کو کمال
صدقے آقا پہ ہوئے آج ہوئے خوش اقبال　　روؤ صاحب نہ بھرے گھر میں بُری ہے یہ فال

شادیاں کیجئے اولاد کی دل شاد رہے
خانۂ فاطمہؑ محشر تلک آباد رہے

شاغل حیدر آبادی

زینبؑ پچھاڑیں خاک پہ کھاتی ہیں بار بار
کلثومؑ رو کے کہتی ہیں لتاں کدھر گئیں

طیبہ

زینبؑ یہ رو کے کہتی تھیں بابا جواب دو　　بابا جواب دو میرے آقا جواب دو
حسنینؑ بے قرار ہیں کلثومؑ مضطرب　　دوں کس طرح میں اُن کو دلاسا جواب دو

نور

آج دنیا سے اُٹھے شیرِ خدا واویلا　　شہر کوفہ میں ہے اک حشر بپا واویلا
فرق پر شبر و شبیر کے ہے خاکِ عزا　　ہے سرِ زینبؑ و کلثومؑ کھلا واویلا

بلیغ

کلثومؑ بیاں کرتی تھیں اے سرورِ ذیشاں، دل اب ہے پریشاں
قربان ہو اس لاش کے یہ آپ کی خواہر، اے سیدِ مسموم

Presented by Ziaraat.Com

غافلؔ

پورا نوحہ اُمِّ کلثومؑ کی زبانی جلد ۵ صفحہ ۴۷۹

کلثومؑ فغاں کرتی تھیں یوں لاشِ حسنؑ پر مسموم برادر
اس تیرے ہرے رنگ کے صدقے گئی خواہر مسموم برادر

کاظم حسین محشرؔ

یہ بالی سکینہؑ یہ رقیہؑ ہے یہ کلثومؑ با حالتِ مغموم
حلقے میں کنیزوں کے یہ بے مقنع و چادر زینبؑ ہے کھلے سر

متین دہلوی

زینبؑ کہاں کلثومؑ کہاں جائیاں میری
زندہ ہیں وہ یا ہوگئیں بے جان حسینؑ

ساغرؔ جعفری

کھلے سر ہیں بلوے میں کلثومؑ و زینبؑ
نبیؐ زادیوں کی گرفتاریاں ہیں

نازؔ بدایونی

سر برہنہ زینبؑ و کلثومؑ کو
شام کی جانب ستمگر لے گئے

Presented by Ziaraat.Com

حیدر لکھنوی

لاش سے لپٹی ہوئی کہتی تھیں زینبؑ و کلثومؑ
کس لئے ہم سے خفا ہوگئیں مادر اُٹھیئے

لپٹ کر لاش سے رو رو کے یہ کلثوم کہتی تھیں
بھلا بے ماں کے چین آئے گا کیونکر فاطمہ زہراؑ

روتے ہیں پسر زینبؑ و کلثومؑ ہیں گریاں
اور ہو رہا ہے مرتضٰی کے دفن کا ساماں

وزیر

شرم آتی تھی بازار میں کیا لوگ کہیں گے
لو دیکھو وہ ہیں زینبؑ و کلثومؑ حسیناؑ

سب کہتے ہیں مانجائے مرے رونے کو تیرے
رہ جائیں فقط زینبؑ و کلثومؑ حسیناؑ

واعظ لکھنوی

رو رو کے صدا دیتی ہیں زینبؑ و کلثومؑ ہم ایسے ہیں مغموم
دامن کی طرح چاک ہے ہم سب کا گریباں اے شامِ غریباں

Presented by Ziaraat.Com

قیصر لکھنوی

زینبؑ و کلثومؑ کے ہاتھ رسن میں بندھے
یوں حرمِ مصطفیؐ جاتے ہیں زندان میں اب

تمنا لکھنوی

ہر سمت مدینے میں قیامت کے ہیں آثار، ہر چشم ہے خوں بار
ہیں زینبؑ و کلثومؑ کے گیسو جو پریشاں، یا فاطمہ زہراؑ

ادیم نقوی

آہ شہزادیاں کیوں خلق میں مغموم پھریں
دربدر کس لئے یوں زینبؑ و کلثومؑ پھریں

حامد لکھنوی

ناریوں نے آگ خیموں میں لگا دی بعدِ شاہ
زینبؑ و کلثومؑ کو حیرت سے حیرانی ہوئی

احمد اکبر آبادی

شہؑ نے کمر کو تھام کے کلثومؑ سے کہا
شانے کٹا کے نہر پہ عباسؑ مر گئے

Presented by Ziaraat.Com

سجاد زید پوری

غیر تھی حالت الم سے زینبؑ و کلثومؑ کی
کہتی تھیں مجروح ہے ہے شاہِ ذیشاں ہو گئے

یاد میں عباسؑ کی کلثومؑ کرتی ہے فغاں
کہتی ہے ڈوبا لہو میں ماہِ تاباں ہائے ہائے

کلثومؑ کہہ رہی ہے کہ عباسؑ جلد آؤ
آ کر ہٹاؤ فوج کے اس اژدھام کو

قاسم نصیر آبادی

کلثومؑ کا سہمے ہوئے بچوں کو دلاسا
وہ زینبؑ خاتون وہ خیمے کا طلایہ

متین کڑوی

اب نہ وہ زینبؑ نہ وہ کلثومؑ ہے حرمتِ آلِ نبیؐ معدوم ہے
اے مدینہ ہم ترے قابل نہیں

میر قیس

کہتی تھیں رو رو زینبؑ وکلثوم دم بدم سجدے میں جاتے ہی تمہیں بابا یہ کیا ہوا
تم پر لگائی تیغ یہ کس روسیاہ نے خوفِ خدا بھی دل میں نہ اُس کے ذرا ہوا

Presented by Ziaraat.Com

قاسم لکھنوی

بولی کلثومؑ یہ خولی سے کہ اے بداختر
چاند سا سر میرے بھائی کا یہ گھر گھر نہ پھرا

میر عشق

مولا علیؑ کے جنازے پر اُمِّ کلثومؑ کے بین:-

سر پیٹتی ہیں پہلوؤں میں زینبؑ و کلثومؑ
ہیں گرد حرم بیچ میں لاشہ ہے علیؑ کا

کلثومؑ یہ کرتی تھیں بیاں لاش کے اوپر — تم مر گئے ہے ہے مرے بابا مرے سرور
گویا کہ زمانے سے اُٹھے آج پیمبرؐ — واللہ کہ برباد ہوا فاطمہؑ کا گھر

ہے کون جو اب دستِ کرم سر پہ دھرے گا
اب کون یتیموں پہ بھلا رحم کرے گا

اب کون ہمیں پیار سے فرمائے گا دُختر — اب کون وضو کے لئے منگوائے گا ساغر
بابا بھی موئے ماں بھی موئی وائے مقدر — یا شاہؑ بہت بیٹیاں ہیں آپؑ کی مضطر

قسمت نے دیا داغ پیمبرؐ کے جگر پر
وارث نہ رہا زینبؑ و کلثومؑ کے سر پر

رُخ کر کے سوئے قبرِ شہِؐ یثرب و بطحا — سر پیٹ کے کہنے لگی یہ ثانئ زہراؑ
بن باپ کی بیٹی ہوئی فریاد ہے نانا — لو آکے یتیموں کی خبر سید والا

صدمہ ہے یتیموں کے دلِ چاک کے اوپر
بیہوش نواسے ہیں پڑے خاک کے اوپر

Presented by Ziaraat.Com

راوی نے لکھا ہے کہ صدا آئی یہ اُس دم زینبؑ کئی دن سے تو ہیں موجود یہاں ہم
کیا مجھ کو نہیں حیدرِ کرار کا ہے غم واللہ کہ غش مجھ کو چلے آتے ہیں پیہم
مرگ اسداللہ سے مشغول بکا ہوں
میں لاشہ سے لپٹا ہوا سر پیٹ رہا ہوں

حضرت علیؑ کی شہادت پر اُمِّ کلثومؑ کا نوحہ:

تمام رات ہوئی صبح نے طلوع کیا
یہ نوحہ زینبؑ و کلثومؑ نے شروع کیا
ستم کا ٹوٹ پڑا ہم پہ آسماں بابا
سدھارے آپ سوے گلشنِ جناں بابا
حسنؑ حسینؑ اُٹھائیں گے آپ کا تابوت
یہاں بڑھائیں گی مسند یہ بیٹیاں بابا
لٹے گا آپ کا گھر کربلا کے صحرا میں
ہمارے بازوؤں میں ہوگی ریسماں بابا

اہلِ حرم کی قید سے رہائی:-

بیوؤں میں ہوا غُل شہِ صفدر کا سر آیا ہے ہے پسرِ ساقیٔ کوثر کا سر آیا
گلگوں کفن کشتۂ خنجر کا سر آیا کلثومؑ پکاریں کہ برادر کا سر آیا
فرزندِ یداللہ کی تسلیم کو اُٹھیں
زینبؑ سرِ شبیرؑ کی تعظیم کو اُٹھیں

Presented by Ziaraat.Com

چہلم کے روز کربلا میں شہزادیوں کی آمد:

روکر پکاریں زینبؑ و کلثومؑ یا حسینؑ　　بہنیں تمہاری آئی ہیں مغموم یا حسینؑ
اے تشنہ لب شہیدوں کی مخدوم یا حسینؑ　　سردارِ بیکساں شہؑ مظلوم یا حسینؑ
آئے ہیں ہم تمہاری زیارت کے واسطے
حاضر ہیں مقبرے کی عمارت کے واسطے

امام حسنؑ کے جنازے پر اُمِّ کلثومؑ کے بین:۔

کلثومؑ پکاری کہ مرے جان برادر　　اس چہرۂ انور کے میں قربان برادر
مرنے پہ ہے کیا واہ تیری شان برادر　　دنیا سے گئے ہائے پُر ارمان برادر
حسرت ہی رہی بیٹے کو نوشاہ نہ دیکھا
لاتے ہوئے قاسمؑ کو دلھن آہ نہ دیکھا

حضرت اُمِّ کلثومؑ شام کے بازار میں:۔

آہ آہ اُس وقت حضرت زینبؑ اور جناب اُمِّ کلثومؑ کا عجب حال تھا۔

اے بھائی جان وعدہ کرو کچھ تو مجھ سے آہ　　کب تک پھرو گے دیکھوں میں کب تک تمہاری راہ
دیکھو تو کیا سکینہؑ کا احوال ہے تباہ　　پھٹتی ہے چھاتی دیکھ کے اُس کو خدا گواہ
تسکین کچھ تو بہرِ رسالت مآبؐ دو
بھیا پکارتی ہے سکینہؑ جواب دو

Presented by Ziaraat.Com

افسوس صد افسوس اہلبیتؑ اطہار تو سرہائے شہدا سے یہ فریاد کر رہے تھے، اور جو عورتیں اہلِ شام کی کوٹھوں پر بیٹھی تھیں وہ حضرت سکینہؑ اور جناب امام محمد باقرؑ کو خوردسال دیکھ کر اور محتاج سمجھ کر۔

کھانے کی چیزیں بچوں پہ اپنے اُتار کر　　　عورات پھینکتی تھیں ترس کھا کے ہمد گر
بھوکے تھے ایسے شاہؑ کے اطفالِ خوش سیر　　　پھیلا کے ہاتھ لیتے تھے معصوم سربسر
محتاج شاہزادے تھے دنیا و دین کے
کلثومؑ پھینک دیتی تھیں ہاتھوں سے چھین کے

جس وقت جناب اُمِ کلثومؑ کا یہ کلام شام کی عورتوں نے سنا تو پوچھنے لگیں کہ اے اسیرو تم کس دیار کے باشندے ہو۔ کس قصور میں گرفتار ہوئے تمہارے وارث کیوں شہید کیے گئے؟ اُس وقت جناب زینبؑ نے فرمایا:-

بے وجہ مصیبت میں گرفتار ہیں ہم
جانتے تم نہیں کیا عترتِ اطہار ہیں ہم

میرزا تعشق

امامِ مظلومؑ کا حضرت اُمِ کلثومؑ پر آخری سلام:

یہ کہہ کے گئے خیمے کے در پر شہِ صابر　　　باہر سے پکارے کہ ہے مہماں یہ مسافر
اے زینبؑ و کلثومؑ خدا حافظ و ناصر　　　بانوؑ و ربابؑ اب یہ ملاقات ہے آخر
جاتے ہوئے سینے سے لپٹ جاؤ سکینہؑ
بعد اس کے نہ دیکھو گی ہمیں، آؤ سکینہؑ

Presented by Ziaraat.Com

لپٹے شہِ ذی جاہ سے ناموسِ پیمبرؐ تھے گرد تمام اہلِ حرم بیچ میں سرورؑ
کلثومؑ اِدھر تھیں تو اُدھر زینبؑ مضطر کیا روتی تھیں سر شاہ کے سینے سے لگا کر
گو اپنے کو روکے ہوئے شبیرؑ کھڑے تھے
دو ہاتھ مگر بہنوں کے گردن میں پڑے تھے

علامہ نجم آفندی

منقبت حضرت اُمِّ کلثومؑ

زینبؑ وکلثومؑ اور حسنینؑ سے لختِ جگر خانۂ پُر نور میں اسلام ہی اسلام ہے
کم نہیں از روئے فطرت باپ کا غم بھی مگر اس سے بڑھ کر دل میں دردِ ملّتِ اسلام ہے
نجم جس کے مدح گستر ہوں خدا اور مصطفٰیؐ اُس کی مدحت میں زباں کھلنا بھی مشکل کام ہے

چار دن بھی نہ ملا آلِ نبیؐ کو آرام سال بھر ہم کو رُلاتی ہے حدیثِ اسلام
غم ہی ہر دور میں ساتھی ہے علیؑ والوں کا کبھی آجاتا ہے قسمت سے خوشی کا بھی پیام
اُمِّ کلثومؑ کی تاریخِ ولادت ہے آج آج کا دن ہے محبّوں پہ خدا کا انعام
دوسری ثانیِ زہراؑ ہے بہ اوصافِ تمام
اُمِّ کلثومؑ پہ واجب ہے درود اور سلام

اے صلِّ علیٰ رُتبۂ اُمِّ کلثومؑ اسرارِ خدا بشر کو ہوں کیا معلوم
معصوموں کی فہرست میں شامل بھی نہیں اور اس پہ یہ عالم ہے کہ بالکل معصوم

Presented by Ziaraat.Com

لالہ فتح چند شائق لکھنوی

حضرت فاطمہ زہراؑ کی شہادت

سر پیٹتی زینبؑ ہے کھڑی روتی ہے کلثومؑ کچھ منھ سے تو بولو
چھاتی سے لگا ان کی تسلی کرو اِس دَم وا حسرت و دردا

فقیر محمد خاں گویا ملیح آبادی (جوشؔ کے دادا)

صبح عاشور

زینبؑ و کلثومؑ نے سر سے رِدائیں پھینک دیں
چاک جب صبحِ شہادت کا گریباں ہوگیا

حجۃ الاسلام پروفیسر سیّد ظل صادق زیدی

حضرت اُمّ کلثومؑ خطبات واشعار کے آئینے میں

جانِ پیغمبرِؐ کونین ہیں اُمّ کلثومؑ — حیدرؑ و فاطمہؑ کا چین ہیں اُمِ کلثومؑ
عینِ زینبؑ کے لئے عین ہیں اُمِ کلثومؑ — خواہرِ حضرتِ حسنینؑ ہیں اُمِ کلثومؑ

کُن فیکون کی قسم حرفِ جلی کہتے ہیں
بنی ہاشم انھیں عصمت کی کلی کہتے ہیں

خوابِ پیغمبرِ اکرمؐ کی مقدس تعبیر — حیدرؑ و فاطمہ زہراؑ کی مجسم تصویر
مثلِ زینبؑ یہی کوثر کی ہے طاہر تفسیر — روئے تاباں ہے ازل گیر رو پہلی تنویر

Presented by Ziaraat.Com

ان کی چوکھٹ کی زیارت کو نجوم آتے ہیں

بہرِ گویائی یہاں بحرِ علوم آتے ہیں

نور ہی نور ہے نورِ ازلی کی بیٹی　　حق کی پہچان بنی حق کے ولی کی بیٹی

غیض میں ہے اسدِلم یزلی کی بیٹی　　کیوں نہ بے مثل ہو یکتا ہو علیؑ کی بیٹی

آگ شعروں سے لگا دی ، سرِ دربارِ یزید

جس نے خطبوں سے فنا کردیئے آثارِ یزید

جس کے ہر فعل میں ہے عزم وکمالِ زہراؑ　　جس کے خطبوں سے جھلکتا تھا مقالِ زہراؑ

جس کے لہجے سے نمایاں تھا جمالِ زہراؑ　　جس کی آواز سے ظاہر تھا جلالِ زہراؑ

مثلِ زہراؑ ، سرِ دربار ، خطابت کی ہے

جس نے تاراج اُمیہ کی خلافت کی ہے

بُرشِ شعر ہے گویا کہ علیؑ کی شمشیر　　لوحِ تاریخ کے ماتھے پہ وہ اُبھری تحریر

سَرِ مقتل کوئی کر سکتا نہیں یوں تقریر　　فوجِ باطل کی زبانوں میں در آئی زنجیر

ظلمِ شامی کے نشاناتِ عمل کاٹ دیئے

سَرِ مُفسِد نہ اُٹھا ، پائے جمل کاٹ دیئے

خواہرِ حضرتِ عباسؑ کا اللہ رے حشم　　بن گئے کوہِ گراں رکھے جہاں پر بھی قدم

سرِ بازارِ دمشق ، موت کا چھایا عالم　　اُمِ کلثومؑ نے جس دم کہا باغی نہیں ہم

ہم ہیں محبوبِ خداوند کے پیارے ہم ہیں

باغی حاکم ہے محمدؐ کے دُلارے ہم ہیں

Presented by Ziaraat.Com

شاعرِ اہلِ بیتؑ اعجاز حسین جھنڈوی

لو آج کا عنوان ہیں شہزادیِؑ کلثومؑ
ہم رتبۂ قرآن ہیں شہزادیِؑ کلثومؑ

شاہد ہے نگہبانی عباسِؑ دلاور
غیرت کی نگہبان ہیں شہزادیِؑ کلثومؑ

ہے مصحفِ احساس پہ تحریر عبارت
اللہ کا احسان ہیں شہزادیِؑ کلثومؑ

کردار میں زہراؑ ہیں تو سیرت میں خدیجہؑ
اور ذات میں عمرانؑ ہیں شہزادیِؑ کلثومؑ

وہ واقفِ اسرارِ امامت ہیں جہاں میں
اور دین کی پہچان ہیں شہزادیِؑ کلثومؑ

ہر ایک عمل آیۂ قرآن کی تفسیر
اور مرکزِ ایقان ہیں شہزادیِؑ کلثومؑ

اعجاز ہر اک صاحبِ غیرت کا ہے ایماں
پردے کا بھی ایمان ہیں شہزادیِؑ کلثومؑ

Presented by Ziaraat.Com

...﴿۱۵۵﴾...

ڈاکٹر مسعود رضا خاکی:

مرثیہ

درحال حضرت اُمِّ کلثوم صلوٰۃ اللہ علیہا

(۱)

حمدِ معبود سے ہوتا ہے جب آغازِ سخن
پاکبازانہ نظر آتا ہے اندازِ سخن

مسلکِ نور پہ رہتی ہے تگ و تازِ سخن
اس تگ وتاز سے بڑھ جاتا ہے اعزازِ سخن

فکر کا جادہ سنورتا ہے جو گیسو کی طرح
بات سے بات نکل آتی ہے خوشبو کی طرح

(۲)

سامنے آتے ہیں لفظوں کے مہکتے ہوئے پھول
ذہن گلدستہ بناتا ہے پئے نذرِ رسولؐ

قلب ہوتا ہے ثنائے نبویؐ میں مشغول
خود بخود کھلتے چلے جاتے ہیں اسرارِ عقول

دل میں پھر ولولۂ تازہ نظر آتا ہے
علم کے شہر کا دروازہ نظر آتا ہے

(۳)

جب درِ علم پہ جھکتی ہے تخیل کی جبیں
مرحبا کہہ کے گلے ملتے ہیں افلاک نشیں

ضوفشاں ہوتے ہیں مژگانِ عقیدت کے نگیں
کتنی نزدیک نظر آتی ہے فردوسِ بریں

نور کی قوسِ قزح سامنے جب آتی ہے
فکرِ شاعر درِ زہراؑ کی طرف جاتی ہے

Presented by Ziaraat.Com

یہ وہی در ہے کہ جبریل ہے جس کا درباں — اس کی دہلیز پہ ہیں سجدۂ رضواں کے نشاں
(۴)
اس پہ آویزاں ہے اک پردۂ اسرارِ نہاں — ہاں وہی پردہ کہ جس پر ہیں نقوشِ قرآں

فکر اس در سے گذرتے ہوئے تھراتی ہے
آگہی سجدۂ تعظیم بجا لاتی ہے

خانۂ فاطمہ زہراؑ کا شرف کیا کہنا — وہ گہر اور وہ پاکیزہ صدف کیا کہنا
(۵)
زیرِ دیوار فرشتوں کی وہ صف کیا کہنا — نور ہی نور وہ ہر چار طرف کیا کہنا

کرّۂ ارض کو پُرنور بناتا ہے یہ گھر
فرش پر عرش کی صورت نظر آتا ہے یہ گھر

چشمِ قدرت میں یہی گھر ہے نبوت کا مکاں — یہ رسالت کا مکاں ہے یہ امامت کا مکاں
(۶)
اس کو کہتے ہیں خداداد طہارت کا مکاں — یہ ہے قرآن کی تصدیق سے عصمت کا مکاں

نور کے سانچے میں خالق نے اسے ڈھالا ہے
یہ ہے اہلِ بیتؑ، یہاں جو ہے خدا والا ہے

خاص نسبت ہے اسے احمدِ مختار کے ساتھ — اس میں ہیں بنتِ نبیؐ حیدرِ کرار کے ساتھ
(۷)
ہیں اسی گھر میں حسنؑ عظمتِ کردار کے ساتھ — اس میں شبیرؑ بھی ہیں دولتِ ایثار کے ساتھ

اب اسے قبلۂ اربابِ نظر کہہ لیجے
یا اسے زینبؑ و کلثومؑ کا گھر کہہ لیجے

ہم شرف ہیں بخدا زینبؑ و اُمِّ کلثومؑ — ماں بھی معصومہ ہے اور باپ بھی ان کا معصوم
(۸)
ان کو گھٹی میں پلائے گئے اجزائے علوم — آنکھ کھلتے ہی فرشتے نظر آئے محکوم

پانچ معصوموں کی تصویر ہیں دونوں بہنیں
وارثِ آیۂ تطہیر ہیں دونوں بہنیں

Presented by Ziaraat.Com

دونوں بہنوں کے مراتب بخدا اعلیٰ ہیں دونوں شہزادیاں نورِ نگہِ زہراؑ ہیں
دونوں ایثار کے میدان میں بھی یکتا ہیں (۹) دونوں زینبؑ ہیں وہ کبریٰ ہیں تو یہ صغریٰ ہیں

اپنے ہی رنگ میں ڈھالا تھا انہیں زہراؑ نے
چکیاں پیس کے پالا تھا انہیں زہراؑ نے

علم و عرفاں بھی وہی رنگِ عبادت بھی وہی امتحانات کے عالم میں قیادت بھی وہی
صبر کی شان وہی شکر کی عادت بھی وہی (۱۰) تا ابد عالمِ نسواں کی سیادت بھی وہی

دونوں بہنوں کی ہر اک بات میں یک رنگی ہے
کیسی پاکیزہ و پُرنور ہم آہنگی ہے

دونوں میں ایک ہی سی شان نظر آتی ہے ورثۂ نور کی میزان نظر آتی ہے
زندگی پارۂ قرآن نظر آتی ہے (۱۱) شانِ زہراؑ بہ ہر عنوان نظر آتی ہے

حاملِ شانِ ولایت ہیں یہ دونوں بہنیں
حق ہے اللہ کی آیت ہیں یہ دونوں بہنیں

یہ بھی پروان چڑھیں شبرؑ و شبیرؑ کے ساتھ تربیت ان کی ہوئی دین کی تعمیر کے ساتھ
ہر قدم ان کا اٹھا نعرۂ تکبیر کے ساتھ (۱۲) دین وابستہ ہے ان دونوں کی تقدیر کے ساتھ

جب بھی اس دین کی تاریخ لکھی جائے گی
ان کی سیرت سرِ فہرست جگہ پائے گی

ان کی محنت سے ہے سرسبز زمینِ اسلام ان کی سیرت ہے حقیقت میں امینِ اسلام
ان کے آنچل سے بنا پرچمِ دینِ اسلام (۱۳) ان کا نام آتے ہی جھکتی ہے جبینِ اسلام

حوصلہ دے کے ٹھٹھرتی ہوئی تکبیروں کو
تذکرہ ان کا بدل دیتا ہے تقدیروں کو

Presented by Ziaraat.Com

میری نظروں میں ہے اسلام کی وہ صورت حال جبکہ صدمات سے تھیں زینبؑ و کلثومؑ نڈھال
پیش آیا جو شریعت کے تحفظ کا سوال کارنامے وہ کیے جن کی نہیں کوئی مثال (۱۴)

جب بھی اسلام پہ دشمن نے کوئی وار کیا
قوم کو زینبؑ و کلثومؑ نے بیدار کیا

دونوں بہنوں کی تفاصیلِ عمل ہیں یکساں دونوں بہنوں نے بڑھایا ہے وقارِ نسواں
دونوں بہنیں ہیں نمائندۂ روحِ قرآں دونوں کی گود میں پروان چڑھا ہے ایماں (۱۵)

دونوں کا ایک ہی انداز نظر آتا ہے
صبر و ایثار کا اعجاز نظر آتا ہے

مجھ کو حیرت ہے کہ اس دور کے اربابِ قلم تذکرہ زینبِ کبریٰ کا تو کرتے ہیں رقم
بھول جاتے ہیں کہ اک اور بھی ہے پیکرِ غم جس کا زینبؑ کی طرح دین ہے ممنونِ کرم (۱۶)

جس کو معصومۂ صغریٰ بھی کہا جاتا ہے
ثانئ زینبِ کبریٰ بھی کہا جاتا ہے

میرے معبود مجھے قلب کی بینائی دے مجھ کو پاکیزہ خیالات کی گیرائی دے
رتبۂ آلِ محمدؐ کی شناسائی دے ان کے صدقے میں مجھے قوتِ گویائی دے (۱۷)

مرحلہ سب سے جو مشکل ہے وہ آسان بنے
سیرتِ زینبؑ صغریٰ میرا عنوان بنے

صبحِ حکمت کی کرن، روشنئ مہرِ علوم پیکرِ صدق و صفا، مظہرِ نورِ معصوم
جس کے نقشِ کفِ پا میں ہے تب و تابِ نجوم جس کا اک نام ہے تاریخ میں اُمِ کلثومؑ (۱۸)

وہ جو اخلاص کی تصویر ہے مثلِ زینبؑ
وہ جو ہمشیرۂ شبیرؑ ہے مثلِ زینبؑ

Presented by Ziaraat.Com

پھول کی طرح خیابانِ نبوت میں رہی مثلِ خوشبو جو گلستانِ امامت میں رہی
روشنی بن کے سدا پردۂ عصمت میں رہی جیسے رہنا تھا اسی طرح حقیقت میں رہی (۱۹)

زندگی بیت گئی حق کی نگہبانی میں
روحِ اسلام ہے اس پیکرِ قرآنی میں

اُمِ کلثومؑ ہیں گلزارِ رسالت کی کلی ان کی سیرت میں بھی ہے پرتوِ حُسنِ ازلی
ان کو بھی پہنچا ہے ہر ورثۂ زہرؑا و علیؑ تذکرہ ان کا بھی لازم ہے بعنوانِ جلی (۲۰)

ان کا کردار ہے آئینۂ شانِ زینبؑ
نامکمل ہے بغیر ان کے بیانِ زینبؑ

ان کی سیرت سے مدوّن ہوا ایماں کا نظام ان کے ایثار سے اسلام میں ہے رنگِ دوام
ان کے خطبات ہی نے فتح کیے کوفہ و شام اُمِ کلثوم پہ اور ثانیٔ زہرؑا پہ سلام (۲۱)

اُمِّ کلثومؑ کی سیرت کو بھلانے والے
ہیں دلِ حضرتِ زہرؑا کے دُکھانے والے

اے مری فکرِ رسا کھینچ لے صدیوں کے طناب کھول تاریخِ گذشتہ کے وہ زرّیں ابواب
ہر ورق جن کا ہے خود اپنی جگہ ایک کتاب جس میں محفوظ ہیں اسلام کے سارے آداب (۲۲)

میں زمیں گیر سہی تا بہ فلک دیکھوں گا
سیرتِ زینبِ صغریٰ کی جھلک دیکھوں گا

یہ وہ مظلومہ ہیں جن کو کبھی راحت نہ ملی ماں کا ورثہ تو ملا ماں کی رفاقت نہ ملی
ایک لمحہ کے لئے جن کو مسرت نہ ملی عمر بھر اشک بہانے سے فراغت نہ ملی (۲۳)

آنکھ جھپکی تو تصور میں جنازہ دیکھا
آنکھ کھولی تو کوئی صدمۂ تازہ دیکھا

Presented by Ziaraat.Com

جب تولد ہوئیں یثرب میں یہ بنتِ زہراؑ یہ روایت ہے کہ وہ سالِ نہم ہجری تھا
جانے کیا بات ہے پھر کچھ نہ مورخ نے لکھا (۴۴) ان کے میلاد کی تفصیل کو پردے میں رکھا

جیسے قرآن کی آیات اُتر آئی تھیں
یہ بھی آغوشِ پیمبرؐ میں نظر آئی تھیں

یہ زمانہ تھا وہی جس میں نبیؐ تھے موجود مرتضیٰؑ شیرِ خدا حق کے ولی تھے موجود
اُمِ کلثوم کے زینبؑ کے اَخی تھے موجود (۴۵) دین کے جتنے ہیں ارکان سبھی تھے موجود

دور و نزدیک کہیں مجمع اغیار نہ تھا
تھی مدینہ کی فضا ، شام کا دربار نہ تھا

پھر وہ دور آیا کہ جس وقت پیمبرؐ نہ رہے جو مسلمانوں کے پہلے تھے وہ تیور نہ رہے
دین کے جتنے تھے اسباق وہ ازبر نہ رہے (۴۶) کلمہ گوئی تو رہی حامیٔ حیدرؑ نہ رہے

جو پیمبرؐ نے دیا تھا وہ قرینہ چھوڑا
جس میں محفوظ تھی امت وہ سفینہ چھوڑا

ظلم کے ایک نئے دور کا آغاز ہوا کرگسِ بولہبی مائلِ پرواز ہوا
جو تھا ابلیس کو مقصود وہ انداز ہوا (۴۷) دین پر خاک پڑی کفر سرافراز ہوا

بات اُمت کی بڑی کم نظری تک پہنچی
حکمرانی کی ہوس فتنہ گری تک پہنچی

مرتضیٰؑ کو تھا پیمبرؐ کی وصیت کا خیال اپنی جانب سے اُٹھایا نہ خلافت کا سوال
دستِ حیدرؑ میں نظر آئی نہ تلوار نہ ڈھال (۴۸) نیک آغاز تھا جن کا وہ رہے نیک مآل

ظلم کے سیل میں جب اہلِ ہوس بہنے لگے
اہلِ بیتؑ نبوی گوشہ نشیں رہنے لگے

Presented by Ziaraat.Com

ان کو دنیا کی حکومت سے کوئی کام نہ تھا لیکن اس گوشہ نشینی میں بھی آرام نہ تھا
کون سا ظلم تھا ان پر جو سرِ عام نہ تھا (۲۹) ان کی جانب سے مگر کوئی بھی اقدام نہ تھا
کس قدر ظلم کے طوفان سے گزریں زہراؑ
مختصر یہ ہے کہ بس جان سے گذریں زہراؑ

مرگِ زہراؑ سے ہوئے اور بھی حیدرؑ مغموم ہو گیا شبرؑ و شبیرؑ پہ حسرت کا ہجوم
تھیں تو کم عمر بہت زینبؑ و اُمِ کلثوم (۳۰) آنے والے جو مصائب تھے وہ سب تھے معلوم
اُف نہ کی جب بھی زمانے نے کوئی وار کیا
کم سِنی میں بھی بڑے صبر کا اظہار کیا

جب یہ دن گردشِ دوراں نے دکھایا ان کو باپ نے چشمِ فلک سے بھی چھپایا ان کو
مثلِ پیغمبرِ اسلام پڑھایا ان کو (۳۱) دین کی طرح سے پروان چڑھایا ان کو
عقد بھی ان کا کیا اپنے جگر بند کے ساتھ
حضرتِ جعفرِ طیار کے فرزند کے ساتھ

دن گذرتے رہے پھر وقت نے کروٹ بدلی ظاہری تختِ خلافت پہ نظر آئے علیؑ
سازشیں کرنے لگے جو تھے منافق ازلی (۳۲) جو تھی تقدیر کی تحریر وہ ٹالے نہ ٹلی
اُمِ کلثوم نے اک صدمۂ تازہ دیکھا
گھر سے اُٹھتا ہوا حیدرؑ کا جنازہ دیکھا

پھر انہیں وقت کے اس موڑ پہ لائی تقدیر جب بڑے بھائی کی میت چلے لے کر شبیرؑ
مانعِ دفن ہوئے روضۂ احمدؐ پہ شریر (۳۳) پھر خبر آئی کہ میت پہ برسنے لگے تیر
وہ تو شبرؑ کی وصیت نے بہت کام کیا
آلِ ہاشمؑ نے کوئی سخت نہ اقدام کیا

Presented by Ziaraat.Com

سر جھکائے ہوئے میدانِ جری باندھ کے صف   لے کے میت کو چلے تربتِ زہراؑ کی طرف
قبرِ پاکیزہ نمودار ہوئی مثلِ صدف   (۳۴) رکھ دیا اس میں وہ موتی کہ جو تھا فخرِ خلف

قبر پر بیٹھے رہے سر کو جھکائے شبیرؑ
اُمِّ کلثومؑ نے بلوایا تو آئے شبیرؑ

اُمِّ کلثومؑ سے شبیرؑ کو الفت تھی کمال   اُن کی خاطر کا رکھا کرتے تھے ہر وقت خیال
دیکھ کر زینبِؑ صغریٰ کی طبیعت پہ ملال   (۳۵) چین شبیرؑ کو آ جائے یہ تھا امرِ محال

اُن کی مرضی سے ہر اک کام کیا کرتے تھے
جو وہ کہتی تھیں وہی مان لیا کرتے تھے

جب مدینہ میں چلی عہدِ یزیدی کی سموم   ہو گیا آلِ محمدؐ پر مصائب کا ہجوم
ایک دن بھائی سے کہنے لگیں اُمِّ کلثومؑ   (۳۶) اب جو پیش آنا ہے وہ آپ کو خود ہے معلوم

منتظر جس کے تھے وہ لمحۂ سخت آ پہنچا
جس کی بابا نے خبر دی تھی وہ وقت آ پہنچا

شہؑ نے فرمایا کہ ہاں اس میں نہیں کوئی کلام   اب شیاطین کے نرغے میں ہے دینِ اسلام
ہر مسلمان پہ واجب ہے دفاعی اقدام   (۳۷) ورنہ مٹ جائے گا پیغمبرِ اسلام کا نام

ہم کو ہر کام بفرمانِ خدا کرنا ہے
جس کا جو فرض ہے وہ اُس کو ادا کرنا ہے

اب ہمیں اپنا وطن چھوڑ کے جانا ہوگا   اب نہ یثرب میں نہ مکہ میں ٹھکانا ہوگا
دین کے واسطے گھر بار لُٹانا ہوگا   (۳۸) شہر کو چھوڑ کے صحرا کو بسانا ہوگا

تم بھی اس بارِ مصائب کو اُٹھاؤ گی بہن
جانبِ کرب و بلا تم بھی تو جاؤ گی بہن

Presented by Ziaraat.Com

ہے مسلسل یہ غم و رنج و الم کا قصہ　　فرقِ حیدرؑ پہ کبھی ضربِ ستم کا قصہ
قلبِ شبرؑ پہ کبھی نشترِ سَم کا قصہ　　سب کا مجموعہ ہے شبیرؑ کے غم کا قصہ (۳۹)

زخم پہ زخم دلِ زار پہ لگتے ہی رہے
آنکھ سے خون کے قطرات ٹپکتے ہی رہے

ایک دو دن کی نہیں، نصف صدی کی روداد　　ہر برس ایک نیا ظلم ، نرالی بیداد
صبر کی راہ میں وہ زینبؑ صغریٰ کا جہاد　　ہر قدم عالمِ اسلام کی خشتِ بنیاد (۴۰)

اُن کے جس نقشِ کفِ پا پہ نظر جاتی ہے
سجدہ کرنے وہیں تاریخ ٹھہر جاتی ہے

محشرِ کرب و بلا میں وہ ثباتِ ایماں　　ساحلِ آبِ رواں پہ تھے جہاں تشنہ دہاں
اک طرف تیغ و تبر، تیر و سناں، گرزِ گراں　　اک طرف مہر و وفا، صدق و صفا سوزِ نہاں (۴۱)

اک طرف سلطنت و تاج کے دیوانے تھے
اِک طرف عدل و مساوات کے پیمانے تھے

اِک طرف حدِّ نظر تک وہ مسلح لشکر　　اِک طرف سو سے بھی کم صبر و رضا کے پیکر
اِک طرف ہندِ جگر خوارہ کے ورثے کا اثر　　اِک طرف سیّدۂ طاہرہ کے نورِ نظر (۴۲)

اِک طرف دین کے احکام مٹانے والے
اِک طرف حرمتِ اسلام بچانے والے

کربلا کے وہ مناظر وہ قیامت کا سماں　　آئی تھی باغِ رسالت میں جہاں فصلِ خزاں
آخری بار جہاں گونجی تھی اکبرؑ کی اذاں　　ساتھ شبیرؑ کے تھیں زینبؑ کبریٰ بھی جہاں (۴۳)

امتحاں زینبِؑ صغریٰ نے دیا تھا کہ نہیں
دین نے ان کا سہارا بھی لیا تھا کہ نہیں

Presented by Ziaraat.Com

کربلا تک جنہیں لائے تھے امام ابن امام ان کو سونپے تھے بفرمانِ خدا ان کے کام
کچھ تھے وہ لوگ شہیدوں میں ہوئے جن کے نام دے گیا جن کا لہو دین کو اک رنگِ دوام (۴۴)

اور کچھ وہ تھے جو اسلام بچانے کے لئے
وقف تھے قید کے صدمات اُٹھانے کے لئے

مرحلہ وار تھا یہ معرکۂ کرب و بلا بھوک اور پیاس کے صدمے میں تھا حصہ سب کا
طفل ہو یا کہ مُسِن اس سے کوئی بچ نہ سکا پھر وہ منزل تھی جسے کہتے ہیں میدانِ وغا (۴۵)

اس میں جاتے تھے فقط جان سے جانے والے
اور جاتے تھے کس ارمان سے جانے والے

اسلحہ جسم پہ اپنے وہ سجانا اُن کا برق بن کر صفِ دشمن میں وہ جانا اُن کا
وقت ملنے پہ وہ تلوار چلانا اُن کا تھا فقط جرأت پیکار دکھانا اُن کا (۴۶)

ایک حملے میں وہ لشکر تہ و بالا کر کے
لوٹ آتے تھے، اندھیرے میں اُجالا کر کے

جب بھی شبیرؑ سے وہ اذنِ وغا لیتے تھے شوقِ جنّت میں وہ مرنے کی رضا لیتے تھے
تیر آتے تھے تو سینے سے لگا لیتے تھے تیغیں اُٹھتی تھیں تو سر خود ہی جھکا لیتے تھے (۴۷)

زندگی سے تو کسی فرد کو اُلفت ہی نہ تھی
پھر بھی کچھ تھے جنہیں مرنے کی اجازت ہی نہ تھی

ہائے وہ سیّدِ سجاد امامِ مظلوم ہائے وہ اہلِ حرم زینبؑ و اُمّ کلثومؑ
کربلا میں بھی مصائب کا رہا ان پہ ہجوم صبر کی شان دکھاتے رہے یہ سب معصوم (۴۸)

امتحاں ان کا شہادت سے بھی مشکل نکلا
ہر قدم ان کا مگر حاصلِ منزل نکلا

Presented by Ziaraat.Com

ہر قدم پر بخدا ضبط کیا ، صبر کیا آئی بچوں کو قضا ضبط کیا ، صبر کیا
سر شہِ دیں کا کٹا ضبط کیا صبر کیا چھن گئی سر سے رِدا ضبط کیا، صبر کیا (۴۹)

سر جھکائے ہوئے ہر جور و جفا سے گزریں
اُمِّ کلثومؑ بھی اس راہِ خدا سے گزریں

کبھی زینبؑ پہ نظر تھی، کبھی عابدؑ پہ نظر بھاوجوں کے لئے ڈھارس کبھی بچوں کی سپر
ہر قدم پر رہیں گھر بھر کا سہارا بن کر اُمِ کلثومؑ تھیں تسلیم و رضا کا پیکر (۵۰)

ان کو مجبور نہ کہنا کہ وہ مختار بھی تھیں
وارثِ حوصلۂ حیدرِؑ کرار بھی تھیں

یہ تو اتمام تھا حجت کا قیدی بن کر حضرتِ زینبؑ و کلثومؑ تھیں مصروفِ سفر
اُن کے اونٹوں پہ کجاوے تھے نہ سر پر چادر دل تڑپ جاتا تھا جاتی تھی جو عابدؑ پہ نظر (۵۱)

ایک بیمار پہ سو طرح کی تعزیریں تھیں
طوق گردن میں تھا اور پاؤں میں زنجیریں تھیں

ہائے وہ کوفہ کا بازار وہ تشہیرِ حرم مجمعِ عام میں ہر گام پہ گھٹتا ہوا دم
اور دربارِ یزیدی میں ستم پر وہ ستم سامنے طشتِ طلا میں وہ سرِ شاہِ اُمم (۵۲)

یہ مہم بنتِ یداللہ کو سر کرنا تھی
ظلمتِ شام میں تعریفِ سحر کرنا تھی

جب بھی وہ چاہتیں اِک حشر اُٹھا سکتی تھیں کاخ کو بنتِ علیؑ خاک بنا سکتی تھیں
پوری دنیا کے یزیدوں کو مٹا سکتی تھیں نوح کی طرح سے طوفان اُٹھا سکتی تھیں (۵۳)

بنتِ زہراؑ تھیں نبوت کی ادا تھی ان میں
قوتِ صبر و رضا حد سے سِوا تھی ان میں

Presented by Ziaraat.Com

دُور سے آئے تھے یثرب کے جو آثار نظر　　صبر کا بند یہ ٹوٹا تھا مدینے جا کر
اُمّ کلثومؑ نے خواہر کو سنبھالا بڑھ کر　　دیکھتے ہی انہیں زینبؑ جو گریں غش کھا کر (۵۴)

غم کا سیلاب جو آنکھوں سے اُبل کر نکلا
دردِ دل نوحہ کے الفاظ میں ڈھل کر نکلا

ہم لٹا بیٹھے ہیں سرمایۂ زہرؑا و رسولؐ　　ہائے نانا کے مدینے نہ کر اب ہم کو قبول
اب جو آئے ہیں تو چہروں پہ غریبی کی ہے دھول　　جب گئے تھے تو شریفوں میں ہمارا تھا شمول (۵۵)

ہائے کس منہ سے ترے سامنے آئیں ہم لوگ
حالِ دل اپنا تجھے کیسے سنائیں ہم لوگ

تیرہ سو تمیں برس قبل کی رودادِ اَلم　　اُمّ کلثومؑ کا یہ نوحہ، یہ کیفیتِ غم
اُمِ کلثومؑ مسلسل ہیں شریکِ ماتم　　آج بھی تازہ ہے اور تازہ رہے گی ہر دم (۵۶)

اُن کی تقلید میں خاکیؔ یہ عزاداری ہے
اُمّ کلثومؑ کا فیضانِ نظر جاری ہے

(جدید مرثیے.....ڈاکٹر مسعود رضا خاکیؔ)

Presented by Ziaraat.Com

...﴿۱۵۶﴾...

ثمر ہلّوری:

مرثیہ

فریادِ اُمِّ کلثوم صلوٰۃ اللہ علیہا

چُھٹا جو قید سے وہ کاروانِ آلِ عبا چلا مدینے کی جانب بشیر ساتھ میں تھا
قریبِ شہر جو پہنچا تو قافلہ ٹھہرا جنابِ زینبؑ و کلثومؑ نے یہ فرمایا

لُٹا کے آئے ہیں زہراؑ کے ہم گھرانے کو
نہ کر قبول مدینہ ہمارے آنے کو

اے میرے جد کے مدینے تجھے خبر بھی نہیں کہ تجھ میں رہنے کے قابل یہ نوحہ گر بھی نہیں
جہاں میں جان و دلِ سید البشر بھی نہیں جو زیست کا ہو سہارا کوئی پسر بھی نہیں

لُٹا کے آئے ہیں زہراؑ کے ہم گھرانے کو
نہ کر قبول مدینہ ہمارے آنے کو

گئے تھے جب تو تھی باغِ نبیؐ میں ہریالی خدا گواہ کہ تھی پُر ثمر ہر اک ڈالی
پلٹ کے آئے تو ہیں سب کی گودیاں خالی غضب ہے رہ نہ سکا سایۂ شہِ عالی

لُٹا کے آئے ہیں زہراؑ کے ہم گھرانے کو
نہ کر قبول مدینہ ہمارے آنے کو

Presented by Ziaraat.Com

علیؑ کا شیر پیمبرؐ کے لال کا ہمدم تھا جس کے دست مطہر میں شاہِ دیں کا علم
اسی کی ذات تھی جو مطمئن تھے اہلِ حرم اُٹھایا ایسے وفادار کا حسینؑ نے غم

لُٹا کے آئے ہیں زہراؑ کے ہم گھرانے کو
نہ کر قبول مدینہ ہمارے آنے کو

جوانیٔ علی اکبرؑ کے غم میں لیلا نے خود اپنا حال کیا، کیا سے کیا خدا جانے
کیئے ہیں ظلم کچھ ایسے سپاہِ اعدا نے پسر کے داغ سے رنگیں ہیں دل کے ویرانے

لُٹا کے آئے ہیں زہراؑ کے ہم گھرانے کو
نہ کر قبول مدینہ ہمارے آنے کو

حسنؑ کی ایک نشانی وہ قاسمؑ ذیشاں جسے تسلیِ خاطر کو دیکھتی تھی ماں
پڑے تھے اس کے یوں اعضائے تنِ سرِ میداں کہ جیسے خاک پہ بکھرے ہوں پارۂ قرآں

لُٹا کے آئے ہیں زہراؑ کے ہم گھرانے کو
نہ کر قبول مدینہ ہمارے آنے کو

ستم کا تیر پڑا جب گلوئے اصغرؑ پر تو فرطِ رنج و مصیبت سے رو دیے سرور
بوقت عصر نہ باقی رہا کوئی یاور شہید ہو گیا تب رن میں مرتضیٰ کا پسر

لُٹا کے آئے ہیں زہراؑ کے ہم گھرانے کو
نہ کر قبول مدینہ ہمارے آنے کو

پدر کے سایہ میں بے کس نہ رہ سکی ہے ہے سکینہؑ قید کی زحمت نہ سہہ سکی ہے ہے
لہو کی دھار جگر سے نہ بہہ سکی ہے ہے زباں سے حالِ غمِ دل نہ کہہ سکی ہے ہے

لُٹا کے آئے ہیں زہراؑ کے ہم گھرانے کو
نہ کر قبول مدینہ ہمارے آنے کو

Presented by Ziaraat.Com

جلے خیام لٹیں بی بیاں پسِ شبیرؑ ہوئی اسیرِ غم و رنج زینبؑ دلگیر
ثمر یہ وقتِ مصیبت یہ گردشِ تقدیر کہ آج ثانیِ زہراؑ نے کی ہے یوں تقریر

لُٹا کے آئے ہیں زہراؑ کے ہم گھرانے کو
نہ کر قبول مدینہ ہمارے آنے کو

❁❁❁❁

www.ziaraat.com Sabeel-e-Sakina

Presented by Ziaraat.Com

﴿۱۵۷﴾... عقدِ اُمِّ کلثوم بنتِ ابی بکر

(مولانا محمد عباس پرنسپل مدرسۃ باقر العلوم ضلع گجرات)

کیفیتِ واقعہ یعنی حقیقتِ نکاح:

کتب سیر وتواریخ واحادیثِ اہلسنّت کا مطالعہ کرنے سے یہ امر روزِ روشن کی طرح واضح ہو جاتا ہے کہ حضرت اُمِ کلثومؑ بنتِ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کا نہ تو حضرت عمر سے عقد ہوا اور نہ ہی تذکرہ آیا اور نہ ہی حضرت عمر کو اب خاندانِ تطہیر سے رشتہ کی خواستگاری کی خواہش ہو سکتی تھی اس لئے کہ ایک مدبر انسان ہونے کی حیثیت سے رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انکار انہیں یقیناً یاد تھا۔ اور انہیں یقینِ کامل تھا کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ کا کفو نہیں سمجھا (مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۵۵۷ طبع بمبئی) تو قطعاً ناممکن ہے کہ خلافِ سنتِ رسولؐ حضرت علی علیہ السلام اُنہی مخدرہ کی سب سے چھوٹی صاحبزادی اُمِ کلثومؑ کا مجھے کفو سمجھیں گے۔

دراصل حقیقت صرف یہ کچھ ہے کہ: (۱) حضرت عمر نے حضرت ابوبکر کے انتقال کے بعد پیدا ہونے والی اُمِ کلثوم بنتِ حضرت ابوبکر سے اپنے ایامِ خلافت میں نکاح کرنا چاہا۔ حضرت عائشہ کو نکاح کا پیغام دیا۔ اُمِ کلثومؑ نے حضرت عمر کی سخت مزاجی کی وجہ سے صاف انکار کر دیا۔ حضرت عائشہ نے عمرو بن عاص یا مغیرہ بن شعبہ کے ذریعہ حق تلفی حضرت ابوبکر کا خیال دلا کر حضرت عمر کو اس نکاح سے باز رکھا۔ بعد

Presented by Ziaraat.Com

میں یہ عقد ہو گیا۔ (کامل ابنِ اثیر ....ج ۳ صفحہ ۲۳، تاریخ طبری ج ۳، صفحہ ۲۷۰، اسماء رجال المشکوٰۃ صفحہ ۱۱۵، العقد الفرید ....ج ۴ صفحہ ۱۵۱)

(۲) تمام روایات اہلسنّت کے مطابق ۱۷ھ میں جس اُمِّ کلثوم کا حضرت عمر سے عقد ہوا وہ صغیرہ، صبیہ اور چار پانچ سال کی بچی تھی، صواعق محرقہ صفحہ ۱۵۵ پر منذر، ابنِ عباس، ابنِ زبیر اور ابنِ عمر ایسے صحابہ سے اس اُمِّ کلثوم کا کمسن ہونا مروی ہے۔ اور تاریخ شاہد ہے کہ ۱۷ھ میں حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی کوئی دختر نابالغہ کمسن نہ تھی بلکہ جناب سیدہ اُمِّ کلثوم سلام اللہ علیہا کی عمر اس وقت بارہ سال کی تھی۔ تو واضح ہوا کہ وہ کمسن بچی جس کا عقد ۱۷ھ میں حضرت عمر سے بمطابق روایات اہلسنّت سے ہو رہا ہے وہ حضرت اُمِّ کلثوم بنت حضرت علی علیہ السلام ہرگز ہرگز نہیں تھیں بلکہ وہ اُمِّ کلثوم بنتِ حضرت ابوبکر ہی تھیں۔

پس یہی عقد راویوں نے عمداً یا بالاشتباہ حضرت اُمِّ کلثومؑ بنتِ علی علیہ السلام کی طرف منسوب کر دیا۔ جو عقلاً و نقلاً باطل ہے۔

حضرت عمر کی سب بیویوں کا نام ''اُمِّ کلثوم''

اس افسانۂ عقد کو اس امر نے بھی تقویت پہنچائی کہ:

(۱) حضرت عمر کی زمانہ جاہلیت سے ایک زوجہ تھی جس کا نام ''اُمِّ کلثوم بنتِ جردل خزاعیہ'' تھا جس سے ''زید بن عمر'' پیدا ہوا اور دونوں ماں بیٹے نے دورِ معاویہ میں بیک وقت وفات پائی۔ (کامل ابن اثیر....ج ۳، صفحہ ۲۲)

(۲) صلح حدیبیہ کے بعد حضرت عمر نے اُمِّ کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط'' سے عقد کیا۔ (تفسیر کبیر....ج ۸، صفحہ ۱۹۱، شرح صحیح بخاری قسطلانی....ج ۲ صفحہ ۳۴۹ طبع لکھنؤ)

تو حضرت عمر کی دو بیویوں کا نام ''اُمِّ کلثوم ثابت ہوا۔

Presented by Ziaraat.Com

پس یہی دو امر اس افسانہ کے لئے باعثِ تقویت ہوئے۔ ایک ''اُمِّ کلثوم'' کا انکار اور دو ''اُمِّ کلثوم'' کا عقد میں ہونا۔ اسی سے راویوں کو اشتباہ ہوا یا عمداً انہوں نے اختراع کرلیا کہ: ''اُمِّ کلثوم'' بنتِ جناب سیدہ سلام اللہ علیہا سے حضرت عمر نے عقد کی خواہش کی، حضرت علیؑ نے انکار کیا، اُدھر سے اصرار ہوا۔ آخر نکاح ہوگیا اور ان سے ''زید'' پیدا ہوا، ماں بیٹے نے بیک وقت دورِ معاویہ میں وفات پائی اور حضرت امام حسن علیہ السلام نے نمازِ جنازہ پڑھی''۔ حالانکہ حضرت اُمِّ کلثومؑ بنتِ علی علیہ السلام ۶۱ھ میں واقعہ کربلا میں موجود تھیں۔

اِن تین اُمِّ کلثوم نامی عورتوں کی مختلف روایتوں کو ''مشترک نام'' کی وجہ سے حضرت اُمِّ کلثوم بنتِ حضرت علی علیہ السلام کی طرف عمداً منسوب کردیا گیا بوجہ اشتباہ اور اہلِ سنت حضرات نے عواقب سے قطع نظر، نتائج سے بے خبر ڈھنڈورا پیٹنا شروع کردیا کہ (نعوذ باللہ) حضرت عمر دامادِ حضرت علی علیہ السلام ہیں۔

مندرجہ بالا حقائق کے دلائل:

مندرجہ بالا حقائق کی حقانیت ثابت کرنے کے لئے دلائل سپردِ قلم کئے جاتے ہیں۔ تاکہ حقیقتِ حال واضح ہوجائے۔

حقیقتِ اولیٰ:

اُمِّ کلثوم بنتِ حضرت ابوبکر کا وجود:

الاصابہ.... ج ۴، صفحہ ۴۹۳، تاریخ الخلفاء صفحہ ۸۰، اسماء رجال المشکوٰۃ صفحہ ۴ پر ثابت ہے کہ حضرت ابوبکر کی مندرجہ ذیل بیٹیاں تھیں۔

۱۔ ''حضرت عائشہ'' خواہر عبدالرحمٰن بن حضرت ابوبکر جو زوجہ رسولؐ خدا تھیں۔

Presented by Ziaraat.Com

۲۔ اسماء ''خواہر عبداللہ بن حضرت ابوبکر جو سب سے بڑی تھیں۔

۳۔ ''اُمِّ کلثوم'' خواہر محمد بن حضرت ابوبکر جو سب سے چھوٹی تھیں۔

اعلام النساء...ج ۴، صفحہ ۲۵۰، الکامل...ج ۳، صفحہ ۲۳ پر بھی اُمِ کلثوم بنتِ حضرت ابوبکر کا وجود ثابت ہے۔

حقیقتِ ثانیہ:

حضرت عمر کا اُمّ کلثوم بنتِ حضرت ابوبکر سے ارادۂ عقد:

(۱) الکامل ...ج ۳...ص ۲۳، تاریخ طبری ...ج ۳...۲۷۰، اسماء رجال المشکوٰۃ...ص ۱۱۵، کنز العمال....ج ۷...ص ۹۸، البدایہ والنہایہ....ج ۷...ص ۱۳۹، العقد الفرید...ج ۴....۱۵۱..... پر یہ روایت موجود ہے کہ حضرت عمر نے اُمِّ کلثوم دختر حضرت ابوبکر سے عقد کرنے کا قصد کیا اور حضرت عائشہ کو پیغام دیا۔....اُمِّ کلثوم نے حضرت عمر کی سخت مزاجی کی وجہ سے انکار کر دیا۔ حضرت عائشہ نے عمرو بن عاص یا مغیرہ بن شعبہ کو حقیقتِ حال سے آگاہ کیا۔ اس نے حضرت عمر کو حق تلفیِ حضرت ابوبکر کا خیال دلا کر اس ارادہ سے روکا''۔

(۲) اسماء رجال المشکوٰۃ عبدالحق دہلوی ۱۱۵ پر ہے کہ: ''حضرت ابوبکر نے حضرت عائشہ سے وصیت کی کہ مجھے القا ہوا ہے کہ میرے ہاں لڑکی پیدا ہوگی۔ اس کے بارے میں میں تجھ کو نیکی کی وصیت کرتا ہوں۔ لڑکی پیدا ہوئی، نام اُمِّ کلثوم رکھا گیا۔

حضرت عمر نے اس کی خواستگاری کی۔ اُمِّ کلثوم نے صاف انکار کر دیا، بعد میں حضرت ابوبکر کی بیٹی اُمِّ کلثوم سے حضرت عمر کا عقد ہو گیا تھا۔

(۳) کتاب عمر فاروق اعظم اردو محمد حسین ہیکل حنفی مصری ایڈیٹر اخبار ''الاہرام'' میں ہے کہ

Presented by Ziaraat.Com

''جب حضرت عمر کی جوانی اپنی تمام رنگینیوں کے ساتھ رخصت ہوگئی تو ان کے دل میں نکاح کی خواہش نے انگڑائی لی۔ کثرتِ اولاد کے لئے تعدّدِ ازواج کا شوق ان کے اسلاف کی وراثت تھا۔ چنانچہ انہوں نے اپنی زندگی میں نو عورتوں سے شادی کی جن سے بارہ بچے پیدا ہوئے۔ حضرت عمر کی عمر وفا کرتی تو شاید وہ اور نکاح کرتے چنانچہ جب وہ امیر المومنینؑ تھے تو حضرت ابوبکر کی صغیرسن صاحبزادی اُمِّ کلثوم کو ان کی بڑی بہن اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ کی معرفت پیام دیا لیکن اُمّ کلثوم نے یہ کہہ کر انکار کردیا کہ وہ تنگی ترشی سے گزارہ کرتے ہیں اور عورتوں کے لئے سخت ہیں''۔

مندرجہ بالا روایات سے بطریق احسن ثابت ہوگیا کہ: حضرت عمر نے اُمِّ کلثوم دختر حضرت ابوبکر سے عقد کا ارادہ کیا اور اس نے صاف انکار کردیا۔ بعد میں عقد طے پا گیا اور اُمِّ کلثوم بنتِ ابوبکر سے حضرت عمر کی شادی ہوگئی۔

حقیقتِ ثالثہ ورابعہ:

حضرت عمر کی سابقہ زوجہ کا نام ''اُمِّ کلثوم'' اور زید بن عمر، اُمِّ کلثوم خزاعیہ کے بطن سے ہے:

(۱) الاصابہ.....ج ۴...۴۹۳ پر ہے کہ:

اُمِ کلثوم بنتِ عمرو بن جردل الخزاعیة کانت زوج عمر بن الخطاب وھی والدة عبیداللّٰه بن عمر بالتصغیر..... وقع ذکرھا فی البخاری غیر مسماة وانّ عمر طلقھا لما نزلت: ''ولا تُمسِکوا بعصم الکوافر''۔

اُمِّ کلثوم بنت عمرو بن جردل الخزاعیہ حضرت عمر بن خطاب کی بیوی تھی اور یہ

www.ziaraat.com Sabeel-e-Sakina

Presented by Ziaraat.Com

عبید اللہ بن عمر کی ماں تھی۔ اس اُمِّ کلثوم خزاعیہ کا ذکر ''بخاری'' میں بغیر نام کے آیا ہے اور

''لاتمسکوا بعصم الکوافر''

آیت کے نزول پر حضرت عمر نے طلاق دے دی۔

(۲) تاریخ الکامل.....ج ۳.....ص ۳۲ پر ہے کہ:

کَانَتْ اُمّہٗ وَاُمُّ زید الْاَصغر اُم کلثومؑ بنتِ جردل الخزاعیه و کان الاسلام فرّق بینها وبین عمر''۔

عبید اللہ اور زید اصغرؒ کی ماں اُمِّ کلثوم بنت جردل الخزاعیہ تھی اور اسلام نے اس کے اور حضرت عمر کے درمیان جدائی ڈال دی۔

مندرجہ بالا روایات سے دونوں حقیقتیں ثابت ہوگئیں۔ (۱) ایک اُمّ کلثوم زوجہ حضرت عمر کا وجود (۲) زید اصغر بن حضرت عمر کا شکم اُم کلثوم بنتِ عمرو بن جردل خزاعیہ سے ہونا۔

اعتراض: اس جگہ ایک اعتراض ہوسکتا ہے کہ:

یہ ''اُمِّ کلثوم خزاعیہ'' زوجہ حضرت عمر تو بسبب اسلام اُن سے علیحدہ ہوچکی تھی تو وہ اس وقت کہاں تھی کہ اس کے نام سے راویوں کو اشتباہ ہوجائے؟

جواب: مندرجہ ذیل دلائل سے ازروئے درایتاً اُمِّ کلثوم بنتِ عمرو بن جردل خزاعیہ کا عہدِ اسلام میں حضرت عمر کے پاس ہونا ثابت ہوتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) اس اُمّ کلثوم کے بیٹے کو ''زید اصغر'' کہتے ہیں اور ''حضرت اُمِّ کلثومؑ'' کے فرضی بیٹے کو ''زید اکبر'' کہتے ہیں اور یہ واضح ہے کہ ''زید اصغر'' کو چھوٹا ہونا چاہئے اور ''زید اکبر'' کو بڑا ہونا چاہئے اور چونکہ ''زید اکبر فرضی'' کی والدہ بنابر روایاتِ عامہ حضرت عمر کی وفات تک رہی تو ماننا پڑے گا کہ ''زید اصغر'' کی والدہ بھی اس وقت موجود

Presented by Ziaraat.Com

ہو۔اور''زیداکبر فرضی'' کی والدہ کاافسانوی عقد حضرت عمر سے ۱۷ھ میں ہوا تو اس طرح بھی یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ ۱۷ھ تک''زیداصغر'' کی والدہ حضرت عمر کے پاس رہی۔

(۲) صاحبِ تاریخ کامل اوراصابہ نے تو عبیداللہ بن عمر کو بھی اُمِ کلثوم خزاعیہ کے بطن سے قراردیا ہے۔اب اگراسلام نے اُمِّ کلثوم خزاعیہ مذکورہ اور حضرت عمر میں جدائی ڈالی ہوتو لازمی ہے کہ زیداصغراورعبیداللہ دونوں قبل ازاسلام پیداہوچکے ہوں اوراگروہ اس سے قبل موجود ہوں تو:

(ا) ''زیداکبر فرضی'' کی والدہ کاوجود بھی اس وقت یا اس سے قبل حضرت عمر کے پاس ماننا پڑے گا جبکہ روایات اہلسنّت کے مطابق''زیداکبر فرضی'' کی والدہ وہ ہے جس سے حضرت عمر نے ۱۷ھ میں عقد کیا۔

(ب) ان دونوں کااصحاب رسولؐ میں شمار ہونا چاہئے لیکن اِن کو کسی نے اصحاب میں سے شمار نہیں کیا بلکہ ان دونوں کو تابعین میں شمار کرتے ہیں جیسا کہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے صرف عبداللہ بن عمر کو صحابہ میں شمار کیا ہے۔

(۳) ''لا تمسکو ابعصم الکوافر'' کے تحت کسی مفسر اہلسنّت خصوصاً فخر الدین رازی نے کہیں نہیں لکھا کہ اس آیت مجیدہ کے نزول کے وقت حضرت عمر نے اپنی زوجہ سابقہ اُمِ کلثوم خزاعیہ کو طلاق دی ہو۔ بلکہ اس کے برعکس ''تفسیر کبیر....ج ۸ صفحہ ۱۹۱ پر نقل ہے کہ صلح حدیبیہ میں حضرت عمر نے اُمِّ کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط سے نکاح کیا جو کہ اپنے شوہر عمرو بن عاص سے بھاگ کر خدمتِ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئی تھی۔تو ثابت ہوا کہ حضرت عمر نے کسی ''اُمِّ کلثوم کو طلاق نہیں دی۔ بلکہ حدیبیہ میں ایک اور''اُمِّ کلثوم'' عقد میں آئی۔

نیز تاریخ خمیس...ج ۲ صفحہ ۲۵۱ طبع مصر میں ہے کہ:''حضرت عمر کی تیسری زوجہ کا

Presented by Ziaraat.Com

نام بھی ''اُمِّ کلثوم جمیلہ بنت عاصم بن ثابت'' تھا جو عاصم بن حضرت عمر کی ماں تھی۔

تو لیجئے قارئین کرام: یک نہ شد سہ شد

حضرت عمر کی تین بیویوں کا نام ''اُمِّ کلثوم'' ثابت ہوگیا۔

(۱) اُمِّ کلثوم بنتِ عمرو بن جردل خزاعیہ....والدۂ زید اصغر اور عبید اللہ۔

(۲) اُمِّ کلثوم بنتِ عقبہ بن ابی معیط.....حدیبیہ والی

(۳) اُمِّ کلثوم جمیلہ بنت عاصم بن ثابت....والدۂ عاصم بن عمر

تو اب یہ حقیقت بھی واضح ہوگئی کہ حضرت عمر کی ایک نہیں تین بیویوں کا نام ''اُم کلثوم'' تھا۔

حقیقتِ خامسہ:

اُمِّ کلثوم خزاعیہ اور زید کا بیک وقت عہدِ معاویہ میں انتقال:

اُمِّ کلثوم زوجہ حضرت عمر اور اس کے بیٹے ''زید'' کا عہدِ معاویہ میں بیک وقت انتقال مندرجہ ذیل کتب سے ثابت ہے:

اُسد الغابہ...ج ۷...۳۸۷ الاستیعاب صفحہ ۴۶۹

الطبقات الکبریٰ...ج ۸...ص ۴۶۴ ذخائر العقبیٰ صفحہ ۱۷۰

تاریخ خمیس...ج ۲...صفحہ ۲۸۵......اور اس کا ثبوت اس سے بھی عیاں ہے کہ:

(۱) عامہ و خاصہ کے مؤرخین کا متفقہ فیصلہ ہے کہ: حضرت اُمِّ کلثوم بنت حضرت علیؑ واقعہ کربلا میں موجود تھیں۔ تو عہدِ معاویہ میں انتقال کیسے ہوا؟ اگر اس وقت انتقال ہوا تو واقعہ کربلا میں شریک کیسے ہوئیں؟ تسلیم کرنا پڑے گا کہ عہدِ معاویہ میں انتقال

Presented by Ziaraat.Com

کرنے والی ''اُمِّ کلثوم'' کوئی اور تھی.... بنتِ حضرت علی علیہ السلام ہرگز نہ تھیں۔

(۲) الاصابہ.... ج ۴.... ص ۴۹۲ پر ہے کہ: ''حضرت اُمِّ کلثوم بنت جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کا عقد عون بن جعفر سے ہوا''۔ اور یہ بھی مسلّم ہے کہ حضرت اُمِّ کلثوم سلام اللہ علیہا کی بڑی بہن حضرت زینب سلام اللہ علیہا حضرت عبداللہ بن جعفر کے عقد میں تھیں اور حضرت زینبؑ کا واقعہ کربلا میں شریک ہونا متفق علیہ حقیقت ہے۔

تو ماننا پڑے گا کہ اگر روایات اہلسنّت کے مطابق تو یوں بھی ثابت ہوگیا کہ حضرت اُمِّ کلثومؑ بنت علی علیہ السلام واقعہ کربلا میں موجود تھیں اور اس کے بعد بھی زندہ رہیں۔

مندرجہ بالا دلائل کے پیشِ نظر یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ: وہ ''اُمِّ کلثوم'' جو عہد معاویہ میں اپنے بیٹے زید کے ساتھ فوت ہوئی وہ کوئی اور تھیں۔ اور وہ یقیناً ''اُمِّ کلثوم خزاعیہ'' ہی ہوگی کیونکہ زید بن عمر اسی کا بیٹا تھا جب زید نے عہد معاویہ میں انتقال کیا تو اس کے ساتھ مرنے والی اس کی ماں ''اُمِّ کلثوم خزاعیہ'' ہی ہوگی۔

صرف مشترک نام ہونے کی وجہ سے راویوں نے دو تین مختلف ''اُمِّ کلثوم'' نامی عورتوں کے واقعات حضرت ''اُمِّ کلثوم'' بنت علی علیہ السلام کی طرف منسوب کر دیے۔

۲۔ اسبابِ اشتباہ:

یہ امر روز مرہ کے مشاہدہ اور ہر روز کے تجربے سے ہر شخص پر واضح ہے کہ جو واقعات ہماری نگاہوں کے سامنے ظاہر ہوتے ہیں اور کئی لوگ انہیں دیکھنے والے ہوتے ہیں تو چشم دید واقعات میں دوسرے وقت کیا کیا اختلاف واقع ہو جاتے ہیں۔

پھر جب ان مشاہدات کی ''نقل'' ہونے لگتی ہے تو خود دیکھنے والے اس ایک واقعہ کو کئی طرح سے بیان کرتے ہیں اور پھر جب اس واقعہ کی نقل منتشر ہوتی ہے اور وہ خبر دُور دُور تک پہنچتی ہے تو اس کے اتنے رنگ بدل جاتے ہیں کہ اصلی واقعہ تو غائب ہو ہی

Presented by Ziaraat.Com

جاتا ہے اور سینکڑوں ہزاروں اضافے اس پر ہو جاتے ہیں۔

پس جب آنکھوں دیکھی باتوں میں تنکا پہاڑ بن جاتا ہے تو جن واقعات کا لکھنا پڑھنا تقریباً دو سو برس کے بعد ہوا اور اُن ہی سنی سنائی باتوں کو لوگوں نے لکھا اور سنا بھی ان کی زبانی جو ایک طرف کے نمک خوار اور حامی اور دوسری طرف کے پکے دشمن، اور جس طرف کے حامی اور وہ سب امراء و سلاطین اور دوسری طرف آلِ رسول علیہم السلام کے جانی دشمن، اور وہ امراء و سلاطین اپنے بزرگوں کی مدح و ثنا اور تنقیصِ اہلبیتؑ رسول علیہم السلام سے متعلق احادیث اختراع کر کے پیش کرنے والوں کے لئے خزانے بھی لٹاتے ہوں تو ان حالات میں روایات کا موضوع ہو جانا اور غلط خبروں کا مشہور ہو جانا یقینی امر ہے جیسا کہ مقدمہ ثانیہ اور ثالثہ میں اس موضوع پر مسلسل بحث کی جاچکی ہے۔

اسی طرح زیرِ بحث افسانۂ عقد میں بھی مندرجہ ذیل وجوہ کی بنا پر ''اشتباہ'' یقینی طور پر ممکن ہے۔

(۱) مشترک نام:

مندرجہ ذیل پانچ عورتوں کا ''مشترک نام'' اشتباہ کا قوی سبب ہے۔

۱۔ اُمِّ کلثوم بنت عمرو بن جرول خزاعیہ..... حضرت عمر کی سابقہ زوجہ

۲۔ اُمِّ کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط ..... صلح حدیبیہ کے بعد عقد میں آنے والی

۳۔ اُمِّ کلثوم جمیلہ بنت عاصم بن ثابت..... عاصم بن عمر کی والدہ

۴۔ اُمِّ کلثوم بنت حضرت ابوبکر..... اِن سے حضرت عمر نے عقد کیا تھا۔

۵۔ حضرت اُمِّ کلثومؑ بنت حضرت علی علیہ السلام۔ (زوجۂ حضرت عون بن جعفرؑ)

پہلی چار ''اُمِّ کلثوم'' نامی عورتوں کے واقعات پانچویں حضرت اُمِّ کلثوم بنت علی علیہ السلام کی طرف منسوب ہو جانا نہایت درجہ آسان ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

جب ''بخاری'' جیسا عالم اور فنِ حدیث کا امام اشتباہ میں مبتلا ہو کر مکہ کے قصہ کو مدینہ کے قصہ میں ملا کر اپنی ''صحیح'' میں نقل کر بیٹھا اور امتیاز نہ کر سکا تو مندرجہ بالا عورتوں کے بارے میں اشتباہ ہونا کیونکر تعجب خیز ہو سکتا ہے؟

(۲) حضرت اُمِّ کلثوم بنتِ علیؑ سلام اللہ علیہا کی خاندانی شہرت:

حضرت اُمِّ کلثومؑ اور حضرت زینب سلام اللہ علیہا رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نواسیاں اور حضرت علی علیہ السلام کی صاحبزادیاں ہونے کی وجہ سے عزت، عظمت، شرافت، کرامت، عبادت اور سیرت میں مشہور تھیں اور قاعدہ ہے کہ مشہور نام کی طرف ذہن جلد منتقل ہوتا ہے اور واقعات بھی ان لوگوں کے زیادہ مذکور ہوتے ہیں جو زیادہ مشہور ہوں۔

اس لئے عین ممکن ہے کہ ''اُمِّ کلثوم'' نام کا جو واقعہ سنا گیا وہ بلا تحقیق ان مخدومہ سیدہ طاہرہ سلام اللہ علیہا کی طرف منسوب کر دیا گیا ہو۔

(۳) اُمِّ کلثوم دختر حضرت ابو بکر کا انکار:

تیسرا سبب اشتباہ اُمِّ کلثوم دختر حضرت ابو بکر کا حضرت عمر سے عقد کرنے سے انکار کرنا ہے کیونکہ:

۱۔ اُمِّ کلثوم کا نام سنتے ہی ذہنی انصراف حضرت اُمِّ کلثوم بنت حضرت علی علیہ السلام کی طرف ہی ہوا، اس لئے کہ: اُمِّ کلثوم بنت حضرت ابو بکر کو تو بہت سے لوگ جانتے ہی نہ تھے اور نہ اب جانتے ہیں کیونکہ وہ حضرت ابو بکر کی وفات کے بعد پیدا ہوئیں اور گم نامی کی حالت میں رہیں تو ان حالات میں جس نے بھی ''اُمِّ کلثوم'' کی

Presented by Ziaraat.Com

خواستگاری کا سنا تو فوراً ذہنی انصراف حضرت اُمِّ کلثوم سلام اللہ علیہا کی طرف ہوا اس لئے کہ ان کا نام خاندانی عظمت کی وجہ سے مشہور تھا۔

۲۔ جب اس کے ساتھ ساتھ ''اُم کلثوم'' کے انکار کو لوگوں نے سنا تو ان کا خیال اور قوی ہوگیا کہ یہ ''اُمِّ کلثوم'' دختر حضرت علی علیہ السلام ہی ہوسکتی ہیں۔ اس لئے کہ یہ تو ناقابلِ یقین ہے کہ حضرت ابوبکر کی بیٹی ہو اور حضرت عمر سے عقد کرنے سے انکار کردے۔ کیونکہ حضرت عمر بہرحال حضرت ابوبکر کے محسن تھے، ان کے لئے زمینِ خلافت ہموار کرنے والے تھے اور ان کے دستِ راست تھے۔ تو یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے کہ حضرت ابوبکر کی بیٹی اپنے باپ کے محسنِ عظیم کو ٹھکرادے۔ تو ان حالات میں بلاتحقیق سارا واقعہ سیدہ اُمِّ کلثوم سلام اللہ علیہا کی طرف منسوب ہوگیا۔

(۴) خاندانِ رسالت علیہم السلام اور حضرت عمر کی کشیدگی:

اس وقت کے لوگ حضرت عمر اور خانوادۂ حضرت علی علیہ السلام کے مابین کشیدگی سے بخوبی واقف تھے۔ تو جب لوگوں نے سنا کہ حضرت عمر نے اُمِّ کلثوم کی خواستگاری کی ہے اور اس طرف سے انکار ہوا ہے تو بوجہ شہرت سب کا اس طرف ذہنی انصراف ہونا عین ممکن ہے کہ حضرت اُمِّ کلثوم بنت جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کی خواستگاری کی گئی ہوگی اور بوجہ خاندانی کشیدگی انہوں نے انکار کردیا ہوگا۔

اور پھر جب وہ روایتیں سنی گئیں جن میں حضرت عمر اپنی سابقہ زوجہ ''اُمِّ کلثوم'' کا نام لے کر گھر میں کسی کام کے لئے پکار رہے ہیں جیسا کہ زمانہ خلافت حضرت عمر کی روایت ہے کہ:

Presented by Ziaraat.Com

فَرَجَعَ عُمَرُ اِلٰی مَنْزِلِہٖ وقال یا اُمِ کلثومُ شدی عَلَیْکِ۔ الخ

(ازالۃ الخلفاء مقصد دوم صفحہ ۱۵۵)

تو سب کو گمان ہو گیا کہ: شاید انہی اُمِ کلثومؑ بنت جناب فاطمہ زہراؑ سے عقد ہو گیا۔

اور جب یہ سنا کہ: ''اُمِ کلثوم زوجہ عمر اور زید بن عمرؓ'' ماں بیٹے نے بیک وقت وفات پائی اور امام حسن علیہ السلام نے نمازِ جنازہ پڑھی تو یقین کر لیا گیا کہ: یہ وہی دختر حضرت علی علیہ السلام ہوں گی۔ اور ''اُمِ کلثومؑ'' کے بارے میں صحیح تحقیق کیے بغیر مشہور کر دیا کہ یہ حضرت علی علیہ السلام کی ہی دختر تھیں حالانکہ حضرت اُمِ کلثومؑ بنتِ علی علیہ السلام کے عہدِ معاویہ میں انتقال کا بطلان واضح ہو چکا ہے اور ان کا ۶۱ھ واقعہ کربلا میں شریک ہونا کتبِ عامہ و خاصہ سے ثابت کیا جا چکا ہے۔

تسلیم کرنا پڑے گا کہ دورِ معاویہ میں مرنے والی زوجہ حضرت عمر اُمِ کلثومؑ بنت عمرو بن جردل الخزاعیہ ہی تھی اور اس کا بیٹا زید بن عمر تھا۔ اور حضرت امام حسن علیہ السلام نے نمازِ جنازہ صرف اس لئے پڑھی تا کہ یہ مسئلہ واضح ہو جائے کہ اگر ایک مرد اور ایک عورت کی میت ہو تو نماز جنازہ کیسے پڑھی جائے گی۔ اور میراث کیسے تقسیم ہوگی؟ اور مسئلہ کی وضاحت کرنا آپؑ کا امامِ منصوص من اللہ ہونے کی وجہ سے فریضہ تھا، آپؑ نے فریضہ کی ادائیگی اور مسئلہ کی وضاحت کے لئے نمازِ جنازہ پڑھائی تھی نہ کہ قرابتداری کی وجہ سے۔

پس ان مندرجہ بالا اسباب کی وجہ سے مشتبہ ہو کر راویوں نے چار ''اُمِ کلثومؑ'' نامی عورتوں کے واقعات کو حضرت اُمِ کلثوم بنت علی سلام اللہ علیہا کی طرف منسوب کر دیا۔

یا پھر شام کی حدیث ساز فیکٹری کے تنخواہ خواروں نے عمداً یہ افسانہ تراشا اور کتابوں میں درج کر دیا تا کہ حضرت عمر کو دامادِ علی علیہ السلام ثابت کر دیا جائے اگر چہ روایات عقد میں اُن کی طرف منسوب قباحتوں سے حضرت عمر ایسی اسلامی شخصیت کی پیشانی

Presented by Ziaraat.Com

ہمیشہ کے لئے بوجہ ندامت جھک جائے اور وہ فعلِ حرام کے مرتکب ٹھہرائے جائیں اور اِن ''مثبتینِ عقد'' نام نہاد محبّ علماء کرام کو داد دیں جنہوں نے اُن کو زندگی کے آخری مراحل میں بدنام کر کے اُن پر احسانِ عظیم کیا ہے۔

(کتاب ''قولِ جلی در حل عقدِ بنتِ علی....صفحہ ۸۶ تا ۱۰۰)

علماء شیعہ کا اس افسانوی عقد سے انکار:

آخر میں اُن کتب کی فہرست حاضرِ خدمت قارئین ہے جن کو علماء شیعہ سے مستقل طور پر اس عقد کی رد میں تحریر کیا یا ان میں ضمنی طور پر اس عقد کی تردید فرمائی اور آج تک مثبتین عقد میں سے کسی کو ان کتب کے جواب لکھنے کی جرأت نہیں ہوئی اور نہ کبھی ہو سکے گی۔

۱۔ تاریخ قم حسن بن محمد بن حسن نیشاپوری:

اس کتاب میں جناب ابو محمد فضل بن شاذان بن خلیل نیشاپوری (جو حضرت امام رضا علیہ السلام، حضرت امام محمد تقی علیہ السلام، حضرت امام علی نقی علیہ السلام اور حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے جلیل القدر ثقہ صحابی ہیں) نے شدت سے عقد اُمِّ کلثوم کے افسانہ کی تردید فرمائی ہے اور آپ کا فرمان ہے کہ:

" غلط الناس حیث وَهَمُوا انّه خطب اُمّ کلثومؑ الکبریٰ بنت امیرالمومنین علیه السلام" لوگوں نے غلط طور پر گمان کیا ہے کہ حضرت عمر نے اُمِّ کلثومؑ بنتِ امیرالمومنینؑ کا رشتہ طلب کیا۔ (بحوالہ شمشیر مسموم)

۲۔ کتاب المسائل السرویہ المسئلۃ العاشرۃ:

یہ کتاب چوتھی صدی میں تحریر کی گئی۔ اس میں سرکار علامہ جلیل شیخ مفید محمد بن محمد

Presented by Ziaraat.Com

بغدادی متوفی ۴۱۱ھ نے اس افسانوی عقد کی شدت سے تردید فرمائی ہے جو روایات کا اختلاف انہوں نے نقل فرمایا ہے وہ صفحہ ۶۶ پر ملاحظہ ہو۔

شیخ اعلیٰ اللہ مقامہ نے تحریر فرمادیا ہے کہ: جو روایت عقد امِ کلثومؑ کے بارے میں نقل کی جاتی ہے وہ کسی طرح ثابت نہیں کیونکہ اس کا راوی ''زبیر بن بکار'' ہے اور یہ حضرت علی علیہ السلام کا دشمن تھا اور اس نے یہ روایت فقط تنقیص محمد وآلِ محمد علیہم السلام کے لیئے وضع کی اور مشہور کردی۔

۳۔ عدم عقد امِ کلثومؑ:

سرکار آیۃ اللہ العظمیٰ مرجع تقلید آقای سید ابوالقاسم الخوئی مدظلہ نجف اشرف کے جلیل القدر استاد سرکار آیۃ اللہ العظمیٰ علامہ شیخ محمد جواد بلاغی متوفی ۱۳۵۲ھ نجف اشرف ''کتاب عدم عقد امِ کلثومؑ'' اسی افسانہ کی رد میں تحریر فرمائی۔ (بحوالہ شمشیر مسموم)

۴۔ عشرۃ التاریخ:

نجف اشرف کے جلیل القدر محقق خبیر سرکار آیۃ اللہ علامہ سید عبدالرزاق النجفی (جو عراق کے معروف محققین میں شمار ہوتے ہیں) نے عقد امِ کلثومؑ کے افسانہ کی تردید میں کتاب ''عشرۃ التاریخ'' تحریر فرمائی ہے۔ (بحوالہ شمشیر مسموم)

۵۔ ذوالفقار حیدر... جلد ہفتم:

علامہ سید علی اظہر صاحب مرحوم ومغفور نے اس موہوم عقد کی رد میں تحریر فرمائی۔

۶۔ کنز مکتوم فی حل عقد امِ کلثومؑ:

یہ کتاب بھی علامہ سید علی اظہر صاحب مرحوم نے زیر بحث عقد کی رد میں تحریر فرمائی اور ۱۳۱۰ھ میں کھجوہ ضلع سارن صوبہ بہار سے شائع ہوئی۔

Presented by Ziaraat.Com

۷۔ شرح کنز مکتوم:

یہ کتاب ۲۴۸ صفحات پر مشتمل مظفر نگر کے مولانا سید سجاد حسین صاحب مرحوم بارہوی نے ۱۳۱۵ھ میں تحریر فرمائی۔

۸۔ عجالہ مفجعہ:

یہ عماد العلماء سید میر آغا صاحب مجتہد کی محققانہ تحریر صرف ۱۶ صفحات پر مشتمل ۱۳۹۲ھ میں مطبع اثناء عشری لکھنؤ سے منظر عام پر آئی۔

۹۔ دفع الوثوق فی نکاح الفاروق:

یہ کتاب ۱۶۴ صفحات پر مشتمل علامہ علی اظہر مرحوم نے تحریر فرمائی۔ اور ۱۳۱۵ھ میں طبع ہوئی۔

۱۰۔ عقد اُمِّ کلثوم:

مولانا سید علی حیدر صاحب مرحوم نے اس موضوع پر ۱۳۱۷ھ میں قلم اُٹھایا اور اپنے پریس سے ۱۹۲ صفحات پر مشتمل یہ کتاب لکھ کر عالمانہ بحث کی ہے۔

۱۱۔ دفع الوثوق فی نکاح الفاروق:

اس نام سے ایک رسالہ پہلے تحریر ہوا، اسی نام سے دوسرا رسالہ ۱۳۲۰ھ میں عماد الاسلام پریس جوہری محلہ لکھنؤ سے شائع ہوا۔

۱۲۔ افحام الخصوم فی نفی عقد اُمِّ کلثوم:

یہ کتاب جناب ناصر الملّت والدین مولانا سید ناصر حسین صاحب قبلہ نے تحریر فرمائی۔

Presented by Ziaraat.Com

۱۳۔ قولِ مکتوم:

یہ کتاب مولوی کرار علی صاحب مرحوم نے تصنیف کی اور مطبع اثنا عشری لکھنؤ میں طبع ہوئی۔

۱۴۔ برق لامع:

اس کتاب کے صفحہ ۳۰ پر مرزا جعفر علی فصیح نے اس افسانہ پر یقین رکھنے والوں پر بجلیاں گرائی ہیں۔ یہ کتاب ۱۳۳۰ھ میں شائع ہوئی۔

۱۵۔ الذریعہ الیٰ تصانیف الشیعہ:

اس کتاب کی ...ج ۴... صفحہ ۱۷۴ اور...ج ۵...۱۷۳ پر حجۃ الاسلام آغا بزرگ طہرانی نجفی اعلیٰ اللہ مقامہٗ نے بڑے زوردار الفاظ میں اس مسئلہ پر قلم اُٹھایا اور اس عقد کو رد کیا۔

۱۶۔ عقدِ اُمّ کلثوم تحقیق کے آئینہ میں:

یہ رسالہ الحاج جناب محمد تقی رضا صاحب بدایونی نے ۱۹۷۵ء میں تحریر فرمایا ہے۔

۱۷۔ السّر المختوم فی ردِ عقدِ اُمّ کلثوم:

یہ کتاب مولوی نذر حسین صاحب قمر وزیرآبادی لاہور نے ۱۹۷۶ء میں تصنیف فرمائی۔

۱۸۔ کشفِ مفہوم یعنی حقیقتِ عقدِ اُمّ کلثومؑ بنت فاطمہؑ:

یہ کتاب عالی جناب سید حسین صاحب رضوی نے ۱۹۷۷ء میں تحریر فرمائی ہے۔

۱۹۔ شمشیر مسموم بر مفتریان عقدِ اُمّ کلثوم:

اس کتاب میں واقعی استاذی المکرم حجۃ الاسلام عمدۃ المحققین مولانا محمد حسنین

Presented by Ziaraat.Com

صاحب قبلہ السابقی فاضل عراق نے زہر بجھی تلوار سے مفتریانِ عقد اُمِّ کلثوم کو تہ تیغ کیا ہے۔

۲۰۔ سہم مسموم فی جواب نکاح اُمِّ کلثوم:

حجتہ الاسلام مولانا غلام حسین صاحب قبلہ نجفی لاہور نے اس کتاب کو اس طرح ترتیب دیا ہے کہ واقعاً اس کتاب کے مندرجات زہر آلودہ تیروں کی طرح مفتریانِ عقد اُمِّ کلثوم کے قلب و جگر میں اُتر چکے ہیں۔

۲۱۔ یمنی ستارہ در تردید رسالہ کشف العظاء:

اس کتاب میں مولانا محمد یار صاحب مرحوم ممتاز الافاضل نے تقریباً ۲۰ صفحات اس عقد کی رد میں تحریر فرمائے ہیں۔

۲۲۔ براہین الشیعہ:

اس کتاب میں مولانا مرزا احمد علی صاحب مرحوم نے تقریباً ۱۰ صفحات اس عقد کی رد میں لکھے ہیں۔

۲۳۔ ابطال الاستدلال:

اس کتاب میں مولانا امیر الدین صاحب سابق حنفی نے اس عقد کی تردید فرمائی ہے۔

۲۴۔ کلید مناظرہ:

اس کتاب میں مولانا سید برکت علی شاہ صاحب وزیر آبادی نے اس عقد کی رد فرمائی ہے۔

۲۵۔ البتول فی وحدۃ بنتِ رسولؐ:

اس رسالہ میں استاذی المکرّم علامہ مرزا یوسف حسین صاحب قبلہ مدظلہٗ نے مختصر

Presented by Ziaraat.Com

لیکن جامع الفاظ میں اس افسانہ کی تردید فرمائی ہے۔

۲۶۔ تجلیاتِ صداقت بجواب آفتابِ ہدایت:

اس کتاب میں حجتہ الاسلام مولانا محمد حسین صاحب قبلہ نے اس عقد کے مثبتین کا منہ توڑ جواب دیا ہے۔

۲۷۔ یقینِ محکم:

اس کتاب میں مولانا محمد علی صاحب پٹیالوی نے اس افسانوی عقد کی اچھوتے انداز میں تردید فرمائی ہے۔

ان کے علاوہ اور بھی کئی علماء شیعہ نے اس مسئلہ پر بحث فرمائی ہے لیکن کسی سنی عالم نے مندرجہ بالا کتب میں سے کسی کا جواب نہیں لکھا۔ مثبتینِ عقد کا جواب نہ لکھنا اور اُنہی سابقہ روایات اور اعتراضات کو دُہراتے رہنا اس امر کی بیّن دلیل ہے کہ:

مثبتین عقد کے دامن میں سوائے چند مجروح و مطعون و مجہول راویوں کی موضوع روایات کے کچھ بھی نہیں اور وہ ہر وقت اُن ہی کا ڈھنڈورا پیٹتے رہتے ہیں۔

حالانکہ ان کا مسکت جواب مندرجہ بالا کتب میں علماء کرام نے بطریق احسن تحریر فرما دیا ہے۔

زیرِ نظر سطور میں بندۂ ناچیز نے بھی اپنی استطاعت کے مطابق اس افسانہ عقد کو عقلاً و نقلاً باطل کیا ہے۔

خداوند عالم ہمیں حضرات محمد و آلِ محمد علیہم السلام کی صحیح معرفت عطا فرمائے۔ اور ان کے اسوۂ حسنہ پر چلنے کی توفیق عنایت فرمائے اور دشمنانِ محمد و آلِ محمد علیہم السلام کے شر سے محفوظ رکھے۔ (کتاب "قولِ جلی در حلِ عقدِ بنتِ علی.... صفحہ ۱۷۱ تا ۱۷۶)

Presented by Ziaraat.Com

﴿۱۵۸﴾...اُمِّ کلثوم بنتِ ابی بکر سے حضرت عمر کی شادی

(تحریر: مولانا غلام حسین نجفی ﴿مجتہد فاضل نجف﴾)

۱۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب کنز العمال ...ج ۷...ص ۹۸ کتاب الفضائل من قسم الافعال

۲۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب البدایہ والنہایہ...ج ۷...ص ۱۳۹ ذکر ازواج عمر

۳۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب تاریخ کامل ابن اثیر...ج ۳.ص ۲۷ ذکر ازواج عمر

۴۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب تاریخ طبری...ج ۵...ص ۳۴، ۲۷ ذکر ازواج عمر

۵۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب تاریخ خمیس ..ج ۲.ص ۲۳۹ ذکر ازواج عمر

۶۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب المعارف...ص ۷۶..ذکر اولاد ابوبکر

۷۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب ریاض النضرۃ...ص ۱..۳۰۳ ذکر اولاد ابوبکر

۸۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب شرح ابن ابی الحدید...ص ۲...۲۳۱ ذکر عمر بن خطاب

کنز العمال کی عبارت ملاحظہ ہو:

عن ابی خالد انّ عمر خطاب اُم کلثومؑ بنت ابی بکر الی عائشہ

Presented by Ziaraat.Com

وهي جارية فقالت اين المذهب بما عنك فبلغها ذلك فاتت عائشة فقالت تنكحيني عمر يطعمني الخشب من الطعام انما اريد فتي يصب من الدنيا صبا واللّٰه لان فعلت لاذهبّن اصيحن عند قبر النبي فارسلت عائشة الٰى عمر و بن العاص انا اكفيكِ فرخل علي عمر فتحدث عنده ثمّ قال يا الميرالمومنين راتيك تذكر التزويج قال نعم قال من قال اُم كلثوم بنت ابي بكر فقال يا اميرالمومنين مارٰيك آلاجارية تنعي عليك اباها كلِ يوم فقال عمر عائشة لامرتك بهذا

ترجمہ:

جناب عمر نے اُمِّ کلثوم بنت ابی بکر کا رشتہ حضرت عائشہ سے مانگا اور اُمِّ کلثوم کمسن تھی۔ عائشہ نے کہا اُمِّ کلثوم کو آپ کے بغیر کہاں جانا ہے۔ پس جب یہ خبر اُمِ کلثوم کو پہنچی تو وہ اپنی بہن عائشہ کے پاس آئی اور کہا سنا ہے کہ آپ میرا نکاح عمر سے کرنا چاہتی ہیں۔ وہ مجھے روکھی سوکھی غذا دے گا مجھ کو ایسا جوان چاہیئے جس کا دنیا سے لگاؤ ہو اور اگر میرا نکاح عمر سے ہوا تو میں قبر نبیؐ پر جا کر فریاد کروں گی۔ پس عائشہ نے عمرو بن عاص کو بلا کر آگاہ کیا۔ عمرو نے کہا۔ میں کوئی بندوبست کرتا ہوں۔ پھر وہ عمر کے پاس آیا۔ عام باتوں کے بعد پوچھا کہ آپ کا شادی کرنے کا ارادہ ہے؟ فاروق نے کہا۔ ہاں۔ عمرو بن عاص نے کہا کس سے۔ فاروق نے کہا اُم کلثوم بنت ابی بکر سے۔ عمرو بن عاص نے کہا وہ تو ایک بچی ہے۔ ہر روز باپ کو روئے گی حضرت عمر نے کہا (میں سمجھ گیا) کہ یہ بات تجھے عائشہ نے بتائی ہے۔

البدایہ والنھایہ کی عبارت ملاحظہ ہو:

وكان قد خطب اُم كلثوم ابنة ابي بكر الصديق وهي صغيرة

Presented by Ziaraat.Com

وراسل فیها عائشه فقالت اُم کلثوم لاحاجة لی فیه فقالت عائشة اترغبین عن امیرالمومنین قالت نعم انّه خشّن العیش فارسلت عائشة الی عمرو بن العاص فصّده عنها

ترجمہ:

جناب عمر نے حضرت ابوبکر کی بیٹی اُمِّ کلثوم کا رشتہ مانگا اور وہ کمسن تھی اور اس سلسلے میں جناب عائشہ سے بات چیت کی۔ اُمِّ کلثوم نے کہا کہ میں عمر سے عقد نہیں چاہتی تو جناب عائشہ نے فرمایا کیا تو امیر المومنین کو نہیں چاہتی؟ اُمِّ کلثوم نے کہا۔ ہاں اس کی زندگی سخت ہے۔ جناب عائشہ نے عمرو بن عاص کو بلایا اور اس نے اس شادی کے ارادے پر فاروق سے بحث کی۔

ہمیں یقین ہے کہ اُمِّ کلثوم بنت ابی بکر کی عمر سے شادی ہوگئی تھی۔ یزیدی اور خارجی ہاتھ نے اپنی عیاری سے ولدیت تبدیل کر کے بنت علی بنا دیا جس سے تاریخ کا چہرہ اس قدر مسخ ہوگیا کہ کئی مورخ ٹھوکر کھا گئے۔

مذکورہ کتاب البدایہ والنہایہ اہلِ سنت کی معتبر کتاب ہے جس سے آج تک کسی نے انکار نہیں کیا اور ہمارے مسلمان مورخین نے اس کے مولف کو امام کا لقب دیا ہے۔ اور امید ہے کہ ہمارے مخاطب اپنے امام کے فرمان پر کچھ غور کریں گے۔

تاریخ کامل ابنِ اثیر کی عبارت ملاحظہ ہو:

وخطب اُم کلثومؑ ابنة ابی بکر الصدیق الی عائشة فقالت ام کلثوم لاحاجة لی فیه انّه خشن العیش شدید علی النساء فارسلت عائشة الی عمرو بن العاص فقال انا اکفیك فاتی عمر فقال بلغنی خبراعیندك بالله منه قال ماهو قال خطبت ام کلثوم بنت ابی بکر قال نعم فرغبت

Presented by Ziaraat.Com

بی عنها ام رغبت بها عنّی قال ولا واحدة ولکنّها حدثة نشأت نحت کنف امیر المومنین فی لین درفق وفیك غلظة ونحن نهابك وما نقدر ان نردّك عن خلق من اخلاقك فکیف بها ان خالفتك فی شئی فسطوت بها کنت قد خلفت ابابکر فی ولده بغیر ما یحق علیك وقال فکیف بعائشة وقد کلمتها قال انالك بها

جناب عمر نے اُمِّ کلثوم بنت ابی بکر کا جناب عائشہ سے رشتہ مانگا۔ اُمِّ کلثوم بنتِ ابی بکر نے کہا مجھے عمر میں کوئی خواہش نہیں وہ سخت زندگی والا ہے اور عورتوں پر سخت ہے۔ جنابِ عائشہ نے عمرو بن عاص کو مدد کے لئے بلایا۔ عمرو نے کہا میں بندوبست کرتا ہوں۔ پس وہ عمر فاروق کے پاس پہنچا اور اس نے کہا میں نے ایک بات سنی ہے اور میں تیرے بارے میں اس کی اللہ سے پناہ مانگتا ہوں۔ فاروق نے کہا بھائی کیا خبر ہے۔ عمرو بن عاص نے کہا تم نے بنت ابی بکر کا رشتہ مانگا ہے؟ فاروق نے کہا۔ ہاں۔ کیا وہ میرے لائق نہیں یا میں اس کے لائق نہیں۔ عمرو بن عاص نے کہا۔ یہ بات نہیں وہ کمسن بچی ہے ناز ونعم میں علیؑ کے زیرِ سایہ پلی ہے اور تم میں بد خلقی اور تند مزاجی ہے۔ ہم خود تم سے ڈرتے ہیں اور تمہاری کسی بات کو ٹھکراتے نہیں۔ اگر اس بچی نے کسی بات میں مخالفت کی اور تم طیش میں آ گئے تو اس بچی پر کیا گزرے گی۔ پس گویا تم نے ابوبکر کی اولاد کی وہ نگرانی نہ کی جو تم پر فرض تھی۔ جناب عمر نے کہا۔ میں تو عائشہ سے بات کر چکا ہوں اسے کیا کہا جائے تو عمرو بن عاص نے کہا عائشہ کے بارے میں مَیں ذمہ دار ہوں۔

پس ہمیں یقین ہے کہ زوجہ عمر اُمِّ کلثوم بنتِ ابی بکر ہے اور حضرت علیؑ کے زیرِ سایہ پلنے کے باعث اس کی ولدیت میں اشتباہ ہو گیا ہے اور کچھ بد دیانت راویوں نے حکامِ وقت کو خوش کرنے کے لئے حقیقت کو چھپانے کی ناکام کوشش کی ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

تاریخ طبری کی عبارت ملاحظہ ہو:

قال المدائنی و خطب ام کلثوم بنت ابی بکر وھی صغیرة وارسل فیھا الی عائشة فقالت الاراليها فقالت ام کلثوم لاحاجت لی فیه فقالت لها عائشة اترغبيين عن امیرالمومنین قالت نعم اندخشن العیش شدید علی النساد ....الی آخر

ترجمہ:

جناب عمر نے اُمِّ کلثوم بنت ابی بکر کا رشتہ مانگا اور وہ کمسن تھی۔ جناب عائشہ سے بات چیت ہوئی۔ عائشہ نے کہا معاملہ اس کے اپنے ہاتھ میں ہے۔ اُمِّ کلثوم نے کہا مجھے عمر میں خواہش اور چاہت نہیں ہے۔ جناب عائشہ نے فرمایا تجھے امیر المومنین میں رغبت نہیں ہے؟ اُمِّ کلثوم نے کہا ہاں وہ سخت زندگی والا ہے۔ عورتوں پر سخت ہے تا آخر

یہ بیل منڈھے چڑھ گئی تھی بنت ابی بکر اُمِّ کلثوم کی شادی عمر سے ہوگئی تھی کیونکہ فاروق اعظم کو ٹھکرانے کی کوئی وجہ نہ تھی مگر یزیدی اور خارجی ہاتھ کی کارگزاری ہے کہ واقع کو مسخ کر کے پیش کیا اور جسے دیکھ کر آنے والے مورخ چکرا گئے۔

تاریخ خمیس کی عبارت ملاحظہ ہو:

واُم کلثوم وھی اصغر بناته وامها نصرانیة وترکها حبلی فولدت بعده ام کلثوم هذه ولما کبرت خطبها عمر بن الخطاب الی عائشة فانعمت له و کرهت ا

کلثوم بنت علی فاحتالت له حتی امسك عنها

ترجمہ: اور اُمِّ کلثوم جناب ابوبکر کی بیٹیوں میں سے چھوٹی لڑکی تھی اس کی ماں

Presented by Ziaraat.Com

نصرانیہ تھی ابوبکر اپنی موت پر اسے امید سے چھوڑ گئے تھے۔ پس اُمِّ کلثوم ابوبکر کی وفات کے بعد پیدا ہوئی اور جب بڑی ہوئی تو بی بی عائشہ سے عمر ابن خطاب نے رشتہ مانگا۔ جناب عائشہ نے عمر کے پیغام کو قبول فرمایا۔

ہمیں یقین ہے کہ اُمِّ کلثوم بنتِ ابی بکر سے عمر فاروق کا رشتہ ہوگیا تھا اور بچے بھی ہوئے ہیں۔ مگر اُمیہ نوازی کی خاطر بددیانت راویوں نے اُمِّ کلثوم کی ولدیت تبدیل کر کے اصل واقعہ کو مسخ کر دیا اور آنے والے مؤرخ چکرا گئے۔

المعارف کی عبارت ملاحظہ ہو:

وامّا اُم کلثوم بنت ابی بکر فخطبها عمر بن الخطاب ابی عائشة فانعمت له و کرهت اُم کلثوم فاحتالت له حتّی امسك عنها

ترجمہ: اُمِّ کلثوم بنتِ ابی بکر کا جناب عائشہ سے عمر ابن خطاب نے رشتہ مانگا اور بی بی عائشہ نے یہ پیغامِ شادی قبول کر لیا۔ اور اُمِّ کلثوم نے یہ رشتہ ناپسند کیا۔

ریاض النضرہ کی عبارت ملاحظہ ہو:

وام کلثوم وهی اصغر بناته فولدت بعده فلما کبرت خطبها عمر ابن الخطاب اِلی عائشة فانعمت له و کرهت اُم کلثوم فاحتالت له حتی امسك عنها

اُمِّ کلثوم جناب ابوبکر کی چھوٹی لڑکی تھی اور ابوبکر کے بعد پیدا ہوئی جب اُمِّ کلثوم بڑی ہوئی تو بی بی عائشہ سے اس کا رشتہ عمر نے مانگا تھا۔ عائشہ نے یہ پیغامِ شادی قبول کر لیا مگر اُمِّ کلثوم نے یہ رشتہ ناپسند کیا۔ پس عائشہ نے ایک حیلہ کیا اور عمر اس رشتہ سے رُک گئے۔

Presented by Ziaraat.Com

ہمیں یقین ہے کہ بنت ابی بکر سے عمر کا رشتہ ہو گیا تھا، بچے بھی پیدا ہوئے ہیں اور یزیدی ہاتھ کا یہ کارنامہ ہے کہ اصل واقعہ تاریخ میں مسخ کر کے پیش کیا گیا کہ جس سے کئی مورخ چکرا گئے۔

شرح ابن ابی الحدید کی عبارت ملاحظہ ہو:

اِن عمر خطب اُمِ کلثوم بنت ابی بکر فارسبن فیھا اِلٰی عائشة فقالت الامر اِلیھا فقالت اُمِ کلثوم لاحاجة لی فیه قالت لھا عائشة ویلكِ اُترغبین عن امیرالمومنین قالت نعم اِنه یغلق بابه ویمنع خیرهٗ ویدخل عابسا ویخرج عابسا

ترجمہ: جناب عمر نے بنت ابی بکر کا بی بی عائشہ سے رشتہ مانگا۔ بی بی عائشہ نے فرمایا۔ قبول کرنا خود اُمِّ کلثوم کے ہاتھ میں ہے۔ پس اُمِّ کلثوم نے کہا مجھے عمر کے رشتے میں خواہش اور چاہت نہیں، بی بی عائشہ نے فرمایا افسوس ہے تیرے لئے تو امیرالمومنین میں بے رغبتی کرتی ہے۔ اُمِّ کلثوم نے کہا ہاں یہ دروازہ بند رکھتا ہے اور خیر کو روکے رکھتا ہے۔ جب گھر آتا ہے تو تیوری چڑھائے اور جب باہر جاتا ہے تو تیوری چڑھائے ہوئے۔

عقد اُمِّ کلثوم کا مفروضہ افسانہ بنی اُمیّہ کے ادارۂ تحقیق اسلامی میں پروان چڑھا ہے اور جناب عمر کی اس جھوٹی فضیلت کو ثابت کرنے کے لئے بنی اُمیّہ کے گورنروں نے بینک اسلامی کو اپنے باپ کی جاگیر سمجھ کر دولت پانی کی طرح بہائی ہے کم سن بچوں کو مدرسوں میں استاد اسی جھوٹی فضیلت کی تعلیم دیتے تھے نادان بچے استاد کا فرمان سمجھ کر اس جھوٹی فضیلت کو دل و دماغ میں جگہ دیتے تھے۔ پھر یہی بچے بڑے علما اور صلحاء بنے۔ بڑی بڑی داڑھیاں رکھیں۔ امام الا حادیث۔ شیخ الا حادیث، مدرسوں کے مہتمم

Presented by Ziaraat.Com

بنے ان خضر صورت بزرگوں کے بچپن میں جو بات ان کو قرآن کی طرح رٹائی گئی تھی اور پھر ماحول بھی سازگار نہ ہوا کہ ان کی تحقیق کرتے اگر کسی نے تحقیق کی خاطر قدم اُٹھایا تو اسے قبر میں زندہ دفن کر دیا گیا پس ان بزرگوں نے جنابِ عمر کی وہ جھوٹی فضیلت روزِ جمعہ لوگوں کے سامنے مسجدوں میں منبر پر بیٹھ کر بیان کی اور لوگوں نے یقین کر لیا کہ یہ سچ ہے۔ (کتاب سہم مسموم فی جواب نکاحِ اُمِّ کلثوم....ادارۂ تبلیغِ اسلام ماڈل ٹاؤن لاہور)

﴿۱۵۹﴾...آخری باب

اسی طرح ان کی عظمت کو ختم کرنے کے لئے کہنے والوں نے کہہ دیا کہ آپ کا عقد خلیفہ ثانی حضرت عمر سے ہوا اور اس بات کی بحث بہت سی کتابوں میں درج ہے، جس سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ آپ کا عقد خلیفہ ثانی سے نہیں بلکہ عون بن جعفر سے ہوا۔

(دعوت اتحاد صفحہ ۸۵ سے لے کر صفحہ ۹۰ تک، مظلومہ کربلا صفحہ ۴۰ مصنف طبیب حاذق حکیم سیّد عالم شاہ کاظمی المشہدی، کربلا کی شیر دل خاتون صفحہ ۲۷۸)

حضرت اُمِّ کلثومؑ بنت فاطمۃ الزہراؑ کا نکاح حضرت عمر سے ثابت ہونا جن روایات کی بنا پر یہ دعویٰ کیا جا رہا ہے، وہ سب کی سب من گھڑت اور جھوٹی ہیں جن کا سب سے پہلا راوی اور روافع زبیر بن بکار ہے جس کو حضرت علیؑ اور اہل بیتؑ سے انتہائی بغض اور عناد تھا۔ علامہ ذہبی نے اس کے متعلق حدیث ماہرِ فن و روایت و رجال علامہ حافظ ابوالفضل احمد بن علی سلیمان کا یہ قول نقل کیا ہے کہ زبیر بن بکار کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جو من گھڑت حدیثیں گڑھا کرتا ہے اور اس کے متعلق سب تفصیل مولوی انشاء اللہ صاحب محمدی صدیقی حنفی چشتی نے اپنا رسالہ السر المکتوم فی تحقیق عقد اُمِّ کلثومؑ میں تحریر کیا ہے اور لکھا ہے:-

''یہ سب راوی اوّل کی فضولیات ہیں بلکہ اصل بات یہ ہے کہ زبیر بن بکار ایسے

Presented by Ziaraat.Com

کذاب اور وضاع حدیث نے حضرت عمر پر تہمت لگائی ہے اور حضرت علیؑ پر جھوٹ بولا ہے اور عقد اُمِ کلثومؑ کا واقعہ اپنے دل سے تراش کر بیان کیا ہے۔"

ایسے رشتوں کے لئے پہلے فریقین کے اتحاد کی ضرورت ہوتی ہے اس کے برخلاف تاریخ میں یہ دیکھنے میں آیا ہے حضرت علیؑ اور حضرت عمر کے درمیان خوشگوار تعلقات بھی نہ تھے جو اس رشتے کے سبب بنتے۔ اس ناراضگی کے دو خاص پہلو تھے۔

اوّل مسئلہ خلافت میں نزاع، دوئم فدک کی جائیداد کا غصب کرنا۔ جس کے اصلی محرک حضرت عمر تھے۔ حضرت ابو بکر نے نامہ تو دے دیا لیکن ان حضرت نے کاغذ لے کر چاک کر دیا۔ (السیرۃ الحلبیہ جلد ۳ صفحہ ۴۰۰ مطبوعہ مصر)

حضرت فاطمہؑ خود ان دونوں سے ناراض تھیں۔ آپ نے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر سے صاف کہہ دیا کہ میں تم دونوں سے ناراض ہوں اور اپنے پدر بزرگوار سے تمہاری شکایت کروں گی۔ یہاں تک کہ جنازے پر بھی آنے کی اجازت نہ دی۔

(کربلا کی شیر دل خاتون صفحہ ۲۸۰)

یہ تفصیلات صحیح بخاری، صحیح مسلم کتاب الامامت والسیاست ابن قتیبہ میں پڑھی جاسکتی ہیں ان حالات میں حضرت اُمِ کلثومؑ کا عقد حضرت عمر سے کیونکر ہوسکتا ہے اور حضرت علیؑ کیونکر گوارا کر سکتے تھے اور اس عقد کی اجازت دے کر روح مبارک جنابِ سیدہ صلوۃ اللہ علیہا کو صدمہ پہنچائیں۔

اُمِ کلثومؑ نام کی کئی عورتیں تھیں جن میں سے مندرجہ ذیل چار باوقات مختلفہ حضرت عمر کے نکاح میں آنا اختلافی مسئلہ نہیں:

(۱) اُمِ کلثوم بنت جردل خزاعی حضرت عمر کی زوجۂ اوّل تھیں۔ جن سے ایام جاہلیت میں آپ نے شادی کی تھی۔ عبداللہ بن عمر اور زید بن الاصغر انہیں کے بطن سے

پیدا ہوئے۔(اصابہ ابن الحجر جلد اوّل صفحہ ۵۷۵ طبع مصر و صحیح بخاری و کامل بن الثیر)

(۲) اُمِ کلثوم بنت عقبہ ابن ابی معیط دوسری زوجہ تھیں جو صلح حدیبیہ کے بعد حضرت عمر کے عقد میں آئیں۔(صحیح بخاری و تفسیر کبیر فخرالدین رازی)

(۳) اُمِ کلثوم بنت راہب۔

رہا اُمِ کلثوم بنت علیؑ کا نکاح حضرت عمر میں آنا، اس کے ثبوت کثیر ہیں۔ علامہ شہاب الدین حنفی دعلت آبادی جو خاص کر امام اسیر مشہور ہیں حسب ذیل لکھتے ہیں:

عہد عمر میں شہزادی اُمِ کلثومؑ بنت علیؑ نہایت ہی صغیر السن تھیں۔ ۶۰ سال کی عمر کا آدمی ایسی صغیر السن صاجزادی سے کیونکر نکاح کر سکتا ہے اور اس معصومہ کا عقد حضرت عمر کے ساتھ ہرگز ظہور میں نہ آیا۔(مظلومہ کربلا صفحہ ۴۱، سیرت جناب فاطمۃ الزہرا صفحہ ۳۴۸)

اور یہ عقد والا واقعہ ۱۷ھ میں ہونا بیان کیا گیا۔ یہ لڑکی حضرت ابوبکر کی بیٹی تھیں جو اسماء انصاریہ سے پیدا ہوئیں۔ ان کا نام اُمِ کلثومؑ رکھا گیا۔ اس کے بعد اسماء حضرت علیؑ کے زیر کفالت آگئیں اور اس اُمِ کلثوم دختر ابوبکر کے واسطے ثانی نے جناب عائشہ کے پاس اس کی بڑی بہن کی حیثیت سے اپنے عقد کا پیغام بھیجا۔ جس پر جناب عائشہ راضی ہوگئیں۔ اس لئے ۱۷ھ میں جناب عمر کا عقد ابوبکر کی بیٹی اُمِ کلثومؑ سے ہوا۔

مؤرخین نے اس واقعہ عقد کو نظر انداز کر کے جان بوجھ کر اہلِ بیتؑ کی توہین کی ہے یا اُنہیں صرف نام کی وجہ سے دھوکا ہوا ہے۔(دعوتِ اتحاد صفحہ ۹۲)

ظاہر ہوا کہ شہزادی اُمِ کلثومؑ کا عقد صرف حضرت عونؑ سے ہوا کسی دوسرے سے نہیں ہوا۔(کربلا کی شیر دل خاتون صفحہ ۴۸)

Presented by Ziaraat.Com

...﴿۱۶۰﴾...

وہ مستند کتابیں

جن کے حوالہ جات دیئے گئے ہیں

ا۔	قرآن کریم	
۲۔	نہج البلاغة	
	(حرف.....الف)	
۳۔	ابصار العین	فاضل سماوی
۴۔	انوار المجالس	ارجستانی
۵۔	انوار المواهب	علی اکبر نهاوندی
۶۔	اعتقادات صدوق	شیخ صدوق
۷۔	احقاق الحق	شهید قاضی سیّد نور اللّٰہ شوستری
۸۔	الاحتجاج	الطبرسی
۹۔	اربعین	شهید اوّل
۱۰۔	الانساب	سمعانی
۱۱۔	انساب الاشراف	بلاذری
۱۲۔	امالی	شیخ صدوق

Presented by Ziaraat.Com

۱۳۔	الاستبصار	شیخ الطائفه (طوسی)
۱۴۔	الاستیعاب	ابن عبدالبّر النمری
۱۵۔	الاسرار الفاطمیه	محمّد فاضل المسعودی
۱۶۔	اقبال الاعمال	سیّد بن طاووس
۱۷۔	الانوار القدّسیة	علّامه غروی اصفهانی
۱۸۔	اثباۃ الهداۃ	شیخ حرّ عاملی
۱۹۔	اقرب الموارد	علّامه شرتونی
۲۰۔	امالی	شیخ مفید
۲۱۔	احیاء العلوم	غزالی
۲۲۔	الاختصاص	شیخ مفید
۲۳۔	اسد الغابة	ابن اثیر
۲۴۔	ارشاد القلوب	دیلمی
۲۵۔	الانوار النعمانیه	سید نعمة اللّٰه جزایری
۲۶۔	اخبار الدول	علّامه قرمانی
۲۷۔	الامامة والتبصره	ابن بابویه قمی
۲۸۔	الاصابة	ابن حجر
۲۹۔	اخبار الاوّل وآثار الدول	ابن کثیر دمشقی
۳۰۔	اعلام الموقّعین	ابن قیّم جوزی
۳۱۔	الانوار المحمّدیة	علّامه نبهانی

Presented by Ziaraat.Com

۳۲۔	الامامة والسياسة	ابن قتیبه دینوری
۳۳۔	الامام علی	عبدالفتاح عبدالمقصود
۳۴۔	اعیان الشیعه	السید محسن امینی
۳۵۔	انوار المواهب	آیة اللّٰه نهاوندی
۳۶۔	الاعلام	زرکلی
۳۷۔	اعلام الوری باعلام الهدی	طبرسی
۳۸۔	آئینه عصمت	محمود شاهرخی
۳۹۔	ارجح المطالب	عبیداللّٰه امرتسری
۴۰۔	اعلام النساء	عمر رضا کحاله
۴۱۔	اعجاز القرآن	باقلانی
۴۲۔	اتحاف السائل	مناوی شافعی
۴۳۔	اربعین	ابو صالح مؤذن
۴۴۔	اساس البلاغة	زمخشری
۴۵۔	أسنی المطالب	جزری شافعی
۴۶۔	اثبات الوصیة	مسعودی
۴۷۔	اسرار الشهادة	فاضل دربندی
۴۸۔	ارشاد	شیخ مفید
۴۹۔	انوار التنزیل	بیضاوی
۵۰۔	الاعتقاد	بیهقی

Presented by Ziaraat.Com

۵۱۔	ارشاد الساری	علامہ القسطلانی
۵۲۔	اشارات	بو علی سینا
۵۳۔	اعلام النساء المؤمنات	
۵۴۔	الحسینؑ	آغا مہدی رضوی
۵۵۔	افسانہ عقدِ اُم کلثومؑ	عبدالکریم مشتاق
۵۶۔	اُسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ	ابنِ اثیر جزری
۵۷۔	انساب الاشراف	احمد بن یحییٰ بلاذری
۵۸۔	اخبار الطوال	ابو حنیف دینوری
۵۹۔	ارشاد	شیخ مفید
۶۰۔	اللہوف فی قتل الطفوف	ابن طاؤس
۶۱۔	المقتل	الحاج محمد کریم خان کرمانی
۶۲۔	المرأۃ العقول	سیّد مرتضیٰ عسکری
۶۳۔	الامام علیؑ	علامہ عبدالحمید مہاجر
۶۴۔	الذریعہ	آقائے بزرگ تہرانی
۶۵۔	اشقیائے فرات	سیّد فیض الحسن موسوی انبالوی
۶۶۔	الشہید المسموم فی تاریخ حسنؑ المعصوم	سیّد مظہر حسن سہار نپوری
۶۷۔	انساب العرب	ابنِ حزم الاندلسی
۶۸۔	الدّمعۃ الساکبہ (اوّل)	آقائے محمد باقر دھدشتی
۶۹۔	الدّمعۃ الساکبہ (دوم)	آقائے محمد باقر دھدشتی

Presented by Ziaraat.Com

۷۰۔	ابصار العین فی انصار الحسین	علّامہ شیخ محمد نجفی
۷۱۔	انتخاب مصائب	علی شرف الدّین
۷۲۔	سیرت اَئمّہ اہلِ بیتؑ (اوّل)	ہاشم معروف حسنی
۷۳۔	احسن المقال (دوم)	شیخ عباس قمّی
۷۴۔	اصحاب الیمین	علّامہ حسین بخش
۷۵۔	امام حسنؑ	مولانا آغا مہدی لکھنوی
۷۶۔	امام حسنؑ	مولانا محمد تقی
۷۷۔	الرّفیع الظّامی	مولانا وصی نجفی
۷۸۔	اُمّ البنینؑ	سیّد ضمیر اختر نقوی
۷۹۔	آئمّۂ اہلِ بیتؑ	محمد جمیل احمد
۸۰۔	آئمّۂ اثناعشر	مولانا سیّد علی حیدر
۸۱۔	آنسو	فدا بی۔ اے
۸۲۔	ایران کی شہزادی جناب شہربانوؑ	علامہ سیّد ضمیر اختر نقوی
۸۳۔	اُمّ البنین	علامہ سیّد ضمیر اختر نقوی
۸۴۔	احسان اور ایمان(عشرۂ مجالس)	علامہ سیّد ضمیر اختر نقوی
۸۵۔	اردو غزل اور کربلا	علامہ سیّد ضمیر اختر نقوی
۸۶۔	امام اور اُمت (عشرۂ مجالس)	علامہ سیّد ضمیر اختر نقوی
۸۷۔	امام حسن کی فتح اور خدا کے دشمن کی شکست	علامہ سیّد ضمیر اختر نقوی

Presented by Ziaraat.Com

(حرف ....ب)		
۸۸۔	بحار الانوار	علّامہ مجلسی
۸۹۔	بشارۃ المصطفی لشیعۃ المرتضی	ابوالقاسم الطبری شیعی
۹۰۔	بصائر الدرجات	الصفّار القمی
۹۱۔	بلاغات النساء	احمد ابن ابی طاہر، (ابن طیفور)
۹۲۔	البدایۃ و نہایۃ	علّامہ ابن کثیر الدمشقی
۹۳۔	البیان والتعریف	علامہ ابن حمزہ الحسینی الدمشقی
۹۴۔	بحور الغمہ	علامہ محمد علی لکھنوی
۹۵۔	بحر المصائب	مولوی سیّد امداد علی الواسطی
(حرف ....پ)		
۹۶۔	پورِ بتولؑ	ترجمہ: تاریخ ابنِ کثیر
(حرف ....ت)		
۹۷۔	تفسیر فرات الکوفی	ابراھیم بن فرات الکوفی
۹۸۔	تاویل الایات الظاھرہ	سید شرف الدین حسینی نجفی
۹۹۔	تفسیر نمونہ	آیۃ اللہ العظمی مکارم شیرازی
۱۰۰۔	تفسیر نیشاپوری	نیشاپوری
۱۰۱۔	تفسیر نور الثقلین	الحویزی
۱۰۲۔	تفسیر المیزان	علّامہ طباطبائی

Presented by Ziaraat.Com

۱۰۳۔	تفسیرابن عباس	ابن عباس
۱۰۴۔	تفسیر طبری	ابن جعفر الطبری
۱۰۵۔	تفسیر ابن ابی حاتم	ابن ابی حاتم
۱۰۶	تفسیر الکشاف	جار اللّٰہ زمخشری
۱۰۷۔	تفسیر قرطبی	ابی عبداللّٰہ القرطبی
۱۰۸۔	تفسیر مجمع البیان	امین الاسلام الطبرسی
۱۰۹۔	تفسیر الکبیر	فخر رازی
۱۱۰۔	تفسیر القمی	علی بن ابراھیم قمی
۱۱۱۔	تفسیر ثعلبی	ابواسحاق ثعلبی
۱۱۲۔	تفسیر الماوردی	ابی الحسن الماوردی البصری
۱۱۳۔	تفسیر ابوالفتوح رازی	ابوالفتوح رازی
۱۱۴۔	تفسیر امام حسن عسکری	حضرت عسکری
۱۱۵۔	تفسیر البرھان	علّامہ سیّد ھاشم بحرانی
۱۱۶۔	تفسیر درّ المنثور	سیوطی
۱۱۷۔	تفسیر کنز الدقائق	میرزا محمّد المشھدی
۱۱۸۔	تفسیر صافی	مُلا محسن فیض کاشانی
۱۱۹۔	تفسیر عیاشی	محمّد بن مسعود عیاشی
۱۲۰۔	تفسیر المنار	محمّد رشید رضا
۱۲۱۔	تفسیر نور	محسن قرائتی

www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina
Presented by Ziaraat.Com

۱۲۲۔	تفسیر مراغی	مراغی
۱۲۳۔	التوحید	صدوق
۱۲۴۔	تذکرۃ الحفاظ	سیوطی
۱۲۵۔	تذکرۃ الخواص	سبط بن جوزی
۱۲۶۔	تاریخ یعقوبی	یعقوبی
۱۲۷۔	تاریخ طبری	طبری
۱۲۸۔	تھذیب الاحکام	شیخ الطائفہ (الطوسی)
۱۲۹۔	تذھیب التھذیب	علام ذھبی
۱۳۰۔	تھذیب التذھیب	ابن حجر
۱۳۱۔	تاج العروس	زبیدی
۱۳۲۔	تاریخ الامم والملوک	طبری
۱۳۳۔	تاریخ بغداد	حافظ ابوبکر الشافعی
۱۳۴۔	تاریخ الکبیر	ابن عساکر
۱۳۵۔	ترتیب الامالی	محمّد جواد المحمودی
۱۳۶۔	تورات	کتاب آسمانی
۱۳۷۔	تاریخ خطیب بغدادی	خطیب بغدادی
۱۳۸۔	تھذیب الکمال	حافظ جمال الدین یوسف مزّی
۱۳۹۔	تاریخ الائمۃ	ابی الثلج بغدادی
۱۴۰۔	التذکرۃ	علّامہ حلّی

Presented by Ziaraat.Com

۱۴۱۔	التعلیقات	آقا جمال خوانساری
۱۴۲۔	تجلی ولایت در آیہ تطہیر	آیۃ اللہ جوادی آملی
۱۴۳۔	تاریخ اسلام	علّامہ ذہبی
۱۴۴۔	تاریخ الخلفاء	علّامہ سیوطی
۱۴۵۔	تاریخ الخمیس	علامہ قاضی شیخ حسین المالکی
۱۴۶۔	تحفۃ الواعظین	محمّد حسن شہیدی
۱۴۷۔	تلخیص المستدرک	حاکم نیشاپوری
۱۴۸۔	تذکرۃ الائمۃ	محمد باقر رشتی
۱۴۹۔	تحفۃ الذاکرین	کرمانشاہی
۱۵۰۔	تاریخ کا ایک المّیہ	سیّد شجاع الدین دہلوی
۱۵۱۔	تاریخ ابوالفدا	ابوالفدا ابن الوردی
۱۵۲۔	تاریخ الکامل	ابن اثیر جزری
۱۵۳۔	تاریخ یعقوبی	ابن واضح یعقوبی
۱۵۴۔	تاریخ الانساب	ابن قتیبہ
۱۵۵۔	تاریخ حسنؑ مجتبیٰ	خواجہ لطیف انصاری
۱۵۶۔	تاریخ آئمہ	مولانا سید علی حیدر
۱۵۷۔	تحفۃ السادات	سیّد افتخار علی شاہ
۱۵۸۔	تبلیغی مجالس	مولانا سیّد غلام مرتضیٰ
۱۵۹۔	توضیح عزا	علّامہ حسین بخش دہلوی

Presented by Ziaraat.Com

۱۶۰۔	تذکرۃ الخواص الامہ	علّامہ سبط ابن جوزی
۱۶۱۔	تذکرۃ المعصومین	علّامہ علی نقی جونپوری
۱۶۲۔	تذکرۃ الاطہار	علّامہ شیخ مفید
۱۶۳۔	تاریخ بنی ھاشم	ارتضیٰ بن رضا نواز پوری
۱۶۴۔	تذکرۃ شہادت	سیّد نسیم عبّاس نقوی
۱۶۵۔	تاریخ الائمّہ	سیّد وزیر حسین خاں
	(حرف.....ث)	
۱۶۶۔	ثمرات الاوراق	حموی
۱۶۷۔	ثواب الاعمال	صدوق
۱۶۸۔	الثغور الباسمہ	علامہ سیوطی
۱۶۹۔	الثاقب فی المناقب	ابن حمزہ
۱۷۰۔	ثمرات الاعواد	علی ابن حسین ھاشمی نجفی
	(حرف.....ج)	
۱۷۱۔	جامع الاصول	ابن اثیر
۱۷۲۔	جامع الصغیر	سیوطی
۱۷۳۔	جامع الاحادیث	جلال الدین السیوطی
۱۷۴۔	جواھر الکلام	الشیخ محمّد حسن النجفی
۱۷۵۔	جایگاہ بانوان د راسلام	آیۃ اللہ حسین نوری

Presented by Ziaraat.Com

۱۷۶۔	جامع الکبیر	سیوطی
۱۷۷۔	جامع عباسی	شیخ بھائی
۱۷۸۔	جوھر نضید	علامہ حلی
۱۷۹۔	جامع و تاریخ	آیة اللّٰہ مصباح یزدی
۱۸۰۔	جامع الاخبار	سبزواری
۱۸۱۔	جاھلیت واسلام	یحیی نوری
۱۸۲۔	جمع الفوائد	محمد بن سلیمان
۱۸۳۔	جالیة الکدر	عبدالھادی الابیاری
۱۸۴۔	جمع الوسائل	ملا علی القاری الھروی
۱۸۵۔	جواھر البحار	النبھانی البیرونی
۱۸۶۔	جامع التواریخ فی مقتل الحسینؑ	فیروز حسین ھاشمی
۱۸۷۔	جلاء العیون	علّامہ مجلسی
۱۸۸۔	جدید مرثیے	ڈاکٹرمسعود رضا خاکیؔ

(حرف.....چ)

۱۸۹۔	چودہ ستارے	مولانا نجم الحسن کراروی

(حرف.....ح)

۱۹۰۔	حلیة الاولیاء	ابو نعیم اصفھانی
۱۹۱۔	حق الیقین	مجلسی

Presented by Ziaraat.Com

۱۹۲۔	حلیۃ الابرار	علامہ سید ہاشم بحرانی
۱۹۳۔	حیات محمّد	محمّد علی سالمین
۱۹۴۔	حضرت محسن	محمّد باقر انصاری
۱۹۵۔	حیات الحیوان	دمیری
۱۹۶۔	حرقۃ الفواد	خراسانی
۱۹۷۔	حضرت اُم کلثومؑ	ڈاکٹر عطیہ بتول
۱۹۸۔	حضرت امام حسنؑ	مولوی سیّدظفر حسن نقوی
۱۹۹۔	حسنؑ ابنِ علیؑ	حکیم فیض عالم صدیقی
۲۰۰۔	حسنؑ کیست؟	فضل اللّٰہ کمپانی
۲۰۱۔	حضرت علی میدانِ جنگ میں	علامہ سیّد ضمیر اختر نقوی
۲۰۲۔	حدیثِ کربلا	علّامہ طالب جوھری

(حرف.....خ)

۲۰۳۔	الخرائج والجرائح	قطب الدین راوندی
۲۰۴۔	خلاصۃ الاذکار	فیض کاشانی
۲۰۵۔	الخصائص العلویّہ	نطنزی
۲۰۶۔	الخصائص	نسائی
۲۰۷۔	خصال صدوق	شیخ صدوق
۲۰۸۔	الخصائص القاطمیۃ	علامہ کجوری
۲۰۹۔	الخصائص	علامہ سیوطی

Presented by Ziaraat.Com

۲۱۰۔	خصائل	شیخ صدوق
۲۱۱۔	خلاصۃالمصائب	مولوی مرزا محمد ھادی لکھنوی
۲۱۲۔	خاندانِ عصمت	سیّد محمد تقی واردی
۲۱۳۔	خطیب آل محمدؐ (جلد اوّل)	مولانا اظہر حسن زیدی
	(حرف.....د)	
۲۱۴۔	دلائل الصدق	علامہ مظفّر
۲۱۵۔	دعائم الاسلام	قاضی نعمان مغربی
۲۱۶۔	دلائل الامامۃ	ابی جعفرمحمّد بن جریر الطبری
۲۱۷۔	دائرۃ المعارف قرن عشرین	محمّد فرید وجدی
۲۱۸۔	دائرۃ المعارف الشیعہ العامہ	علامہ اعلمی
۲۱۹۔	الدیانۃ	اسفراینی
۲۲۰۔	الدرّ النظیم	ابن حاتم الشامی
۲۲۱۔	الدمعۃ الساکبۃ	ملا محمّد باقر بہبہانی
۲۲۲۔	الدرر الکامنۃ	ابن حجر
	(حرف.....ذ)	
۲۲۳۔	ذکری الشیعہ	شہید اوّل
۲۲۴۔	ذخائر العقبی	محب الدین طبری
۲۲۵۔	ذکر المصائب	علّامہ میرزا محمد ھادی لکھنوی

Presented by Ziaraat.Com

۲۲۶۔	ذکر مظلوم	مولانا قائم مہدی بارہ بنکوی
۲۲۷۔	ذوالجناح	علّامہ سیّد ضمیر اختر نقوی
۲۲۸۔	ذوالفقار	علّامہ سیّد ضمیر اختر نقوی
	(حرف ......ر)	
۲۲۹۔	روضۃ الواعظین	شہید فتال نیشا پوری
۲۳۰۔	روضۃ المتقین	مولی محمّد تقی مجلسی
۲۳۱۔	رجال کشی	کشی
۲۳۲۔	روض الجنان	ابوالفتوح رازی
۲۳۳۔	ریاحین الشریعہ	محلاتی
۲۳۴۔	الریاض النضرۃ	محب الدین طبری
۲۳۵۔	روضات الجنات	محقق خوانساری
۲۳۶۔	رسالہ ید بیضاء	آیۃ اللّٰہ نہاوندی
۲۳۷۔	رہ آورد مبارزات حضرت زہرا	محمّد دشتی
۲۳۸۔	رشفۃ الصاوی	حضرمی شافعی
۲۳۹۔	رسالہ قیشری	ابوالقاسم قیشری
۲۴۰۔	ریاض القدس	قزوینی
۲۴۱۔	ریاض الاحزان	آقائے محمد حسن قزوینی
۲۴۲۔	ریاض القدس	آقائے صدرالدّین قزوینی
۲۴۳۔	ریاض المصائب	مولانا سیّد ریاض الحسن

Presented by Ziaraat.Com

۲۴۴۔	رسولؐ و اهلِ بیتؑ رسولؐ	علی الجعفری
۲۴۵۔	روضة الشهدا	ملّا حسین کاشفی

(حرف.....ز)

۲۴۶۔	زهرا برترین بانوی جهان	آیة اللّٰه مکارم شیرازی
۲۴۷۔	زندگانی حضرت زهرا	علامه مجلسی
۲۴۸۔	زندگانی فاطمه زهرا	سیّد جعفر شهیدی
۲۴۹۔	زینب الکبری	جعفر الربعی، معروف به نقدی
۲۵۰۔	زندگی حضرت زهرا	سید هاشم رسولی محلاتی
۲۵۱۔	زن در آئینه جلال و جمال	آیة اللّٰه جوادی آملی
۲۵۲۔	زندگانی حضرت فاطمه	شیخ عباس قمی
۲۵۳۔	زینت المجالس	مولوی محمد حسین
۲۵۴۔	زنانِ پیغمبرؐ اسلام	عماد زاده
۲۵۵۔	زینت المجالس	مولانا مجتبیٰ حسین نو گانوی
۲۵۶۔	زیارات	
۲۵۷۔	زیارتِ ناحیّه	مولانا سیّد محمد جعفر زیدی
۲۵۸۔	زُبدة المصائب	مولوی محمد عسکری

(حرف.....س)

۲۵۹۔	السیّدة زینبؑ	حسن قاسم مصری

Presented by Ziaraat.Com

نمبر	کتاب	مصنف
۲۶۰۔	سعد السعود	سیّد ابن طاووس
۲۶۱۔	سفینۃ البحار	محدّث قمی
۲۶۲۔	ستارگان درخشان	محمّد جواد نجفی
۲۶۳۔	سیرہ ابن ہشام	ابن ہشام
۲۶۴۔	سیرہ حلبی	حلبی
۲۶۵۔	سیری کوتاہ در زندگی حضرت زہرا	سجّادی
۲۶۶۔	سرور المومنین	شیخ محمّد علی کاظمینی
۲۶۷۔	سردارِ کربلاؑ	شیخ عباس اسماعیلی یزدی
۲۶۸۔	سوانحِ حضرت اُمِّ کلثومؑ	مولانا سید علی حیدر
۲۶۹۔	سبطِ اکبرؑ (امام حسنؑ)	محمد باقر الشریف القرشی
۲۷۰۔	سوانح امام حسنؑ	مولانا سیّد قائم مهدی لکھنوی
۲۷۱۔	سردارِ کربلا	علّامہ عباس اسماعیلی
۲۷۲۔	سراج النثر	مولانا نجم الحسن نثّار
۲۷۳۔	سیرتِ سیّد الشہداء (دوم)	عماد الدّین اصفہانی
۲۷۴۔	سوگنامہ آلِ محمدؐ	علّامہ محمدی اشتہاردی
۲۷۵۔	سوگنامہ آلِ محمدؐ	ریاض حسین جعفری

(حرف.....ش)

نمبر	کتاب	مصنف
۲۷۶۔	شرح نہج البلاغۃ	ابن ابی الحدید
۲۷۷۔	شرح نہج البلاغہ	شیخ محمّد عبدہ

www.Ziaraat.com Saheefa-e-Sakina

Presented by Ziaraat.Com

۲۷۸۔	شرح نهج البلاغة	(منهاج البراعة) الخوئی
۲۷۹۔	شرح نهج البلاغه	البحرانی
۲۸۰۔	شجرہ طوبیٰ	الشیخ محمد مهدی الحائری
۲۸۱۔	شواهد التنزیل	حاکم حسکانی
۲۸۲۔	شرح فصوص الحکم	علامہ قیصری
۲۸۳۔	شرح فص حکمة فاطمیة	علامہ حسن زادہ آملی
۲۸۴۔	الشیعه فی المیزان	محمّد جواد مغنیه
۲۸۵۔	شرح مناقب الائمه	محی الدین عربی
۲۸۶۔	شرح توحید صدوق	قاضی سعید
۲۸۷۔	شرح المصابیح	زین العرب
۲۸۸۔	شرح اصول کافی	صدر المتألهین
۲۸۹۔	شرح اصول کافی	محمّد صالح المازندرانی
۲۹۰۔	شرح المواهب	زرقانی
۲۹۱۔	الشرف المؤبد	علامہ النبهانی
۲۹۲۔	شرح الفقه الاکبر	علامہ علی بن سلطان محمد هروی
۲۹۳۔	شرح ثلاثیات مسند احمد	علامہ نابلسی
۲۹۴۔	شرح منظومہ سبزواری	حکیم سبزواری
۲۹۵۔	شرح خطبہ حضرت زهرا	زنجانی
۲۹۶۔	شهادتِ عظمیٰ	مولوی سیّد بو علی زیدی

Presented by Ziaraat.Com

۲۹۷۔	شفاء الصدور فی شرح زیارۃ العاشور	الحاج میرزا ابی الفضل الطهرانی
۲۹۸۔	شرح شافیہ	سید محمد ابن امیر الحاج الحسینی
۲۹۹۔	شهدائے آل ابوطالبؑ	مولانا سیّد محسن نواب رضوی
۳۰۰۔	شهزادۂ قاسمؑ	مولانا آغا مهدی لکھنوی
۳۰۱۔	شهیدِ انسانیت	مولانا علی نقی نقوی
۳۰۲۔	شهیدانِ کربلا	شیخ محمد مهدی شمس الدین
۳۰۳۔	سوانح حضرت فاطمہؑ	علامه سیّد ضمیر اختر نقوی
۳۰۴۔	شهزاده قاسم ابن حسنؑ (دو جلدیں)	علامه سیّد ضمیر اختر نقوی
۳۰۵۔	شهزاده قاسمؑ کی مهندی	علامه سیّد ضمیر اختر نقوی
۳۰۶۔	شهزاده علی اصغرؑ (سوانح)	علامه سیّد ضمیر اختر نقوی
۳۰۷۔	شهید علمائے حق	
۳۰۸۔	شعرائے اردو اور عشق علیؑ	علامه سیّد ضمیر اختر نقوی
۳۰۹۔	شاعرِ اعظم میرانیسؔ	علامه سیّد ضمیر اختر نقوی
۳۱۰۔	شهزادی زینبؑ اور تاریخ ملک شام	علامه سیّد ضمیر اختر نقوی

(حرف.....ص)

۳۱۱۔	الصواعق المحرقة	ابن حجر
۳۱۲۔	صحیح بخاری	ابو عبدالله بخاری
۳۱۳۔	صحیح مسلم	مسلم
۳۱۴۔	صحیح ترمذی	ترمذی

Presented by Ziaraat.Com

۳۱۵۔	صحیفۃ سجادیّہ	امام سجادؑ
۳۱۶۔	صحیح احمد بن حنبل	احمد بن حنبل
۳۱۷۔	صحیح ابن ماجہ	ابن ماجہ
۳۱۸۔	صراطِ النجات	میرزا جواد تبریزی
۳۱۹۔	صلحِ حسنؑ	محمد شریف
۳۲۰۔	صلح و جنگ	مولانا محمد محسن
۳۲۱۔	صلحِ حسنؑ	مرتضیٰ حسین فاضل

(حرف.....ط)

۳۲۲۔	الطراز المذھب	مظفری
۳۲۳۔	الطرائف	ابن طاؤوس
۳۲۴۔	الطبقات الکبری	ابن سعد
۳۲۵۔	طبقات الشافعیۃ الکبری	عبدالوھاب سُبکی
۳۲۶۔	طبقات ابن سعد	محمد بن سعد کاتب الواقدی

(حرف....ظ)

۳۲۷۔	ظلامات فاطمۃ الزھرا فی السنۃ والاراء	عبدالکریم عقیلی
۳۲۸۔	ظھور امام مھدی (عشرۂ مجالس)	علامہ سیّد ضمیر اختر نقوی

(حرف .....ع)

۳۲۹۔	علل الشرایع	شیخ صدوق

Presented by Ziaraat.Com

۳۳۰۔	عقد الفرید	ابن عبدربہ
۳۳۱۔	عوالم العلوم	البحرانی الاصفهانی
۳۳۲۔	عیون اخبار الرضا	شیخ صدوق
۳۳۳۔	عمدۃ النظر	علامہ سید ھاشم بحرانی
۳۳۴۔	عقدِ اُمّ کلثومؑ	محمد تقی رضا بدایونی
۳۳۵۔	عقدِ حضرت اُمّ کلثومؑ	مولانا سید علی حیدر
۳۳۶۔	عبرت المومنین	محمد جواد شبر
۳۳۷۔	عوالم العلوم	شیخ عبداللہ البحرانی اصفهانی
۳۳۸۔	عظمتِ آلِ محمدؐ	موسیٰ بیگ نجفی
۳۳۹۔	عظمتِ حضرتِ زینبؑ	علامہ سیّد ضمیر اختر نقوی
۳۴۰۔	عظمتِ صحابہ (عشرۂ مجالس)	علامہ سیّد ضمیر اختر نقوی
۳۴۱۔		

(حرف.....غ)

۳۴۲۔	الغدیر	علامہ امینی
۳۴۳۔	غایۃ المرام	علامہ سید ھاشم بحرانی
۳۴۴۔	غریب الحدیث	ابن جوزی
۳۴۵۔	غریب الحدیث	الھروی
۳۴۶۔	غمِ حسینؑ اورعزاداروں کی شفاعت	علامہ سیّد ضمیر اختر نقوی

Presented by Ziaraat.Com

(حرف ......ف)

۳۴۷۔	فضائل الاشهر الثلاثة	شیخ صدوق
۳۴۸۔	فاطمة الزهرا بهجة قلب المصطفی	الرحمانی الهمدانی
۳۴۹۔	فاطمه زهرا	علامه امینی
۳۵۰۔	فرائد السمطین	الحموینی
۳۵۱۔	فاطمة الزهرا فی دیوان الشعر العربی	مجموعه شعرا
۳۵۲۔	فاطمه زهرا	فضل اللّٰه کمپانی
۳۵۳۔	فردوس الاخبار	ابن شیرویه الدیلمی
۳۵۴۔	فضائل الخمسة من الصحاح الستة	علامه فیروز آبادی
۳۵۵۔	فاطمه زهرا من المهد الی اللحد	علامه القزوینی
۳۵۶۔	فاطمه زهرا از ولادت تا شهادت	ترجمه فریدونی
۳۵۷۔	فصول المهمة	ابن صبّاغ مالکی
۳۵۸۔	فرشة زمینی	حسینیان
۳۵۹۔	فاطمه زهرا در کلام اهل سنت	سید مهدی هاشمی
۳۶۰۔	فرهنگ معین	ڈاکٹر محمّد معین
۳۶۱۔	فضائل	ابن شاذان
۳۶۲۔	فاطمه گلواژه آفرینش	سید مجتبی برهانی
۳۶۳۔	فروغ ابدیت	سبحانی
۳۶۴۔	فاطمه بقیة النبوة	مظفّر حاجیان

Presented by Ziaraat.Com

۳۶۵۔ فلاح السائل	ابن طاووس
۳۶۶۔ فتوحات الرّبانیّة	صدیقی شافعی
۳۶۷۔ فضه همراز زهرا	محمد عابدی
۳۶۸۔ فرهنگ واژه ها	عبدالرسول بیات
۳۶۹۔ فتح الغزیر	شافعی
۳۷۰۔ فضائل سیدة النساء	عمر بن احمد شاهین
۳۷۱۔ الفتح الکبیر	الشیخ یوسف نبهانی
۳۷۲۔ الفتح البیان	علامه السید صدیق حسن خان
۳۷۳۔ فضائل البتول	ابوموسی
۳۷۴۔ فضه ره یافته کوی فاطمه	مریم صالحی منش

(حرف ......ق)

۳۷۵۔ قرة العین	فاضل تبریزی
۳۷۶۔ قادتنا کیف نعرفهم	آیة الله العظمی میلانی
۳۷۷۔ قاموس قرآن	سید علی اکبر قرشی
۳۷۸۔ قاموس المحیط	فیروز آبادی
۳۷۹۔ قبر گمشده	داود الهی
۳۸۰۔ قرب الاسناد	حمیری
۳۸۱۔ قاموس الرجال	علامه تستری
۳۸۲۔ قصص الانبیاء	قطب الدین راوندی

Presented by Ziaraat.Com

۳۸۳۔	قصه کربلا	حجة الاسلام علی نظری منفرد
۳۸۴۔	قمقام الزخار	فرهاد میرزا قاچاری
۳۸۵۔	قول جلی در حل عقدِ بنت علیؑ	علّامه محمد عباس مولوی فاضل
۳۸۶۔	قصص العلماء	فاضل تنکابنی
	(حرف ......ك)	
۳۸۷۔	كمال الدين و تمام النعمة	شیخ صدوق
۳۸۸۔	كشف الظنون	مصطفی بن عبدالله حلبی
۳۸۹۔	كشف الغمة فی معرفة الائمة	علامه اربلی
۳۹۰۔	کنز العمال	المتقی الهندی
۳۹۱۔	کافی شریف	کلینی
۳۹۲۔	کامل الزیارات	ابن قولویه
۳۹۳۔	کفایة الطالب	گنجی شافعی
۳۹۴۔	الکوثر فی احوال فاطمه	سید محمّد باقر موسوی
۳۹۵۔	کنز العرفان	فاضل مقداد
۳۹۶۔	کامل ابن اثیر	ابن اثیر
۳۹۷۔	کتاب الرجال کشی	محمد بن عبدالعزیز کشی
۳۹۸۔	کتاب الرجال نجاشی	احمد بن علی بن احمد بن عباس نجاشی
۳۹۹۔	کتاب الرجال طوسی	شیخ الطائفه محمد بن حسن طوسی
۴۰۰۔	کفایت الطالب فی مناقب علیؑ	سید احمد حسینی اردکانی

Presented by Ziaraat.Com

۴۰۱۔	کلامِ ضمیرؔ	علّامہ سیّد ضمیر اختر نقوی
	(حرف ......ل)	
۴۰۲۔	اللّعمة البیضاء	محمد علی انصاری
۴۰۳۔	الؤلؤة البیضاء	السید طالب الخرسان
۴۰۴۔	لسان المیزان	ابن حجر عسقلانی
۴۰۵۔	لھوف	سیّد ابنِ طاؤس
۴۰۶۔	لواعج الاحزان	مولوی سیّد محمد مھدی
	(حرف ......م)	
۴۰۷۔	مجمع النورین	سبزواری
۴۰۸۔	مفتاح البقاء	شھید خامس
۴۰۹۔	معارج النبوة	محمد معین
۴۱۰۔	المحجّة البیضاء	محسن الکاشانی
۴۱۱۔	مصنفات شیخ مفید	شیخ مفید
۴۱۲۔	مقتل الحسین	خوارزمی
۴۱۳۔	مرآة العقول	علامه مجلسی
۴۱۴۔	مرآة الجنان	یافعی
۴۱۵۔	من لا یحضرہ الفقیه	ابی جعفر الصدوق
۴۱۶۔	ملاذ الاخیار	علامه مجلسی

Presented by Ziaraat.Com

۴۱۷۔	مجمع الزوائد	علی بن ابی بکر الهیثمی
۴۱۸۔	مفردات الفاظ القرآن	راغب اصفهانی
۴۱۹۔	میزان اعتدال	ذهبی
۴۲۰۔	منتخب طریحی	طریحی
۴۲۱۔	المناقب	ابن شهر آشوب
۴۲۲۔	مقامع الفضل	علامه کرمانشاهی
۴۲۳۔	مستدرک الوسائل	محدث نوری
۴۲۴۔	منتخب کنزالعمال	متقی هندی
۴۲۵۔	مولد فاطمهؑ	ابن بابویه
۴۲۶۔	مهج الدعوات	سید بن طاووس
۴۲۷۔	معانی الاخبار	صدوق
۴۲۸۔	مصباح الزائر	سید بن طاووس
۴۲۹۔	مدینة المعاجز	محدث بحرانی
۴۳۰۔	مجمع البحرین	علامه طریحی
۴۳۱۔	مسند فاطمه	عطاردی
۴۳۲۔	المستدرک علی الصحیحین	الحاکم النیشابوری
۴۳۳۔	مسند احمد	احمد بن حنبل
۴۳۴۔	مجمع النورین و ملتقی البحرین	ابوالحسن نجفی
۴۳۵۔	مناقب فاطمی در شعر فارسی	احمدی بیرجندی

www.ziaraat.com Sabeel-e-Sakina

Presented by Ziaraat.Com

۴۳۶۔	موسوعة المصطفى	الشاکری
۴۳۷۔	مصباح الانوار	هاشم بن محمد
۴۳۸۔	مفتاح الفلاح	شیخ بهائی
۴۳۹۔	معالی السبطین	محمد مهدی حائری
۴۴۰۔	مجموعه مقالات الزهراء	حسینی نهاوندی
۴۴۱۔	مشکات المصابیح	الخطیب التبریزی
۴۴۲۔	مروج الذهب	مسعودی
۴۴۳۔	منتخب التواریخ	خراسانی
۴۴۴۔	مرآة الانوار و مشکوة الاسرار	العاملی
۴۴۵۔	المنتهی	علامه حلّی
۴۴۶۔	مزار	ابن معیّة
۴۴۷۔	مستدرك سفینة البحار	نمازی شاهرودی
۴۴۷۔	مشارق انوار الیقین فی اسرار امیر المومنین	الحافظ البرسی
۴۴۹۔	معجم رجال الحدیث	الخوئی
۴۵۰۔	منهاج السّنة	ابن تیمیّه
۴۵۱۔	میزان الحکمة	ری شهری
۴۵۲۔	المسطرفات السرائر	ابن ادریس حلّی
۴۵۳۔	مفتاح الکنوز	سید میرزا رفیع الدین طباطبائی
۴۵۴۔	میزان الموازین فی امر الدین	حاج علی نجف خان خوئی

www.ziaraat.com
Sakeel-e-Sakina

Presented by Ziaraat.Com

۴۵۵۔	منتقی الجمان	جمال الدین ابن شہید ثانی
۴۵۶۔	مشرق الشّمین	بہاء الدین عاملی
۴۵۷۔	مودۃ القربی	الحویزی
۴۵۸۔	مصباح کفعمی	الکفعمی
۴۵۹۔	المنجد	لویس معلوف یسوعی
۴۶۰۔	موسوعۃ المصطفی	حسین الشاکری
۴۶۱۔	مناقب	ابن مغازلی
۴۶۲۔	مناقب المرتضویہ	محمد صالح الکشفی
۴۶۳۔	میزان الاعتدال	دمشقی
۴۶۴۔	مناقب	احمد بن حنبل
۴۶۵۔	مسند طیالسی	طیالسی
۴۶۶۔	معجم صغیر	طبرانی
۴۶۷۔	معجم کبیر	طبرانی
۴۶۸۔	موالید الائمۃ و وفیا تھم	ابن خشاب
۴۶۹۔	مصباح المتہجّد	شیخ طوسی
۴۷۰۔	منجد الطلاب	ترجمہ محمّد بندر ریگی
۴۷۱۔	مشکل الآثار	طحاوی
۴۷۲۔	مصابیح السنّۃ	بغوی
۴۷۳۔	المناقب	علامہ عبداللہ الشافعی

Presented by Ziaraat.Com

۴۷۴۔	المسند	ابو داود الطیالسی
۴۷۵۔	مفتاح النجا	البدخشی
۴۷۶۔	المختار فی مناقب الاخیار	علامہ مجدالدین بن اثیر الجزری
۴۷۷۔	مشارق الانوار	شیخ حسن حمزاوی مالکی
۴۷۸۔	مودۃ القربی	الھمدانی العلوی الحسینی
۴۷۹۔	موسوعة آل النبی	الدکتورہ عایشہ بنت الشاطی
۴۸۰۔	مکاشفة القلوب	علامہ غزالی
۴۸۱۔	معالم التنزیل	حافظ ابومحمد البغوی الشافعی
۴۸۲۔	معالم العترة النبویّہ	الحافظ عبدالعزیز الجنابذی
۴۸۳۔	مجالس المتقین	شھید ثالث
۴۸۴۔	مثنوی	مولوی رومی
۴۸۵۔	مفاتیح الجنان	شیخ عباس قمی
۴۸۶۔	مکارم الاخلاق	طبرسی
۴۸۷۔	مقتل الحسین	مقرم
۴۸۸۔	مقتل	معین الدین ھندی
۴۸۹۔	مھیج الاحزان	فاضل یزدی
۴۹۰۔	محرق القلوب	فاضل نراقی
۴۹۱۔	المجالس الفاخرة	شرف الدین عاملی
۴۹۲۔	مثیر الاحزان	شیخ شریف الجواھری

Presented by Ziaraat.Com

۴۹۳۔	مصباح الحرمین	عبدالجبار شکوری
۴۹۴۔	مقتل	ابن عصفور بحرانی
۴۹۵۔	مقتل	حسن بن سلیمانی شویکی
۴۹۶۔	مقتل	محمد بن حسن حر عاملی
۴۹۷۔	مقتل	شهاب الدین عاملی
۴۹۸۔	المائتین فی مقتل الحسین	علامه غلام حسنین کنتوری
۴۹۹۔	مرأة الانوار	ابوالحسن الشریف
۵۰۰۔	مجالس المتقین	برغانی
۵۰۱۔	مقتل	محمد بن ابی طالب
۵۰۲۔	مسافرهٔ شام	علامه محمد حسین النجفی
۵۰۳۔	موسوعة الشهادة المعصومین	مقتل خوارزمی
۵۰۴۔	مجالس السنیه	ابن نما حلی
۵۰۵۔	مصارع الشهداء و مقاتل السعداء	سیّد محسن الامینی
۵۰۶۔	مَروج الذهب (تاریخِ مسعودی)	شیخ سلمان ابن عبدالله آل عصفور
۵۰۷۔	مقتل ابی مخنف	لوط بن یحییٰ
۵۰۸۔	معجم الرجال طوسی	آیت الله ابوالقاسمؒ خوئی
۵۰۹۔	معجم الرجال الحدیث	آیت الله ابوالقاسم خوئی
۵۱۰۔	مقتل الحسینؑ	ابوالموئد المرفق بن احمد مکّی
۵۱۱۔	مقاتل الطالبین	ابوالفرج اصفهانی

Presented by Ziaraat.Com

۵۱۲۔	مناقب آل ابی طالب	محمد بن علی بن شهر آشوب
۵۱۳۔	مثیر الاحزان	شیخ نجم الدین (ابن نما) حلّی
۵۱۴۔	مجالس امام حسینؑ	محمد حسین لکھنوی
۵۱۵۔	مہیج الاحزان	علّامہ حسن یزدی
۵۱۶۔	مجالس المنتظرین (جلد دوم)	سیّد جعفر الزّمان نقوی
۵۱۷۔	مثالی خواتین	ڈاکٹر احمد بهشتی
۵۱۸۔	مجالس المنتظرین (جلد سوم)	سیّد جعفر الزّمان نقوی
۵۱۹۔	منتخب التواریخ (جلد۔۱)	محمد ہاشم بن محمد علی مشہدی
۵۲۰۔	منتخب التواریخ (جلد۔۲)	محمد ہاشم بن محمد علی مشہدی
۵۲۱۔	مقتلِ حسینؑ	شیخ مفید
۵۲۲۔	معیار مودّت	سیّد یارشاہ نجفی
۵۲۳۔	معراج المجالس	مولانا سبط حسن لکھنوی
۵۲۴۔	معجزاتِ آلِ محمدؐ (حصہ دوم)	سیّد ہاشم البحرانی
۵۲۵۔	مجالس عظیم	مولانا سیّد کلب عابد مجتهد
۵۲۶۔	مجالس الشیعہ	مولانا سیّد کلب حسین مجتهد
۵۲۷۔	مجالس امام حسینؑ	شیخ جعفر شوستری
۵۲۸۔	معالی السبطینؑ (حصہ اوّل)	آقائے مهدی مازندرانی
۵۲۹۔	مختار آل محمدؐ	مولانا نجم الحسن کراروی
۵۳۰۔	مجالس الشیعہ	مولانا سیّد تقی لکھنوی

Presented by Ziaraat.Com

۵۳۱۔	مصائب الشهد ا	مولانا آغا نجف علی
۵۳۲۔	مفتاح الجنّه	محمد بن محمد الشهیر زنجانی
۵۳۳۔	مجالسِ علویه	مولوی میر سیّد علی لکھنوی
۵۳۴۔	مقتلِ سادات (حصه اوّل)	منیر زیدی الواسطی
۵۳۵۔	مقتلِ سادات (حصه دوم)	منیر زیدی الواسطی
۵۳۶۔	مفتاح المجالس (اوّل)	مولانا سیّد اکبر مهدی سلیم جرولی
۵۳۷۔	مجالسِ عزائے بنتِ زهراًؑ	مولانا شیخ شبیر نجفی
۵۳۸۔	معراجِ خطابت (مجموعه مجالس)	علامه سیّد ضمیر اختر نقوی
۵۳۹۔	مجالسِ محسنه	علامه سیّد ضمیر اختر نقوی
۵۴۰۔	معجزه اور قرآن (عشره مجالس)	علامه سیّد ضمیر اختر نقوی
۵۴۱۔	معصوموں کا ستاره	علامه سیّد ضمیر اختر نقوی
۵۴۲۔	مجالسِ ترابی	علامه سیّد ضمیر اختر نقوی
۵۴۳۔	میرزا فصیحؔ کے مرثیے (قلمی)	میرزا فصیحؔ
۵۴۴۔	میر ضمیرؔ کے مرثیے (قلمی)	میر ضمیرؔ
۵۴۵۔	مراثیِ دلگیرؔ (چار جلدیں)	میاں دلگیرؔ
۵۴۶۔	مراثیِ مونسؔ (چھ جلدیں)	میر مونسؔ
۵۴۷۔	مراثیِ انیسؔ (چھ جلدیں)	میرانیسؔ
۵۴۸۔	مرزا دبیرؔ کے مرثیے (۲۵جلدیں)	مرزا دبیرؔ
۵۴۹۔	مرزا اوجؔ کے مرثیے (قلمی)	مرزا اوجؔ

Presented by Ziaraat.Com

۵۵۰۔	میر جلیسؔ کے مرثیے (قلمی)	میر جلیسؔ
۵۵۱۔	میرزا عشقؔ کے مرثیے (قلمی)	میرزا عشقؔ
۵۵۲۔	میرزا تعشقؔ (قلمی)	میرزا تعشقؔ

(حرف .....ن)

۵۵۳۔	نزهة المجالس	شیخ عبدالرحمن صفوری
۵۵۴۔	نور الابصار	شبلنجی
۵۵۵۔	النفحات القدسیة	السید عبدالرزاق کمونه
۵۵۶۔	نوادر الاخبار	فیض کاشانی
۵۵۷۔	نهج الحق	علامه حلّی
۵۵۸۔	ناسخ التواریخ	محمّد تقی سپهر، لسان الملك
۵۵۹۔	النهایة	ابن أثیر
۵۶۰۔	نفحات الانس	جامی
۵۶۱۔	نهایة	شیخ طوسی
۵۶۲۔	نظم درالسمطین	زرندی
۵۶۳۔	نوادر الاخبار	فیض کاشانی
۵۶۴۔	نگاهی بر زندگی حضرت فاطمهؑ	محمد محمدی اشتهاردی
۵۶۵۔	نزهة الابرار و منار الانظار	علامه سید هاشم بحرانی
۵۶۶۔	نهایه	ابن اثیر جزری
۵۶۷۔	نور العینین فی مشهد الحسینؑ	ابواسحاق اسفرائنی

Presented by Ziaraat.Com

۵۶۸۔	نہر المصائب (چار جلدیں)	آخوند مرزا قاسمؒ علی
۵۶۹۔	نزہت المصائب (اوّل)	اخوند مرزا قاسمؒ علی
۵۷۰۔	نسب بنی ہاشم	جمیل ابراھیم حبیب
۵۷۱۔	نصیر المجالس	علّامہ نصیر الاجتہادی
۵۷۲۔	نفس المھموم	شیخ عباس قمّی
۵۷۳۔	نوادراتِ مرثیہ نگاری	علّامہ سیّد ضمیر اختر نقوی
	(حرف.....و)	
۵۷۴۔	وسائل الشیعہ	شیخ حرّ عاملی
۵۷۵۔	الوافی	فیض کاشانی
۵۷۶۔	وفات الصدیقۃ الزھراؑ	علامہ مقرم
۵۷۷۔	وفیات الاعیان	ابن خلکان
۵۷۸۔	واعلموا انّی فاطمۃ(دس جلدیں)	حمید مہاجر
۵۷۹۔	وسیلۃ الدارین فی رثاء الحسین	معاصرین شعراء نجف
۵۸۰۔	ولایتِ علیؑ (عشرۂ مجالس)	علّامہ سیّد ضمیر اختر نقوی
	(حرف...ہ)	
۵۸۱۔	ھدیۃ العارفین	اسماعیل پاشا
۵۸۲۔	ھزار و یک نکتہ	آیت اللہ حسن زادہ آملی
۵۸۳۔	ھزار و یک کلمہ	آیت اللہ حسن زادہ آملی

Presented by Ziaraat.Com

۵۸۴۔	ہدایۃ الکبری	الخصیبی
۵۸۵۔	ہدایۃ الامامۃ	شیخ حرّ عاملی
۵۸۶۔	ہماری شہزادیاں	محمودہ نسرین

(حرف......ی)

۵۸۷۔	ینابیع المودۃ	القندوزی الحنفی
۵۸۸۔	یک آسمان پروانہ	کمال السیّد
۵۸۹۔	یاس کبود	مجاھدی

www.ziaraat.com Sabeel-e-Sakina

Presented by Ziaraat.Com

علاّمہ ڈاکٹر سیّد ضمیر اختر نقوی:

نوحہ وفاتِ جنابِ اُمِّ کلثومؑ

شہزادیٔ کلثومؑ نے دنیا سے قضا کی ، وا حسرت و دردا
رخصت ہوئی دنیا سے محمدؐ کی نواسی، وا حسرت و دردا

لاشے پہ چلی آئیں ہیں خود فاطمہ زہرؑا، کرتی ہوئی گریہ
رو رو کے فغاں کرتی ہیں ہے ہے میری پیاری، واحسرت و دردا

حوریں بھی چلی آئی ہیں کرتی ہوئی ماتم، اک حشر ہے پیہم
احمد کی دُلاری سوئے فردوس سدھاری، وا حسرت و دردا

سیدانیاں ہیں خاک بسر رنج والم سے، بے حال ہیں بچے
ہلتی ہے زمیں ہوتی ہے جب گریہ وزاری، واحسرت و دردا

ہے حیدرِ کرار کے ہونٹوں پہ یہ نوحہ، دل روتا ہے میرا
کس عالمِ غربت میں رہی ہے مری بچی وا حسرت و دردا

Presented by Ziaraat.Com

شبیرؑ کے غم میں رہی جب تک رہی زندہ، کرتی رہی نوحہ
شبیرؑ کا ماتم کیا اور دنیا سے گزری ، وا حسرت و دردا

ناگاہ صدا قبرِ پیمبرؐ سے یہ آئی ، اے غم کی ستائی
دنیا تجھے راس آئی نہ نانا کی فدائی ، وا حسرت و دردا

دنیا میں قیامت ہے بپا حشر کے جیسی ، آفت ہے یہ کیسی
چھائی ہے گھروں میں بنی ہاشم کے اُداسی ، واحسرت و دردا

ہر سُو ہے ضمیر آج عجب شیون و گریہ ، سُن کر ترا نوحہ
بھائی کی عزادار نے دنیا سے قضا کی وا حسرت و دردا

www.Ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina

Presented by Ziaraat.Com

علامہ ڈاکٹر سیّد ضمیر اختر نقوی کی معرکتہ الآرا کتاب شائع ہو گئی ہے

شہزادہ قاسمؑ کی مہندی

علامہ ڈاکٹر سیّد ضمیر اختر نقوی

www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina

Presented by Ziaraat.Com